مقدمات

مقدمہ

عالی جناب سیکریٹری جنرل منظمۃ التعاون الاسلامی

سید حسین ابراہیم طٰہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله وصحبه أجمعين، و بعد :

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کو منظمہ تعاون الاِسلامی کے اہم ترین ذیلی شعبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ نیز منظمۃ کے ممبر ممالک اور عالمِ اسلامی سے باہر مسلمان سوسائٹیوں میں مجمع الفقہ الاِسلامی کو اولین فقہی حوالے کے طور پر معتبر مانا جاتا ہے۔

تقریبا چار دہائیوں تک مجمع نے اسلامی مکاتب فکر کے درمیان متفقہ بے داغ قراردادوں کے ذریعے اس زمانے کے مسائل اور اس کی آفات کے شرعی احکام بیان کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ نیز مجمع اس بات پر بھی قادر رہا ہے کہ معاصر زندگی کی پیشرفتوں اور تبدیلیوں کے ساتھ قدم ملا کر چلے، اور اس کے لئے ایسے اجتماعی اجتہاد کو بروئے کار لائے جس میں- اللہ تعالیٰ کے بعد- انسانی علم کے مختلف شعبوں کے ماہرین سے مدد لی گئی ہو، اور یہ عقیدے کے اصولوں سے رہنمائی لیتے ہوئے اور شریعتِ اسلامیہ میں موجود ان ابدی تعلیمات کی بنیاد پر تھا جو ہر دور اور شہر میں انسان کے لئے بھلائی اور سعادت حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اپنے قیام سے لے کر اب تک اکیڈمی نے اعتدال پسندی، ایک دوسرے کو قبول کرنے اور جنونیت، شدت پسندی اور انتہاپسندی کو مسترد کرنے کی اقدار کو استوار رکھا ہے۔

چنانچہ یہ قابلِ قدر کتاب جن ممتاز اور مربوط قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل ہے وہ درحقیقت ان نتائج کا خلاصہ ہے جس تک امتِ اسلامیہ کے بہترین فقہاء اور ماہرین مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کے دوسرے اجلاس سے بچیسویں اجلاس (۱۴۰۶ھ-۱۴۴۴ھ / ۱۹۸۵ء-۲۰۲۳ء) کے دوران پہنچے ہیں۔ نیز یہ کتاب شریعتِ اسلامیہ کے فقہاء اور علومِ انسانیہ کے میدان کے ماہرین کے مابین باہم ربط وتعاون کا بھی ثمرہ ہے۔

مجمع کی ان قراردادوں اور سفارشات کے یہ مبارک ایڈیشن پیش کرتے ہوئے میں مجمع کے اراکین کی جانب سے نیابۃً اور اپنی جانب سے اصالۃً خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز آل سعود - ایدہ اللہ- اور ان کے امانت دار ولی عہد شہزادہ محمد سلمان بن عبد العزیز آل سعود- حفظہ اللہ- کا مجمع کی ابتداء سے اب تک شفیق نگہبانی اور فراخدلانہ مدد کرنے

پر تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اور اس مملکت اور تمام اسلامی ممالک اور اسلامی معاشروں کے لئے امن وامان اور خوشحالی کی نعمت کو برقرار رکھے۔

میں اپنے عزیز بھائی شیخ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید، چیئرمین مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، رائل کورٹ کے مشیر، ھیئۃ کبار العلماء کے رکن، مسجدِ حرام کے امام وخطیب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مجمع اکیڈمی کے اُمور سے متعلق بابرکت کاوشیں کیں اور انتھک علمی نگرانی فرمائی۔ میں مجمع کے ممبران، اسلامی ممالک کے نمائندگان اور اس کے ممتاز ماہرین کا بھی تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجمع کی مسلسل معاونت فرمائی۔

آخر میں مَیں مجمع کے سیکرٹری جنرل، اپنے عزیز بھائی عزت مآب پروفیسر ڈاکٹر قطب مصطفیٰ سانو کو مجمع کے جنرل سیکرٹریٹ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد اس مختصر عرصے میں اس بہترین کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

واللہ الموفق

سید حسین ابراہیم طٰہ

مقدمہ

عالی جناب رئیس مجمع الفقہ الاسلامی

شیخ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید

مشیر رائل کورٹ

رکن ھیئۃ کبار العلماء

امام وخطیب مسجد حرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اہلِ علم کی شان اور اہلِ ایمان کے مراتب بلند کئے، اور انہیں ایسے ائمہ بنایا جو قرآن اور مخلوقات میں سب سے بہتر ﷺ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین کے طریقے کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بندوں کی رہنمائی کریں۔

وبعد:

یہ جاننا چاہئے کہ یہ انسان کی سعادت ہے کہ اسے دین کی سمجھ ہو، اور وہ دین پر عمل کرنے والا ہو۔ بلکہ بھلائی اور خیر کے پالینے کی علامت یہ ہے کہ تفقہ فی الدین حاصل ہو اور دین پر اخلاص کے ساتھ رب العالمین کی خاطر عمل کیا جائے۔ اسی بناء پر حضرت محمد ﷺ نے یہ فرمایا کہ: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے (بخاری ومسلم)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کی سمجھ ایسی چیز ہے جس سے احکامِ شرعیہ اور مقاصدِ دینیہ کی معرفت، حلال وحرام کے مابین تمیز، واجبات وحقوق کی درست طریقہ کے مطابق ادائیگی کا حصول ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان کو عطا کردہ بے عیب فہم کی نعمت کو گنواتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: **فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا(الأنبياء ٧٩)**. ترجمہ: "چنانچہ اس فیصلے کی سمجھ ہم نے سلیمان کو دے دی، اور (ویسے) ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور علم عطا کیا تھا"۔ ترقی کے تسلسل، تغیرات کی تیز رفتاری، پے در پے پیش آمدہ تبدیلیوں اور تخصصات کے باہم تداخل کی رعایت رکھتے ہوئے، نیز اس ضرورت کی بناء پر کہ آفات اور واقعات کے شرعی احکام کو واضح کیا جائے، اور اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ایسے اجتماعی اجتہاد کا سہارا لینے کی بہت اہمیت ہے جس میں فقہاءِ شریعت کا ماہرین کے ساتھ رابطہ ہو، اور جس میں علماء ان افراد کے ساتھ مکالمہ کریں جو (عملی) تجربہ رکھتے ہوں۔ اسی بناء پر مجمع الفقہ الاسلامی الدولی نے اپنے قیام کے بعد سے اب تک ایک طرف مکاتبِ فکر کے فقہاء کے باہمی ربط کی کوشش کی اور دوسری طرف فقہاء، ماہرین اور مختصین کے درمیان ہم آہنگی اور انضمام کی کوشش کی ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں کہ اس مبارک علمی محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ زمانے کے مختلف مسائل اور نت نئے پیش آمدہ حالات وواقعات سے متعلق کل دو سو پچپن قراردادیں جاری ہوئیں۔ یہ قراردادیں اور سفارشات اپنی درستگی، منضبط ہونے اور مضبوطی کے اعتبار سے امتیازی خصوصیت رکھتی ہیں، اس لئے کہ مجمع مختلف موضوعات ومسائل کو حل

کرتے ہوئے نئے پیش آمدہ مسائل وواقعات میں غور وفکر اور اجتہاد کے فقہاء کے اسلوب کی اتباع کرتا ہے۔ یہ غور وفکر اس پر مشتمل ہے کہ کسی مسئلہ کا ادراک کیا جائے، اس کی تکییفِ فقہی کی جائے، پھر استدلال کے اصول و قواعد کو عمل میں لایا جائے تاکہ اس پر مسئلہ مبنی کیا جاسکے اور استنباط ہوسکے، اس کے بعد حکمِ شرعی کو اس واقعہ پر منظم علمی طریقہ کار کے مطابق منطبق کیا جائے۔

مجمع کی یہ قراردادیں اور سفارشات اس اعتبار سے بھی ممتاز ہیں کہ یہ قراردادیں اسلامی ممالک اور شہروں کے فقہاء کے درمیان متفق علیہ اور مقبول ہیں، جس نے ان قراردادوں کو عالمِ اسلام کے اندر اور باہر مسلمانوں کے لئے ایک اہم فقہی مرجع کی حیثیت دے دی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک اور غیر اسلامی ممالک میں موجود یونیورسٹیوں، اداروں، کالجوں اور مراکز میں موجود اصحابِ فضیلت، شیوخ، شریعت اور دراساتِ اسلامیہ کے علماء یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قراردادیں اور سفارشات اور بیانات کا اہتمام کرنا اہم ہے، اور یہ قرارات ان امور میں شامل ہیں جن کا پڑھنا اور ان پر مطلع ہونا ان کے طلبہ کے لئے اہم ہے تاکہ طلبہ نظریاتی علمی فقہ، عملی تطبیقی فقہ اور اس اجتماعی اجتہاد کے نتائج کے ذریعے احکام کو مستنبط کرنے کے طریقوں کی تربیت کو جامع ہوں۔ علمی اعتبار سے یہ بھی بہت اہم ہے کہ ان قراردادوں وسفارشات میں مذکور نصوصِ شرعیہ اور فقہی اصول و قواعد محفوظ کئے جائیں اور اس میں مجمع کے مجلہ میں شائع ہونے والے مکالمات بھی شامل کئے جائیں۔

مجمع اس بات پر مسرور ہے کہ وہ اپنی کونسل کی دوسری مجلس سے آخری پچیسویں مجلس (۱۴۰۶ھ-۱۴۴۴ھ / ۱۹۸۵ء-۲۰۲۳ء) تک کی تمام قراردادوں، سفارشات اور بیانات کا یہ نیا نظر ثانی شدہ ایڈیشن پیش کررہا ہے۔

میں اس مبارک موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مالی اور معنوی تائید و نصرت کی تعریف کرتا ہوں جو مسلم دنیا کے قائدین نے مجمع کو مہیا کی، تاکہ اسلام اور پوری دنیا کے مسلمانوں کی خدمت کرتے ہوئے مجمع اپنا مشن پورا کرے، اپنے مقاصد حاصل کرے اور اپنے منصوبوں کی تنفیذ کرے۔

میں میزبان ملک، مملکت عربیہ سعودیہ کی طرف سے اس فراخدلانہ سرپرستی کا بھی شکرگذار ہوں جس سے مجمع مستفید ہوتا رہا ہے، اور یہ سرپرستی خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز السعود -وفقہ اللہ- اور ان کے ولی عہد پرنس محمد بن سلمان بن عبد العزیز السعود -رعاہ اللہ- کی قیادت میں کی گئی۔ میں منظمۃ التعاون الاسلامی کے سیکریٹری

جنرل سید حسین ابرہیم طہٰ کا بھی شکر گذار ہوں، جنہوں نے مجمع کے تمام افعال اور پروگراموں میں مجمع کی مدد جاری رکھی۔

میں دنیا سے رخصت ہو جانے والے فقہاء اور علماء کا بھی شکر گذار ہوں اور ان کے لئے مغفرت ورحمت کا دعا گو ہوں۔ ان میں مجمع کے سابق رئیس عالی جناب شیخ ڈاکٹر بکر زید، مجمع کے سابق جنرل سیکریٹری عالی جناب ڈاکٹر محمد حبیب بالخوجہ، مجمع کے سابق جنرل سیکریٹری عالی جناب استاذ الدکتور عبد السلام العبادی رحمہم اللہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجمع کے لئے ان کی تمام علمی، عملی اور انتظامی خدمات ان کی نیکیوں کے پلڑے میں شامل کرے، اور ان کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرے اور ان کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈالے، ان کی اولاد کی اصلاح کرے، اور ان کے بعد ان کا علم باقی رہے، اور ہم مجمع کے سابق جنرل سیکریٹری عالی جناب شیخ ڈاکٹر احمد خالد بابکر سلمہ اللہ کے بھی شکر گذار اور قدر دان ہیں۔

اور آخر میں مَیں مجمع کے سیکریٹری جنرل استاذ ڈاکٹر قطب مصطفیٰ سانو اور ان کے معاونین کو اس ذی رتبہ کام کا شکریہ اور اعلیٰ ستائش پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جنہوں نے مجمع کا جنرل سیکریٹری بننے کے دو ماہ بعد ہی یہ قابلِ ذکر کام انجام دے دیا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس اشاعت کو نافع بنائے، اور ہمیں سیدھا راستہ دکھائے، اور ہمیں دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی کے حصول کے لئے اپنی مدد اور توفیق عطا کرے۔

وصلي الله وسلم علي سيدنا محمد وعلي آله وصحبه أجمعين.

الدکتور / صالح بن عبد اللہ بن حمید

رئیس مجمع الفقہ الإسلامي الدولي

مقدمہ

عالی جناب سیکریٹری جنزل مجمع الفقہ الاسلامی

شیخ ڈاکٹر قطب مصطفیٰ سانو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله. والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، والصلاة والسلام على هادي البشرية، والرحمة المهداة، والسراج المنير، محمد الأثير، وعلى آله الأطهار وأصحابه الأخيار، والسائرين على دربه إلى يوم القرار.

وبعد:

یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اسلام کا پیغام آسمانی پیغامات کا اختتام ہے، اور یہ ابدی نتیجہ اس کی قانون سازی کی لچک اور اس کے احکام کی وسعت، اور ہر وقت اور جگہ کے لئے اس کی تعلیمات (کے قابلِ عمل ہونے) کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ اس بات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے عمومی اُصول، بلند مقاصد اور عالی قواعد، راسخ علمی اُسلوب کے مطابق تغیر پذیر حالات کے شرعی احکام کی رہنمائی کرنے اور نئے پیش آمدہ واقعات کے بارے میں ہدایت فراہم کرنے اور بدلتے ہوئے دنوں میں تعلیم دینے پر قادر ہیں۔ یہ علمی اُسلوب اُصول پر مرتکز ہے، مقاصد کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے، قواعد کی حفاظت کرتا ہے، اور نتیجے پر نظر رکھتا ہے۔

(آسمانی پیغامات کا) یہ اختتام اس بات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے پیغام کے احکام اس بات پر مبنی ہیں کہ بندوں کی دنیوی واخروی مصلحتوں کی رعایت رکھی جائے، انصاف قائم ہو، رحمت پھیلے، حقوق کی حفاظت ہو، آزادی ہو، کائنات میں تعمیر وترقی ہو، انسان کو سعادت حاصل ہو۔

ہمارے زمانے کے زندگی کے تمام میدانوں میں پیش آمدہ مسلسل بڑھتی ہوئی ترقیات کے پیشِ نظر، اور تعلقات کے باہم انتہائی مربوط ہوجانے اور پے درپے نئے واقعات پیش آنے کو مدنظر رکھتے ہوئے، اور اس بات کو بخوبی سمجھتے ہوئے کہ زمین کے تمام اطراف میں موجود مسلمانوں کو پیش آنے والے تمام مسائل کے شرعی احکام کے بیان کے لئے نہ صرف مکاتبِ فکر کے فقہاء کے مابین بلکہ فقہاء، ماہرین اور مختصین کے درمیان تعاون اور باہم ربط ہونا اہم اور ضروری ہے۔ اسی بناء پر گذشتہ چار دہائیوں کے دوران مجمع الفقہ الاسلامی نے کل پچیس علمی مجالس منعقد کرائیں، جن مجالس میں مجمع نے اموال وافعال کے مسائل، افراد، خاندان اور بچوں کے حالات، نظر وفکر، تربیت، ثقافت، معاشرت اور سیاست کے احکام سے متعلق کل دوسو پچپن قرار دادیں جاری کیں۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی جنرل سیکریٹیرئٹ کو یہ خواہش تھی کہ امتِ مسلمہ کے ممالک، ادارے اور افراد ان بے داغ قراردادوں اور تفصیلی سفارشات پر مطلع ہوں، لہٰذا جنرل سیکریٹیرئٹ کے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہوئی کہ وہ تمام اطرافِ عالم میں موجود فقہاء، علماء، مفکرین اور دانشوروں کے لئے دوسری مجلس سے پچیسویں مجلس (۱۴۰۶ھ - ۱۴۴۴ھ / ۱۹۸۵ء-۲۰۲۳ء) تک کی مجمع کی قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل نظر ثانی شدہ نیا ایڈیشن پیش کرے۔ یہ بات یاد رہے کہ ان قراردادوں اور سفارشات کے آخری ایڈیشن کی تاریخ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء تھی۔ نیز آخری ایڈیشن کل ایک سو پچاسی قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل تھا۔ جبکہ یہ نیا ایڈیشن اللہ کی توفیق سے کل دو سو پچپن قراردادوں اور سفارشات پر مشتمل ہے۔

مجمع کی کونسل میں پاکستان کی نمائندگی کرنے والے رکن فضیلۃ الشیخ المفتی محمد تقی العثمانی حفظہ اللہ اور ان کی طرف سے تجویز کردہ اردو مترجم استاذ جامعۃ دارالعلوم کراچی بلال احمد قاضی سلمہ اللہ کی کوششوں سے ہی ممکن ہوا کہ یہ اردو ترجمہ وجود میں آیا۔ ہم اس عظیم کام کی انجام دہی پر ان کے بھی شکر گذار ہیں اور قرب و بُعد میں جس نے بھی اس کام میں حصہ ڈالا اس کے بھی شکر گذار ہیں۔

اور ہم ادارۃ البحوث والدراسات والموسوعات والترجمہ والطباعۃ کے مدیر سعادۃ الدکتور عبد القاھر احمد قمر کی طرف سے دورانِ ترجمہ دئے جانے والے مشوروں اور ہدایات پر اور مجمع کے رئیس قسم الترجمہ استاذ جوزی بلقاسم لرجان کے تعاون وانتظام پر بھی شکر گذار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

یہ بات بھی بدیہی ہے کہ کوئی بھی انسانی کام، خصوصاً ترجمہ، غیر ارادی غلطیوں سے پاک نہیں۔ چنانچہ اگر قارئین اس ترجمہ میں کوئی غلطی پائیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ مجمع الفقہ الاسلامی کو اس کی اطلاع دیں، اور اس صورت میں اصل حوالہ کے طور پر عربی نسخہ پر اعتماد کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری طرف سے اور مجمع کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت کے لئے کام کرنے والوں کو اجر عطا فرمائے۔

ان قراردادوں اور سفارشات کا ترجمہ دیگر زبانوں مثلاً انگریزی اور فرانسیسی زبان میں مکمل ہو کر چھپ چکا ہے۔ اور اس کے علاوہ مزید زبانوں مثلاً فارسی، سواحلی، اسپانش، اور حوسہ میں ترجمہ پر کام جاری ہے۔ ان ترجموں کی اشاعت بھی جلد ہی سب لوگوں کے عمومی فائدے کے لئے اشاعت کر دی جائے گی، ان شاء اللہ۔

اور آخر میں– مجمع کے ارکان اور ماہرین کی طرف سے نیابۃً اور اپنی طرف سے اصالۃً– مَیں خادم الحرمین الشریفین ملک سلمان بن عبد العزیز– سلمہ اللہ– اور ان کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان بن عبد العزیز آلِ سعود کا میزبان ملک– اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے– کی طرف سے مجمع کی عظیم سرپرستی، باعثِ برکت نگہبانی اور اعلیٰ اہتمام کرنے پر نہایت شکر گذار، قدر دان، احسان مند اور معترف ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور میزبان ملک– مملکتِ عربیہ سعودیہ– اور مجمع کے تمام ارکان ممالک کو دائمی امن وسلامتی اور ترقی عطا فرمائے۔

میں عالی جناب سیکریٹری جنرل منظمۃ التعاون الاسلامی، میرے فاضل بھائی استاذ حسین بن ابراہیم طٰہ کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے مجمع کو خصوصی منزلت سے نوازا اور مجمع کی سرگرمیوں اور پروگراموں کی مسلسل مدد جاری رکھی۔

میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عالی جناب ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید، رئیسِ مجمع، رائل کورٹ کے مشیر، ھیئۃ کبار العلماء کے رکن، مسجدِ حرام کے امام وخطیب کی نہایت شکر گذاری اور مخلصانہ مدح کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں، کہ انہوں نے مجمع کی درست رہنمائی، راہِ راست کی طرف ہدایت اور زبردست اعانت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہماری طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے اور انہیں مسلمانوں کے لئے ذخیرہ کے طور پر محفوظ رکھے۔

اخیر میں ہم سب اللہ تعالیٰ سے نہایت انکساری اور دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہماری طرف سے، مجمع کی طرف سے اور امت کی طرف سے ان فقہاء عظام اور علماء کرام کو بہترین بدلہ عطا فرمائے جو مجمع کی بہترین خدمت کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہوئے، انہوں نے مجمع کی ترقیات کے لئے اپنا حصہ ڈالا۔ ان افراد میں مجمع کے سابق رئیس عالی جناب صاحب الفضیلۃ والسعادۃ شیخ ڈاکٹر بکر ابو زید، مجمع کے سابق جنرل سیکریٹری شیخ ڈاکٹر محمد الحبیب بن الخوجہ، مجمع کے سابق جنرل سیکریٹری استاذ ڈاکٹر عبد السلام عبادی، رکنِ مجمع شیخ محمد علی التسخیری، رکنِ مجمع شیخ ڈاکٹر عبد الستار ابو غدہ، رکنِ مجمع شیخ انس عبد النور کالیسا، رکنِ مجمع شیخ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، رابطات الجامعات الاسلامیہ کے سابق جنرل سیکریٹری اور مجمع کے ماہرین میں شامل استاذ ڈاکٹر جعفر عبد السلام، مجمع کے ماہر استاذ ڈاکٹر محمد عبد الحلیم عمر، اور ان کے علاوہ دیگر ارکان وماہرین۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین میں قبول کرے اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں!

مجمع کے سابق جنرل سیکریٹری استاذ ڈاکٹر احمد خالد بابکر کا شکر گذار اور نہایت قدر دان ہوں، نیز مجمع کے اپنے تمام ملازمین یعنی مینیجرز، محکموں کے سربراہان اور منتظمین کے اخلاص اور عمومی طور پر پوری امت اور خصوصاً مجمع کی خدمت کے لئے ان کی لگن پر ان کا بھی شکر گذار ہوں۔

وصلى الله وسلم وبارك على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه.

الأستاذ الدكتور قطب مصطفى سانو

الأمين العام لمجمع الفقه الإسلامي الدولي

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کا تعارف

مجمع الفقہ الاسلامی ایک علمی بین الاقوامی ادارہ ہے جو منظمۃ التعاون الاسلامی کی شاخ ہے۔ اسے تیسرے اسلامی سَمِٹ (منعقدہ ۱۹-۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۵-۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء) میں منظور ہونے والی ایک قرارداد (نمبر ۳/۸-ث (ق. أ) کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ اس کا ہیڈ آفس مملکتِ عربیہ سعودیہ کے شہر جدہ میں ہے۔ مجمع ایک شخصِ قانونی ہے۔ اس کے ارکان میں اطرافِ عالم کے فقہی، ثقافتی، تعلیمی، علمی، معاشی اور اجتماعی شعبوں سے متعلق فقہاء، علماء اور مفکرین شامل ہیں۔ مجمع مکمل آزادی کے ساتھ قرآنِ کریم اور سنتِ نبویہ کی بنیاد پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے اہم مسائل

کے شرعی احکام بیان کرتا ہے۔ اس کے مقاصد میں اس زندگی کے پیش آمدہ مسائل کی تحقیق بھی شامل ہے، اور ایسا صحیح اجتہاد بھی جو وراثتِ اسلامی سے نکلنے والے واضح حل پر مشتمل ہو اور فکرِ اسلامی کی ترقیات کے لئے کھلا ہو۔

گذشتہ چار دہائیوں کے دوران، اللہ کی توفیق اور اس کے فضل سے مجمع نے پچیس مجالس منعقد کیں، جن میں آج کل کے مختلف مسائل، نئے حادثات وواقعات سے متعلق کل دو سو پچپن قرار دادیں جاری کرنے پر قادر ہوا۔

ہمارا خواب

مجمع کا خواب ہے کہ وہ ایسے اولین فقہی مرجع کی حیثیت اختیار کر جائے، جس کی طرف پوری اسلامی دنیا اور عالمِ اسلامی سے باہر موجود مسلم معاشرے مسلمانوں کو پیش آمدہ اہم مسائل کے احکامِ شرعیہ کے بیان کے لئے رجوع کریں، جس کا ہدف یہ ہو کہ اس دور میں پیش آمدہ مشکلات کے مناسب حل قرآنِ کریم، سنتِ نبویہ اور مالامال اسلامی ورثہ (کے علوم) کی بنیاد پر تلاش کئے جائیں۔

ہمارا پیغام

شریعت کو درست اور معتدل طریقے سے پیش کرنا، اس کی تمام جہات اور زندگی کی مشکلات سے نمٹنے اور سعادت، قرار حاصل کرنے اور انسان کے لئے دنیا اور آخرت میں امن وامان ثابت کرنے کے لئے شریعت کی قدرتِ تامہ کو ظاہر کرنا۔ اور یہ دین اسلام کے ایک جامع اور مربوط تصور کے مطابق ہو جس میں اسلام کے اصول، ماخذ، مقاصد، قواعد و ضوابط اور احکام شامل ہوں۔

بنیادی اقدار

- اعتدال
- نظم وضبط
- شفافیت
- عدل
- انصاف

- تعاون
- تخلیق وتجدید
- پیداواری صلاحیت
- مہارت
- تکمیل تک پہنچانا

اہداف

۱. آج کل کی زندگی کے مسائل پر شرعی موقف کے بیان کے لئے معتبر اسلامی مکاتبِ فکر کے فقہاء اور انسانیت کے شعبوں کے ماہرین کے درمیان فکری ہم آہنگی اور باہمی علمی ربط کا حصول۔

۲. پیش آمدہ واقعات سے متعلق موضوعات پر شرعی رائے کا اظہار اور ترجمہ اس طور پر کرنا کہ اسلامی شریعت کی دفعات کے مطابق قانون سازی، قوانین اور قواعد وضوابط کی تیاری میں اس کے افادے میں سہولت ہو۔

۳. آج کل کی زندگی کے مسائل اور ان کی مشکلات کے بارے میں اجتماعی اجتہاد کی حوصلہ افزائی، اُن فقہی آراء کا انتخاب جو مسلمان افراد، مسلمان معاشروں اور مسلمان ممالک کی مصلحتوں کو ثابت کریں، اور یہ فقہی آراء اَدلہ (شرعیہ) کے موافق ہوں اور مقاصدِ شرعیہ کو پورا کرنے والی ہوں۔

۴. مذاہب اور مختلف اسلامی مکاتبِ فکر کے پیروکاروں میں اعتدال، میانہ روی، کشادہ روئی، اور رواداری کے جذبے کو پھیلا کر مذہبی تعصب، دین میں غلو، مذاہب اور ان کے متبعین کی تکفیر کو رد کرنا۔

۵. جو فتاویٰ دین کے ثابت شدہ امور، معتبر اجتہاد کے قواعد اور علماء کے مذاہب کی طے شدہ شدہ چیزوں کی بغیر دلیلِ شرعی کے مخالفت کرتے ہوں، انہیں رد کرنا۔

٦. عالمِ اسلام کے ممالک سے باہر موجود مسلمان معاشروں کے لئے ایسے فتاویٰ جاری کئے جائیں جن کے ذریعہ اسلامی اقدار، ثقافت اور روایات کا تحفظ کیا جائے تاکہ اسلامی شناخت کی حفاظت ہوسکے، اور ساتھ ہی غیر مسلم معاشروں میں شہریت اور رہائش کے تقاضوں کی پاسداری بھی ہو۔

۷. ضروریاتِ دین کے باب میں مختلف اسلامی مکاتب فکر کے فقہاء کے درمیان باہمی تعاون، ربط اور ہم آہنگی کی حوصلہ افزائی کرنا تاکہ جمعیت کی ساکھ برقرار رہے، اختلافات کا احترام کیا جاسکے، مجمع کی طرف سے فتاویٰ اور قراردادیں جاری کرتے ہوئے فقہ اختلاف کے آداب اور دیگر مذاہب کی آراء سے انسیت کی اہمیت کا التزام ہو۔

۸. عالم اسلام اور بیرون ملک میں فتوے دینے والے اداروں اور فقہی بورڈز کے مابین ہم آہنگی پیدا کی جائے تاکہ ایک ہی مسئلے پر اختلاف اور تضاد سے بچا جاسکے، خصوصاً ان عام مسائل میں جن میں عمومِ بلویٰ ہو۔

۹. اسلامی فقہ کی تجدید اس طور پر کرنا کہ داخلی طور پر اس میں ترقی ہو، اور استنباط کے ضوابط، قواعد، ادلہ اور مقاصد کے ذریعے فقہ اسلامی کی ترقی کروانا۔

۱۰. دوسرے مذاہب اور ثقافتوں کے پیروکاروں کے ساتھ تعمیری مکالمہ کرنا تاکہ انسانی معاشرے کی بھلائی کے لئے تعاون کیا جاسکے۔

ذرائع

۱. مسلمانوں کو درپیش عمومی مسائل کے بارے میں فتاویٰ جاری کرنا اور ان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا اور پھر ان کو زیادہ سے زیادہ ممکنہ وسیع پیمانے پر پھیلانا تاکہ اعتدال پسندی کے اسلامی نقطہ نظر کو اپنانے کی حوصلہ افزائی کی جاسکے جو مسلمانوں کو مبالغہ آرائی، زیادتی، متفرد آراء کی پیروی کرنے سے روکتا ہے۔

۲. ایسے مخصوص مسائل یا مشکل موضوعات جن میں مجمع کی کونسل کی طرف سے کئے جانے والے بحث و مباحثہ اور فقہی غور وخوض سے زیادہ غور کی ضرورت ہو، ان کے لئے کے لئے خصوصی علمی کانفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد کرنا۔

۳. منظمۃ التعاون الاسلامی اور دیگر اسلامی اور غیر اسلامی بین الاقوامی تنظیموں کی طرف سے جب بھی درخواست کی جائے تو ان کے جاری کردہ دستاویزات پر شرعی رائے کا اظہار۔

۴. اسلامی اور غیر اسلامی دنیا میں موجود ایسی جہات، دارالافتاء، اداروں اور فقہی اکیڈمیوں کی فہرست تیار کرنا جن کا مجمع کے ساتھ تعاون اور رابطہ ہو۔

۵. اسلامی دنیا سے باہر کچھ مرکزی علاقوں میں اسلامی علوم کے مراکز قائم کرنا، اکیڈمی کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے موجودہ مراکز کے ساتھ تعاون کرنا، ان علاقوں میں اسلام کے بارے میں شائع ہونے والی خبروں کی نگرانی کرنا اور اٹھائے گئے شکوک وشبہات کو دور کرنا۔

٦. تین لغات پر مشتمل ایسا موسوعۃ فقہیہ جاری کرنا جو زندگی کے مختلف شعبوں کے معاصر مسائل سے اور فقہی کتابوں کے متداول مسائل سے متعلق ہو، اور یہ موسوعۃ قریبی آسان زبان میں لکھی گئی ہو تاکہ فقہی معلومات کو ثقافت اور ذرائع ابلاغ میں کام کرنے والے عوام کے قریب لایا جاسکے۔

٧. مجمع کے شعبوں اور اس کی کمیٹیوں، یونیورسٹیوں اور دیگر علمی اداروں کے دائرہ کار میں اس دور کے چیلنجوں اور اس کے مسائل کی پیش رفت کے سلسلے میں سنجیدہ فقہی تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا۔

٨. جن میدانوں میں شرعی احکام کی قانون سازی کی ضرورت ہے، ان میں تین لغات پر مشتمل قانونی مسودات کے ایسے نمونے تیار کرنا جن میں مذہبی اختلاف کی رعایت رکھی گئی ہو۔ ان قانونی مسودات کا ترجمہ کرانا اور اس کی عالمِ اسلامی میں اشاعت کرنا تاکہ موجودہ آئین و قوانین و قواعد وضوابط میں ترمیم میں ان کا حوالہ دیا جاسکے۔

٩. اسلامی فقہی ورثے کا احیاء جس میں اصولِ فقہ، مقاصدِ شریعت، فقہ اور تقابلی فقہ کی کتب پر خصوصی توجہ دی جائے، نیز ان میدانوں میں غیر شائع شدہ کتب تحقیق کے بعد شائع کی جائیں۔ اور اس فقہی ورثے کی اصولی کتب دنیا کی اہم زبانوں میں ترجمہ کرائی جائیں۔

١٠. فقہی اور بنیادی اصطلاحات کی ایک جامع لغت تیار کرنا جو تین لغات پر مشتمل ہو، جو ہر اصطلاح کی تعریف کی درستگی، اس کے ضبط اور اظہار میں آسانی کو ملحوظ رکھے۔

١١. مجمع کے تمام کاموں، فیصلوں، فتووں اور اہم تحقیقات کو مجمع کے مجلہ اور اس کی ویب سائٹ پر شائع کرنا، اس سے افادہ کروانا، نیز اسلامی اور بین الاقوامی سطح پر اہم زبانوں میں ان کا ترجمہ کرنا۔

١٢. اکیڈمی میں پیش کردہ موضوعات کے مطالعہ اور تحقیق کے لئے مختلف علمی اور عملی شعبوں کے ماہرین سے استعانت حاصل کرنا۔

محکمے اور شعبے

اکیڈمی کا جنرل سیکرٹریٹ مندرجہ ذیل محکموں اور شعبوں پر مشتمل ہے:

۱. مجمع کے جنرل سیکریٹری کا دفتر، جس کے تحت براہ راست درج ذیل افراد کام کرتے ہیں: جنرل سیکریٹری کے خصوصی مشیر، جنرل سیکریٹری کے میڈیا اور مالیاتی امور کے مشیر، جنرل سیکریٹری کے اطلاعاتی امور کے مشیر، اور امین عام کے محکمہ کے نگران۔

۲. محکمہ کے انتظامی امور، پروٹوکول، اور قانونی معاملات کی نگرانی، جس کے تحت تین شعبے قائم ہیں: محکمہ کے انتظامی امور کا شعبہ، پروٹوکول اور نقل وحرکت کے انتظامات کا شعبہ، اور قانونی معاملات کا شعبہ۔

۳. منصوبہ بندی اور بین الاقوامی معاونت کا محکمہ، جس کے تحت تین شعبے ہیں: منصوبہ بندی اور ترقی کا شعبہ، بین الاقوامی معاونت اور بیرونی خارجی تعلقات کا شعبہ، اور محفوظ شدہ دستاویزات اور رکارڈز کا مجموعہ، کاموں کی پیش رفت کا جائزہ، اور تقویم کا شعبہ.

۴. انتظامی اور مالی امور کا محکمہ، جس کے تحت تین شعبے ہیں: انتظامی امور اور ٹریننگ کا شعبہ، مالی امور اور محاسبات (اکاؤنٹنگ) کا شعبہ اور گودام اور لائبریری.

۵. میڈیا، تعلقات عامہ اور معلوماتی اور مواصلاتی تکنیک کا محکمہ (ICT)، جس کے تحت تین شعبے آتی ہیں: میڈیا، پبلک ریلیشنز اور معلوماتی اور مواصلاتی تکنیک۔

۶. تحقیق، مطالعہ، دائرۃ المعارف، لغات، ترجمہ اور طباعت کا محکمہ، جس کے تحت چار شعبے آتی ہیں: شعبۂ تحقیقات ومطالعہ جات، شعبۂ دائرۃ المعارف ولغات، شعبۂ ترجمہ، شعبۂ طباعت واشاعت۔

۷. مالیات، سرمایہ کاری اور منصوبوں کے امور کا انتظام، جس کے تحت تین شعبے آتے ہیں:

اوقاف کے امور کا شعبہ، مالیات اور سرمایہ کاری کا شعبہ، منصوبوں کا شعبہ۔

۸. مجالس، کانفرنسوں اور سیمیناروں کا انتظام، جس کے تحت تین قسمیں ہیں: مجالس کا شعبہ، کانفرنسوں اور سیمیناروں کا شعبہ، اور ورکشاپس اور لیکچرز کا شعبہ۔

۹. خاندان، خواتین اور بزرگوں کے امور کا انتظام، جس کے تحت تین شعبے آتے ہیں:

خواتین کے امور کا شعبہ، نوجوانوں اور بچوں کے امور کا شعبہ، بزرگوں اور خصوصی ضرورتوں والے افراد کے امور کا شعبہ۔

۱۰. فتاویٰ، ان کی مراجعت اور کتب خانوں کا انتظام، جس کے تحت تین شعبے آتے ہیں:
فتاوی کا جائزہ لینے سے متعلق شعبہ، مراجعت کا شعبہ، کتب خانوں کا شعبہ۔

مجمع الفقہ الإسلامي کا وقف فنڈ

دُوررس منصوبوں کے لیے مطلوبہ مالی وسائل کا مقدار، معیار اور وقت پر دستیاب ہونا ایک بنیادی عنصر ہے، جس پر مجمع الفقہ الإسلامي الدولي کی جنرل سیکریٹریٹ کے زیرِ اہتمام سرگرمیوں اور پروگراموں کی تکمیل کا انحصار ہے۔ اسی طرح مجمع کے اُن اعلیٰ مقاصد کے حصول کا انحصار بھی ایک مستحکم مالی ذریعہ کی موجودگی پر ہے، جو مقررہ مدت میں سرگرمیوں کے انعقاد اور پروگراموں کی تکمیل کے اخراجات کے لیے مطلوبہ بجٹ فراہم کرسکے۔

اگرچہ مجمع الفقہ الإسلامي الدولي کو اس کی تاسیس سے لے کر آج تک منظمۃ التعاون الاسلامی کے رکن ممالک کی جانب سے اس کے سالانہ بجٹ میں ان کی لازمی شراکتوں کے ذریعے مسلسل تعاون حاصل رہا ہے، تاہم مجمع کی جنرل سیکریٹریٹ اپنی اس نئی اسٹراٹیجک منصوبہ بندی کے اجراء کو غنیمت جانتے ہوئے ان معزز ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس منصوبے کی مالی معاونت کے لیے اپنی مقررہ لازمی شراکتوں میں اضافہ کریں۔ اسی طرح وہ اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر کی حکومتوں، اداروں، انجمنوں اور اہلِ ثروت افراد کو دعوت دیتی ہے کہ وہ **مجمع الفقہ الإسلامي الدولي کے اُس وقف فنڈ** میں نقدی و غیر نقدی عطیات اور ہدایا پیش کریں جسے منظمۃ التعاون الاسلامی کے رکن ممالک کے وزرائے خارجہ کی ۴۴ویں وزارتی کانفرنس میں ۲۰۱۷ء میں جمہوریہ کوٹ دیووار کے شہر ابیجان میں قرارداد نمبر (۴۴/۶ اَف) کے تحت قائم کیا گیا تھا، تاکہ یہ فنڈ ایک ایسا **مستقل ذریعہ آمدن** بن جائے جس کی آمدنی اور منافع مجمع کی سرگرمیوں اور پروگراموں پر باقاعدگی سے خرچ کیا جاسکے۔

اس فنڈ کو منظمۃ التعاون الاسلامی کے رکن ممالک کی جانب سے اس بات کا مجاز قرار دیا گیا ہے کہ وہ تمام اقسام کے نقدی وغیر نقدی عطیات وہدایا کو ممالک، تنظیموں، انجمنوں وافراد سے قبول کر سکے۔ فی الحال اس فنڈ کی نگرانی ایک **بورڈ آف ٹرسٹیز** کے ذریعے کی جاتی ہے، جس کے صدر ہیں: عالی مرتبت جناب **حسن ابراہیم طٰہٰ**، سیکریٹری جنرل منظمۃ التعاون الاسلامی؛ جبکہ ارکان میں شامل ہیں: عالی مرتبت الشیخ ڈاکٹر **صالح بن عبداللہ بن حمید**، شاہی دیوان کے مشیر، مجلس کبار العلماء کے رکن، امام وخطیب مسجد الحرام، اور صدر مجمع؛ عالی مرتبت پروفیسر ڈاکٹر **قطب مصطفی سانو**، سیکریٹری جنرل مجمع؛ عالی مرتبت ڈاکٹر **محمد بن سلیمان الجاسر**، صدر اسلامی ترقیاتی بینک؛ معالی الشیخ ڈاکٹر **عبداللہ بن محمد المطلق**، شاہی محکمہ کے مشیر اور مجلس کبار العلماء کے رکن؛ معالی الشیخ ڈاکٹر **سعد بن ناصر الشثری**، شاہی محکمہ کے مشیر اور مجلس کبار العلماء کے رکن؛ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر **احمد بن عبدالعزیز الحداد**، متحدہ عرب امارات کے چیف مفتی؛ فضیلۃ الأستاذ الدکتور **عبداللہ مبروک النجار**، جامعہ ازہر کے تحت اسلامی تحقیقی مجمع کے رکن؛ فضیلۃ الأستاذ الدکتور **یوسف بن عبداللہ الشبیلي**، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ کے اعلیٰ عدالتی انسٹیٹیوٹ کے پروفیسر۔ اس فنڈ کی **نگرانی وانتظام** کے لیے ایک اور مجلس بھی قائم کی گئی ہے جس کے رئیس عالی مرتبت الشیخ ڈاکٹر **صالح بن عبداللہ بن حمید**، شاہی دیوان کے مشیر، مجلس کبار العلماء کے رکن، امام وخطیب مسجد الحرام، اور صدر مجمع؛ اوراس کے ارکان میں شامل ہیں: پروفیسر ڈاکٹر **قطب مصطفی سانو**، امین عام مجمع الفقہ الاسلامی؛ جناب ڈاکٹر **سامی سویلم**، اسلامی ترقیاتی بینک میں اسلامی تحقیقی وتربیتی ادارے کے قائم مقام ڈائریکٹر جنرل؛ جناب ڈاکٹر **یوسف حسن الخلوی**، اسلامی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے سیکریٹری جنرل؛ فضیلۃ الدکتور **عبدالرحمن بن صالح الأطرم**، سعودی عرب میں الانماء بینک کے شرعی بورڈ کے صدر؛ جناب ڈاکٹر **عمر زہیر حافظ**، سابق سیکریٹری جنرل، جنرل کونسل برائے اسلامی بینکنگ ومالیاتی ادارے۔ مجمع کی جنرل سیکریٹریٹ اوقاف کی جنرل سیکریٹریٹس، وقفی اداروں، اور دیگر فلاحی تنظیموں سے اس فنڈ کی معاونت کی امید رکھتی ہے، اور وہ اس منصوبے کے تحت اسلامی دنیا اور بیرونِ اسلام سرگرمیوں اور پروگراموں کے انعقاد میں شرکت کے خواہشمند ممالک، تنظیموں، اور اداروں کے ساتھ دُوررس شراکت داری قائم کرنے اور تعاون کے معاہدے کرنے کی خواہاں ہے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہر اُس شخص کو بہترین جزاعطا فرمائے جس نے اس دُوررس منصوبے کو ایک **قابلِ مشاہدہ حقیقت** اور **مکمل شدہ امید** میں بدلنے میں کتنا ہی کم حصہ کیوں نہ لیا ہو۔ **باذن اللہ العلی القدیر۔**

قراردادیں اور سفارشات

پہلا اجلاس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کی جنرل کونسل کا پہلا اجلاس مکہ مکرمہ میں مورخہ ۲۶ تا ۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲ نومبر ۱۹۸۴ کو منعقد ہوا۔

اجلاس میں شعبہ منصوبہ بندی کی رپورٹ، اس رپورٹ کے بنیادی نکات اور اس میں مشتمل تجاویز پیش ہونے پر مجمع نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

- دلیلِ شرعی کی قوت کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش آمدہ صورتوں اور واقعات کی تحقیق۔ شریعت کے معتبر مقاصد کی تحقیق کا اہتمام کرنا، قواعدِ شرعیہ اور ضوابطِ عامہ کے ذریعہ آسانی پیدا کرنے اور حرج دور کرنے کو ہدف بنانا۔
- تمام فقہی مذاہب کی بنیاد پر کی جانے والی تحقیقات اور (لکھے جانے والے) مقالات جن نتائج تک پہنچے ہوں، ان سے استیناس کرنا۔ اور مجمع اس بات کی بھرپور کوشش کرتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب کی آراء کو ان کے اصل مصادر اور معتمد کتب سے حاصل کرے۔
- تحقیقات اور مقالات میں حقیقت پسندی کا التزام
- ایسا اجتہاد کیا جائے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو اور مقاصد و مصالحِ شرعیہ کی رعایت رکھے۔
- تحقیقات و تحقیقی موضوعات میں فقہ مقارن کے اسلوب کا التزام
- مقصدیت اور غیر جانبداریت کا التزام
- اختلافی صورتوں میں برداشت کا مظاہرہ کرنا، اور جمہور آراء کے مطابق قراردادیں جاری کرنا، جبکہ اختلافی آراء کو بھی مد نظر رکھنا۔

- آراء اور تحقیقات کو اسلام کے اصولوں اور وراثتِ (اسلامی) کے صحیح دلائل سے ثابت کرنا۔ احادیث کی تخریج مستند قواعدِ تخریج کے مطابق کرنا، اور معتمد قواعد کے مطابق نقل شدہ اشیاء کو محفوظ کرنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کی جنرل کونسل کا پہلا اجلاس مکہ مکرمہ میں مورخہ ۲۶ تا ۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲ نومبر ۱۹۸۴ کو منعقد ہوا۔

اجلاس میں شعبہ منصوبہ بندی کی رپورٹ، اس رپورٹ کے بنیادی نکات اور اس میں مشتمل تجاویز پیش ہونے پر مجمع نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

- کسی بھی اسلامی مملکت میں شریعتِ اسلامیہ کے احکام کی تدوین کے منصوبوں اور اسلامی شرعی قانون سازی کی نگرانی کرنا تاکہ شرعی قانون سازی اور شرعی احکام کی تدوین ایسے مواد میں ہو جس تک رجوع آسان ہو۔
- درج ذیل موضوعات میں تحقیق و دراسات کو ترجیح دینا
  - فقہِ اسلامی اور اسکے اسالیب کی تدریس کو منظم کرنا
  - موجودہ اسلامی معاشروں میں اجتہاد
  - اسلام میں عدالتوں اور انصاف کا نظام
  - موجودہ تجارتی کمپنیاں اور ان کے ضروری امور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کی جنرل کونسل کا پہلا اجلاس مکہ مکرمہ میں مورخہ ۲۶ تا ۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲ نومبر ۱۹۸۴ کو منعقد ہوا۔

اجلاس میں شعبہ منصوبہ بندی کی رپورٹ، اس رپورٹ کے بنیادی نکات اور اس میں مشتمل تجاویز پیش ہونے پر مجمع نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

- ہمارے کام میں فتوے سے مقصود یہ ہے کہ اس زمانے میں امتِ مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل کے بارے میں جاری شدہ آراء کو مجمع کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ مجمع اس بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرے۔
- درج ذیل اور اس طرح کے دیگر وسائل کے ذریعہ فقہ کے سمجھنے کو آسان کرنے کی کوشش کرنا:

أ. المصطلحات الفقهيہ: جن مصطلحات پر کام مکمل ہو چکا ہے ان سے استفادہ کرنا، اور موجودہ مواد کا جائزہ لینے اور اسے بہتر بنا کر اسے نشر کرنے میں مدد دینا۔

ب. الموسوعات الفقهيہ: جو موسوعات موجود ہیں ان کا جائزہ لینا، جن کی تصحیح کی ضرورت ہو ان کی تصحیح کرنا، جن کی تکمیل ہونی ہو ان کی تکمیل کرنا اور ان کے منصوبوں کو آگے بڑھانے کام کرنا، اور ان کے مسائل میں سے ہر مسئلہ کو معتمد دلائل کے ساتھ بہتر بنانا۔

ج. فقہِ اسلامی کی کتب کی اشاعت: دنیا میں موجود کتب خانوں میں اس وقت جو مخطوطات موجود ہیں ان کی فہرست بنانا، ہر کتاب کا تعارف پیش کرنا، اور ان کی تصاویر حاصل کرنا تاکہ ضرورت پڑنے پر انہیں چھاپا جاسکے۔ نیز فقہ کی وہ معتمد کتب جن کے ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں ان کی دوبارہ اشاعت کروانا۔

د. کتبِ فقہ کا اشاریہ تیار کرانا: اس طور پر کہ موضوعات کو اس طرح پیش کیا جائے کہ ان سے انتفاع آسان ہو۔

ایک مخصوص شعبے کے پاس عمومی نوعیت کے جو متنوع سوالات آئیں، تاکہ ان کے بارے میں شریعت کے مطابق حل تجویز کیا جاسکے، اس بارے میں فتاویٰ تحریر کرنا اہم کاموں میں شامل ہے۔ یہ فتاویٰ صحیح طور پر اسلامی کمیونیٹی کی بڑھوتری اور ترقی میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کی جنرل کونسل کا پہلا اجلاس مکہ مکرمہ میں مورخہ ۲۶ تا ۲۹ صفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲ نومبر ۱۹۸۴ کو منعقد ہوا۔

مجمع نے درج ذیل تنظیمی فیصلے کئے:

- مجمع کے سیکریٹری جنرل کو ایک سال کے لئے اس بات کا اختیار تفویض کیا گیا ہے کہ وہ طلبہ، محققین اور ماہرین کا انتخاب کرے، اور اس کام کے لئے ان علمی شخصیات کی فہرست سے مدد لے جسے ارکان کے سامنے مجلس میں پیش اور تقسیم کیا جاچکا ہو۔
- ان شخصیات کو بھی شامل کرے جن کے نام آگے آرہے ہیں اور ان محکموں اور علمی اداروں کو بھی شامل کرے جو مجمع کی سرگرمیوں میں شریک رہتے ہوں، اور مجمع کے آئین کے آرٹیکل ۷، پیراگراف ۲ کے مطابق غیر مسلم ممالک میں موجود اسلامی کمیونیٹیز کے نمائندے کو بھی شامل کرے۔

أ. شیخ مصطفیٰ الزرقاء

ب. شیخ ڈاکٹر الصدیق الجریر

ج. ڈاکٹر محمد سلام مدکور

د. شیخ عبد الرزاق عفیفی

ہ. رابطہ عالمِ اسلامی کی فقہی کونسل

و. کویت میں موجود موسوعہ فقہیہ

ز. مجمع البحوث الاسلامی، ازھر۔ قاھرہ

ح. اسلامی سویلائزیشن ریسرچ اکیڈمی (موسسۃ آلِ بیت)۔ اردن

ط. اسلامی تعلیمی، سائنسی و ثقافتی تنظیم

ي. اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، پاکستان۔

ک. شیخ جابر العلوانی جنہیں اسلامی فکر کے بین الاقوامی ادارے (امریکہ) کی طرف سے تجویز کیا گیا ہے۔

- لگاتار ہر تین ماہ بعد مجمع کے جدہ کے دفتر میں لوگوں کا اجتماع ہو۔ اور یہ اجتماعات مجمع کی عمومی مجالس کے ساتھ منسلک ہوں۔
- کونسل کی دفتری کمیٹی ہر سال دو مرتبہ ملاقات کرے گی۔ ایک ملاقات دورانِ سال ہو گی اور دوسری ملاقات کونسل کی باقاعدہ مجلس سے پہلے ہو گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰/۱۳-ث

وزراء خارجہ کی تیرھویں کانفرنس میں مجمع الفقہ الاسلامی کے قیام سے متعلق قرارداد

وزراءِ خارجہ کی تیرھویں اسلامی کانفرنس نیجر کے شہر نیامی میں ۳ تا ۷ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۶ اگست ۱۹۸۲ء میں منعقد ہوئی۔

تیسرے اسلامی سمٹ، جو مکہ مکرمہ اور طائف میں مجمع الفقہ الاسلامی کے بارے میں منعقد ہوا تھا، کی طرف سے جاری ہونے والی قرارداد نمبر (۸/۳-ث) کا ذکر آیا۔

اور وزراء خارجہ کی بارہویں اسلامی کانفرنس میں اس موضوع پر جاری ہونے والی قرارداد نمبر (۱۶/۱۲-۴) کا حوالہ دیا گیا۔

اور اسلامی کمیٹی برائے معیشت، ثقافت اور معاشرت کی طرف سے اسی موضوع پر ہونے والی آٹھویں اور نویں مجلس کی سفارشات کو بھی مدِ نظر رکھا۔

ماہرین کی توسیع شدہ کمیٹی کے جدہ میں ہونے والے اجلاس کے نتائج اور مجمع الفقہ الاسلامی کے بنیادی نظام کے نئے قانون پر غور کے بعد:

اور اس بارے میں منظمۃ المؤتمر الاسلامی کی جنرل سیکریٹیریٹ نے جو تفسیری یادداشتیں پیش کی تھیں ان پر مطلع ہونے کے بعد:

- مجمع الفقہ الاسلامی کے قانون کے حتمی مسودے کو منظور کرتی ہے۔
- اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ جنرل سیکریٹیریٹ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی کے قیام کے ضروری انتظامات کی تکمیل کے لئے مجمع کا عام تاسیسی اجتماع جتنا جلدی ممکن ہو بلایا جائے اور اس کے لئے جنرل سیکریٹیریٹ میزبان ملک (سلطنتِ سعودیہ عربیہ) کے ساتھ رابطہ اور تعاون کا ذمہ دار ہے۔

- جنرل سیکریٹیریٹ سے درخواست کی جاتی ہے کہ رکن ممالک کی جانب سے اس بنیادی نظام سے متعلق دئے گئے تمام تبصرے وتجاویز پیش کرے۔ اور انہیں مجمع الفقہ الاسلامی کے عام اجتماع کے سامنے لائے تاکہ ان کو پڑھا جاسکے اور اس سے متعلق کوئی مناسب قرارداد جاری کی جاسکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸/۳-ث(ق،أ)

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کے قیام سے متعلق تیسری اسلامی سمٹ کانفرنس

تیسری اسلامی سمٹ کانفرنس (مجلسِ فلسطین القدس) جو مملکتِ عربیہ سعودیہ مکہ مکرمہ میں ۱۹ تا ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ موافق ۲۵ تا ۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء میں منعقد ہوئی۔

محترم شہنشاہِ مملکتِ عربیہ سعودیہ، شاہ خالد بن عبد العزیز کے اس خطاب کو بھی مد نظر رکھا گیا جس میں انہوں نے امتِ مسلمہ کے قائدین، علماء اور ہر جگہ رہنے والے تمام مسلمانوں کو مخاطب کیا۔ اور اس میں امتِ مسلمہ اور اس کے فقہاء اور علماء کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اس زمانے کی زندگی کی ترقیات اور مسائل کا اجتہاد اور عقیدہ اور ان دائمی اصولوں کے ذریعہ مقابلہ کریں جو ہر زمان و مکان میں انسان کی روحانی و جسمانی مصلحت پوری کرتے ہیں۔ اور انہوں نے فقہ اسلامی کے لئے ایک ایسی عالمی مجلس کے قیام کی دعوت بھی دی جو عالمِ اسلامی کے فقہاء، علماء اور مفکرین پر مشتمل ہو تاکہ حیاتِ معاصرہ کی طرف سے پیش کردہ ہر سوال کے حقیقی اسلامی جواب تک پہنچا جاسکے۔

اور قوموں کی ترقی اور معاشرے کے آگے بڑھنے میں علم و فکر جو کردار ادا کرتا ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا۔

اور اس بات کو بھی مد نظر رکھا کہ اسلامی قانون اور اسلامی تاریخ نے عظیم تہذیبی کردار ادا کیا ہے، اور معرفتِ اسلامیہ کے ساتھ اسے مالامال کیا ہے، جس کے نتیجے میں انسانیت کو روشنی اور رہنمائی فراہم کی، اور اب بھی انسانیت کو ایک بہتر مستقبل کی طرف لے جانے کے لئے یہ ایک دولتمند سرچشمہ اور ایک مضبوط بنیاد ہے۔

اور اسلامی سمٹ اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ امتِ اسلامیہ کے اس تاریخی موڑ پر اسے ایک ایسی اکیڈمی (مجمع) کی ضرورت ہے جس میں امتِ اسلامیہ کے فقہاء، علماء اور حکماء کے اجتہادات جمع ہوں تاکہ اس امت کے سامنے

وہ بنیادی قواعد آئیں جو اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کی سنت میں موجود فکرِ اسلامی کے دائمی سرچشموں سے نکلے ہوئے ہوں۔

اسلامی سمٹ نے (درج ذیل) قرارداد منظور کی: [1]

- ایک اکیڈمی قائم کی جائے جس کا نام مجمع الفقہ الاسلامی الدولی ہو۔ اس کے ممبران میں اطرافِ عالمِ اسلامی کے فقہی، ثقافتی، سائنسی اور معاشی متفرق میدانوں کے فقہاء، علماء، مفکرین شامل ہوں، تاکہ حیاتِ معاصرہ کے مسائل کی تحقیق کی جاسکے، اور اس بارے میں ایسا حقیقی اجتہاد کیا جاسکے جس کا مقصد یہ ہو کہ ایسے حل پیش کئے جائیں جو تراثِ اسلامی سے حاصل ہوئے ہوں اور ان مسائل کے بارے میں فکرِ اسلامی کے ارتقاء کے لئے بھی کشادگی رکھتے ہوں۔
- منظمہ کی جنرل سیکریٹیریٹ کو اس بات کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے کہ وہ اس مجمع کے اساسی قانونی کے بنانے کے ضروری اقدامات کے لئے رابطہ عالمِ اسلامی سے مشورہ کرے، اور اس اساسی قانون کو اسلامی وزراء خارجہ کی آنے والی کانفرنس میں پیش کرے تاکہ اس کا مطالعہ کیا جاسکے اور اس کی منظوری کے ضروری اقدامات کئے جاسکیں۔

[1] پہلی مجلس کی قراردادیں انتظامی طریقہ کار سے متعلق ہیں۔

قراردادیں اور سفارشات

دوسرا اجلاس

منعقدہ: جدہ سعودی عرب

۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر۱(۲/۱)[۱]

دَین پر زکاۃ کا حکم

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

دین پر زکوۃ کے وجوب اور عدمِ وجوب سے متعلق لکھے گئے تحقیقی مقالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اس موضوع کے مختلف پہلووں[۲] پر تفصیلی بحث کے بعد مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

۱. کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جو دین کی زکوٰۃ کی تفصیل بیان کرے۔

۲. صحابہ کرام اور تابعین سے دین کی زکوٰۃ نکالنے کے متعدد نقطہ نظر منقول ہیں۔

۳. اس بناء پر مذاہبِ اسلامیہ واضح طور پر مختلف ہوگئے ہیں۔

۴. ان اختلافات کی بنیاد درحقیقت اس قاعدہ میں ہونے والا اختلاف ہے کہ "جس مال کا حاصل ہونا ممکن ہو، کیا اسے حاصل شدہ مال کے حکم میں سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں؟"

درج ذیل قرارداد طے پائی:

قرارداد

اولا اگر مقروض مالدار اور ادائیگی پر قادر ہو، تو اس صورت میں قرض خواہ پر ہر سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

---

[۱] ہم نے تمام مجالس کی تمام قراردادوں کے لئے بھی تسلسل کے ساتھ نمبرات لگائے ہیں، نیز ہر مجلس کی مخصوص قراردادوں کے لئے بھی الگ نمبر قوسین میں لگائے ہیں۔ پہلا نمبر قرارداد کا ہے اور دوسرا نمبر مجلس کا ہے۔

[۲] دراسات اور مناقشات کے لئے ملاحظہ فرمائیں مجلۃ المجمع (العدد الثانی: الجزء الاول/ ٦١)

ثانیا اگر مقروض تنگ دست ہو یا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہو، تو قرض خواہ پر اس قرض کے وصول ہونے کے ایک سال بعد زکوٰۃ واجب ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله وصحبه أجمعين.

قرار داد نمبر ۲(۲/۲)

کرائے پر چڑھے ہوئے غیر زرعی پلاٹوں[1]
اور زمینوں کی زکاۃ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

کونسل نے اس موضوع پر لکھے گئے مقالوں کو توجہ سے سنا اور اس پر مفصل اور گہرے غور و خوض[2] کے نتیجے میں مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوئیں:

اولا   کوئی ایسی واضح نص منقول نہیں جو کرائے پر چڑھے ہوئے غیر زرعی پلاٹوں اور زمینوں پر زکوٰۃ ثابت کرے۔

ثانیا   اور نہ ہی کوئی ایسی نص منقول ہے، جس کی رُو سے کرائے پر چڑھے ہوئے غیر زرعی پلاٹوں اور زمینوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر فوری زکوٰۃ واجب ہوتی ہو۔

درج ذیل قرارداد طے پائی:

قرارداد

اولا   کرایہ پر چڑھے ہوئے پلاٹوں اور زمینوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

ثانیا   آمدنی پر اس کے چالیسویں حصے کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس آمدنی پر ایک سال گذر جائے۔ بشرطیکہ وجوب زکوٰۃ کی تمام شرائط پائی جائیں، اور کوئی مانع بھی موجود نہ ہو۔

---

[1] زرعی زمینوں کے بارے میں جاری ہونے والی قرارداد نمبر ۹۱(۲/۱۳)

[2] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۱/ ص ۱۱۵)

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳(۲/۳)[1]

انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ برائے فکرِ اسلامی، واشنگٹن کے سوالات کے جوابات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

"انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ برائے فکرِ اسلامی، واشنگٹن" کے پیش کردہ سوالات پر غور کرنے کے لئے اکیڈمی ہی کے بعض ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی اور اس کے نتیجے میں جو جوابات اکیڈمی کو پیش کئے گئے، اس سے درج ذیل امور واضح ہوئے:

اولا یہ جوابات اتنے مختصر پیرائے میں دئے گئے ہیں کہ نہ تو اس سے مکمل تشفی حاصل ہو رہی ہے اور نہ ہی ان کے ذریعہ اختلاف یا ردو قدح ختم ہو سکتا ہے۔

ثانیا اکیڈمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مغربی ممالک میں رہائش پذیر ہمارے مسلمان بھائیوں کے اشکالات کو دور کرنے کا اہتمام کرے۔

درج ذیل قرارداد طے پائی:

قرارداد

اولا اکیڈمی کی جنرل سیکریٹیریٹ کو یہ ذمہ داری تفویض کی جاتی ہے کہ وہ ان سوالات کو اکیڈمی کے ارکان اور ماہر علماء کی خدمت میں پیش کرے، تاکہ وہ ان سوالات کے مدلل جوابات دلائلِ شرعیہ اور فقہاء متقدمین کے اقوال کی روشنی میں اطمینان بخش وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ا ص ۱۹۹ و العدد الثالث، ج ۲ ص ۱۰۸۷)

ثانیا اکیڈمی کی جنرل سیکریٹیریٹ کو یہ ذمہ داری بھی تفویض کی جاتی ہے کہ ان سوالات کے جو جوابات موصول ہوں، ان کو تیسرے اجلاس[1] میں پیش کرے۔

واللہ اعلم

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ۲۳(۳/۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴(۴/۲)[1]

قادیانی فرقہ کا حکم

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء کو منعقد ہوا۔

مجلس الفقہ الاسلامی کیپٹاؤن کی طرف سے پیش کردہ ایک استفتاء پر غور کیا گیا، یہ استفتاء فرقہ قادیانیہ اور اسی فرقہ کی ایک اور فرع فرقہ لاہوریہ سے متعلق تھا، کہ آیا ان دونوں فرقوں کو مسلمانوں میں شمار کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز کیا شرعاً ایک غیر مسلم اس جیسے مسئلے میں کوئی فیصلہ صادر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی، جو ہندوستان میں گذشتہ صدی میں پیدا ہوا تھا، اور قادیانی اور لاہوری فرقے اسی کی طرف منسوب ہیں، اکیڈمی کے ارکان کے سامنے اس فرقے سے متعلق جو تحقیقات اور دستاویزات پیش کی گئیں، ان میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی طرف منسوب ان دونوں فرقوں کے بارے میں موجود معلومات پر غور و فکر کیا گیا یہ بات موکد ہوگئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا نبی ہے، جس پر وحی آتی ہے۔ اس کا یہ دعویٰ اس کی ان تصانیف سے بھی ثابت ہے جن میں سے بعض کے بارے میں اس نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس پر نازل ہونے والی وحی کا ایک حصہ ہیں۔ یہ بات بھی ثابت ہے کہ وہ عمر بھر اس دعوے کی نشر و اشاعت کرتا رہا ہے، اور لوگوں سے تقریر اور تحریر کے ذریعے یہ مطالبہ کرتا رہا ہے کہ وہ اس کی نبوت اور رسالت پر اعتقاد رکھیں، نیز یہ بھی ثابت ہے کہ اس نے بہت سی ضروریاتِ دین مثلاً جہاد وغیرہ کا انکار کیا ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثانی جلد ۱، ص ۲۰۹)

اکیڈمی کی جنرل کونسل کو یہ اطلاع بھی ہوئی کہ مکہ مکرمہ میں قائم شدہ "المجمع الفقہی" اس سلسلے میں پہلے ہی ایک قرارداد منظور کر چکی ہے۔ اس تمام غور وخوض اور بحث و تمحیص کے نتیجے میں مندرجہ ذیل قرارداد طے پائی:

قرارداد:

اولا مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت اور رسالت اور اپنے اوپر وحی کے نزول کا جو دعویٰ کیا، وہ دین کے بدیہی، قطعی و یقینی طور پر ثابت شدہ اس عقیدے کا صریح انکار ہے کہ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ پر نبوت اور رسالت کا اختتام ہو چکا ہے، اور آپ ﷺ کے بعد اب کسی پر وحی نازل نہیں ہوگی۔ مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ خود اس کو اور اس کے تمام موافقین کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے، جہاں تک لاہوری جماعت کا تعلق ہے، تو وہ اگرچہ مرزا غلام احمد کو ہمارے نبی محمد ﷺ کا ظل اور بروز قرار دیتی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ مرتد ہونے میں قادیانی جماعت ہی کی طرح ہے۔

ثانیا کسی غیر مسلم عدالت یا کسی غیر مسلم جج کو یہ حق نہیں کہ وہ (کسی کے) اسلام یا ارتداد کا فیصلہ کرے۔ بالخصوص وہ فیصلہ جو امتِ اسلامیہ کے مجامع اور علماء کے اجماعی مسائل کے خلاف ہو، اس لئے کہ (کسی کے) مسلمان یا مرتد ہونے کا فیصلہ اسی وقت قابلِ قبول ہو سکتا ہے جب وہ کسی ایسے مسلمان عالم سے صادر ہوا ہو جو ان تمام امور کو جانتا ہو جن کے ذریعہ اسلام میں داخل ہونا یا مرتد ہو کر اسلام سے نکلنا ثابت ہوتا ہو۔ اور وہ مسلمان عالم اسلام اور کفر کی حقیقت سمجھتا ہو، اور قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت شدہ تمام احکام کا احاطہ رکھتا ہو۔ لہٰذا اس طرح کی (غیر مسلم) عدالت کا فیصلہ باطل ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵(۲/۵)[۱]

ٹیسٹ ٹیوب بے بی

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" کے موضوع پر محقق علماء اور ماہر ڈاکٹروں کے فقہی اور طبی مقالات و مباحث اکیڈمی کے سامنے پیش کئے گئے، اکیڈمی کے ارکان کے درمیان اس پر مناقشہ اور مباحثہ ہوا، اور اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا گیا، تاکہ اس موضوع کی وضاحت حاصل کی جاسکے۔

اس مناقشے اور غور و فکر کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ اس موضوع پر فقہی اور طبی اعتبار سے مزید تحقیق کی ضرورت ہے، اور اس موضوع پر اب تک جو مقالات لکھے گئے ہیں ان کی مراجعت ضروری ہے، اور اس موضوع کے تصورات کو اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ حاصل کیا جانے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اکیڈمی نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اس موضوع پر قطعی فیصلے کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا جائے۔

ثانیا اکیڈمی کے صدر جناب ڈاکٹر بکر ابوزید کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ اس موضوع کے فقہی اور طبی لحاظ سے تمام پہلوؤں پر ایک جامع رپورٹ تیار کریں۔

ثالثا اس موضوع پر اکیڈمی کو جو مقالات اور تحقیقات موصول ہوں اکیڈمی کی طرف سے وہ مقالات و تحقیقات اپنے تمام ارکان کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس سے کم از کم تین ماہ پہلے بھیج دئے جائیں۔[۲]

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۱ ص ۲۳۳)

[۲] دیکھئے قرارداد نمبر ۱۶(۴/۳)

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ٦(٦/٢)[1]

دودھ کے بینک

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں "دودھ کے بینک" کے موضوع پر فقہی اور طبی نقطہ نظر سے مقالات پیش کئے گئے اور دونوں قسم کے مقالوں پر مفصل غور اوران پر سیر حاصل بحث ومباحثہ کے بعد اکیڈمی اس نتیجے پر پہنچی کہ:

اولا خواتین کے دودھ کے بینکوں کا قیام ایک ایسا تجربہ تھا جو مغربی اقوام سے شروع ہوا، اور اس کے ساتھ ہی سائنسی اور تکنیکی اعتبار سے اس کے کچھ منفی اثرات ظاہر ہوئے، جس کے بعد ان بینکوں کے قیام کا رجحان کم ہو گیا۔

ثانیا اسلام رضاعت کے ذریعہ وجود میں آنے والے رشتے کو نسب کے رشتے کے برابر خیال کرتا ہے، اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نسب کے ذریعہ جو رشتے حرام ہوتے ہیں، وہ رضاعت کے ذریعہ بھی حرام ہو جاتے ہیں، اور نسب کی حفاظت شریعت کے اہم مقاصد میں سے ہے، جبکہ دودھ کے بینک قائم کرنے کا نتیجہ نسب کو مخلوط یا مشکوک بنانے کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

ثالثا عالمِ اسلام میں اجتماعی تعلقات کا نظام ایسا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی بچہ حمل کی معروف مدت سے پہلے پیدا ہو جائے، یا کوئی بچہ جسمانی وزن اور صحت کے اعتبار سے بہت کمزور پیدا ہو، یا کسی خاص حالت کی وجہ سے وہ بچہ انسانی دودھ کا محتاج ہو، تو ان حالات میں ایسے بچے کو بکثرت ایسے مواقع میسر ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ بچہ انسانی دودھ کی طبعی ضرورت پوری کر لیتا ہے، لہٰذا دودھ کے بینک قائم کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۱ ص ۳۸۳)

چنانچہ مندرجہ بالا امور کی روشنی میں اکیڈمی نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا عالمِ اسلام میں خواتین کے دودھ کے بینک کے قیام کو روکا جائے۔

ثانیا اور ایسے بینک سے حاصل شدہ دودھ کے پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷(۲/۷)[۱]

محرّکِ حیات آلات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں ان آلات کے بارے میں فقہی اور طبی اعتبار سے لکھے گئے مقالات کو پڑھا گیا اور طویل مباحثہ اور دلچسپ سوالات ہوئے، بالخصوص اس مسئلہ پر غور ہوا کہ چونکہ ان آلات کے ہٹانے سے مریض کی زندگی ختم ہوسکتی ہے، اس لئے "حیات" اور "موت" کی حقیقت کو متعین کرنا ضروری ہے۔

یہ دیکھتے ہوئے کہ اس موضوع کے بارے میں ابھی تک بہت سے پہلو ایسے ہیں جو پوری طرح واضح نہیں ہوسکے، اور یہ دیکھتے ہوئے کہ کویت کے "ادارہ طبی اسلامی" نے اس موضوع پر جو جامع تحقیقات کی ہیں، ان کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے، چنانچہ یہ قرار دیا گیا کہ:

قرارداد

اولا اس موضوع پر قطعی فیصلے کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔[۲]

ثانیا اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ "طبِ اسلامی کانفرنس" کویت سے اس موضوع پر تمام مقالات اور ان کی قراردادیں حاصل کرے، اور ان مقالات اور قراردادوں کا خلاصہ تیار کرکے ارکان کو پہنچائے۔

واللہ الموفق

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۱ ص ۳۸۳)

[۲] دیکھئے قرارداد نمبر ۱۷(۳/۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸(۸/۲)[۱]

اسلامی ترقیاتی بینک (جدہ) کے استفسارات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے اس اجلاس میں اسلامی ترقیاتی بینک جدہ کے ان سوالات کو سنا جو بینک کی طرف سے بطورِ استفتاء اکیڈمی کو پیش کئے گئے تھے۔

اور اکیڈمی نے ان سوالات پر غور کرنے کے لئے اجلاس کے دوران ہی اکیڈمی کے بعض فاضل ارکان پر مشتمل جو ذیلی کمیٹی قائم کی تھی، اور جو ان سوالات کا انفرادی جواب تحریر کرنے والے افراد پر اور ان کے ساتھ کچھ اضافی ارکان پر مشتمل تھی، اس کمیٹی کی رپورٹ سننے کے بعد محسوس کیا کہ ان سوالات کے جواب کیلئے مزید تحقیق اور مطالعہ اور اس سلسلے میں بینک سے رابطہ کر کے تمام جزئیات کو سامنے لانا ضروری ہے، چنانچہ طے پایا کہ:

قرارداد

اولا اس موضوع کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

ثانیا اور بینک سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں بینک کے شریعت بورڈ کی رپورٹ بھی پیش کرے۔

واللہ الموفق

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۱ ص ۳۸۳)

[۲] دیکھئے قرارداد نمبر ۱۳(۱/۳)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر۹(۹/۲)[۱]

انشورنس اور ری انشورنس

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا۱۶ ربیع الثانی۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اس دوسرے اجلاس میں انشورنس اور ری انشورنس کے موضوع پر شریکِ اجلاس علماء کی تحقیقات کو مد نظر رکھا گیا، اور انشورنس کی تمام اقسام، اس کی مروجہ صورتوں اور اس کے بنیادی اصولوں، اور اس کے مقاصد پر غور کیا گیا، اور اس موضوع پر اب تک فقہی اکیڈمیوں اور علمی اداروں کی طرف سے جو کام سامنے آیا ہے، اس پر بھی غور کیا گیا، جس کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا تجارتی انشورنس جس میں متعین پریمیم (حصہ) پر عقد کیا جاتا ہے، اور جس پر انشورنس کی تجارتی کمپنیاں عمل کرتی ہیں، ایسے غرر فاحش پر مشتمل ہے جو اس عقد کے فساد کا موجب ہے، اس لئے شرعاً یہ عقد حرام ہے۔

ثانیا موجودہ تجارتی انشورنس کا ایسا بدل جو اسلام کے اصول معاملات کا احترام کرتا ہو وہ تعاونی انشورنس ہے جو صرف تبرع، احسان اور رضاکارانہ تعاون کی بنیاد پر قائم ہو، اسی طرح ری انشورنس بھی صرف تعاونی انشورنس کی بنیاد پر جائز ہو سکتی ہے۔

ثالثا اکیڈمی تمام مسلم ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ تعاونی انشورنس اور تعاونی ری انشورنس کے ادارے قائم کریں، تاکہ اسلامی معیشت ایسے نظام سے آزاد ہو سکے جو اللہ تعالیٰ کو اس امت کے لئے ناپسند ہے۔

واللہ اعلم

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۲ ص ۵۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰(۱۰/۲)[1]

سودی بینکوں اور غیر سودی بینکوں کے ساتھ معاملہ کرنا

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اس دوسرے اجلاس میں اکیڈمی کے ارکان کے سامنے موجودہ بینکوں کے طریقِ کار اور نظام کے بارے میں مختلف مقالات پیش کئے گئے، ان تمام مقالات پر غور وفکر اور ان پر بحث ومباحثہ کے بعد، نیز ان بدترین آثار کے جائزے کے بعد جو یہ موجودہ سودی نظام پوری دنیا کے معاشی نظام پر بالعموم اور تیسری دنیا کے ملکوں پر بالخصوص ڈال رہا ہے۔

نیز اس بربادی پر غور کرنے کے بعد جو یہ نظام کتاب اللہ کے ان احکام سے اعراض کے نتیجے میں لے کر آیا ہے، جو جزوی اور کلی طور پر سود کو حرام اور اس سے توبہ کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں، اور قرض لینے والے کو اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ وہ اپنا راس المال (اصلی رقم) واپس لے، اور اس میں قلیل وکثیر کسی بھی قسم کی زیادتی اور نقصان کو گوارہ نہ کرے، اور سود خوروں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جو تباہ کن جنگ کا اعلان وارد ہوا ہے، اس سب پر غور کے بعد اکیڈمی نے یہ طے کیا کہ:

قرارداد

اولا قرض پر خواہ ابتدائی عقد ہی سے کوئی زیادتی طے کی جائے، یا جب قرض کی ادائیگی کی میعاد پر قرض دار ادا نہ کر سکے، اس وقت میعاد بڑھانے کے لئے کسی زیادتی کا مطالبہ کیا جائے، یہ دونوں صورتیں ربا میں داخل ہیں، اور شرعاً حرام ہیں۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۲ ص ۷۳۵ اور ۸۱۳)

ثانیاً موجودہ سودی نظام کا وہ نعم البدل جس سے مالی نقد پذیری کی ضمانت بھی ہو اور اسلام کی پسندیدہ صورتوں کے مطابق اقتصادی سرگرمیوں میں مدد بھی ملے، وہ صرف یہ ہے کہ تمام معاملات شرعی احکام کے مطابق انجام دئے جائیں۔

ثالثاً یہ اکیڈمی تمام اسلامی حکومتوں کو اس بات کی دعوت دینے پر زور دیتی ہے کہ ایسے بینکوں کی حوصلہ افزائی کریں جو شریعت اسلامیہ کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوں، اور اپنے ملک میں ایسے بینک قائم کرنے کے مواقع فراہم کریں تاکہ وہ مسلمانوں کی ضرورت پوری کرسکیں، اور تاکہ مسلمان اپنے عقیدے اور عملی زندگی کے درمیاں تضاد کی حالت میں جینے پر مجبور نہ ہوں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۱۱(۲/۱۱)[۱]

قمری مہینوں کے آغاز میں اتحاد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

اکیڈمی نے اس اجلاس میں قمری مہینوں کی ابتدائی تاریخوں کو ایک کرنے کے مسئلے پر ارکان اور دوسرے ماہرین کے مقالات کا جائزہ لیا، حاضرین نے اس موضوع پر پیش کئے گئے مقالات پر مفصل بحث کی، اور قمری مہینوں کی ابتداء متعین کرنے کے لئے حساب پر اعتماد کرنے کے سلسلے میں مختلف آراء کو سنا۔ اس کے بعد اکیڈمی کی کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اکیڈمی کی جنرل سیکریٹیریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ فلکی حسابات اور علم موسمیات کے قابلِ اعتماد ماہرین کی مدد سے اس موضوع کے بارے میں باوثوق علمی تحقیقات اکیڈمی کے سامنے مہیا کرے۔

ثانیا قمری مہینوں کے آغاز کے تعین کے موضوع کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈے میں شامل کرلیا جائے، تاکہ اس وقت تک اس کی فقہی اور فنی دونوں حیثیتیں مکمل طور پر سامنے آجائیں۔[۲]

ثالثا جنرل سیکریٹیریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں کافی تعداد میں ماہرین فلکیات کو بھی شرکت کی دعوت دے، تاکہ وہ موضوع کے تمام گوشوں کی واضح صورت متعین کرنے میں فقہاء کے ساتھ شریک ہوں، اور اس صورت پر اعتماد کرکے شرعی حکم بیان کیا جاسکے۔

واللہ الموفق

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج ۲ ص ۸۳۹)

[۲] دیکھئے قرارداد نمبر ۱۸(۳/۶)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲(۱۲/۲)[1]

خطاب الضمان یعنی لیٹر آف کریڈٹ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ کو منعقد ہوا۔

جس میں خطاب الضمان (لیٹر آف کریڈٹ) کے مسئلہ پر بحث کی، چنانچہ اس مسئلہ پر جو تحقیقی مقالے تیار کئے گئے تھے، ان پر تبادلہ خیال اور طویل بحث کے بعد مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

اولاً خطاب الضمان (لیٹر آف کریڈٹ / ایل سی)، خواہ وہ ابتدائی ہو یا انتہائی، دونوں صورتوں میں یا تو وہ مارجن کے ساتھ ہوتا ہے یا بغیر مارجن کے۔ اگر لیٹر آف کریڈٹ بغیر مارجن کے ہو تو یہ درحقیقت ضمانت دینے کی ذمہ داری کو کسی دوسرے شخص کی موجودہ یا بعد کی ذمہ داری کے ساتھ ملانا ہے۔ فقہ اسلامی میں جس صورت کو ضمان یا کفالت کا نام دیا جاتا ہے، اس کی حقیقت بھی یہی ہے۔

اور اگر خطاب الضمان (یعنی لیٹر آف کریڈٹ) مارجن کے ساتھ ہو تو خطاب الضمان کھلوانے والے اور اس کے جاری کرنے والے کے مابین تعلق وکالت کا ہوتا ہے۔ اور مستفید (مکفول لہ) کی مصلحت کے لئے کفالت کا تعلق باقی رکھتے ہوئے وکالت کے تعلق کو باقی رکھا جاسکتا ہے، خواہ وکالت اجرت کے عوض ہو یا بغیر اجرت کے ہو۔

ثانیاً کفالت ایک رضاکارانہ عقد ہے، جس کا مقصد محض تبرع اور احسان کرنا ہوتا ہے اور فقہاء نے کفالت پر اجرت لینے کو ناجائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ اگر کفیل ضمانت کی رقم ادا کرے تو وہ اس قرض کے مشابہ ہو جائے گا جو قرض دینے والے کے لئے نفع کا باعث ہو، اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔

اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثانی، ج۲ ص ۱۰۳۵)

قرارداد

اولا خطاب الضمان (لیٹر آف کریڈٹ) کے اجراء میں ضمانت کے عمل پر کوئی اجرت لینا شرعاً جائز نہیں، جس کے تعین میں عموماً ضمانت کی مقدار اور مدت ادائیگی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، خواہ خطاب الضمان (لیٹر آف کریڈٹ) مارجن کے ساتھ ہو یا بغیر مارجن کے ہو۔

ثانیا البتہ دونوں قسم کے لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنے کے اخراجات شرعاً جائز ہیں، بشرطیکہ یہ اخراجات اجرتِ مثل سے زائد نہ ہوں، اور اگر خطاب الضمان (لیٹر آف کریڈٹ) کلی یا جزوی مارجن کے ساتھ ہو تو بینک لیٹر آف کریڈٹ کی فیس کے تعین میں ان اخراجات کو ملحوظ رکھ سکتا ہے جو مارجن کو (فروخت کنندہ کو) ادا کرنے میں فی الواقع برداشت کرنے پڑتے ہوں۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

تیسرا اجلاس

منعقدہ: عمان اردن

۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ

مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳(۱/۳)[1]

اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل اپنے تیسرے اجلاس میں، جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، البنک الاسلامی للتنمیہ (Islamic Development Bank) کے سوالات کی مفصل تحقیق اور مفصل بحث کے بعد درج ذیل نتائج تک پہنچی:

قرارداد

أ. <u>اسلامی ترقیاتی بینک میں قرض کی فراہمی پر لی جانے والی اجرت</u>

۱. قرض دینے کی خدمت پر اجرت وصول کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ اجرت حقیقی اخراجات کے بقدر ہو۔

۲. حقیقی اخراجات سے زائد رقم ربا ہونے کی بناء پر شرعاً حرام ہے۔

ب. <u>کرایہ پر دینے کے عمل سے متعلق</u>

۱. اسلامی ترقیاتی بینک کا گاہک سے یہ وعدہ کرنا جائز ہے کہ آلات کی ملکیت حاصل کرنے کے بعد وہ گاہک کو وہ آلات کرائے پر دے گا۔

۲. اسلامی ترقیاتی بینک کا اپنے گاہکوں میں سے کسی کو اس بات کا وکیل بنانا جائز ہے کہ وہ بینک کے لئے ایسی مشنری یا آلات خریدے گا جس کی گاہک کو ضرورت ہو اور وہ ایسی چیز ہو جس کے اوصاف کو

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثانی جلد ۲، ص ۵۲۷ اور عدد ثالث ج ۱ ص ۷۷)

متعین کیا جاسکے، تاکہ ان اشیاء کے حصول کے بعد بینک انہیں گاہک کو کرائے پر دے سکے۔ اور اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ بینک بجائے اس گاہک کے کسی اور کو مشنری کی خریداری کا وکیل بنائے۔

۳. مشنری کو کرائے پر دینے کا معاملہ اس وقت ہونا چاہئے جب بینک کو اس مشنری کی مکمل ملکیت حاصل ہو جائے، اور کرائے کا معاملہ وکالت اور وعدے کے معاملہ سے بالکل علیحدہ مستقل عقد کے ذریعے ہونا ضروری ہے۔

۴. بینک کی طرف سے یہ وعدہ جائز ہے کہ کرایہ داری کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ آلات گاہک کو بطورِ ہبہ دے دے گا، بشرطیکہ یہ وعدہ بالکل علیحدہ ہو۔

۵. مشنری کے تباہ ہونے یا اس کو نقصان پہنچنے کا پورا بوجھ بینک پر ہو گا، اس لئے کہ بینک اس مشنری کا مالک ہے۔ بشرطیکہ کرایہ دار کی طرف سے کسی زیادتی یا کوتاہی کی بناء پر مشنری کو نقصان نہ پہنچا ہو، ایسی صورت میں اس نقصان کا بوجھ بینک پر ہو گا۔

۶. کسی اسلامی کمپنی سے بیمہ کرائے جائے کی صورت میں (جب بھی ایسا کیا جانا ممکن ہو) تو اس کے اخراجات بینک برداشت کرے گا۔

ج. قسطوں میں قیمت وصول کرنے کی شرط پر ادھار فروختگی

۱. بینک کا یہ وعدہ کرنا جائز ہے کہ بینک کی ملکیت میں سامان آنے کے بعد بینک اسی گاہک کو وہ سامان فروخت کرے گا۔

۲. اسلامی ترقیاتی بینک کا اپنے کسی گاہک کو اس کی مطلوبہ اشیاء (خواہ وہ مشنری ہو یا آلات ہوں یا کوئی بھی اور ایسی چیز ہو جس کے اوصاف کی تعیین کی جاسکے) کی خریداری کے لئے وکیل بنانا کہ وہ مطلوبہ اوصاف والی اشیاء اتنی قیمت میں بینک کے لئے خرید لے، تاکہ جب وہ اشیاء وکیل کے قبضہ میں پہنچ جائیں تو بینک ان اشیاء کو وکیل کو فروخت کر دے۔ شرعاً ایسی توکیل جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس گاہک کے بجائے کوئی اور اس خریداری کا وکیل ہو۔

۳. یہ ضروری ہے کہ سامان کی فروختگی اس وقت ہو جب اس کی حقیقی ملکیت اور قبضہ حاصل ہو چکا ہو، اور یہ فروختگی کا معاملہ سابقہ توکیل کے معاملہ سے بالکل الگ مستقل عقد کے طور پر کیا گیا ہو۔

د. غیر ملکی تجارت کو سرمائے کی فراہمی کے عقود

ان معاملات میں انہی اصولوں کا اطلاق ہو گا جو قسطوں میں ادھار فروختگی کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

ہ. اسلامی ترقیاتی بینک کو اپنی جن رقوم کو مجبوراً غیر مسلم ممالک کے عالمی بینکوں میں رکھوانا پڑا ہو، اس رقم پر حاصل ہونے والے سود کو تصرف میں لانا

بینک پر یہ بات حرام ہے کہ وہ کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے کرنسی کی حقیقی قیمت میں جو نقصان واقع ہوتا ہے، اس کو عالمی بینک سے حاصل ہونے والے سود کے ذریعے تحفظ دے، اس لئے بینک پر واجب ہے کہ وہ عالمی بینک سے حاصل ہونے والے سود کو رفاہی کاموں پر خرچ کرے، مثلاً ٹریننگ اور تحقیقاتی اداروں کا قیام، اور ان کے لئے وسائل اور اسباب مہیا کرنا، اور ممبر ممالک کو مالی امداد مہیا کرنا اور انکو ٹیکنیکل امداد پہنچانا، اس طرح علمی اداروں اور مدارس کی مدد کرنا، اور اسلامی علوم کی نشرو اشاعت سے متعلق امور میں مالی مدد فراہم کرنا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴(۲/۳)[۱]

کمپنیوں کے شئیرز پر زکوٰۃ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل اپنے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، کمپنیوں کے حصص پر وجوبِ زکوٰۃ پر غور کیا اور اس موضوع پر جو مقالے لکھے گئے تھے، ان پر بحث و مباحثہ اور اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:

قرارداد

اس بارے میں متفقہ قرارداد کی منظوری کو اکیڈمی کے چوتھے اجلاس تک موخر کیا جاتا ہے۔[۲]

واللہ الموفق۔

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۳، ص ۷۰۵)

[۲] قرارداد نمبر ۲۸(۳/۴) ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵(۳/۳)[۱]

مستحق کو انفرادی طور پر مالک بنائے بغیر زکوٰۃ کو نفع بخش منصوبوں میں لگانا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، اس میں اس موضوع پر مقالات پیش کئے گئے کہ زکوٰۃ کو کسی مستحق زکوٰۃ کی ملکیت میں دئے بغیر ہی کسی منافع بخش اسکیم اور منصوبے میں لگانا شرعا درست ہے یا نہیں۔ اس موضوع پر مباحث اور مقالات کو سننے اور بحث و مباحثہ کے بعد اور مختلف ارکان کی آراء سامنے آنے کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اصولی طور پر یہ صورت جائز ہے کہ زکوٰۃ کا مال ایسے منافع بخش منصوبوں میں لگایا جائے جو بالآخر مستحقین زکوٰۃ کی ملکیت میں آجائیں، یا پھر وہ منصوبے ایسے ادارے کے تابع ہوں جو شرعی طور پر زکوٰۃ جمع اور تقسیم کرنے کا ذمہ دار ہو، بشرطیکہ یہ مستحقین کی فوری ضرورت پوری کی جانے کے بعد ہو، نیز جس منصوبے میں رقم لگائی جارہی ہے اس کے نقصان سے دور رہنے کی کافی ضمانت حاصل کی جاچکی ہو۔

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۳، ص ۷۰۵)

والله تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶(۳/۴)[1]

مصنوعی تولید (ٹیسٹ ٹیوب بے بی)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، اس میں مصنوعی تولید (ٹیسٹ ٹیوب بے بی) کے موضوع کا جائزہ لینے اور اس موضوع پر علماء کے مقالات اور ماہرین واطباء کی تشریحات سننے اور اس پر تبادلہ خیال کے بعد مجلس پر واضح ہوا کہ فی زمانہ مصنوعی تولید کے سات طریقے معروف ہیں، مجلس نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

أ. درج ذیل پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں، یہ صورتیں یا تو لذاتہا ممنوع ہیں، یا اس وجہ سے ممنوع ہیں کہ ان صورتوں کے نتیجے میں شرعی مفاسد لازم آتے ہیں جن میں نسب کا اختلاط، خاندان ونسل کا ضیاع وغیرہ شامل ہیں:

۱. نطفہ شوہر کا ہو اور کسی ایسی عورت کا بیضہ لیا جائے جو اس کی بیوی نہ ہو، اور پھر تلقیح کا عمل کرنے کے بعد اسی شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

۲. کسی شخص کی بیوی کا بیضہ لے کر اس کے شوہر کے سوا کسی اور شخص کے نطفے سے تلقیح کا عمل کر کے اس کو اسی بیوی کے رحم میں رکھا جائے (جس سے بیضہ لیا گیا تھا)۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثالث جلد ۱، ص ۴۲۳)

۳. شوہر کا نطفہ اور بیوی کے بیضہ کی بیرونی طور پر تلقیح کی جائے اور پھر اس کو دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے، جس نے حمل کے لئے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کی ہوں۔

۴. کسی اجنبی شخص کے نطفے اور اجنبی عورت کے بیضے کے درمیان بیرونی طور پر تلقیح کی جائے اور لقیحہ بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

۵. شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی تلقیح کی جائے اور اس کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

ب. درج ذیل چھٹی اور ساتویں صورت کو ضرورت کے وقت استعمال میں لائے جانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہوں۔

٦. نطفہ شوہر کا ہو اور بیضہ اس کی بیوی کا ہو، ان کی تلقیح بیرونی طور پر کی جائے اور پھر اسی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

۷. شوہر کا نطفہ لے کر اسی کی بیوی کے رحم میں اندرونی تلقیح کے طور پر رکھا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷(۵/۳)[1]

محرک حیات آلات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، اس میں أجهزة الإنعاش یعنی محرک حیات آلات کے موضوع سے متعلق اٹھائے گئے مختلف پہلوؤں پر بحث ہوئی اور ماہر اطباء کی مفصل تشریحات سننے کے بعد اکیڈمی کی کونسل نے یہ قرارداد منظور کی:

قرارداد

اگر کسی شخص میں مندرجہ ذیل دو علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہو جائے تو شرعاً اسے مردہ تصور کیا جائے گا اور اس پر موت کے تمام احکام جاری ہوں گے:

۱. جب اس شخص کا قلب اور تنفس مکمل طور پر اس طرح رک جائے کہ اطباء یہ کہیں کہ اب اس کی واپسی ممکن نہیں۔

۲. جب اس کے دماغ کے تمام وظائف بالکل معطل ہو جائیں اور اس بارے میں خصوصی مہارت رکھنے والے اطباء اس بات پر متفق ہوں کہ دماغ کے اس تعطل کی واپسی ممکن نہیں، اور اس کا دماغ سڑنا شروع ہو چکا ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثالث جلد ۲، ص ۵۲۳)

ایسی حالت میں اَجھزۃ الاِنعاش یعنی محرک حیات آلات کو اس شخص سے ہٹالینا جائز ہے، خواہ اس کے بعض اعضاء مثلاً قلب، محض آلے کی وجہ سے مصنوعی حرکت کر رہے ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸(۳/۶)[1]

قمری مہینوں کے آغاز میں اتحاد اور یکسانیت پیدا کرنے کے مسئلہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، قمری مہینوں کے آغاز میں اتحاد سے متعلق دو مسئلوں پر غور کیا گیا:

أ. قمری مہینوں کے آغاز کے اتحاد پر اختلاف مطالع کا اثر انداز ہونا،

ب. قمری مہینوں کے آغاز کے ثبوت کے لئے فلکی حسابات کو ذریعہ بنانا

چنانچہ ان دو مسئلوں پر ارکانِ مجلس اور ماہرین کی طرف سے پیش کردہ تحقیقات کو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کیں۔

قرارداد

۱. اگر کسی ایک شہر میں چاند نظر آنے کا ثبوت مل جائے تو تمام مسلمانوں پر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہو گا، اور اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا حکم عام ہے۔

۲. مہینے کے ثبوت کے لئے اصل اعتماد رویت ہلال پر ہو گا، البتہ فلکی حسابات اور فلکی رصد گاہوں سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے، تاکہ احادیث نبوی اور سائنسی حقائق کی رعایت رکھی جاسکے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثالث جلد ۲، ص ۸۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹(۳/۷)[1]

ہوائی یا بحری سفر کر کے عمرہ یا حج کرنے کے لئے آنے والے کا احرام

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، اس اجلاس میں کونسل نے اس مسئلہ پر غور کیا کہ حج اور عمرہ کرنے کے لئے ہوائی یا بحری جہاز سے آنے والے حضرات احرام کہاں سے باندھیں۔ چنانچہ اس موضوع پر لکھے گئے مقالات پر مطلع ہونے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی:

قرارداد

جو شخص حج یا عمرہ کے لئے سفر کر رہا ہو، اس کے لئے انہی مواقیت سے احرام باندھنا واجب ہے جن کی تحدید سنتِ نبویہ نے کی ہے، خواہ وہ بذات خود ان مواقیت سے گذرے یا ان کی محاذات سے، اور خواہ زمینی راستے سے سفر کرے یا بحری یا فضائی راستے سے، کیونکہ احادیث نبویہ میں ان مواقیت سے احرام باندھنے کا حکم ہر شخص کے لئے عام ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثالث جلد ۳، ص ۱۴۱۹)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰(۸/۳)

اسلامی یکجہتی فنڈ میں زکوٰۃ کا استعمال

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، کونسل نے معاون سیکریٹری جنرل کے اس بیان کو بغور سنا جس میں اسلامی یکجہتی فنڈ کی سرگرمیوں اور مالی مدد کی ضرورت کو بیان کیا گیا اور یہ تجویز پیش کی گئی کہ اسلامی یکجہتی فنڈ کو زکوٰۃ کا مصرف قرار دیا جائے۔

کونسل نے اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

جنرل سیکرٹری کو اس بات کا پابند کی جاتا ہے کہ وہ اس موضوع پر اسلامی یکجہتی فنڈ کے تعاون سے وہ ضروری معلومات فراہم کریں جو اس موضوع پر بحث کے لئے لازم ہے، اور اس معلومات کو وہ اکیڈمی کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے۔[1]

واللہ الموفق

[1] قرارداد نمبر ۲۷(۲/۴) دیکھئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱(۹/۳)[۱]

کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے احکام

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، کاغذی نوٹ کے احکام اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے موضوع پر جو تحقیقی مقالات لکھے گئے تھے ان پر اطلاع حاصل کرنے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. کاغذی نوٹ فقہی اعتبار سے اعتباری نقود کی حیثیت رکھتے ہیں، جس میں ثمنیت مکمل طور پر موجود ہے، اور شریعت میں ربا، زکوۃ، سلم وغیرہ کے معاملے میں سونے اور چاندی کے جو احکام طے شدہ ہیں وہی احکام ان نوٹوں پر بھی جاری ہوں گے۔

۲. کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے تمام پہلوؤں کو سامنے لانے کے لئے مزید تحقیق کی ضرورت ہے، اس لئے اس مسئلہ کو اکیڈمی کے چوتھے اجلاس پر ملتوی کیا جاتا ہے۔[۲]

واللہ الموفق

---

[۱] دیکھئے مجلۃ المجمع العدد الثالث، ج ۳، ص ۱۶۵۰ اور العدد الخامس، ج ۳، ص ۱۶۰۹

[۲] دیکھئے قرارداد نمبر ۴۲(۵/۴)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲(۱۰/۳)

مضاربہ سرٹیفیکیٹس اور ترقیاتی اور سرمایہ کاری کے سرٹیفیکیٹس

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، مضاربہ سرٹیفیکیٹس اور ترقیاتی اور سرمایہ کاری کے سرٹیفیکیٹس کے موضوع پر لکھے گئے مقالے اور اس بارے میں ہونے والے مباحثہ کو بغور سنا گیا۔ اکیڈمی کے طے شدہ طریقہ کار کے مطابق اس موضوع پر بھی کئی مقالات تیار کرائے گئے۔ اور اس موضوع کی اہمیت اور اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے اور اس موضوع سے متعلق تمام آراء کو جاننے کے لئے کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ جن افراد سے مناسب سمجھے، اس موضوع پر مزید تحقیقی مقالے تیار کرائے، تاکہ اکیڈمی کے لئے اپنے آئندہ اجلاس میں اس موضوع پر کوئی مناسب قرارداد منظور کرنا ممکن ہو۔[1]

واللہ الموفق

---

[1] قرارداد نمبر ۳۰(۵/۴) دیکھئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳(۱۱/۳)[1]

بین الاقوامی ادارہ برائے فکرِ اسلامی، واشنگٹن کے سوالات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، بین الاقوامی ادارہ برائے فکرِ اسلامی، واشنگٹن کے استفسارات کے جوابات اکیڈمی کے بعض ارکان اور محققین نے دئے تھے، ان کو سننے کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اکیڈمی کی جنرل سیکریٹیریٹ کو اس بات کا پابند کیا جاتا ہے کہ ان سوالات کے جوجوابات اکیڈمی نے دئے ہیں، ان کو بین الاقوامی ادارہ برائے فکرِ اسلامی، واشنگٹن تک پہنچائے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثالث، ج ۲، ص ۱۰۸۷ اور العدد الثانی، ج ۱، ص ۱۹۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و صلي الله علي على سيدنا محمد ، وعلي أله و صحبه أجمعين و سلم.

اکیڈمی کی طرف سے دیئے گئے جوابات

تیسرا سوال:

مسلمان عورت کے لئے غیر مسلم مرد سے نکاح کرنا کیسا ہے، جبکہ اس عورت کو یہ امید ہو کہ اس نکاح کے نتیجے میں وہ مرد مسلمان ہو جائے گا، اس لئے کہ وہاں بہت سی مسلمان عورتوں کا کہنا ہے کہ عام طور پر ان کو مسلمان مردوں میں برابری کا رشتہ نہیں ملتا ہے، اور ان عورتوں کے اسلام سے منحرف ہو جانے یا شدید تنگی کی حالت میں زندگی بسر کرنے کا شدید خطرہ موجود ہے۔

جواب:

مسلمان عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح کرنا کتاب اللہ، سنتِ رسول اور اجماعِ امت کی رو سے شرعاً ممنوع اور حرام ہے، اگر کسی نے کر لیا تو وہ نکاح باطل سمجھا جائے گا اور شرعی نکاح منعقد ہو جانے کے بعد جو احکام میاں بیوی پر لاگو ہو جاتے ہیں، وہ ایسے نکاح پر نہیں ہوں گے، اور ایسے نکاح کے نتیجے میں جو اولاد ہو گی، وہ غیر شرعی کہلائے گی، اور شوہر کے اسلام لانے کی امید پر شریعت کا قطعی حکم نہیں بدلا جا سکتا۔

چوتھا سوال:

اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا شوہر کفر پر قائم رہے اور اس عورت کی اپنے شوہر سے اولاد بھی ہو، اور علاقہ زوجیت ختم کرنے کی صورت میں ان کے ضائع ہو جانے اور منحرف ہو جانے کا ڈر بھی ہو، اور عورت کو یہ امید بھی ہو کہ علاقہ زوجیت باقی رکھنے کی صورت میں اس کا شوہر اسلام لے آئے گا، تو کیا ان حالات میں وہ عورت اپنے شوہر سے علاقہ زوجیت برقرار رکھ سکتی ہے؟

اور اگر اس عورت کو اپنے شوہر کے اسلام لانے کی امید تو نہیں، لیکن ایک طرف تو اس کا شوہر اس کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہترین معاشرت کے ساتھ حقِ زوجیت ادا کر رہا ہے، اور دوسری طرف عورت کو یہ بھی ڈر ہے کہ

اگر اس شوہر سے جدائی اختیار کرلی تو اس کو کوئی مسلمان شوہر نہیں مل سکے گا، ان حالات میں اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:

عورت کے اسلام لانے اور مرد کے اسلام لانے سے انکار کرتے ہی ان دونوں کے درمیان نکاح فسخ ہو جائے گا، اب اس عورت کے لئے اس کے شوہر کے ساتھ معاشرت اختیار کرنا حرام ہے، لیکن وہ عورت عدت کے دوران انتظار کرے گی، اگر شوہر عدت کے دوران ہی اسلام لے آئے تو وہ عورت سابقہ نکاح کی بنیاد پر ہی اپنے شوہر کے پاس واپس چلی جائے گی۔

اور اگر عورت کی عدت گذر گئی اور مرد اسلام نہیں لایا تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق اب بالکل ختم ہو گیا، اب اگر عدت کے بعد وہ مرد مسلمان ہو جائے اور وہ دونوں دوبارہ عقدِ زوجیت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو نکاحِ جدید کے بعد وہ دونوں دوبارہ زوجیت میں منسلک ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا نام نہاد حسنِ معاشرت کا یہ اثر نہیں ہو گا کہ اس کے ساتھ زوجیت مباح ہو جائے۔

پانچواں سوال:

امریکہ اور یورپ کے ممالک میں مسلمانوں کے لئے کوئی مخصوص قبرستان نہیں ہوتا، اور مسلمانوں کو عام قبرستان سے باہر دوسری جگہ دفن کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے، ان حالات میں کیا مسلمان اپنے مُردوں کو غیر مسلموں کے ساتھ ان کے قبرستان میں دفن کر سکتے ہیں؟

جواب

مسلمان میت کو ضرورۃً غیر مسلم ممالک میں غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔

چھٹا سوال:

اگر کسی علاقے کے مسلمان اپنے علاقے کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائیں اور علاقے کی مسجد کے ویران ہو جانے یا اس پر غیر مسلموں کے تسلط اور قبضے کا اندیشہ ہو تو کیا ایسی صورت میں اس مسجد کو بیچنا جائز ہے؟ اس لئے کہ عام طور پر مغربی ممالک میں مسلمان مسجد کے لئے کوئی مکان خرید کر اس کو مسجد بنا لیتے ہیں، اور پھر حالات کے پیشِ نظر اکثر مسلمان جب اس علاقے کو چھوڑ کر دوسرے علاقے میں منتقل ہو جاتے ہیں، تو وہ مسجد

بے کار ہو جاتی ہے، اور کبھی کبھی اس پر دوسرے لوگ قبضہ بھی کر لیتے ہیں۔ جبکہ یہ ممکن ہے کہ اس مسجد کو بیچ کر اس کی قیمت سے کسی مسلمان آبادی والے علاقے میں کوئی مکان خرید کر مسجد بنالی جائے، تو اس فروختگی اور استبدال کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس مسجد کے بدلے دوسری مسجد بنانے کا موقع نہ ہو تو وہ قریب ترین مصرف کیا ہے جہاں فروخت شدہ مسجد کی قیمت کو استعمال کیا جاسکتا ہو؟

جواب:

جس مسجد سے بالکل فائدہ اٹھانا ممکن نہ رہا ہو، یا مسلمان اس مسجد کے علاقے کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو چکے ہوں، یا غیر مسلموں کے اس پر قبضہ کرنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اس مسجد کو بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کی قیمت سے دوسری جگہ خرید کر مسجد بنائی جائے۔

آٹھواں سوال

بعض مسلمان عورتیں اور نوجوان لڑکیاں ملازمت کی غرض سے یا حصولِ تعلیم کی غرض سے مغربی ممالک میں تنہا قیام کرنے پر، اور بعض اوقات غیر مسلم خواتین کے ساتھ قیام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، ایسی خواتین کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا ان کے لئے وہاں اس طرح قیام کرنا جائز ہے؟

جواب

مسلمان خاتون کے لئے اجنبی ملک میں تنہا قیام کرنا کسی حال میں جائز نہیں۔

نواں سوال

یہاں مغربی ممالک میں قیام پذیر مسلمان عورتوں کا کہنا ہے کہ وہ اگر یہاں رہ کر پردہ کرنا چاہیں تو زیادہ سے زیادہ اتنا کر سکتی ہیں کہ چہرے اور ہتھیلی کے علاوہ باقی اعضاء کو چھپالیں، اور بعض خواتین ایسی بھی ہیں جو اپنی ملازمت کی وجہ سے سر کا پردہ بھی نہیں کر سکتیں، شرعاً ایک مسلمان عورت غیر محرم کے سامنے کاروباری اداروں اور تعلیم گاہوں میں کس حد تک اپنے اعضاء کو ظاہر کر سکتی ہے؟

جواب

جمہور علماء کے نزدیک فتنے کا اندیشہ نہ ہونے کی صورت میں مسلمان عورت کے لئے چہرے اور ہتھیلی کے علاوہ باقی جسم کو چھپانا ضروری ہے، اور فتنے کے اندیشے کی صورت میں چہرے اور ہتھیلی کا پردہ بھی ضروری ہے۔

دسواں اور گیارہواں سوال

امریکہ اور یورپ میں مسلمان طلبہ کی ایک بڑی تعداد اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے فارغ اوقات میں جزوقتی ملازمت اختیار کر لیتے ہیں، اس لئے کہ جو خرچہ انہیں گھر والوں کی طرف سے موصول ہوتا ہے، وہ اتنا نہیں ہوتا کہ اس سے ان کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ ان طلبہ کی ایک بڑی تعداد ایسے ہوٹلوں اور ریسٹورینٹس میں ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہوتی ہے جن میں شراب کا کاروبار ہوتا ہے، اور خنزیر کا گوشت اور دوسری حرام اشیاء پیش کرنی پڑتی ہیں، لہٰذا اس شخص کے لئے ایسی جگہ ملازمت کرنے کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اور مسلمان کے لئے شراب، خنازیر اور شراب کو بنانے اور اس کے غیر مسلموں کو فروخت کرنے کرنے کا کیا حکم ہے۔ واضح رہے کہ بعض مسلمانوں نے ان شہروں میں ان افعال کو اپنا پیشہ بنالیا ہے۔

جواب

اگر کسی مسلمان کو جائز ملازمت نہ مل رہی ہو تو اس کے لئے غیر مسلموں کے ہوٹل میں ملازمت اختیار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ بذاتِ خود شراب پلانے یا اس کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے یا اس کو بنانے یا اس کی تجارت کرنے میں ملوث نہ ہو، خنزیر کا گوشت اور دوسری حرام اشیاء لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

بارہواں سوال

مغربی ممالک میں بہت سی دوائی ایسی ہوتی ہیں جن میں اعشاریہ ایک فیصد سے پچیس فیصد تک الکحل شامل ہوتا ہے، اور یہ دوائیں نزلہ، کھانسی اور گلے کی خراش وغیرہ جیسی عام اور معمولی بیماریوں میں استعمال ہوتی ہیں، اور پچانوے فیصد دوائیوں میں الکحل ضرور شامل ہوتا ہے، اور الکحل سے پاک دوائی تلاش کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا ہے، ان حالات میں ایسی دواوں کے استعمال کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب

اگر الکحل سے پاک دوا میسر نہ آئے، اور ماہر ثقہ اور اپنے پیشے کے لحاظ سے قابلِ اعتماد ڈاکٹر نے الکحل ملی ہوئی دوا تجویز کر دی ہو، تو ایسی صورت میں مسلمان مریض کے لئے اس کا استعمال ضرورۃً جائز ہے۔

تیرہواں سوال:

مغربی ممالک میں ایسے خمیر یا جیلیٹن ملتے ہیں جن میں خنزیر سے حاصل کردہ مادہ بہت معمولی مقدار میں ضرور شامل ہوتا ہے، تو کیا ایسے خمیر اور جیلیٹن کا استعمال شرعاً جائز ہے؟

جواب

وہ مسلمانوں کے لئے ایسے خمیر اور جیلیٹن کا استعمال جائز نہیں جن میں خنزیر کا مادہ شامل ہو، اور جو خمیر اور جیلیٹن نباتات سے یا شرعی طریقہ پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کے مادے سے تیار ہو، اس سے ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

چودھواں سوال:

ان ممالک میں اکثر مسلمان کوئی کشادہ ہال اور وسیع جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کی شادی کی تقریبات مساجد ہی میں منعقد کرتے ہیں، جبکہ ان تقریبات میں رقص و سرور اور گانے باجے کا اہتمام بھی ہوتا ہے، کیا اس قسم کی شادی کی تقریبات مساجد میں منعقد کرنا جائز ہے؟

جواب

مساجد میں عقدِ نکاح منعقد کرنا اچھا اور پسندیدہ عمل ہے، البتہ اگر ان تقریبات میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط، بے پردگی، رقص اور گانے باجے جیسے غیر شرعی امور شامل ہوں تو پھر ان کو مساجد میں منعقد کرنا جائز نہیں۔

پندرہوں سوال:

مغربی ممالک میں حصولِ تعلیم کے لئے آنے والے مسلمان طلبہ و طالبات بعض اوقات نکاح کر لیتے ہیں، اور نیت یہ ہوتی ہے کہ جب تک یہاں مقیم رہ کر تعلیم حاصل کریں، بس اس وقت تک اس نکاح کو برقرار رکھیں گے، اس لئے کہ حصولِ تعلیم کے بعد ان کا اپنے ممالک اور اپنے وطن کی طرف واپس جانے کا پختہ ارادہ ہوتا ہے، اور یہ نکاح بھی انہی الفاظ کے ذریعے اسی طریقے پر کیا جاتا ہے جس طریقے پر عام مستقل نکاح ہوتا ہے، ایسے نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب

نکاح میں اصل یہ ہے کہ وہ دائمی اور پائیدار ہو اور ایک مستقل خاندان کی بنیاد ڈالے، الا یہ کہ اس کو منقطع کرنے والے حالات پیش آجائیں۔

سترہواں سوال

ایک مسلمان عورت کا سرمہ لگا کر اور ابرو کے بال کاٹ کر تعلیم گاہ میں یا دفاتر میں جانا کیسا ہے ؟

جواب

سرمہ لگانا مرد اور عورت دونوں کے لئے شرعاً جائز ہے، اور ابرو کے بال اکھاڑنا جائز نہیں، الا یہ کہ بال ایسے ہوں جن سے عورت کی خلقت بگڑ گئی ہو۔

اٹھارہواں سوال

مسلمان عورتوں کو اپنے دفاتر اور تعلیم گاہ میں آنے والے اجنبی مردوں سے مصافحہ سے منع کرنے کی صورت میں تنگی لاحق ہوتی ہے، چنانچہ وہ تنگی سے بچنے کے لئے مصافحہ کر لیتی ہیں، اس صورت میں مصافحہ کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

اور یہی صورت بہت سے ان مسلمان مردوں کو بھی پیش آتی ہے جن سے مصافحہ کرنے کے لئے اجنبی خواتین ابتداء کرتی ہیں، اور ان سے مصافحہ کرنے سے رک جانے کی صورت میں ان مردوں کو اپنے یا ان خواتین کے حق میں تنگی لاحق ہوتی ہے۔

جواب

مرد کے لئے کسی اجنبی بالغ عورت سے مصافحہ کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے، اور یہی حکم اس صورت کے عکس کا ہے۔

انیسواں سوال

پنج وقتہ نماز کے لئے اور نمازِ جمعہ اور نمازِ عید کے قیام کے لئے عیسائیوں سے ان کا چرچ کرایہ پر لینے کا شرعی حکم کیا ہے، جبکہ ان گرجوں میں مجسمے اور دوسری ایسی چیزیں بھی موجود ہوں جو عموماً کلیساوں میں پائی جاتی ہیں۔ واضح رہے کہ گرجا گھر دوسری جگہوں کی بنسبت کم کرایہ پر دستیاب ہو جاتے ہیں، اور بعض تعلیمی اور خیراتی ادارے اپنا گرجا استفادے کے لئے مفت فراہم کر دیتے ہیں ؟

جواب

ضرورت کے وقت عیسائیوں کے چرچ کرایہ پر لے کر اس میں نماز ادا کرنا جائز ہے، البتہ مجسموں اور تصاویر کے سامنے منہ کرکے نماز نہ پڑھیں، اور اگر وہ مجسمے قبلہ رخ ہوں تو ان کو کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ کر نماز ادا کی جائے۔

بیسواں سوال

اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ذبائح اور ان کے ہوٹلوں میں جو کھانا پیش کیا جاتا ہے ان کی حلت اور حرمت کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اس لئے کہ اس بات کا یقینی علم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں۔

جواب

اہلِ کتاب اگر شریعت کے بتائے ہوئے حلال طریقے کے مطابق ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے خواہ اس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اور اکیڈمی آئندہ اجلاس میں اس موضوع کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے۔[1]

اکیسواں سوال

مغربی ممالک میں ایسی عام تقریبات اور اجتماعات بھی ہوتے ہیں جن میں مسلمانوں کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، ایسی تقریبات میں مخلوط اجتماع ہوتا ہے، اور شراب پینے پلانے کا دور بھی چلتا ہے، ان تقریبات میں اگر مسلمان شریک نہ ہوں تو ایک طرف تو پورے معاشرے سے کٹ کر تنہا رہ جاتے ہیں، اور دوسری طرف بہت سے فوائد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، کیا ان حالات میں مسلمانوں کے لئے ان تقریبات میں شرکت کرنا جائز ہے، جبکہ مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ شراب نوشی اور رقص اور خنزیر کھانے میں شریک نہ ہوں۔

جواب

جن تقریبات میں شراب پیش ہوتا ہو ان میں حاضر ہونے کا شرعی حکم یہ ہے کہ کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لئے معاصی اور منکرات کی مجلس میں شریک ہونا جائز نہیں۔

تئیسواں سوال

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ۹۵(۱۰/۳)، چھٹے بند سے آگے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ اور یورپ کے اکثر علاقوں میں رمضان یا شوال کا چاند دیکھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے، جبکہ ان علاقوں میں علمی ترقی کی وجہ سے فلکی حسابات کے ذریعے پورے اعتماد کے ساتھ چاند کی پیدائش کے بارے میں معلوم کیا جاسکتا ہے، کیا شرعاً ان ممالک میں فلکی حسابات پر اعتماد کر کے عمل کرنا جائز ہے؟

اور کیا رویت ہلال کے لئے رصد گاہوں سے مدد لینا اور ان رصد گاہوں میں کام کرنے والے کفار و مشرکین کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے، جبکہ غالب گمان یہ ہو کہ اس بارے میں جھوٹ نہیں بولیں گے۔

یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اگر امریکہ اور یورپ میں مقیم مسلمان چاند ہونے اور نہ ہونے کے مسئلے پر کسی مشرقی اسلامی ملک کی پیروی کریں تو ان کے درمیان آپس میں شدید اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عموماً عید کے اہم فوائد تو رخصت ہو جاتے ہیں، البتہ بہت سے اشکالات اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں، جبکہ اگر فلکی حسابات پر اعتماد کر کے چاند کے وجود اور عدمِ وجود کے بارے میں فیصلہ کر لیا جائے تو یہ مشکلات اور اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

جواب

واجب ہے کہ رویت پر اعتماد کیا جائے اور فلکی حسابات اور رصد گاہوں سے معاونت لی جائے گی، تاکہ احادیثِ نبویہ پر بھی عمل ہو جائے اور سائنسی تحقیقات پر بھی۔

اور جب کسی ایک شہر میں چاند نظر آنے کا ثبوت مل جائے تو تمام مسلمانوں کو اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہو گا، اور اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا حکم عام ہے۔

چوبیسواں سوال

کیا کسی مسلمان کے لئے امریکہ یا کسی بھی غیر مسلم حکومت کے سرکاری محکمے میں ملازمت کرنا جائز ہے، خصوصاً ایٹمی توانائی کا محکمہ اور جنگی حکمتِ عملی کے تحقیقی ادارے کے محکمہ میں۔

جواب

مسلمان کے لئے غیر اسلامی حکومت کے سرکاری محکموں میں ملازمت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ عمل شرعاً مباح ہو، اور اس کے اس عمل سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر لاحق نہ ہوتا ہو۔

پچیسواں اور چھبیسواں سوال

ایک مسلمان انجینئیر کے لئے کیا نصاریٰ کی عمارتوں مثلاً گرجاگھروں کے ڈیزائن تیار کرنا جائز ہے؟ واضح رہے کہ یہ مسلمان انجینئر جس کمپنی میں ملازم ہے وہاں اس کے افعال میں یہ کام شامل ہے۔ اور اس عمل سے انکار کی صورت میں اسے ملازمت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ نیز کیا کسی مسلمان شخص یا ادارے کے لئے عیسائیوں کے تعلیمی ادارے، مشنری ادارے یا چرچ میں چندہ دینا جائز ہے؟

جواب

مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کفار کی عبادت گاہوں کا ڈیزائن بنائے یا تعمیر کرے یا اس میں مالی یا عملی طور پر شریک ہو۔

ستائیسواں سوال

بہت سے مسلمان خاندان ایسے ہیں جن کے مرد شراب اور خنزیر وغیرہ جیسی حرام چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں، ان کے بیوی بچے اگرچہ ان کے اس کاروبار کو ناپسند کرتے ہیں لیکن ان کی پرورش بھی اسی آمدنی سے ہو رہی ہے، کیا اس صورت میں ان کی بیوی بچے گناہگار ہوں گے؟

جواب

اگر بیوی بچے حلال کمائی پر قادر نہ ہوں، تو اس وقت ضرورۃً ان کے لئے اپنے شوہر یا باپ کی حرام آمدنی (مثلاً شراب اور خنزیر وغیرہ کی فروختگی کی آمدنی) سے کھانا جائز ہے، بشرطیکہ بیوی بچے اسے حلال کمانے اور دوسرے کام کو اختیار کرنے پر قائل کرنے کی حتی الامکان کوشش کر چکے ہوں۔

اٹھائیسواں سوال

مکان، گھر کا سامان اور کاروں کو بنکوں اور مالی اداروں کے توسط سے خریدنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ یہ بینک اور مالیاتی ادارے ان اثاثوں کو رہن رکھ کر قرض دیتے ہیں، اور اس قرض پر معین شرح سے منافع وصول کرتے ہیں، واضح رہے کہ یہ صورت عموماً گھروں، گاڑیوں اور دیگر سازوسامان میں پیش آتی ہے۔ فروختگی کا متبادل ماہانہ طور پر کرایہ پر دینا ہے۔ لیکن ماہانہ کرایہ عموماً بینک کی وصول کردہ خریداری کی اقساط سے زیادہ ہوتا ہے۔

جواب

یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴(۱۲/۳)

اسلام فقہ اکیڈمی کے آئندہ علمی منصوبے

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا، شعبہ تخطیط (یعنی منصوبہ بندی) کی رپورٹ کا جائزہ لیا گیا، جو اس کے اجتماع مورخہ ۸، ۹ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱، ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ میں تیار کی گئی تھی، اور جس میں ایجنڈے کے بہت سے امور سے بحث کی گئی تھی۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی کونسل نے اس رپورٹ کے جائزے کے بعد یہ قرارداد منظور کی

قرارداد

اولاً: بعض ترمیمات کے بعد مندرجہ ذیل منصوبوں کو منظور کیا جاتا ہے:

أ. موسوعة فقهية اقتصادية یعنی فقہ اقتصادی کا انسائکلوپیڈیا

ب. معجم المصطلحات الفقهية ، فقہی مصطلحات کی لغت

ج. معلمة القواعد الفقهية، قواعد فقہیہ کا جامع مجموعہ

د. مدونة أدلة الأحكام الفقهية ، فقہی احکام کے دلائل کا مجموعہ

ہ. قدیم فقہی کتب کی نشر و اشاعت اور ان کا احیاء

و. فقہی انسائیکلوپیڈیا کی مالیاتی رپورٹ

ز. فقہی اصطلاحات کی ڈکشنری کی مالیاتی رپورٹ

ح. "قدیم فقہی کتب کا احیاء" کی مالیاتی رپورٹ

ط. مجمع کی جنرل کونسل کے اجلاس کے طریقِ کار اور مباحثہ کا منہج طے کرنے کے لئے ضوابط کی تیاری

ثانیاً: یہ طے کیا گیا ہے کہ ایک چار رکنی کمیٹی بنائی جائے، جو اکیڈمی کے صدر اور جنرل سیکریٹری کے مشورے سے قواعد فقہیہ کا مجموعہ اور احکامِ فقہیہ کے دلائل کی تدوین کے بارے میں طریق کار تیار کرے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵ (۱۳/۳)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے تیسرے اجلاس میں جو اردن کے دارالحکومت عمان میں مورخہ ۸ تا ۱۳ صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱تا۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا،

کونسل نے مملکت اردن کے ولی عہد شہزادہ الامیر حسن بن طلال کی تقریر کو بغور سنا، جس میں مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی میں رکاوٹ اور اس راہ میں پیش مشکلات کا ذکر کیا اور بھوک ، افلاس، مرض ، اور جہالت جیسی شدید حاجات اور ضروریات جو مسلمانانِ عالم کو درپیش ہیں، ان پر فوری توجہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا، تاکہ انسانوں کو ایک خوشگوار زندگی مہیا ہو سکے۔

کونسل اس بات پر بھی مطلع ہوئی کہ ولی عہد نے عالمِ عرب اور عالم اسلام سے سوڈان کی امداد کرنے کی اپیل کی۔ اور حرمین شریفین کے بعد مسلمانوں کے تیسرے مقدس مقام اور قبلہ اول مسجدِ اقصیٰ کے لئے یہودیوں کے تسلط سے آزادی کے لئے اپنی کوشش تیز کرنے پر زور دیا۔

اور کونسل اس بات پر قائل ہوئی کہ مسلمانوں کے معاشرتی، اقتصادی اور باہم اتحاد و یکجہتی جیسے مسائل پر انتہائی توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اور علمی سیمینار اور ورکشاپس وغیرہ کا انعقاد کر کے ان موضوعات پر عمیق تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے۔

ولی عہد کی اس تقریر کے بعد مندرجہ ذیل سفارشات منظور کی گئیں:

سفارشات:

۱. مسلمانوں کی امداد کے لئے ایک وسیع اسلامی فنڈ کا پروگرام بنایا جائے، جس کے لئے ایک مستقل فنڈ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اور اس فنڈ کو زکوۃ، تبرعات اور اوقاف کے اموال سے مالی مدد فراہم کی جائے۔

۲. پوری امتِ مسلمہ اور اسلامی حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ بیت المقدس جو مسلمانوں کا قبلہ اول اور تیسرا مقدس ترین مقام ہے، اس کی آزادی اور دوسرے مقبوضہ علاقوں کی آزادی کے لئے اپنی قوت کو مجتمع کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، اور اپنے درمیان تمام اختلافات کے اسباب ختم کرکے اللہ کی شریعت اور دین کو اپنی خصوصی وعمومی زندگی میں ثالث تسلیم کرلیں۔

۳. مجمع الفقہ الاسلامی کے پیشِ نظر جو کام ہیں، یعنی تحقیق، ریسرچ، فتاویٰ اور علمی منصوبے، ان کے ذریعے ایسے مسائل پر خاص توجہ دی جائے جو عام مسلمانوں کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں، اور جن کا تعلق ان کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی، ان کی وحدت اور ان میں باہمی تعاون پیدا کرنے، نئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور اپنی زندگی کو شریعت کی بنیادوں پر قائم کرنے سے ہے۔

۴. تحقیقی مباحث کے کام اور فتویٰ کے موضوعات میں امتیاز رکھا جائے، تحقیقی مباحث کے کام میں خصوصی طور پر علمی سیمیناروں اور ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے، اور یہ اس عملی منصوبے کے مطابق ہو جسے منصوبہ ساز کمیٹی تیار کرکے کونسل کو پیش کرے گی۔

قراردادیں اور سفارشات

چوتھا اجلاس

منعقدہ: جدہ سعودی عرب

۱۸ تا ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ

مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۶(۱/۴)[1]

انسان کے لئے دوسرے زندہ یا مردہ انسان کے جسم کے اعضاء سے نفع حاصل کرنا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادی الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا، اس اجلاس میں ان فقہی اور طبی مقالوں کا جائزہ لینے کے بعد جو زندہ یا مردہ انسانی اعضاء سے فائدہ اٹھانے کے موضوع سے تعلق رکھتے تھے، اور اس مباحثہ کی روشنی میں جس میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ یہ موضوع ایک ایسی حقیقت سے متعلق ہے جو سائنسی اور طبی ترقی کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا ہے، اور اس کے کچھ مفید ایجابی نتائج ظاہر ہوئے ہیں، اور ایسے نتائج بھی سامنے آئے ہیں جو اکثر اوقات شخصی اور اجتماعی نقصانات پر مشتمل ہیں، جو ان شرعی ضوابط اور شرائط کا لحاظ نہ رکھنے سے پیدا ہوئے جن کا مقصد ایک طرف انسان کی عزت اور کرامات کا تحفظ اور دوسری طرف ان مقاصد شریعت کو بروئے کار لانا ہے جو فرد اور جماعت کے لئے فلاح اور بہبود کے ضامن اور انسانوں کے درمیان تعاون اور ایثار کی دعوت دینے والے ہیں۔

اور اس موضوع کو ان بنیادی نکات میں منضبط کرنے کے بعد جن سے موضوعِ بحث منقح ہو جائے اور اس کی مختلف وہ قسمیں، صورتیں اور حالات الگ الگ متعین ہو جائیں جن سے حکم میں فرق واقع ہو سکتا ہے، کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

تعریف و تقسیم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۱، ص ۸۹)

اولا: یہاں عضو سے انسان کا کوئی بھی جزء مراد ہے، خواہ وہ ٹشو ہوں یا خلیے یا خون وغیرہ۔ مثلاً آنکھ کا قرنیہ، چاہے وہ جسم سے متصل ہو یا الگ۔

ثانیا: جس انتفاع سے یہاں بحث کی جارہی ہے، اس سے مراد ایسا انتفاع ہے جس کی کسی شخص کو اپنی زندگی باقی رکھنے یا جسم کے کسی اساسی وظیفے مثلاً بینائی وغیرہ کے تحفظ کے لئے ضروری ہو، اور استفادہ کرنے والا ایسی زندگی سے متمتع ہو رہا ہو جو شرعاً محترم ہو۔

ثالثاً: اس استفادہ کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

١. کسی زندہ آدمی سے عضو کو منتقل کرنا

٢. کسی مردہ آدمی سے عضو کو منتقل کرنا

٣. شکم مادر میں موجود بچے سے منتقلی

پہلی صورت: کسی زندہ آدمی سے عضو کو منتقل کرنا۔ یہ صورت مندرجہ ذیل حالات پر مشتمل ہے:

أ. ایک ہی جسم کے کسی حصے سے کوئی عضو منتقل کرکے اسی جسم کے دوسرے حصے میں لگادینا، مثلاً کھال، پٹھوں، ہڈیوں، وریدوں، اور خون وغیرہ کی منتقلی۔

ب. ایک زندہ انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم کی طرف کوئی عضو منتقل کرنا، اس صورت میں منتقل شدہ عضو یا تو ایسا ہوگا جس پر زندگی کا دارومدار ہے، یا ایسا ہوگا جس پر زندگی کا دارومدار نہیں۔

جس عضو پر زندگی کا دارومدار ہے وہ کبھی تو جسم میں ایک ہی ہوتا ہے، اور کبھی ایک سے زیادہ۔ پہلے کی مثال دل و جگر ہیں، اور دوسرے کی مثال گردہ اور پھیپھڑے ہیں۔ اور جن اعضاء پر زندگی کا دارومدار نہیں ہوتا ان میں بعض ایسے ہیں جو کوئی بنیادی وظیفہ ادا کرتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو بنیادی وظیفہ ادا نہیں کرتے۔ نیز بعض ایسے ہیں جو خودبخود پیدا ہوتے رہتے ہیں، جیسے خون، اور بعض ایسے ہیں جو دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ بعض اعضاء ایسے ہیں کہ ان کا اثر نسب اور موروثی اشیاء پر اور انسان کی عمومی شخصیت پر پڑتا ہے، جیسے خصیہ، انڈا بنانے والے یا اعصابی نظام کے خلیے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کا کوئی اثر مذکورہ اشیاء پر نہیں پڑتا۔

دوسری صورت: کسی مردہ شخص سے عضو کو منتقل کرنا

یہاں اس بات کا لحاظ رہے کہ موت کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی حالت: دماغ کی موت جس سے اس کے تمام وظائف مکمل طور پر اس طرح معطل ہو جائیں کہ طبی طور پر ان کی واپسی ممکن نہ ہو۔

دوسری حالت: دل اور سانس مکمل طور پر اس طرح رک جائیں کہ طبی طور پر اس کی واپسی ممکن نہ ہو۔

دونوں حالتوں میں اکیڈمی کی اس قرارداد کی رعایت رکھی جائے گی جو اکیڈمی کے تیسرے اجلاس میں منظور کی گئی تھی۔[1]

تیسری صورت: شکمِ مادر کے بچوں سے اعضاء کی منتقلی

اس سے انتفاع کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱. جنین (شکم مادر میں موجود بچہ) خود بخود ساقط ہو گیا ہو۔

۲. جنین کو کسی طبی ضرورت کی وجہ سے یا کسی جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے گرایا گیا ہو۔

۳. ایسا لقیحہ جس کی پرورش رحم سے باہر کی گئی ہو۔

شرعی احکام

۱. ایک ہی انسان کے جسم کے ایک حصے سے کسی عضو کو اسی کے جسم میں کسی دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس بات کا اطمینان حاصل کر لیا گیا ہو کہ اس آپریشن کا متوقع فائدہ اس آپریشن سے پیدا ہونے والے نقصان سے زیادہ ہے، نیز یہ شرط بھی ملحوظ رہنی ضروری ہے کہ یہ عمل کسی مفقود عضو کو وجود میں لانے یا اس کی اصل صورت کو بحال کرنے یا اس کے مقصود وظیفے کو بحال کرنے یا کسی عیب کی اصلاح یا ایسی بدصورتی کے ازالے کے لئے کیا گیا ہو جو کسی شخص کے لئے جسمانی یا شخصی اذیت کا موجب ہو۔

۲. ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہو، مثلاً خون اور کھال، لیکن اس میں اس شرط کی رعایت ضروری ہے کہ عطیہ دینے والا کامل الاہلیۃ (عاقل و بالغ) ہو، اور دوسری ان شرائط کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو جو شرعاً معتبر ہیں۔

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ۱۷ (۳/۵)

۳. جو عضو جسم سے کسی بیماری کی وجہ سے نکالا گیا ہو، اس عضو کے کسی جزو سے دوسرے شخص کے لئے استفادہ جائز ہے، مثلاً اگر کسی شخص کی آنکھ کسی بیماری کی وجہ سے نکالی گئی ہو تو اس کا قرنیہ کسی دوسرے شخص کے لئے لیا جاسکتا ہے۔

۴. جس عضو پر زندگی کا دارو مدار ہو اس کی منتقلی حرام ہے، مثلاً کسی زندہ انسان کے دل کو دوسرے انسان کی طرف منتقل کرنا۔

۵. کسی زندہ انسان سے ایسے عضو کو منتقل کرنا حرام ہے جس کے الگ کرنے سے وہ اپنی زندگی میں اساسی وظیفے سے محروم ہو جائے، خواہ زندگی کی سلامتی اس پر موقوف نہ ہو، مثلاً دونوں آنکھوں کے قرنیے کی منتقلی۔ البتہ اگر منتقلی سے کسی اساسی وظیفے کا صرف ایک حصہ معطل ہوتا ہو تو یہ صورت محلِ بحث و نظر ہے، جیسا کہ فقرہ ۸ میں مذکور ہے۔

۶. کسی مردہ شخص کا ایسا عضو کسی زندہ انسان کی طرف منتقل کرنا جائز ہے جس پر کسی زندہ انسان کی زندگی موقوف ہو یا جس پر اس کے کسی اساسی وظیفے کی سلامتی کا دارومدار ہو، بشرطیکہ مرنے والے شخص نے موت سے پہلے یا اس کے ورثاء نے موت کے بعد منتقلی کی اجازت دے دی ہو۔ اور اگر متوفیٰ شخص گمنام ہو یا اس کا کوئی وارث نہ ہو تو مسلمانوں کے ولی الامر نے اجازت دے دی ہو۔

۷. یہ امر ہر حال میں ملحوظ رہنا چاہئے کہ جن جن حالات میں عضو کی منتقلی کے جائز ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے، وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ منتقلی کا عمل عضو کی خرید و فروخت کے ذریعے انجام نہ پائے، کیونکہ انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کے لئے پیش کرنا کسی حال میں جائز نہیں۔ البتہ عضو سے استفادہ کرنے والا عطیہ دینے والے کے احسان کے بدلے میں مکافات کے طور پر یا اس کے اکرام کے طور پر اگر اپنی طرف سے کسی مال کی پیش کش کرے، جس کا مقصد مطلوبہ عضو کی تحصیل ہو تو یہ مسئلہ محل نظر ہے۔

۸. منتقلی اعضاء کی جن صورتوں کا اوپر ذکر آیا ہے، ان کے سوا اس عمل کی جتنی مزید صورتیں ہیں، وہ سب محلِ نظر ہیں، اور ان کی بحث و تحقیق طبی حقائق اور شرعی احکام کی روشنی میں آئندہ اجلاس کا موضوع بننی چاہئے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۲۷(۲/۴)[1]

اسلامی یکجہتی فنڈ کے لئے زکوٰۃ خرچ کرنا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا، اس وضاحتی رپورٹ پر مطلع ہونے کے بعد جو اسلامی یکجہتی فنڈ کے بارے میں اکیڈمی کے تیسرے اجلاس میں پیش کی گئی تھی، نیز اسلامی یکجہتی فنڈ میں زکوٰۃ خرچ کرنے سے متعلق اُن مقالات کی اطلاع حاصل کرنے کے بعد جو حالیہ اجلاس میں پیش کئے گئے، کونسل نے درج ذیل قرارداد طے کی:

قرارداد

۱. اسلامی یکجہتی فنڈ کی مالی امداد کے لئے اموالِ زکوٰۃ خرچ نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ اس سے زکوٰۃ کو ان شرعی مصارف سے روکنا لازم آئے گا، جو قرآنِ کریم میں معین کئے گئے ہیں۔

۲. اسلامی یکجہتی فنڈ کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ مختلف اشخاص اور اداروں کی زکوٰۃ کو اس کے مصارف میں خرچ کرنے کا وکیل بن جائے، اس کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ ضروری ہے:

اَ. موکل اور وکیل کے لئے شریعت میں جو شرائط ہیں، وہ مکمل طور پر پائی جائیں۔

ب. فنڈ اپنے دستور اساسی اور اپنے اغراض و مقاصد میں ایسی مناسب ترمیمات کرے جن کے ذریعے اس کے لئے اس قسم کے کاموں کی انجام دہی ممکن ہو۔

ج. اسلامی یکجہتی فنڈ زکوٰۃ کے اموال کا اکاؤنٹ اس طرح الگ رکھے کہ وہ دوسری ایسی آمدنیوں کے ساتھ مخلوط نہ ہونے پائے جو زکوٰۃ کے شرعی مصارف کے علاوہ دوسری مدات میں خرچ ہوتی ہوں، جیسے رفاہی کام وغیرہ

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد، ص ۵۱۷)

د.	فنڈ کو یہ حق نہیں ہو گا کہ وہ اموالِ زکوٰۃ کو دفتری اخراجات، ملازمین کی تنخواہوں اور دوسرے ایسے مصارف میں صرف کرے جو زکوٰۃ کے شرعی مصارف میں شامل نہیں۔

ہ.	زکوٰۃ دینے والے کو یہ حق ہو گا کہ وہ فنڈ پر یہ پابندی لگادے کہ اس کا مال زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں سے صرف اس کے معین کردہ کسی مصرف پر خرچ کرے، اور اس صورت میں فنڈ پر لازم ہو گا کہ وہ اس شرط کی پابندی کرے۔

و.	فنڈ پر لازم ہو گا کہ زکوٰۃ کے یہ اموال قریب ترین ممکنہ وقت میں ان کے مستحقین تک پہنچائے، تاکہ مستحقین اس سے فائدہ اٹھاسکیں، اور یہ عمل اتنی مدت میں انجام پاجانا چاہئے جو زیادہ سے زیادہ ایک سال سے متجاوز نہ ہو۔

سفارشات

اسلامی یکجہتی فنڈ جن کارہائے خیر کے لئے قائم کیا گیاہے، جو اس کے دستور اساسی میں مذکور ہیں، ان کو رُوبہ عمل لانے کے وسائل فراہم کرنے کے لئے اور دوسری مسلم سربراہی کانفرنس کی جس قرار داد نے یہ فنڈ قائم کر کے یہ طے کیا تھا کہ اس کے مالی وسائل ممبر ملکوں کے چندے سے پورے کئے جائیں گے، اس قرارداد کی پابندی کرتے ہوئے اور اس بات کے پیشِ نظر کہ بعض ممالک اس فنڈ کو اپنے رضاکارانہ تعاون پیش کرنے میں بے قاعدگی کر رہے ہیں، اکیڈمی تمام ملکوں، حکومتوں، انجمنوں اور اہلِ ثروت مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ فنڈ کی مالی امداد کے سلسلے میں اپنے فرائض بجالائیں، تاکہ اس فنڈ کو امتِ اسلامیہ کی خدمت کے سلسلے میں اپنے اعلیٰ مقاصد پورے کرنے کا استطاعت ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۸(۴/۳)[1]

کمپنیوں کے حصص پر زکوۃ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔ کونسل نے کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ کے موضوع پر لکھے گئے مقالات پر مطلع ہو کر درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. کمپنیوں کے شئیرز کی زکوۃ شئیر ہولڈروں پر واجب ہے، اور خود کمپنی بھی مالکِ حصص کی طرف سے نیابۃً زکوۃ دے سکتی ہے، بشرطیکہ کمپنی کے بنیادی نظام میں اس کی صراحت موجود ہو، یا عمومی مجلس (جمعية عمومية) اس بارے میں قرارداد منظور کر چکی ہو، یا حکومت کا قانون کمپنی پر حصص کی زکوٰۃ نکالنا لازم قرار دے یا خود شئیرز ہولڈر کمپنی کی انتظامیہ کو کمپنی کے حصص کی زکوۃ نکالنے کا وکیل بنا دے۔

۲. کمپنی کی انتظامیہ حصص کی زکوۃ اس طرح نکالے گی جس طرح ایک حقیقی شخص اپنے اموال کی زکوۃ نکالتا ہے، یعنی تمام شئیرز ہولڈر کے مجموعی مال کو ایک شخص کے اموال کی طرح سمجھا جائے گا۔ اور اس پر اسی اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی، اور قابلِ زکوٰۃ مال کی نوعیت، نصاب، شرحِ زکوٰۃ وغیرہ اور دیگر ان امور کی رعایت رکھی جائے گی جنہیں شخصِ طبیعی کی زکوٰۃ میں ملحوظ رکھا جاتا ہے اور یہ حکم خلطہ کے اصول پر مبنی ہے، اور اس میں ان فقہاء کا قول اختیار کیا گیا ہے، جو خلطہ کو تمام اموال میں عام قرار دیتے ہیں۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۱، ص ۷۰۵)

البتہ (زکوٰۃ کا حساب کرتے وقت) ان حصص کا حصہ منہا کیا جائے گا جن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، جن میں سرکاری خزانے کے حصص، کسی خیراتی وقف یا ادارے کے حصص اور غیر مسلموں کے حصص شامل ہیں۔

۳. اگر کمپنی کسی بھی سبب سے اپنے اموال کی زکوٰۃ نہ نکالے تو حصہ داروں پر اپنے اپنے حصوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی، پھر اگر حصہ دار کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ کمپنی کے حسابات کا اتنا علم حاصل کر سکے جس سے اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقے پر اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتی تو اس کے اپنے حصص پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی، تو اس صورت میں وہ اپنے حصوں کی زکوٰۃ اسی اعتبار سے نکالے گا، کیونکہ حصص کی زکوٰۃ کے تعین میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر حصہ دار کے لئے حسابات کا علم ممکن نہ ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس نے کمپنی کے حصص صرف اس لئے حاصل کئے ہیں کہ وہ ان کے سالانہ نفع سے مستفید ہو، اور اس کا مقصد ان شئیرز کی تجارت نہ ہو تو اس صورت میں وہ ان حصص کی زکوٰۃ اس جائیداد کی طرح نکالے گا جسے کرائے پر دیا گیا ہو، اور مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے دوسرے اجلاس[1] میں کرایہ پر چڑھائی ہوئی غیر زرعی زمینوں کی زکوٰۃ کے بارے میں جو قرارداد طے کی تھی، اس کے مطابق اس حصہ دار پر اپنے اصل حصص پر زکوٰۃ نہیں ہوگی، بلکہ حصص کی آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی، یعنی آمدنی پر قبضہ کرنے کے دن سے ایک سال گذرنے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا، بشرطیکہ زکوٰۃ کی شرائط موجود ہوں اور موانع موجود نہ ہوں۔[2]

اور اگر حصہ دار نے یہ حصص تجارت کی غرض سے حاصل کئے ہیں، تو وہ اس کی زکوٰۃ سامانِ تجارت کی زکوٰۃ کی طرح ادا کرے گا۔ چنانچہ جب زکوٰۃ کا سال آئے اور وہ حصص اس کی ملکیت میں ہوں تو وہ ان کی بازاری قیمت کی زکوٰۃ ادا کرے، اور اگر ان حصص کا کوئی بازار نہ ہو تو ماہرین کی تقویم کے مطابق حصص کی قیمت کی زکوٰۃ ادا کرے، چنانچہ اس قیمت کا اور اگر ان پر کوئی نفع حاصل ہو تو اس نفع کا بھی ڈھائی فیصد نکالے۔

---

[1] قرارداد نمبر ۲(۲/۲) دیکھیں۔

[2] نفع حاصل کرنے کے لئے خریدے گئے شئیرز کی زکوٰۃ کی وضاحت وترمیم سے متعلق قرارداد نمبر ۱۲۱(۳/۱۳) جاری کی گئی ہے۔

۴. اگر کوئی حصہ دار سال کے دوران اپنے حصص فروخت کر دے تو حاصل شدہ قیمت کو اپنے دوسرے مال میں شامل کر کے جب اس کی زکوٰۃ کا سال پورا ہو گا تو اس وقت دوسرے اموال کے ساتھ اس کی زکوٰۃ بھی نکالے اور جس شخص نے سال کے دوران حصص خریدے ہوں تو ان حصص پر مذکورہ بالا طریقے سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۲۹(۴/۴)[۱]

مصلحتِ عامہ کے لئے ملکیت چھیننا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الآخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا، اس میں مصلحت عامہ کے لئے ملکیت چھیننے کے موضوع پر جو مقالے تحریر کئے گئے تھے، ان کو اور ان پر ہونے والے مباحثے کو سننے کے بعد اور پھر انفرادی ملکیت کے احترام سے متعلق شریعت کے اصول کی روشنی میں جو اسلام کے مسلم اصولوں میں داخل ہے، حتی کہ یہ اصولِ دین کے ضروری اور قطعی احکام کا ایک حصہ بن چکا ہے، اور اس اصول کی روشنی میں کہ مال کی حفاظت ان پانچ ضروریات میں سے ایک ہے جن کی رعایت شریعتِ اسلامیہ کے مقاصد میں داخل ہے اور جس کی حفاظت پر کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے شمار نصوص وارد ہیں:

اور اس بارے میں سنتِ نبویہ کے دلائل اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد کے حضرات کا شخصی ملکیت پر قبضہ کے سلسلے میں جو طرز تھا اس کو سامنے رکھتے ہوئے اور مصلحتوں کی رعایت اور عام مصلحت کو ضرورت کا درجہ دینے اور ضرر عام کو دور کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کرنے وغیرہ جیسے شریعت کے جو عام قواعد اور اصول ہیں ان پر عمل کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. انفرادی ملکیت کا احترام اور اس کو ہر زیادتی سے بچانا واجب ہے، اور اس کے دائرہ کار کو تنگ کرنا یا اس کو محدود کرنا بھی درست نہیں۔ جو شخص کسی چیز کا مالک ہے، وہ اس پر پورا قابو رکھتا ہے اور اسے حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے اپنی ملکیت میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہے۔

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۲، ص ۸۹۷)

۲. کسی جائیداد غیر منقولہ کی ملکیت کو مصلحتِ عامہ کے تحت چھیننا جائز نہیں ہے، البتہ صرف مندرجہ ذیل شرائط اور ضوابط کی موجودگی میں اس کی گنجائش ہے۔

أ. جائیداد کا فوری منصفانہ معاوضہ ادا کیا جائے، جس کا اندازہ تجربہ کار لوگوں سے لگوایا جائے اور وہ ثمنِ مثل (اس وقت کی بازاری قیمت) سے کم نہ ہو۔

ب. جائیداد لینے والا ولی الامر یا اس کی طرف سے اس کام میں ولی الامر کا نائب ہو۔

ج. جائیداد کا یہ حصول ایسی مصلحتِ عامہ کے تحت ہو جو ضرورت عامہ سے پیدا ہوئی ہو یا ایسی حاجت عامہ سے پیدا ہوئی ہو جو ضرورت کے قائم مقام ہوتی ہے، مثلاً مسجدوں، سڑکوں یا پلوں کی تعمیر۔

د. جائیداد کو اس کے مالک سے حاصل کرنے کے بعد اسے عام یا خاص سرمایہ کاری کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور کوئی جائیداد ضرورت یا حاجت کے حقیقی وقت سے پہلے نہ لی جائے۔

اگر یہ شرائط یا ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو زمین کے مالک کو اس کی زمین سے بے دخل کرنا اسی ظلم اور غصب میں داخل ہو گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

نیز جس مقصد کے لئے وہ زمین حاصل کی گئی تھی، اگر کسی وجہ سے اس کی ضرورت نہ رہے تو مالکِ زمین یا اس کے ورثاء منصفانہ معاوضے پر اسے واپس لینے کے زیادہ حقدار ہوں گے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۰(۵/۴)[1]

صکوکِ مقارضہ (مضاربہ) اور صکوکِ سرمایہ کاری

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔ ان تمام مقالات پر اطلاع یابی کے بعد جو صکوکِ مقارضہ (مضاربہ) اور صکوکِ سرمایہ کاری کے موضوع پر پیش کئے گئے اور جو اس مذاکرے کا ماحصل تھے جو اکیڈمی نے اسلامی ترقیاتی بینک کے اسلامی تحقیقی ادارے کے تعاون سے مؤرخہ ۶ تا ۹ محرم ۱۴۰۸ھ مطابق ۲ تا ۸ ستمبر ۱۹۸۷ء کو اپنی اس قرار داد نمبر ۲۲ (۱۰/۳) کی تنفیذ کے لئے منعقد کیا تھا، جو اکیڈمی کے تیسرے اجلاس میں طے پائی تھی، موضوع کی انتہائی اہمیت، اس کے تمام پہلوؤں کے احاطے کی ضرورت، اور سرمایہ اور محنت کے اشتراک کے ذریعے محاصلِ عامہ میں اضافہ کے لئے یہ صکوک جو فعال کردار ادا کرسکتے ہیں، ان سب کی اہمیت کے پیشِ نظر اس اجلاس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس اجلاس میں اکیڈمی کے متعدد اراکین اور ماہرین، نیز بینک کے تحقیقی ادارے، دوسرے علمی اداروں اور اقتصادی اداروں کے اسکالروں نے شرکت کی۔

اور مذکورہ مذاکرے میں جو ۱۰ سفارشات طے ہوئی تھیں، ان کے جائزے کے بعد اور مقالات کی روشنی میں ان پر بحث ومباحثہ کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا: صکوکِ مقارضہ کا شرعی طور پر قابلِ قبول خاکہ

۱. مقارضہ سرٹیفیکیٹس (یعنی مضاربہ سرٹیفیکیٹس) سے مراد سرمایہ کاری کی ایک ایسی دستاویز ہے جو مضاربت کے راس المال کو بہت سے حصوں پر تقسیم کرکے مساوی قیمتوں کی وحدتوں کی بنیاد پر جاری کی

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۳، ص ۱۸۰۹)

جائیں، اور مضاربت کے راس المال میں ملکیت کی نمائندگی کریں، یہ دستاویزات اپنے حاملین کے نام رجسٹرڈ ہوں گی، اور ان کا مطلب یہ ہو گا کہ ان کے حاملین مضاربت کے راس المال میں یا اس چیز میں جس کی طرف یہ راس المال منتقل ہو چکا ہے، اپنی ملکیت کے تناسب سے ایک مخصوص مشاع حصے کے مالک ہیں۔ ان دستاویزات کو صکوکِ مقارضہ کہنا زیادہ بہتر ہے۔

۲. سندات المقارضہ کے شرعاً مقبول ہونے کے لئے بنیادی طور پر مندرجہ ذیل عناصر کا پایا جانا ضروری ہے:

پہلا عنصر

جس پروجیکٹ کو قائم کرنے یا جسے سرمایہ فراہم کرنے کے لئے یہ صکوک جاری کئے گئے ہیں یہ دستاویز اس پروجیکٹ کے ایک مشاع حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرے، اور یہ ملکیت اس پروجیکٹ کے قیام کی پوری مدت میں از اول تا آخر باقی رہے، اور اس پر وہ تمام حقوق و تصرفات مرتب ہوں جو شرعاً مالک کے لئے اس کی مملوکہ چیز کے بارے میں مقرر ہیں مثلاً بیع، ھبہ، رہن، میراث وغیرہ۔ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ یہ صکوک مضاربۃ کے راس المال کی نمائندگی کریں۔

دوسرا عنصر

صکوکِ مضاربہ میں عقد کی صورت یہ ہو گی کہ عقد کی شرائط نشرۃ الاصدار (پراسپیکٹس) میں طے کر دی جائیں گی، ان صکوک کو حاصل کرنے کے لئے اپنا نام لکھوانا ایجاب ہو گا، اور جاری کرنے والے کی طرف سے اس کا نام منظور کرنا قبول ہو گا۔ پراسپیکٹس میں وہ تمام باتیں درج ہونا ضروری ہیں جو شرعاً مضاربت کے عقد میں معلوم ہونی چاہئیں، مثلاً راس المال کی مقدار، نفع کی تقسیم کا تناسب اور صکوک کے اس اجراء کے ساتھ مخصوص دیگر شرائط، بشرطیکہ وہ شرطیں شرعی احکام کے مطابق ہوں۔

تیسرا عنصر

صکوک کے اجراء کے بعد نام لکھوانے کی معین مدت گذر جانے کے بعد ہی یہ صکوک قابلِ بیع و شراء ہوں، گویا ان صکوک کے اجراء کے وقت مضارب کی طرف سے اس کی پیشگی اجازت متصور سمجھی جائے گی، البتہ اسمیں مندرجہ ذیل ضوابط کی رعایت واجب ہو گی:

أ. مضاربت کا جو اشتراک کردہ سرمایہ(Subscribed Capital) صکوک کے لئے نام لکھوانے کے بعد جمع ہو، اگر وہ مکمل طور پر نقد کی شکل میں ہے، اور ابھی اسے پروجیکٹس میں لگایا نہیں گیا تو ان صکوک کی بیع وشراء پر بیع الصرف کے احکام جاری ہوں گے۔

ب. اگر مضارب کا مال دین کی شکل اختیار کرچکا ہو تو ان صکوک کی خرید و فروخت پر دین کی خرید و فروخت کے احکام جاری ہوں گے۔

ج. جب مضاربت کا مال نقد، دین، سامان اور اعیان و منافع سے مخلوط ہو جائے لیکن سامان اور خدمات کی مقدار غالب ہو تو ان صکوک کا تداول فروخت کنندہ اور خریدار کی باہمی رضامندی سے مقررہ شدہ قیمت پر ہو گا، لیکن اگر اس مال کا غالب حصہ نقد یا دین کی صورت میں ہو تو اس کی خرید و فروخت میں ان احکامِ شرعیہ کی رعایت رکھی جائے گی جو اس قرارداد کے تشریحی نوٹ میں بیان کئے جائیں گے، یہ تشریحی نوٹ ان شاء اللہ مجلس کے آئندہ اجلاس میں مدون کرکے پیش کئے جائیں گے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں خریداری و فروختگی کا رکارڈ صکوک جاری کرنے والے ادارے کے رجسٹرز میں درج ہونا ضروری ہے۔

چوتھا عنصر

جو شخص یا ادارہ ان صکوک کا اشتراک کردہ سرمایہ (Subscribed Capital) اس کے استثمار اور پروجیکٹ کے قیام کے لئے حاصل کرے گا، وہ مضارب ہو گا اور پروجیکٹ کی ملکیت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو گا، البتہ اگر وہ خود کچھ صکوک خرید کر پروجیکٹ میں شریک بھی بن جائے تو وہ ان صکوک کے حصے کی حد تک پروجیکٹ کے مشاع حصے کا مالک ہو گا، مزید یہ کہ نفع متحقق ہو جانے کے بعد مضارب پراسپیکٹس میں اس کے لئے مقرر شدہ حصے کے بقدر نفع میں شریک ہو گا، اور اسی بنیاد پر اس کی پراجیکٹ میں ملکیت ہو گی۔

صکوک کی مد میں اشتراک کردہ سرمایہ (Subscribed Capital)، اور پراجیکٹ کے اثاثوں پر مضارب کا قبضہ قبضِ امانت ہو گا، اور ضمان کے شرعی اسباب میں سے کسی سبب کے بغیر مضارب اس مال کا ضامن نہیں ہو گا۔

۳. خرید و فروخت کے مذکورہ بالا ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ جائز ہے کہ ان صکوک کا اوراقِ مالیہ کے بازاروں میں قوانین طلب و رسد کے تحت اور فریقین کی باہمی رضامندی کے مطابق تبادلہ کیا جائے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ جس ادارے نے یہ صکوک جاری کئے تھے وہی کسی معین مدت میں اعلانِ عام یا ایجابِ عام کے ذریعے ان صکوک کو مضاربت کے نفع میں اپنے حصے سے ایک طے شدہ قیمت پر خود خریدنے کا التزام کرے، لیکن بہتر ہوگا کہ قیمت کے تعین میں ماہرین سے مدد لے اور بازار کے حالات اور پراجیکٹ کی مالی صورتحال کو مد نظر رکھا جائے نیز یہ بھی جائز ہے کہ کوئی اور ادارہ اسی درج بالا طریقے کے مطابق اپنے مال سے خریداری کے التزام کا اعلان کرے۔

۴. ان صکوک یا پراسپکٹس میں کوئی بھی ایسی شرط لگانا جائز نہیں ہے جس کی رُو سے مضارب سرمائے یا کسی معین نفع یا سرمایہ کے تناسب سے کسی خاص فیصد کی ضمانت دے، اور یہ شرط صراحۃً بیان کی گئی ہو یا ضمناً، دونوں صورتوں میں ضمانت کی شرط باطل ہوگی۔ اور مضارب اس مضاربت کے مثل مضاربت کے نفع کا حقدار ہوگا۔

۵. یہ جائز نہیں کہ پراسپکٹس یا پراسپکٹس کی بنیاد پر جاری ہونے والے صکوکِ مضاربت ایسی شرط پر مشتمل ہوں جو فروختگی کو لازم قرار دے، خواہ وہ فروختگی معلق یا مستقبل کی طرف مضاف ہی کیوں نہ ہو البتہ صکوکِ مضاربت فروختگی کے وعدہ پر مشتمل ہوسکتے ہیں، اس صورت میں یہ بیع مستقل عقد کے ذریعے دونوں کی باہمی رضامندی سے اس قیمت پر ہوگی جس کی تعیین ماہرین کریں گے۔

۶. یہ جائز نہیں کہ پراسپکٹس یا اس کی بنیاد پر جاری ہونے والے صکوکِ مضاربہ ایسی عبارت پر مشتمل ہوں جس سے نفع میں شرکت کا منقطع ہونا لازم آتا ہو۔ اگر ایسی عبارت کو وجود ہوا تو عقد باطل ہوگا۔

اس اصول پر مندرجہ ذیل نتائج مرتب ہوتے ہیں:

اَ. پراسپکٹس یا اس کی بنیاد پر جاری ہونے والے صکوکِ مضاربہ میں مالکانِ صکوک یا مالکِ پروجیکٹ کے لئے کوئی معین رقم طے کرلینا جائز نہیں۔

ب. محل تقسیم صرف نفع ہے، اور شرعاً نفع راس المال سے زائد رقم کو کہتے ہیں، ہر پیداوار اور آمدنی کو نفع نہیں کہتے، اور نفع کی مقدار یا تو تنضیض سے معلوم ہوتی ہے یا پروجیکٹ کی تقویم سے معلوم ہوتی۔

اور تنضیض (نقد میں بدلنے) و تقویم (قیمت لگانے) کے وقت راس المال سے جو مقدار زائد ہو وہ نفع ہے جو مالکانِ صکوک اور عاملِ مضاربت کے درمیان عقد کے وقت طے شدہ شرائط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

ج. یہ ضروری ہے کہ پروجیکٹ کے نفع اور نقصان کا پورا حساب تیار کیا جائے، اور اس حساب کا عام اعلان ہو، اور وہ تمام مالکانِ صکوک کے تصرف میں ہو۔

۷. نفع کا استحقاق ظہور نفع کے بعد ہو جاتا ہے، اور اس پر ملکیت تنضیض (نقد کر لینے) یا تقویم (قیمت لگانے) سے آتی ہے، اور اس کا لزوم صرف تقسیم سے ہوتا ہے، اور جس پروجیکٹ کی کچھ آمدنی ہو یا کرایہ آئے، اس کے کرائے کو تقسیم کرنا جائز ہے، البتہ تنضیض یعنی تصفیہ سے پہلے عاقدین کو جو کچھ دیا جائے گا، وہ علی الحساب ہو گا۔

۸. اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ نشرۃ الاصدار (پراسپیکٹس) میں یہ صراحت ہو کہ ہر دورانیہ کے اختتام پر تنضیض دَوری کی صورت میں مالکانِ صکوک کے نفع کا ایک معین حصہ، اور علی الحساب آمدنی یا کرائے کی تقسیم کی صورت میں آمدنی یا کرائے میں مالکانِ صکوک کے بننے والے حصے میں سے ایک معین رقم راس المال کو پیش آنے والے خسارے کے خطرے سے نمٹنے کے لئے مخصوص ریزرو میں علیحدہ کر دی جائے۔

۹. اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ نشرۃ الاصدار (پراسپکٹس) یا صکوکِ مضاربہ میں یہ صراحت ہو کہ کوئی تیسرا شخص یا ادارہ جو عقدِ مضاربت کے دونوں فریقوں سے شخصاً و ذمۃً بالکل الگ ہو یہ وعدہ کرے کہ وہ تبرعاً کسی معاوضے کے بغیر کسی معین پروجیکٹ میں نقصان کی صورت میں مخصوص رقم کے ذریعے اس نقصان کی تلافی کرے گا، بشرطیکہ یہ التزام عقدِ مضاربت سے الگ ہو، اس طور پر کہ اس وعدہ کو پورا کرنا عقدِ مضاربت کے نفاذ اور اس عقد کے ذریعے فریقین پر مرتب ہونے والے احکام کے لئے شرط نہ ہو، لہٰذا اگر متبرع اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو سر ٹیفیکیٹس ہولڈر اور عاملِ مضاربت کو یہ حق نہیں ہو گا کہ وہ عقد مضاربت کو باطل قرار دیں یا اس عقد کے ذریعے ان پر عائد ہونے والے التزامات کی ادائیگی سے اس بنیاد پر انکار کر دیں کہ متبرع کا یہ التزام اور وعدہ عقدِ مضاربت کے اندر شامل تھا۔

ثانیا:

اکیڈمی کی مجلسِ عاملہ نے ان کے علاوہ مزید ان چار صورتوں کو بھی زیرِ غور رکھا جو اکیڈمی کے منعقد کردہ اجلاس کی سفارشات میں شامل تھیں، اور وقف کی آبادکاری اور سرمایہ کاری میں ان چار صورتوں سے استفادہ کی غرض سے انہیں بطورِ تجویز پیش کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس عمل سے ان شرائط میں کوئی خلل واقع نہ ہو جو وقف کی تابید (ہمیشگی) کی حفاظت کے لئے لگائی گئیں ہیں، وہ چار صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

أ. وقف اور سرمایہ کاروں کے درمیان ایک شرکت عمل میں لانا جس میں وقف کا سرمایہ اس کے اعیان کی قیمت ہو اور سرمایہ کاروں کا سرمایہ وہ ہو جو انہوں نے وقف کی آبادکاری میں صرف کیا ہو۔

ب. وقف کے اعیان جیسا کہ جامد اثاثے ایسے شخص کے سپرد کرنا جو اپنے مال سے وقف کی تعمیر کسی متناسب نفع کی بنیاد پر کرے۔

ج. اسلامی بینکوں کے ساتھ عقدِ استصناع کے ذریعے آئندہ حاصل ہونے والی آمدنی کے عوض وقف کی تعمیر کا کام کرانا۔

د. متعین چیز جیسا کہ وقف پر قائم عمارت کو اجرت مقرر کرکے وقف کرائے پر دینا یا کم اجرت پر وقف کرائے پر دینا۔

اکیڈمی کی مجلسِ عاملہ نے ان چار صورتوں کے بارے میں اجلاس کی سفارشات سے اتفاق کیا اور مزید تحقیق اور غور فکر کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اس مسئلہ پر مقالے تحریر کرائے اور سرمایہ کاری کی مزید شرعی صورتوں پر غور کرے، اور اس مقصد کے لئے ایک اجلاس بلائے تاکہ اس اجلاس کے نتائج اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں پیش کئے جائیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۱(۴/۶)[1]

حق کرایہ داری کا عوض (پگڑی)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

"حق کرایہ داری کا عوض (پگڑی)" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والی فقہی مباحث کے سامنے آنے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا بدل الخلو یعنی پگڑی کے عوض کے معاہدے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱. عقد کی ابتداء ہی میں مالک جائیداد اور کرایہ دار کے درمیان بدل الخلو (پگڑی کے عوض) کا معاہدہ ہو جائے۔

۲. عقدِ کے دوران یا اس کے اختتام پر مالک جائیداد اور کرایہ دار کے درمیان بدل الخلو (پگڑی کے عوض) کا معاہدہ طے پائے۔

۳. بدل الخلو (پگڑی کے عوض) کا معاہدہ پرانے کرایہ دار اور کسی نئے کرایہ دار کے درمیان عقدِ اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے یا اس کے ختم ہونے کے بعد طے پائے۔

۴. نیا کرایہ دار بدل الخلو (پگڑی کے عوض) کا معاہدہ مالک جائیداد اور پرانے کرایہ دار دونوں سے طے کرے، خواہ یہ معاہدہ مدت سے پہلے ہو یا بعد میں۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۳، ص ۲۱۷۱)

ثانیاً اگر مالک جائیداد اور کرایہ دار دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ کرایہ دار ایک معین رقم مالک کو ادا کرے گا جو (ماہانہ یا سالانہ) معین کردہ کرایہ کی رقم کے علاوہ ہوگی (جسے بعض ممالک میں خلو یعنی پگڑی کہا جاتا ہے) تو شرعاً اس معین رقم کے لین دین میں کوئی قباحت نہیں، بشرطیکہ اس رقم کو کل مدت کرایہ داری کی مجموعی اجرت کا ایک حصہ سمجھا جائے اور درمیان مدت میں کرایہ داری کا معاملہ فسخ کرنے کی صورت میں اس رقم پر اجرت ہی کے احکام جاری کئے جائیں۔

ثالثاً اگر مالک اور کرایہ دار، کرایہ داری کی مدت پوری ہونے سے پہلے اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اگر کرایہ دار اس جگہ کو خالی کرے گا تو مدت اجارہ کے اختتام تک کرایہ دار کو اس جائیداد سے نفع اٹھانے کا جو حق حاصل ہے اس کے عوض مالک کی طرف سے کرایہ دار کو ایک معین رقم ادا کی جائے گی، تو یہ بدل الخلو شرعاً جائز ہے، اس لئے کہ خالی کرنے کے اس بدل کی یہ رقم اس رضاکارانہ دست برداری کا معاوضہ ہے جس کے تحت کرایہ دار جس منفعت کا خود حقدار تھا اس کو مالک کے حق میں چھوڑ رہا ہے۔

لیکن اگر کرایہ داری کی مدت ختم ہو جائے اور عقدِ اجارہ کی تجدید صراحتاً یا عقدِ اجارہ کی شرائط کے تحت خود کار طریقے سے ضمناً نہیں ہوئی تھی، تو اس صورت میں بدل الخلو یعنی خالی کرنے کے عوض کے طور پر کوئی رقم لینا جائز نہیں، اس لئے کہ مدت اجارہ ختم ہونے پر کرایہ دار کا حق ختم ہو گیا، اب مالک اس جائیداد کا زیادہ حقدار ہے۔

رابعاً اگر مدتِ اجارہ کے دوران پرانے کرایہ دار اور نئے کرایہ دار کے درمیان یہ معاہدہ ہو جائے کہ پرانا کرایہ دار اپنے بقیہ حق کرایہ داری سے اس نئے کرایہ دار کے حق میں دست بردار ہو جائے گا، اور اس کے عوض وہ بدل الخلو (خالی کرنے کے عوض) کے طور پر کوئی معین رقم نئے کرایہ دار سے وصول کرے گا، جو اصل (ماہانہ یا سالانہ) کرایہ کے علاوہ ہوگی تو یہ معاہدہ شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ ان شرائط کی رعایت رکھی گئی ہو جو اول کرایہ دار اور مالک مکان کے درمیان طے ہوئیں تھیں، اور ان مروجہ قوانین کی بھی رعایت رکھی گئی ہو جو احکامِ شرعیہ کے موافق ہوں۔

البتہ طویل مدتی اجارہ میں پرانے کرایہ دار کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر وہ جائیداد دوسرے کرایہ دار کو دینا اور اس پر بدل الخلو (خالی کرنے کا عوض) وصول کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ ایسا کرنا ان قوانین کے خلاف ہے جو عقدِ اجارہ کے بارے میں وضع کئے گئے ہیں۔

جہاں تک مدتِ اجارہ ختم ہو جانے کے بعد پہلے کرایہ دار کا کسی نئے کرایہ دار سے معاہدہ کرنے کا تعلق ہے تو شرعاً اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ مدتِ اجارہ کے اختتام پر پہلے کرایہ دار کا حقِ منفعت ختم ہو چکا ہے۔

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۲(۷/۴)[1]

تجارتی نام اور تجارتی لائسنس کی خرید و فروخت

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

تجارتی نام اور تجارتی لائسنس کی خرید و فروخت کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات سامنے آنے کے بعد واضح ہوا کہ زیر بحث موضوع پر لکھے گئے مقالات اپنے موضوع کے مشتملات کے اعتبار سے متفاوت ہیں اور ان مقالات میں جن اصطلاحات کو استعمال کیا گیا وہ بھی مختلف ہو گئیں، اس لئے کہ یہ اصطلاحات ان لغوی اصولوں کے تابع ہیں جن سے ان جدید مضامین کا ترجمہ کیا گیا ہے، لہٰذا یہ مقالات ایک موضوع سے متعلق نہیں رہے، اور ان کے نقطہ نظر میں بُعد واقع ہو گیا۔

چنانچہ مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اس موضوع پر مزید غور و فکر کو اکیڈمی کی کونسل کے پانچویں اجلاس پر ملتوی کیا جاتا ہے، تا کہ اس وقت تک اس موضوع پر تمام پہلوؤں سے تحقیق مکمل ہو جائے، نیز درج ذیل امور کی رعایت بھی رکھی جائے:

أ. بحث میں طریقِ کار ایک جیسا ہونا چاہئے، اور ان مباحث کی بنیاد ایسے مقدمات پر ہو جن سے صورت مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے، اور بحث کا دائرہ محدود ہونا چاہئے البتہ بحث ان تمام مروجہ اصطلاحات اور ان کے ہم معنیٰ الفاظ کا احاطہ کئے ہوئے ہو جو حقوق کی بحث میں استعمال ہوتی ہیں۔

---

[1] دیکھئے قرارداد ۴۳(۵/۵)

ب.　اس موضوع سے متعلق گزشتہ تاریخوں میں موجود ایسی شرعی نظائر کا ذکر کیا جائے جن کا اثر مسئلے کی وضاحت اور تقسیمِ احکام پر پڑتا ہو۔

ج. (تجارتی نام اور تجارتی لائسنس کی خرید و فروخت) کو ایک عمومی موضوع کے تحت داخل کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ یہ تحقیق زیادہ مستحکم اور اس کا فائدہ عام اور تام ہو جائے، اور اور یہ حقوقِ معنویہ کے عنوان کے تحت ہو گا تاکہ دیگر اصطلاحات مثلاً کاپی رائٹ، حقِ ایجاد (یعنی Patent)، حقِ رسالہ، صنعتی یا تجارتی ماڈل، اور ڈیزائن کے ٹریڈ مارک اور دیگر ڈیٹا کے حقوق بھی اس موضوع کے تحت شامل ہو جائیں۔

د.　مقالہ نگاروں کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ مندرجہ بالا حقوق میں سے کسی ایک حق پر بحث کریں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے مقالوں کے دائرہ بحث کو وسیع کریں، تاکہ یہ مقالے ان اصطلاحات پر بھی مشتمل ہو جائیں جو اس بڑے موضوع کے ڈھانچے میں آرہی ہوں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۳(۸/۴)

اجارہ منتہیہ بالتملیک (Hire Purchase)، مرابحہ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ مملکتِ عربیہ سعودیہ، میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اجارہ منتہیہ بالتملیک (Hire Purchase)، [1] مرابحہ [2] اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی [3] کے موضوعات پر حتمی فیصلہ اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے، اس لئے کہ اس موضوع کے تمام پہلوؤں کو سامنے لانے کی ضرورت ہے۔

ثانیا اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ ان دونوں موضوعات پر مزید تحقیقات حاصل کرے، اور تملیکی اجارہ کے موضوع پر اب تک جو مقالے آچکے ہیں انہیں پیش کرے، اور بیت التمویل الکویتی (کویت فائنانس ہاؤس) کی طرف سے جو پہلا فقہی سیمینار ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوا تھا، اس سیمینار میں اس موضوع سے متعلق منظور کی جانے والی قراردادوں کو بھی پیش کرے، اور ان مقالات کو بھی پیش کرے جو مرابحہ کے موضوع پر اُس سیمینار میں پیش کئے گئے تھے جو سیمینار "اسلامی بینکوں میں سرمایہ کاری

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ۴۴(۶/۵) اور قرارداد نمبر ۱۱۰(۴/۱۲)، جن میں اجارہ منتھیہ بالتملیک کی جائز اور ناجائز صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۴۰-۴۱(۲/۵ اور ۳/۵)

[3] دیکھئے قرارداد نمبر ۴۲(۴/۵) اور قرارداد نمبر ۱۱۵(۹/۱۲) جن میں افراطِ زر سے بچنے کے طریقے ذکر کئے گئے ہیں۔

کی تدابیر" کے موضوع پر اسلامی ترقیاتی بینک کی" المعهد الإسلامي للبحوث و التدريب" اور "المجمع الملكي للحضارة الإسلامية" کے تعاون سے عمان میں ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۷ء میں منعقد ہوا تھا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۴(۹/۴)[1]

فرقہ بھائیہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

پانچویں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقدہ کویت مؤرخہ ۲۶-۲۹ جمادی الاول ۱۴۰۷ھ (مطابق ۲۶-۲۹ جنوری ۱۹۸۷ء) کی قرارداد کے تحت اور وہ تخریبی مذاہب جو کتاب اللہ اور سنتِ نبویہ کی تعلیمات سے متصادم ہوں، ان کے بارے میں اسلامی فقہ اکیڈمی کی فیصلہ کن رائے کے تحت:

اور فرقہ بھائیہ کی طرف سے عالمِ اسلام کو درپیش خطرات اور دشمنان اسلام کی طرف سے ان کو جو امداد حاصل ہوتی ہے، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے،

اور اس فرقے کے عقائد میں گہرے غور وخوض کے بعد اور اس بات کا کامل یقین حاصل ہونے کے بعد کہ اس فرقے کے بانی "بھاء" نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کا یہ خیال ہے کہ اس کی تالیفات وحی منزل کا ایک حصہ ہیں، اور وہ تمام لوگوں کو اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرتا ہے اور اس کا کہنا یہ ہے کہ اس پر نازل ہونے والی کتابیں قرآن کریم منسوخ کرنے والی ہیں، اور وہ تناسخِ ارواح کا بھی قائل ہے۔

اور بھاء نے فقہ کے فروعی مسائل میں تبدیلی اور ان کو ساقط کرنے کا جو عمل کیا ہے، مثلاً فرض نمازوں کی تعداد اور ان کے اوقات میں یہ تبدیلی کی کہ ان کی تعداد ۹ کردی جو تین اوقات میں ادا کی جائیں گی، ایک مرتبہ صبح سویرے، دوسرے شام کے وقت، تیسرے زوال کے وقت، اور تیمم میں یہ تبدیلی کی کہ بھائی شخص یہ

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۳، ص ۲۱۸۹)

الفاظ کہے: بسم اللہ الأطہر الأطہر اور ۱۹ دن کے روزے کر دئے جو ہر سال ۲۱ مارچ کو نوروز کے دن اختتام پذیر ہوتے ہیں، اور قبلہ کو بیت اللہ سے تبدیل کر کے "بیت البھاء" کی طرف کر دیا جو فلسطین کے شہر عکا میں ہے، اور جہاد کو حرام اور حدود کو ساقط کر دیا، اور میراث میں مرد اور عورت کو برابر کر دیا اور سود کو حلال کر دیا۔

اور ان بحوث پر اطلاع یابی کے بعد جو "اسلامی اتحاد کے میدان" کے موضوع پر پیش کئے گئے جن کا مقصد ایسی تخریب پسند تحریکات سے امت اسلامیہ کی حفاظت ہے جو امت اسلامیہ میں تفرقہ ڈالنے والی اور ان کی وحدت کو ختم کرنے والی ہیں، اور امتِ اسلامیہ کو مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم کرنے والی ہیں، اور ارتداد اور اسلام سے دوری کا باعث ہیں۔

اکیڈمی مندرجہ ذیل قرارداد منظور کرتی ہے:

قرارداد

(اس فرقے کے بانی) بھاء نے جو رسالت اور اپنے اوپر وحی نازل ہونے اور جو کتب اس پر نازل ہوئیں ان کا قرآنِ کریم کے لئے ناسخ ہونے کا دعویٰ کیا، اور شریعت کے بہت سے فروعی مسائل جو تواتر سے ثابت ہیں، ان میں جو تبدیلی کی ہے، یہ سب ضروریات دین کا انکار ہے، اور اس کے انکار کرنے والے پر بالاتفاق کفار کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

اور اکیڈمی سفارش کرتی ہے کہ:

سفارش

پورے عالم میں جتنی اسلامی تنظیمیں ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ حتی المقدور اس ملحدانہ جذبات والے فرقے کا مقابلہ کریں، جو اسلام کے عقائد، احکام اور اسلامی طریقہ زندگی کو اپنا ہدف بنائے ہوئے ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۵(۱۰/۴)

تسہیل فقہ کا منصوبہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

تسہیل فقہ کے منصوبے کی نگرانی کے لئے جس کمیٹی کو ذمہ دار بنایا گیا تھا، اس کی تیار کردہ رپورٹ جو منصوبے کے مجوزہ طریقہ کار پر مشتمل تھی، کا جائزہ لینے کے بعد:

اور جو ذیلی کمیٹی اس مجلس کے دوران تسہیل فقہ کے منصوبے کا جائزہ لینے کے لئے تشکیل دی گئی تھی، اس کی رپورٹ اور مذکورہ طریقہ کار کی منظوری اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹیریٹ کو اس کے نفاذ کا پابند کرنے کے سلسلے میں اس کی سفارش کا جائزہ لینے کے بعد:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

تسہیل فقہ کے سلسلے میں نگراں کمیٹی کی رپورٹ میں جو لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے اس کو مجوزہ ترمیم کے مطابق منظور کیا جاتا ہے اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔

واللہ الموفق

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۶(۱۱/۴)

فقہی انسائیکلوپیڈیا کا منصوبہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

فقہی انسائیکلوپیڈیا کے منصوبے کا لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، اس کی تیار کردہ رپورٹ جو اس منصوبے کے نفاذ کے مجوزہ اقدامات اور اس اسکیم کو شروع کرنے کے لئے ایک جماعت کے مجوزہ خاکے اور اس کے طے شدہ طریق کار پر مشتمل تھی، اس پر غور وخوض کے بعد:

اور جو ذیلی کمیٹی "فقہی انسائیکلوپیڈیا کی اسکیم" کا جائزہ لینے کے لئے مجلس کے دوران تشکیل دی گئی تھی، اس کی رپورٹ کا جائزہ لینے اور مجوزہ ترمیم کے مطابق اس اسکیم کے نفاذ کے لائحہ عمل کو منظور کرنے کے لئے اس کمیٹی کی سفارش کا جائزہ لینے اور ماٰخذ کی فہرست میں مزید ماٰخذ کے اضافے کی سفارش کا جائزہ لینے کے بعد:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس منصوبے کی تیاری کے لئے تشکیل شدہ کمیٹی کی رپورٹ کو ذیلی کمیٹی کی مجوزہ ترمیمات کے مطابق منظور کیا جاتا ہے، اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس کے نفاذ کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۳۷(۴/۱۲)

قواعدِ فقہ کے انسائیکلوپیڈیا کا منصوبہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

قواعدِ فقہیہ کا جامع مجموعہ تیار کرنے کے منصوبے کے سلسلے میں تیار کردہ رپورٹ کے مطالعے کے بعد اور اس مجلس کے دوران قواعدِ فقہیہ کے انسائیکلوپیڈیا کے منصوبے اور اس کے تمام مراحل پر غور وخوض کے لئے جو ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، اس کی رپورٹ جو منصوبے کی آخری ترتیب پر مشتمل تھی، جس نے انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کے لئے سات مراحل تجویز کئے گئے تھے، البتہ پہلے اور پانچویں مرحلے کے بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا تھا، پر اطلاع یابی کے بعد:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا قواعدِ فقہیہ کے انسائیکلوپیڈیا کے منصوبے کی آخری شکل کو اور منصوبے پر ذیلی کمیٹی کے متفقہ تجویز کردہ مراحل کو منظور کیا جاتا ہے۔

ثانیا اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو اس بات کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اس منصوبے کی تنفیذ کرائے، اور منصوبے کو پورا کرنے کے مراحل میں سے پہلے اور پانچویں مرحلے کے بارے میں منصوبے کی کمیٹی کی طرف سے پیش کی جانے والی آراء میں جس رائے کو مناسب سمجھے اختیار کر کے نافذ کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۸(۱۳/۴)

اخلاقی خرابیوں کے مقابلے کا طریقِ کار اور اسلامی اتحاد کے میدانِ کار اور اس سے استفادے کے طریقے اور موجودہ زمانے میں مسلمان ممالک میں اسلامی تعلیم

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چوتھا اجلاس جدہ میں مورخہ ۱۸ تا ۲۳ جمادی الاخرہ ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔

اولاً "اخلاقی خرابیوں کے مقابلے کا طریقِ کار" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد جن میں ان اخلاقی مفاسد کو واضح کیا گیا ہے جن سے آج سارا عالمِ اسلام دوچار ہے، اور جس نے رفتہ رفتہ عالمِ اسلام میں پھیلنا شروع کر دیا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا سبب بن رہے ہیں، اور جس کو اس امت کے رہنمائی کرنے والے اُس دور سے کوئی مناسبت اور تعلق نہیں ہے جو انسانیت کو اعتقادی، اخلاقی اور عملی پاکیزگی کی طرف رہنمائی کرتا تھا۔

اور اسلام کی کامل خصوصیات کے ساتھ ہم آہنگی اور شعبہ اخلاقیات کا دین کے اہم شعبوں میں سے ہونے اور اسلام کی طرف نسبتِ کامل کے ثمرات اور نتائج اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتے جب تک شریعتِ اسلامیہ کے تمام بنیادی اصول واحکام کو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں عملاً نافذ نہ کر لیا جائے۔

چنانچہ اکیڈمی مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے:

سفارشات

اَ. لوگوں میں صحیح عقیدے کے نقوش بیدار کرنے اور جامع آگاہی پیدا کرنے کے عمل کے دوران غلط نظریات درست کرنے اور اسے تقویت پہنچانے کی سعی کرنی چاہئے۔

ب. ہر پڑھی جانے والی، دیکھی جانے والی اور سنی جانے والی نشریات اور عالمِ اسلام میں رائج تجارتی اشتہارات کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بننے والی ہر چیز سے پاک کرنے اور جذبات کو بر آنگیختہ کرنے والی اور انحراف کا سبب بننے والی اور اخلاقِ فاسدہ میں مبتلا کرنے والی ہر چیز سے ان کو دور رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ج. اسلامی شرافت اور اسلامی ورثہ کی حفاظت اور مغرب کی تقلید اور ان کی نقل اور اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے اور اسلامی اصول و اخلاق سے ٹکرانے والی فکری اور ثقافتی انقلاب کے مقابلے کے لئے عملی طریق کار وضع کرنا چاہئے۔

نیز یہ کہ سیاحتی سرگرمیوں اور بیرونِ ملک نمائندہ بھیجنے کے لئے شرعی نگرانی موجود ہو تاکہ یہ سیاحت اسلامی تشخص کی بنیادوں اور اسلامی اخلاق کو منہدم کرنے کا سبب نہ بن جائے۔

د. تعلیم کو اسلامی رخ پر ڈالنے اور اسلام کے بنیادی علوم بڑھانے اور تمام تعلیمی مراحل اور تخصصات میں ایسے مضامین کو لازمی قرار دئے جانے کی کوشش کی جائے جو اسلامی عقیدے کو مضبوط اور اسلامی اخلاق کی جڑوں کو لوگوں میں راسخ کرنے والے ہوں، جیسا کہ پوری امت مسلمہ کو متعدد علمی مواقع کی تلاش اور جستجو پر ابھارنا نہایت ضروری ہے۔

ہ. اسلامی خاندان کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کرنا، اور شادی کو آسان بنانا، اور اس کی ترغیب دینا اور ماں باپ کو اس کی ترغیب دینا کہ وہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو صحیح اسلامی اطوار پر پرورش کریں، یہاں تک کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والی اور اسلام کی اشاعت اور دعوت کو مستقل اپنا مشغلہ بنانے والی ایک مضبوط نسل تیار ہو جائے، اور نیز یہ کہ عورت شرعی تقاضوں کے مطابق اپنے گھر کی ملکہ اور ماں بن کر زندگی گذارے، اور اجنبی خصوصاً غیر مسلم پرورش کرنے والی عورتوں سے خدمت لینے کی وباء کو مکمل طور پر ختم کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔

و. ایسے تمام وسائل کو بروئے کار لانا جو آئندہ نسل کی صحیح اسلامی تربیت کو یقینی بنائے، اس طرح کہ وہ اسلام کے ارکان اور واجبات کی پابندی کرے، اور اپنے ملک اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا احساس کریں، اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کی بری اور گندی عادت سے چھٹکارہ پانے کا سبب بنیں، نوجوانوں

کو مختلف اہم کاموں پر لگانا چاہئے، اور ان کی طاقت اور قابلیت کے مطابق انہیں مختلف ذمہ داریاں سونپنی چاہئے، اور ان کے فارغ اوقات کو مختلف مفید کاموں میں مشغول رکھنا چاہئے، اور ان کے لئے ورزش اور صاف ستھرے اور پاکیزہ کھیلوں کے مقابلے کے لئے وسائل مہیا کرنا چاہئے، اور انہیں مکمل اسلامی رخ پر تربیت دینی چاہئے۔

ثانیا "اتحادِ اسلامی کے مواقع اور ان سے فائدہ اٹھانے کے طریقے" کے موضوع پر لکھے گئے مقالات اکیڈمی کے سامنے پیش کئے گئے، یہ مقالات و امت مسلمہ کی مختلف جماعتوں کے درمیان اسلامی تعلق اور رابطے کو اولیت دینے کے بارے میں تھے اور یہ ایک ایسا رابطہ ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے، اور جو باہمی مضبوط اتحاد پیدا کرنے کی ایک قوی بنیاد ہے، اور ہر اس تہذیب عمارت کی پختہ بنیاد ہے جس کے پیشِ نظر ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور عصرِ حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور عزت اور ترقی کے حصول کے لئے کی جانے والی منتشر کوششوں کو یکجا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اور چونکہ اسلامی تعلق اور رابطے میں اسلامی ممالک کے معاشی اور اجتماعی ترقی کے مختلف میدانوں کی پالیسیوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور باہمی امداد اور اعانت اور امت کے مختلف گروہوں کے درمیان شفقت کے تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے ایک قومی محرک اور داعی موجود ہے، لہٰذا ترقی کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے اور عصرِ حاضر کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے آپس کے تعلقات میں مضبوطی اور اتحاد بہت ضروری ہے۔

چنانچہ اکیڈمی مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے:

سفارشات

اَ. اسلامی عقیدے کا دفاع کرنا چاہئے اور اسے تمام شبہات سے پاک وصاف صورت میں مضبوط بنا کر پیش کرنا چاہئے اور ہر اس چیز سے اسے بچانا چاہئے جو اسلامی عقیدے کو منہدم کرنے یا اس کے اصولوں میں شک پیدا کرنے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور انہیں مختلف ٹولیوں میں باہم تقسیم کرکے آپس میں دست وگریباں بنانے کا سبب ہوں۔

ب. اسلامی فقہ اکیڈمی کو ان فقہی تحقیقات اور مقالات پر بطور خاص توجہ دینی چاہئے جن کا مطمح نظر عصر حاضر کے تقاضوں سے پیدا شدہ جدید نظریات اور فکری چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہے، اور جو معاشرے کو درپیش مسائل سے متعلق امتِ مسلمہ کے اندر گہری دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ایک بنیاد کی حیثیت رکھتے ہوں، اور معاشرے کے عام حالات سے لے کر ممالک اسلامیہ میں رائج قوانین وضوابط تک اس کا دائرہ کار وسیع ہونا چاہئے۔

ج. تربیت و تعلیم کے میدان میں مضمون اور طریقہ کے اعتبار سے اسلام کی ہدایات کے مطابق فکری تہذیب پر مستقل مزاجی لازم ہے، تاکہ مسلمان نسلیں تعبدی اعتبارات سے یکسانیت کے ساتھ متصف ہوں، فکری اعتبارات سے ایک دوسرے کے قریب ہوں، اور ثقافتی وابستگی پر فخر کرنے میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔

د. معلومات کے میدان میں علمی مقالے کو خصوصیت سے اعلیٰ نمبر دینا اور کل آمدنی کا ایک فیصد حصہ تحقیقاتی پروگراموں پر صرف کرنے کے لئے مختص کرنا اور اسلامی یونیورسٹیوں کے درمیان آپس میں زبردست تعاون اور ہم آہنگی پر علمی لیبارٹریوں کا قیام عمل میں لانا چاہئے۔

ہ. اسلامی یونیورسٹیوں کے ساتھ مل کر ایک ایسا نصابِ تعلیم مرتب کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ان چند بڑے مضامین پر مشتمل ہو جو فقہی مقالے کی غرض وغایت اور بنیاد ہوتے ہیں، نیز ان مقالات کا جائزہ لینے اور انہیں پاس کرنے اور بہترین مقالہ لکھنے کے صلے میں اعلیٰ انعام متعین کرنے کے لئے مسلمان مفکرین پر مشتمل ایک اعلیٰ سطح کا بورڈ تشکیل دینا چاہئے۔

و. اسلامی ممالک میں ہر قسم کی سنی پڑھی اور دیکھی جانے والی خبروں کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کی بندگی قائم کی جائے، اور اچھے اخلاق اور اعمال کی اشاعت کی جائے، اور اخلاق وافکار کو تباہ کرنے والی اور دین میں الحاد اور انحراف پیدا کرنے والی چیزوں سے نجات حاصل کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی مساعی کی مدد کی جائے۔

ز. خالص اسلامی معاشی نظام قائم کرنا چاہئے، اور تمام اسلامی ممالک اپنی مشترکہ اسلامی منڈی قائم کریں، جس میں غیروں کا محتاج ہوئے بغیر تمام مسلمان آپس میں عملِ پیدائش اور اس کی مارکٹنگ میں ایک

دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، اس لئے کہ معاشی نظام کی درستگی اچھی سوسائٹی کے قیام کا بنیادی رکن ہے، اور معاشی یک جہتی امتِ مسلمہ کی جماعتوں میں اتحاد پیدا کرنے کا واحد راستہ ہے۔

ثالثاً تمام اسلامی ممالک میں تعلیم کا اسلامی ہونا ایک ایسی ضرورت ہے جس سے بے اعتنائی برتنا ممکن نہیں، تاکہ امتِ مسلمہ کی نسلوں کی فکری، تصوراتی، سلوکی اور عملی کامل تعمیر کی جاسکے۔

مجلس کی طرف سے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ:

اصول اور مقاصد کے لحاظ سے تمام علوم کو اسلامی کے قوانین کے مطابق ڈھالا جائے، اور اسلام کے قوانین و ضوابط ان علوم کے لئے ایک فریم ورک کی حیثیت رکھیں۔ پوری تعلیم و تربیت کے بنیادی ڈھانچے میں اسلامی عقائد کو اصول کا درجہ حاصل ہو۔ اسلامی تعلیم سے متعلق مطلوبہ طریق کار کا خلاصہ مندرجہ ذیل صورتوں میں نکلتا ہے:

أ. اسلامی عقیدے کو اس عظیم اسلامی تصور کی بنیاد بنانا چاہئے جو کائنات، انسان کو ایک بنیادی نظریہ فراہم کرتا ہے، یہ نظریہ انسان کو اپنے خالق کے وجود سے متعارف کراتا ہے اور کائنات سے اس کا تعلق اپنے خالق اور معاشرے سے تعلق کی پہچان کرتا ہے۔

ب. اجتماعی، معاشی اور سیاسی علوم کا اسلام کو محور بنانا چاہئے، اور اور اس سے متعلق انسانی نظریات اور ان کا خالق کائنات اور انسانی زندگی سے اس کے تعلق کے بارے میں معلومات فراہم کرنی چاہئے اور اس سلسلے میں دوسری اسلامی تنظیموں مثلاً اسلامی تنظیم برائے طبی علوم اور اسلامی تنظیم برائے تربیت و ثقافت کے ساتھ ملکر اس میدان میں متحدہ کوشش کرنی چاہئے۔

ج. اسلامی عقیدے کے مخالف مادیت اور دہریت کی دعوت دینے والے علوم اور دوسرے گمراہ کن علوم مثلاً کہانت، جادو، علم نجوم وغیرہ کی خرابیوں کو برملا ظاہر کرنا چاہئے اور مسلمانوں کو ان علوم سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے، جن کی مذمت اور حرمت اسلام نے بیان کی ہے، ان علوم سے بھی جو فسق و فجور کی دعوت دینے والے ہیں۔

د. علوم و معارف کی تاریخ دوبارہ مرتب کرنی چاہئے، اور ان میں سے ہر ایک میں مسلمانوں کی شرکت بیان کرنی چاہئے، اور انہیں ایسے تمام استشراقی اور مغربی نظریات سے پاک کرنا چاہئے جو تاریخ کے صحیح حقائق

کو مسخ کرنے اور ان میں تحریف کرنے کے لئے داخل کئے گئے ہیں، اور مختلف اسلامی ممالک میں قائم اسلامی معیشت کے مرکزوں اور اسلام کے نظریہ کے مطابق کے کام کرنے والے سرگرم اداروں اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے حاصل ہونے والی تحقیقات پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔

ہ. ان علوم کو دوبارہ بیدار کرنے کی ضرورت ہے جن کا تعلق وجود، انسان، حیات، اور اس کے خالق کے ساتھ ہے، اس لئے کہ ان میدانوں میں تحقیق کرنے والوں کی ایسے علوم پر نظر ہونی ضروری ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صلاحیتوں اور اس کی مضبوط صنعت کاری کا ادراک کر سکے۔

و. دینِ اسلام کے اغراض و مقاصد سے متعلق ایسے منتخب قوانین اور ضوابط وضع کرنے چاہیئے جو تمام علوم کی بنیاد بن سکیں، اور مغربی طریق تعلم کے عیوب کو ظاہر کرنا چاہیئے، جنہوں نے دینِ اسلام اور علوم کے درمیان ایک خیالی دیوار قائم کر دی ہے، مثلاً علمِ تاریخ، اور علمِ معیشت۔

اور مناسب یہ ہے کہ ایسا پروجیکٹ شروع کیا جائے جو اسلامی تعلیم کے لئے معین ہو، اور عالمی ادارہ فکرِ اسلامی اس پروجیکٹ کے منہج اور اس کو تکمیل تک پہنچانے کے بارے میں مقالات، کتب اور کانفرنسوں کے ذریعہ یہ کام انجام دے۔

واللہ الموفق

قراردادیں اور سفارشات

پانچواں اجلاس

منعقدہ: کویت

۱تا۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹

مطابق ۱۰تا۱۵ دسمبر ۱۹۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۳۹(۱/۵)[1]

خاندانی منصوبہ بندی

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "خاندانی منصوبہ بندی" کے موضوع پر اکیڈمی کے اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کردہ مقالات پر واقفیت حاصل کرنے اور اس موضوع پر ہونے والی بحث ومباحثہ کو سننے کے بعد، اور اس بنیاد پر کہ شریعت اسلامیہ میں شادی کا اصل مقصد اولاد کا حصول اور نسلِ انسانی کی حفاظت ہے، اور اس مقصد کو باطل کرنا جائز نہیں، اور اس مقصد کو باطل کرنا شریعت کی ان نصوص اور ہدایات کے منافی ہے جو تکثیرِ نسل اور حفاظتِ نسل کی دعوت دیتی ہیں، اس لئے کہ حفاظتِ نسل ان پانچ کلیات میں سے ایک ہے جن کی رعایت اور حفاظت کا حکم تمام شریعتوں میں آیا ہے، ان سب امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا ایسا عام قانون نافذ کرنا جائز نہیں ہے جو زوجین کی تولید کی آزادی پر پابندی عائد کردے۔

ثانیا جب تک کہ شرعی معیارات کے مطابق ضرورت کا تقاضا نہ ہو اس وقت تک مرد اور عورت کی تولید کی صلاحیت کو بالکلیہ ختم کردینا حرام ہے، جس کو بانجھ کردینا یا نس بندی کرنا کہتے ہیں۔

ثالثا البتہ حمل کے وقفوں میں فاصلے کی غرض سے برتھ کنٹرول کا کوئی طریقہ اختیار کرنا یا کچھ معین وقت کے لئے تولید نسل کو موقوف کرنا جائز ہے، بشرطیکہ کوئی معتبر شرعی ضرورت اس کی داعی ہو، اور زوجین کے آپس

[1] مجلۃ المجمع (العدد الرابع جلد ۱، ص ۷۳)

میں مشورے اور رضامندی سے وقت کا تعین کیا گیا ہو، بشرطیکہ کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو اور جو ذریعہ اختیار کیا گیا ہو وہ بھی جائز ہو اور ان کے اس عمل سے موجودہ (پیدا شدہ) حمل پر کوئی زیادتی لازم نہ آرہی ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۰-۴۱(۲/۵ اور ۳/۵)[1]

وعدہ بیع کا ایفاء اور مرابحہ للآمر بالشراء

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ٦ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں ان دونوں موضوع یعنی "وعدہ بیع کا ایفاء اور مرابحہ للآمر بالشراء" پر ممبران اور ماہرین کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر غور اور ان پر ہونے والے مباحثے کو سننے کے بعد:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا خریداری کا حکم دینے والے (آمر) سے مرابحۃً فروختگی کرنا اس صورت میں جائز ہے، جبکہ یہ فروختگی کسی حقیقی سامان پر اس وقت منعقد ہوئی ہو جب وہ سامان مامور کی ملکیت میں آچکا ہو اور مامور کو وہ قبضہ حاصل ہو چکا ہو جو شرعاً مطلوب ہو، اور بیع کے جائز ہونے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ اگر وہ سامان مامور کے قبضے میں رہنے کے دوران اور آمر کو سپرد کرنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اس کے نقصان کی ذمہ داری مامور اٹھائے، نیز اگر مامور نے وہ سامان آمر کو سپرد کر دیا ہو تو پوشیدہ عیب وغیرہ کی بنیاد پر فروختگی کو رد کرنے کی ذمہ داری بھی مامور پر ہو، اور اس کے علاوہ بھی فروختگی کے جواز کی تمام شروط موجود ہوں، اور کوئی شرعی مانع نہ پایا جائے۔

ثانیا وعدہ (جو آمر یا مامور میں سے کوئی انفرادی طور پر کرے) کا پورا کرنا دیانۃً وعدہ کرنے والے پر لازم ہے، سوائے اس کے کہ کوئی عذر ہو۔ اور اگر وہ وعدہ کسی سبب پر معلق ہو، اور اس کو پورا نہ کرنے میں موعود کو تکلیف اور ضرر لاحق ہوتا ہو تو ایسے وعدے کو پورا کرنا قضاءً بھی لازم ہے۔ اور اس صورت میں وعدہ کے لازم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۲، ص ۷۵۴ اور ۹٦۵)

ہونے کا اثر یا تو وعدہ پورا کرنے کی صورت میں ظاہر ہو گا یا اس کا یہ اثر ہو گا کہ بلا عذر وعدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے موعود کو جو حقیقی ضرر لاحق ہوا ہو، اس کا معاوضہ (وعدہ کرنے والے پر) لازم کیا جائے گا۔

ثالثا بیع مرابحہ میں مواعدہ (یعنی دو طرفہ وعدہ) کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دونوں کو یا ایک کو اختیار دیا جائے، اگر کسی کو بھی اختیار نہ ہو تو اس صورت میں دو طرفہ وعدہ جائز نہیں، اس لئے کہ بیع مرابحہ میں ایسا دو طرفہ وعدہ جس کو پورا کرنا فریقین کے لئے لازم ہو، یہ بیع ہی کے مشابہ ہے چنانچہ اس صورت میں یہ شرط ہو گی کہ فروخت کنندہ بیچی جانے والی چیز کا مالک ہو، تاکہ حضور ﷺ کی اس ممانعت کی مخالف لازم نہ آئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان ایسی چیز فروخت کرے جو اس کے پاس نہ ہو۔

اور کونسل نے اس ملاحظے کی روشنی میں کہ اکثر اسلامی بینکوں کی سرمایہ کاری کی زیادہ تر سرگرمیاں مرابحہ للآمر بالشراء کے ذریعے سے ہیں، مندرجہ ذیل سفارش کی:

سفارشات

اولا تمام اسلامی بینک اپنے معاملات میں مختلف اقتصادی ترقی کے طریقوں کو اپنائیں، اور خاص کر صنعتی اور تجارتی پروجیکٹ اپنے طور پر یا دوسروں کے ساتھ مشارکہ اور مضاربہ کے ذریعے قائم کرنے کی پوری کوشش کریں۔

ثانیا اسلامی بینکوں میں مرابحہ للآمر بالشراء کے نفاذ کے لئے عملی حالات کا جائزہ لیا جائے، تاکہ ایسے قوانین وضع کئے جائیں جو اس کے نفاذ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کر سکیں، اور شریعت کے عام احکام اور مرابحہ کے بارے میں خصوصی احکام کی رعایت میں معین ہوں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۲(۴/۵)[1]

کرنسی کی قیمت میں تبدیلی

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "کرنسی کی قیمت میں تبدیلی" کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر غور وخوض اور ان پر ہونے والے بحث ومباحثے کو بغور سننے کے بعد اور اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی قرارداد نمبر ۹ پر اطلاع یابی کے بعد جس میں کہا گیا ہے کہ کاغذی نوٹ فقہی اعتبار سے نقودِ اعتباریہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں ثمنیت کی صفت مکمل طور پر موجود ہے اور شریعت میں ربا، زکوٰۃ، بیع و سلم کے معاملے میں سونے چاندی کے جو احکام طے شدہ ہیں وہی احکام ان نوٹوں پر بھی جاری ہوں گے۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

کسی کرنسی میں واجب شدہ دین کی ادائیگی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا، قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ تمام دیون مثلیت کے ساتھ قابلِ ادائیگی ہوتے ہیں، لہٰذا کسی شخص کے ذمے جو دیون واجب ہوں، خواہ وہ کسی طرح بھی واجب ہوئے ہیں، ان کو قیمت کے اشاریے (Price Index) سے وابستہ کرنا جائز نہیں۔

واللہ اعلم

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۳، ص ۱۶۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۳(۵/۵)[1]

حقوق معنویہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ا تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "حقوق معنویہ" کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر غور وخوض اور ان پر ہونے والے بحث ومباحثے کو سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا تجارتی نام، تجارتی عنوان، ٹریڈ مارک، حقِ تالیف، حقِ ایجاد یا حق اختراع (Patent) ایسے حقوق ہیں جو ان کے مالکین کے لئے مخصوص ہیں، موجودہ عرف میں مالی اعتبار سے ان کی ایک قیمت ہوتی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے ان حقوق کو مال قرار دے دیا ہے، اور شرعاً بھی یہ حقوق معتبر ہیں، لہٰذا ان حقوق پر ظلم وزیادتی کرنا جائز نہیں۔

ثانیا تجارتی نام، تجارتی عنوان، اور ٹریڈ مارک میں تصرف کرنا اور مالی معاوضے کے بدلے میں ان کو دوسرے کی طرف منتقل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس منتقلی میں دھوکہ، فریب اور جعلسازی نہ پائی جائے، اس لئے کہ یہ ایک حق مالی کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔

ثالثاً حقوق تالیف اور حقوق ایجاد یا اختراع شرعاً محفوظ حق ہیں، اور ان کے مالکان کو ان میں تصرف کا حق حاصل ہے، اور ان حقوق پر ظلم وزیادتی جائز نہیں۔

واللہ اعلم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۳، ص ۲۲۶۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۴(۶/۵)[1]

اجارہ منتہیہ بالتملیک (Hire Purchase)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "اجارہ منتہیہ بالتملیک" کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اور اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۳(۱/۳)، جو اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات کے جوابات پر مشتمل تھی، کے فقرہ (ب) کے بعد جو ایجار یعنی لیزنگ کے معاملات سے متعلق تھا، مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا بہتر یہ کہ اجارہ منتہیہ بالتملیک کی تمام صورتوں کو چھوڑ کر اس کے متبادل دوسری صورتیں اختیار کی جائیں، دو متبادل صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(اول) ضرورت کے مطابق ضمانتیں حاصل کر کے قسط وار فروختگی کرنا،

(ثانی) عقدِ اجارہ کرنا، اور مدتِ اجارہ کے دوران کرایہ کی جتنی قسطیں واجب ہوئیں، ان سب کی ادائیگی کے بعد مالک مستاجر کو یہ اختیار دے دے کہ وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کر سکتا ہے:

یا تو اجارہ کی مدت بڑھا دے

یا عقدِ اجارہ ختم کر دے اور زیر کرایہ چیز مالک کو واپس کر دے۔

یا مدتِ اجارہ کے ختم پر زیر کرایہ چیز کو بازاری قیمت پر خرید لے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۴، ص ۲۵۹۳)

ثانیا اجارہ منتہیہ بالتملیک کی اور بہت سی صورتیں ہیں، جن پر غور خوض اور ان صورتوں سے متعلق قرارداد صادر کرنے کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ اس وقت تک اسلامی بینکوں کے تعاون سے ان عقود کے نمونے سامنے آجائیں، اور ان معاہدات میں جو شرائط اور قیود ہوتی ہیں وہ اچھی طرح واضح ہو سکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۵(۵/۷)

گھروں کی تعمیر یا ان کی خریداری کے لئے دی جانے والی فائنسنگ کی سہولت

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "ہاؤس فائنانسنگ" کے موضوع کو اجلاس میں پیش کرنے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

تمویلِ عقاری پر قرارداد صادر کرنے کے لئے مزید غور وخوض کو اکیڈمی کے چھٹے اجلاس پر ملتوی کیا جاتا ہے، تاکہ اس موضوع پر مزید مقالات اور مباحث سامنے آسکیں۔[1]

واللہ اعلم

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۴، ص ۲۷۷۳ اور العدد السادس جلد ۱، ص ۸۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۶(۵/۸)

تاجروں کے نفع کی تحدید

اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "تاجروں کے نفع کی تحدید" کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کردہ مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا نصوص اور قواعدِ شرعیہ سے اسلام کا جو اصل نظریہ ثابت ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام اور قواعد کے دائرے میں رہتے ہوئے لوگوں کو خرید و فروخت اور اپنی مملوکہ اشیاء اور اموال میں تصرف کرنے میں بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے، اللہ تعالیٰ کے اس مطلق حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [النساء: ۲۹]

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

ثانیا (شریعت میں) نفع کی کسی معین تناسب کی کوئی تحدید نہیں ہے جس پر تاجروں کو ان کے معاملات میں پابند کیا جائے، بلکہ (تحدید نفع کو) تجارت کے عام حالات اور تاجر اور سامانِ تجارت کے حالات پر چھوڑا گیا ہے،

البتہ آدابِ شرعیہ جن رعایتوں کا تقاضہ کرتی ہے کی رعایت رکھنا ضروری ہے،، مثلاً نرمی، قناعت، رواداری اور آسانی۔

ثالثا شریعتِ اسلامیہ کی تمام نصوص اس بات پر متفق ہیں کہ معاملات کو اسبابِ حرام اور اس کے متعلقات سے پاک رکھنا ضروری ہے، جن کا ضرر ہر خاص وعام کو پہنچتا ہو، جیسے دھوکہ، فریب، جعل سازی دوسرے کی غفلت سے فائدہ اٹھانا، حقیقی نفع کی غلط بیانی ذخیرہ اندوزی وغیرہ۔

رابعا حکومت کو چاہئے کہ وہ قیمتوں کے تعین میں مداخلت نہ کرے، ہاں اگر بازار اور نرخوں کے فطری نظام میں مصنوعی عوامل کی وجہ سے واضح خلل پیدا ہو جائے تو اس وقت حکومت ایسے ممکنہ، منصفانہ وسائل کے ساتھ مداخلت کرے جو ان عوامل اور ان سے پیدا ہونے والے بگاڑ، گرانی اور غبنِ فاحش کے اسباب کو بالکل ختم کردے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۷(۵/۹)[1]

عرف

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "عرف" کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا عرف سے مراد وہ قول، فعل یا کسی چیز کا ترک ہے جس کے لوگ عادی ہوں، اور اس کو اختیار کرلیں، اور کبھی شرعاً وہ معتبر ہوتا ہے اور کبھی معتبر نہیں ہوتا۔

ثانیا جو عرف کسی علاقے کے ساتھ مخصوص ہو وہ صرف اسی علاقے کے لوگوں کے لئے معتبر ہوگا، اور جو عرف عالمگیر نوعیت اختیار کر گیا ہو، وہ سب کے حق میں معتبر ہوگا۔

ثالثا شرعاً وہ عرف معتبر ہے جس میں مندرجہ ذیل تمام شرائط پائی جائیں:

أ. وہ عرف شریعت کے خلاف نہ ہو، لہذا اگر کوئی عرف کسی نص شرعی یا قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدے کے خلاف ہوگا، وہ عرف شرعاً فاسد ہے۔

ب. وہ عرف مسلسل یا غالب ہو

ج. وہ عرف ابتداء تصرف کے وقت قائم ہو۔

د. متعاقدین نے اس کے خلاف کی تصریح نہ کی ہو، لہذا اگر متعاقدین نے خلافِ عرف کی تصریح کی ہو تو اس صورت میں اس عرف کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۴، ص ۲۹۲۱)

رابعا کسی فقیہ کے لئے، چاہے وہ مفتی ہو یا قاضی، عرف کی تبدیلی کی رعایت اور لحاظ نہ رکھتے ہوئے صرف فقہاء کی کتابوں میں منقولہ مسائل پر جمود اختیار کرنا جائز نہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۸(۵/۱۰)[1]

شریعتِ اسلامیہ کے احکام کا نفاذ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں "شریعتِ اسلامیہ کے احکام کا نفاذ کے موضوع پر اراکین اور ماہرین کی طرف سے پیش کئے گئے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اور ان پر ہونے والے مناقشہ کو سننے کے بعد، اور اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ اسلامی فقہ اکیڈمی کا قیام نیک ارادوں اور تمناوں کے ساتھ تیسری اسلامی سربراہی کانفرنس منعقدہ المکۃ المکرمہ کے موقع پر وجود میں آیا، جس کے قیام کا مقصد امتِ اسلامیہ کی مشکلات کا شرعی حل تلاش کرنا، اور مسلمانوں کی زندگی کے مسائل کو شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے ذریعے طے کرنا، اور اللہ کی شریعت کے نفاذ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنا، اور اس کے نفاذ کے لئے تمام ضروری طریقوں کو بروئے کار لانا، اور اللہ کی حاکمیت کا اقرار اور شریعت کی بالادستی کو تسلیم کرنا، اور بعض مسلم حکمرانوں اور ان کی رعایا کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کو دور کرنا، اور ان ممالک میں کشیدگی، تناو، اختلافات اور جھگڑے کے اسباب کو دور کرنا، اور مسلم ممالک میں امن وامان کے قیام کی کوشش کرنا ہے۔

ان سب امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

مسلمانوں کے ولی الامر پر اولین واجب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت مسلمانوں کے مابین نافذ کریں، اور تمام حکومتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ کے نفاذ میں تیزی سے کام کریں، اور زندگی کے تمام میدانوں میں مکمل طور پر شریعت کو اپنا فیصل اور ثالث تسلیم کریں، اور اکیڈمی پورے اسلامی معاشرے کو چاہے

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۴، ص ۳۴۷۱)

وہ فرد ہو یا قوم ہو یا حکومت اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے وابستہ ہو جائیں اور اللہ کی شریعت کو اس خیال سے نافذ کریں کہ یہ دین ہی ہمارا نظریہ، ہماری شریعت، ہمارا طریقہ اور ہمارا نظامِ زندگی ہے۔
اور اکیڈمی یہ سفارش کرتی ہے کہ:

سفارشات

أ. اکیڈمی کو چاہئے کہ شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے سلسلے میں مختلف پہلوؤں پر گہری معلومات اور مباحث کا کام جاری رکھے، اور اسلامی ممالک میں جہاں کہیں نفاذِ شریعت پر کام ہو رہا ہو، اس پر نگاہ رکھے۔

ب. اکیڈمی اور دوسرے ایسے علمی اداروں کے درمیان باہم ربط ہونا چاہئے جو شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے موضوع پر کام کر رہے ہیں، اور جو ایسے پروگرام اور وسائل کو حاصل کرتے ہیں، جو اسلامی ممالک میں نفاذِ شریعت کے کام میں رکاوٹوں اور شبہات کو دور کرنے والے ہیں۔

ج. اسلامی قوانین کے ان مسودات کو جمع کرنا جو مختلف اسلامی ممالک میں تیار ہوئے ہیں، اور استفادہ کی غرض سے ان کا مطالعہ کرنا۔

د. تعلیم و تربیت کے طریقوں اور نشرواشاعت کے مختلف وسائل کی اصلاح کی دعوت دینا اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے عمل میں ان سے کام لینے اور ایک ایسی نسل تیار کرنے کی دعوت دینا جو صرف اللہ تعالیٰ کی شرعیت ہی کو اپنا فیصل تسلیم کرے۔

ہ. شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لئے جس صلاحیت کی ضرورت ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے محققین، فارغ التحصیل ججوں، مدعین کے وکلاء (Prosecutors)، اور مدعیٰ علیہ کے وکلاء (Lawers) میں صلاحیت پیدا کرنے کے دائرہ کار میں وسعت دینا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۴۹(۱۱/۵)

بین الاقوامی اسلامی کمیٹی برائے قانون

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنے پانچویں اجلاس منعقدہ کویت مؤرخہ ۱ تا ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۰ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء میں سترہویں اسلامی وزراء خارجہ کانفرنس منعقدہ عمان، اردن کی قرار داد نمبر ۴۵/۱۷ اس کی بنیاد پر وجود میں آنے والی "بین الاقوامی اسلامی کمیٹی برائے قانون" کے لئے بنیادی نظام کے منصوبے سے متعلق یادداشت پر اطلاع یابی کے بعد:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

"بین الاقوامی اسلامی کمیٹی برائے قانون" بنیادی نظام کے منصوبے کو منظور کیا جاتا ہے، البتہ کمیٹی کو یہ کام سپرد کیا جاتا ہے تاکہ یہ بھی اکیڈمی کی سرگرمیوں میں شامل ہو جائے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

چھٹا اجلاس

منعقدہ: جدہ سعودی عرب

۱۷تا۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ

۱۴تا۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۰(۱/۶)[1]

گھروں کی تعمیر یا ان کی خریداری کے لئے دی جانے والی تمویل کی سہولت

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ "گھروں کی تعمیر یا ان کی خریداری کے لئے دی جانے والی تمویل کی سہولت " کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا رہائشی مکان انسان کی بنیادی ضرورت میں سے ہے، اور اسے جائز طریقے اور حلال مال کے ذریعے فراہم کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں جو طریقہ رئیل اسٹیٹ اور ہاؤسنگ بینکوں اور دوسری فائنانس اداروں نے اختیار کیا ہے، یعنی کم یا زیادہ منافع پر قرضہ فراہم کرنا، یہ طریقہ شرعاً حرام ہے اس لئے کہ یہ سودی معاملہ ہے۔

ثانیا رہائشی مکان کو بطورِ ملکیت حاصل کرنے کے لئے اجارہ کے ذریعہ یہ سہولت فراہم کرنے کے علاوہ بھی بہت سے جائز طریقے ہیں، جن کے ذریعہ حرام طریقہ استعمال کرنے سے بے نیازی حاصل ہو جاتی ہے، مثلاً

اَ. حکومت ان لوگوں کو خصوصی قرضے فراہم کرے، جو رہائشی مکان خریدنا یا اس کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اور پھر ان سے آسان قسطوں میں بلا سود کے وصول کرے، نہ تو صراحۃً سود وصول کیا جائے، اور نہ سروس چارج کے پردے میں ، البتہ قرض دینے کی کاروائی اور قرض داروں سے وصولیابی پر جو اخراجات آئیں، اگر ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ضرورت ہو تو یہ ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی

[1] مجلۃ المجمع (العدد الخامس جلد ۴، ص ۲۷۷۳، العدد السادس جلد ۱، ص ۸۱)

پر آنے والے حقیقی اور واقعی اخراجات پر اکتفاء کیا جائے، جیسا کہ اکیڈمی کے تیسرے اجلاس کی قرار داد نمبر ۱۳(۱/۳) کے فقرہ (الف) میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ب. صاحبِ استطاعت اور صاحبِ حیثیت ممالک مکانات بنانے کی اسکیم بنائیں، اور پھر ضرورت مند ذاتی رہائش کے خواہشمند افراد کو ادھار قسطوں پر فروخت کریں، اور اس میں ان شرعی قواعد کا لحاظ رکھیں جو اجلاس کی قرار داد نمبر ۵۱(۶/۲) میں بیان کئے گئے ہیں۔

ج. سرمایہ دار افراد اور کمپنیاں رہائشی مکانات بنانے کا ذمہ لیں، اور پھر انہیں ادھار فروخت کریں۔

د. عقدِ استصناع کے ذریعے رہائشی مکانات کی تملیک ہو (اور عقدِ استصناع کو ایک عقدِ لازم قرار دینے کی بنیاد پر معاملہ کیا جائے)، اس طرح مکان کی تعمیر سے پہلے ہی اس کی خریداری مکمل ہو جائے گی۔ بشرطیکہ عقد کے وقت اس مکان کے تمام جزوی اوصاف کا پوری باریک بینی سے اس طرح ذکر کر دیا جائے کہ وہ نزاع تک پہنچنے والی جہالت کو ختم کر دے، اس صورت میں اس مکان کی پوری قیمت کی فوری ادائیگی کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ قیمت کی ادائیگی کو طے شدہ قسطوں پر مؤخر کرنا جائز ہے، البتہ عقدِ استصناع کی ان شرائط اور احوال کی رعایت ضروری ہے جو شرائط ان فقہاء نے بیان فرمائی ہیں جنہوں نے عقدِ استصناع کو عقدِ سلم سے علیحدہ مستقل عقد قرار دیا ہے۔

کونسل مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے:

سفارش

ضرورت مندوں کو ذاتی رہائش کی سہولت دینے کے لئے دوسرے جائز طریقوں کی تلاش جاری رکھی جائے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۱(۶/۲)[1]

قسطوں پر فروختگی

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷تا۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴تا۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ "قسطوں پر فروختگی" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. نقد خریداری کے مقابلے میں ادھار خریداری کی صورت میں قیمت زیادہ مقرر کرنا جائز ہے، اس طرح یہ بھی جائز ہے کہ بیچنے والا خریدار کو نقد قیمت بھی بتادے اور ایک متعین مدت کے ادھار کی قیمت بھی بیان کردے، لیکن جب تک عاقدین نقد یا ادھار میں سے کسی ایک صورت کو متعین نہ کریں، اس وقت تک بیع درست نہ ہوگی، لہٰذا اگر نقد اور ادھار کے درمیان تردد اور شک کے ساتھ اس طرح بیع ہوجائے کہ ایک معین ثمن پر اتفاق قطعی نہ ہوا ہو تو اس صورت میں یہ بیع شرعاً ناجائز ہوگی۔

۲. ادھار فروختگی کی صورت میں یہ شرعاً جائز نہیں کہ قسط وار ادائیگی کی بناء پر نقد ثمن سے زائد جو رقم طے کی گئی ہو، وہ زائد رقم مدت کے ساتھ مربوط ہو، خواہ اس زائد رقم کی شرح فریقین نے باہمی رضامندی سے طے کی ہو یا اسے مروجہ شرح کے ساتھ منسلک کیا ہو۔

۳. اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کردے تو اس پر سابقہ شرط کی بنیاد پر یا سابقہ شرط کے بغیر واجبُ الاداء مقدار سے زائد لازم کرنا جائز نہیں، اسلئے کہ یہ حرام رباہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۱، ص ۱۹۳، العدد السابع جلد ۲، ص ۹)

۴۔ جن قسطوں کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا صاحب استطاعت مدیون کے لئے حرام ہے، لیکن اس کے باوجود شرعاً ادائیگی کے مؤخر ہونے کی صورت میں کسی قسم کے معاوضے کی شرط لگانا جائز نہیں۔

۵۔ یہ شرعاً جائز ہے کہ ادھار بیچنے والا فروختگی کے وقت یہ شرط لگادے کہ اگر خریدار چند قسطوں کی ادائیگی وقت پر نہ کرے تو باقی ماندہ قسطوں کی ادائیگی بھی فوراً واجب ہو جائے گی، بشرطیکہ خریدار اس شرط پر عقد کے وقت ہی راضی ہو گیا ہو۔

٦۔ فروختگی ہو جانے کے بعد فروخت شدہ شئی اپنے پاس رکھنے کا فروخت کنندہ کو کوئی حق نہیں ہے، لیکن فروخت کنندہ کے لئے مشتری پر مؤجل قسطوں کی وصولی کے سلسلے میں اپنے حق کے ضمان کے طور پر فروخت شدہ چیز کو رہن رکھنے کی شرط لگانا جائز ہے۔

کونسل مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے:

سفارشات

قسطوں پر فروختگی سے متعلق بعض دوسرے مسائل کی مزید تحقیق کی جائے، تاکہ کافی بحث و تمحیص کے بعد اس کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جاسکے، ان میں سے بعض مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

اً۔ فروخت کنندہ کا کسی بینک کے ذریعے بلز آف ایکچینج کا ڈسکاؤنٹ حاصل کرنا۔

ب۔ جلد ادائیگی کے عوض قرض کا کچھ حصہ ساقط کر دینا، اس کو ضع و تعجل کا مسئلہ کہتے ہیں۔

ج۔ (فریقین میں سے کسی کی) موت کا موجل اقساط کے فوری واجب الاداء ہو جانے پر اثر۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۲(۶/۳)[1]

جدید مواصلاتی آلات کے ذریعے معاملہ کرنا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ "جدید مواصلاتی آلات کے ذریعے معاملات کرنے" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور مباحث پر مطلع ہونے کے بعد اور اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مواصلات کے وسائل میں زبردست ترقی ہوئی ہے اور مالی معاملات اور دیگر تصرفات کی جلد تکمیل کے لئے عقود کو طے کرنے میں ان کا بہت استعمال ہوتا ہے، نیز اس بات کو مستحضر رکھتے ہوئے کہ مواصلات کے وسائل میں زبردست ترقی ہوئی ہے اور مالی معاملات اور دیگر تصرفات کی جلد تکمیل کے لئے عقود کو طے کرنے میں ان کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ نیز اس بات کو مستحضر رکھتے ہوئے کہ فقہاء نے عقود کو طے کرنے کے لئے خطاب، کتاب، اشارہ اور قاصد کے احکام سے بحث کی ہے اور یہ بھی طے شدہ ہے کہ دو حاضر شخصیتوں کے درمیان عقد کے درست ہونے کے لئے (سوائے وصیت، ایصاء اور وکالت) یہ شرط ہے کہ مجلس متحد ہو، اور ایجاب و قبول میں مطابقت ہو، عاقدین میں سے کسی سے ایسا فعل صادر نہ ہو جو عقد سے اعراض کرنے پر دلالت کرے، اور عرف کے مطابق ایجاب و قبول میں اتصال ہو۔

ان سب امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. جب ایسے دو غائب شخصوں کے درمیان معاہدہ مکمل ہو جائے جو ایک جگہ نہ ہوں، اور نہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہوں، اور نہ ایک دوسرے کا کلام سن سکتے ہوں، اور ان دنوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ کتابت یا

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۲، ص ۷۸۵)

خط یا سفارت (رسالت) ہو، اور دورِ جدید کے آلات تار، ٹیلکس، فیکس اور کمپیوٹر کے اسکرین وغیرہ پر بھی یہ صورت صادق آتی ہے، اس صورت میں جب ایجاب دوسری طرف پہنچ جائے اور وہ اسے قبول کرلے، اس وقت عقد منعقد ہو جائے گا۔

۲. جب طرفین کے درمیان معاہدہ ایک ہی وقت میں طے پا جائے، جبکہ وہ دونوں دور علیحدہ علیحدہ جگہ پر ہوں، اس صورت کا اطلاق ٹیلیفون اور وائرلیس پر ہوگا، ایسے دو شخصوں کے درمیان ہونے والے عقد کو دو حاضر شخصوں کے درمیان ہونے والے عقد کی طرح سمجھا جائے گا، اور اس صورت میں وہ اصل احکام نافذ ہوں گے، جو فقہاء کے نزدیک طے شدہ ہیں، جن کی طرف دیباچہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

۳. اگر ان وسائل کے ذریعے ایجاب کرنے والا ایسا ایجاب کرے جو ایک مدت تک کے لئے معین ہو تو اس کے لئے اس مدت تک اپنے ایجاب پر برقرار رہنا لازم ہوگا، اور اس سے رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

۴. سابقہ قواعد "عقدِ نکاح" کو شامل نہیں ہیں، اس لئے کہ نکاح میں دو گواہوں کو شاہد بنانا شرط ہے۔ یہ قواعد بیعِ صَرف کو بھی شامل نہیں ہیں، اس لئے کہ بیعِ صَرف میں دونوں طرف سے قبضہ مجلس ہی میں ضروری ہے۔ اور یہ قواعد بیعِ سَلَم کو بھی شامل نہیں، اس لئے کہ بیعِ سَلَم میں راس المال کو نقد ادا کرنا شرط ہے۔

۵. جہاں تک جعل سازی، فریب کاری اور غلط بیانی کا تعلق ہے، ان کے لئے شہادت اور اثبات کے عام ضوابط کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۳(۶/۴)[۱]

قبضہ، اس کی صورتیں، خصوصاً اس کی جدید صورتیں، اور ان کے احکام

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ "قبضہ، اس کی صورتیں، خصوصاً اس کی جدید صورتیں اور ان کے احکام" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات اور مباحث پر مطلع ہونے کے بعد اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا جس طرح اموال کا قبضہ حسی طور پر ہاتھ میں لینے یا کھانے کی اشیاء میں ناپ تول کے ذریعے یا قابض کے قبضہ میں منتقل کرنے سے مکمل ہو جاتا ہے، اسی طرح حکماً تصرف پر مکمل اختیار دے کر متعلقہ شئ کو قابض کے لئے الگ رکھ دینے سے بھی ہو جاتا ہے، اگرچہ حسی قبضہ نہ پایا جائے۔ اور مختلف اشیاء پر قبضہ کی کیفیت ان کے حالات کے اعتبار سے اور ان اشیاء کے قبضے کے بارے میں عرف کے مختلف ہونے کے لحاظ سے بدل جاتی ہے۔

ثانیا شرعاً اور عرفاً حکمی طور پر قبضہ کے پائے جانے کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱. بینک کا کسی اکاؤنٹ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں کسی رقم کا اندراج کرنا مندرجہ ذیل صورت میں:

اً. جب کسی اکاؤنٹ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم بلاواسطہ (اکاؤنٹ) یا بذریعہ چیک جمع کی جائے۔

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۱، ص ۴۵۳)

ب. جب کوئی اکاؤنٹ ہولڈر خود اپنے ہی بینک کے ساتھ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے بدلے میں نقد فروختگی کا معاملہ کرے۔

ج. جب بینک اکاؤنٹ ہولڈر کے حکم سے کچھ رقم اس کے اکاؤنٹ سے وضع کرکے دوسرے اکاؤنٹ میں دوسری کرنسی میں تبدیل کرکے جمع کردے، چاہے وہ دوسرا اکاؤنٹ اسی بینک میں ہو یا کسی دوسرے بینک میں، اور یہ منتقلی چاہے اس اکاؤنٹ ہولڈر کے مفاد کے لئے ہو (یعنی دوسرے بینک میں بھی اسی اکاؤنٹ ہولڈر کا اکاؤنٹ ہو)، یا دوسرے شخص کے مفاد کے لئے (یعنی دوسرے بینک میں کسی اور کا اکاؤنٹ ہو)۔ لیکن اس صورت میں بینک کے لئے ان قواعد کی رعایت ضروری ہوگی، جو عقدِ صرف کے لئے شریعت نے مقرر کئے ہیں۔

اور بینک کے اکاؤنٹ میں اس طور پر رقم منتقل ہونا جس کے نتیجے میں اکاؤنٹ ہولڈر اس رقم کو فوری طور پر نکلوانے کے لائق ہو جائے، ایسی منتقلی میں اتنی تاخیر معاف ہے جو اس عمل کے لئے بینکوں میں متعارف ہو، البتہ جس شخص کے اکاؤنٹ میں رقم منتقل کی گئی ہے اس کے لئے اس رقم میں تصرف کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اکاؤنٹ میں منتقلی کے بعد وہ عملاً اسے وصول کرنے کے لائق نہ ہو جائے۔

۲. چیک وصول کرنا جبکہ اس کی وصولیابی کے وقت اس پر درج کرنسی کے مطابق اکاؤنٹ میں بیلینس موجود ہو، اور بینک نے اس رقم کو روک لیا ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۴(۶/۵)[1]

دماغی خلیوں اور اعصابی نظام کی پیوندکاری

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ اور یہ موضوع، جو کہ چھٹی فقہی طبی کانفرنس جو کویت میں مؤرخہ ۲۳-۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳-۲۶ اکتوبر کو اسلامی فقہ اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تعاون سے منعقد ہوئی تھی، کا ایک موضوع تھا، اس سے متعلق مقالات اور سفارشات پر اطلاع یابی کی گئی۔۔

اور مندرجہ بالا کانفرنس جس نتیجے پر پہنچی، اس کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اس عمل کا اصل مقصد ایک انسان کے دماغ کو دوسرے انسان میں منتقل کرنا نہیں بلکہ اس پیوندکاری کا مقصد دماغ میں معیّن خلیوں کی خرابی کے علاج کے لئے اس سے کیمیاوی اور ہارمونی مادوں کو برابر مقدار میں خارج کر کے دوسری جگہ سے حاصل شدہ اسی کے مثل خلیوں کو ان کی جگہ پر رکھنا یا (پیوندکاری کا مقصد) کسی چوٹ اور ضرب کے نتیجے میں اعصابی نظام میں واقع شدہ خلا کا علاج کرنا ہے۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اگر ٹشو کے حصول کا ماخذ اسی مریض کے ایڈرنل غدود ہوں، اور اسی جسم سے نکالے گئے خلیے ہونے کی وجہ سے ان میں مدافعتی قبولیت کی خاصیت ہو تو شرعاً اس کی منتقلی میں کوئی حرج نہیں۔

ثانیا اور اگر ٹشوز کا ماخذ حیوانی جنین ہو، تو اگر اس طریقے کی کامیابی کا امکان ہو، اور اس میں شرعی خرابیاں لازم نہ آتی ہوں، تو اس کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ڈاکٹروں کا کہنا یہ ہے کہ یہ طریقہ مختلف قسم کے

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۳، ص ۱۷۳۹)

حیوانوں میں کامیاب ہو چکا ہے، اور اگر ضروری طبی احتیاطوں کو اختیار کیا جائے تاکہ منتقل شدہ عضو کو جسمانی دفاعی نظام کے عدمِ قبولیت کے مضر اثرات سے بچایا جائے تو انسانوں میں بھی اس طریقے کی کامیابی کی امید ہے۔

ثالثاً اور اگر ٹشوز کا ماخذ ایسے زندہ خلیے ہوں، جو جنین باکر (وہ جنین جو دسویں ہفتے یا گیارہویں ہفتے کا ہو) کے دماغ سے حاصل کئے گئے ہوں، تو اس کا شرعی حکم مندرجہ ذیل صورتوں کے اعتبار سے مختلف ہو جائے گا۔

أ. پہلا طریقہ

اس کو ماں کے پیٹ میں موجود انسانی جنین سے رحم مادر کو جراحی کے ذریعے کھول کر براہِ راست حاصل کرنا، اس طریقے میں صرف جنین کے دماغ سے خلیوں کو حاصل کرنے سے ہی اس کو موت واقع ہو جائے گی، یہ طریقہ شرعاً حرام ہے، الا یہ کہ یہ عمل بلا قصد، طبعی اسقاط جنین کے بعد ہو، یا ایسے جائز اور مشروع اسقاط کے بعد ہو جو ماں کی زندگی بچانے کے لئے عمل میں لایا گیا ہو، اور یہ اسقاط جنین کی یقینی موت کے بعد ہو اور اس میں ان شرائط کی بھی رعایت کی گئی ہو جو جنین سے استفادہ کے بارے میں اسی اجلاس کی قرار داد نمبر ۵۹(۸/۶) میں آنے والی ہیں۔

ب. دوسرا طریقہ

یہ طریقہ مستقبل میں وجود میں آجائے گا، وہ یہ کہ دماغی خلیوں سے استفادہ کے لئے ان کی افزائش کی جائے، شرعاً اس طریقے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ افزائش کے لئے حاصل کردہ خلیوں کا ماخذ شرعی ہو، اور اس کا حصول شرعی طریقے پر مکمل ہوا ہو۔

رابعاً بغیر دماغ کے پیدا ہونے والا بچہ

جب تک بچہ زندہ پیدا ہوا ہو اس وقت تک اس بچے کے کسی عضو کو حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کا تعرض جائز نہیں، جب تک دماغ کی موت کی وجہ سے اس کی موت واقع نہ ہو جائے، اور اس بچے اور اس جیسے دوسرے بچوں کے حکم میں اس موضوع کے تحت کوئی فرق نہیں ہے، لہٰذا جب وہ بچہ مر جائے تو اس کے اعضاء لینے میں ان احکام اور شروط معتبرہ کی رعایت ضروری ہے، جو ایک مردہ کے اعضاء کے حصول کے لئے ضروری ہیں، یعنی وارثین کی اجازت، اور اس عضو کے بدل کا موجود نہ ہونا اور واقعی ضرورت کا موجود ہونا وغیرہ جو اکیڈمی کی چوتھی کانفرنس کی قرارداد نمبر ۲۶(۴/۱) میں بیان کی گئی ہیں، اور شرعاً اس میں کوئی حرج

نہیں ہے کہ اس بچے کے دماغ کی موت واقع ہونے تک اس کو مصنوعی آلات کے ذریعے باقی رکھا جائے، تاکہ اس کے ان اعضاء کو محفوظ رکھا جاسکے جن میں مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ دوسری جگہ منتقل ہونے اور مفید ہونے کی صلاحیت موجود ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۵(۶/۶)[1]

ضرورت سے زائد تلقیح شدہ بیضات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ مذکورہ بالا موضوع پر لکھے گئے مقالات اور سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد جو چھٹی فقہی طبی کانفرنس منعقدہ کویت مؤرخہ ۲۳-۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳-۲۶ اکتوبر کو "اسلامی فقہ اکیڈمی "اور "اسلامی تنظیم برائے طبی علوم" کے تعاون سے منعقد ہوئی تھی۔

اور تلقیح شدہ بیضات کے انجام سے متعلق اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تیسرے اجلاس کی تیرہویں اور چودہویں سفارشات پر اطلاع یابی کے بعد جو اجلاس کویت میں مؤرخہ ۲۰-۲۳ شعبان ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۸-۲۱ اپریل ۱۹۸۷ء کو ہوا، اور اسی موضوع سے متعلق مؤرخہ ۱۱-۱۴ شعبان ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۴-۲۷ مئی ۱۹۸۲ء کو کویت میں اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے پہلے اجلاس کی پانچویں سفارش پر اطلاع یابی کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اولا اس علمی تحقیق کی روشنی میں کہ غیر تلقیح شدہ نسوانی بیضوں کو آئندہ استعمال کے لئے محفوظ رکھنا ممکن ہے، بیضوں کی مصنوعی بارآوری کے وقت یہ ضروری ہے کہ ہر مرتبہ بیضوں کی صرف اس مقدار پر اکتفاء کیا جائے جتنی فوری پیوندکاری کے لئے ضروری ہو، تاکہ زائد بیضوں کی موجودگی کا امکان ختم کر دیا جائے۔

ثانیا اگر تلقیح شدہ بیضوں میں سے کوئی کسی بھی طریقے سے زائد حاصل ہو جائے تو اس کو طبی توجہ کے بغیر ویسے ہی چھوڑ دیا جائے، حتی کہ اس زائد بیضہ کی زندگی طبعی طور پر پوری ہو جائے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۳، ص ۱۷۹۱)

ثالثاً ایک عورت کے بیضے کی تلقیح دوسری عورت میں کرنا حرام ہے، اس سلسلے میں ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے، جن کے تحت کسی عورت کا تلقیح شدہ بیضہ کسی غیر شرعی حمل میں استعمال نہ ہوسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۶(۶/۷)[1]

اعضاء کی پیوندکاری کے لئے جنین کو استعمال میں لانا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ اور چھٹی فقہی طبی کانفرنس جو کویت میں مؤرخہ ۲۳-۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳-۲۶ اکتوبر کو اسلامی فقہ اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تعاون سے منعقد ہوئی تھی، اس کا ایک موضوع یہ (یعنی اعضاء کی پیوندکاری کے لئے جنین کو استعمال میں لانا) بھی تھا، مذکورہ بالا موضوع پر لکھے گئے مقالات اور سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اولا دوسرے انسان کے مطلوبہ اعضاء کی پیوندکاری کے لئے کسی جنین کو استعمال میں لینا جائز نہیں، البتہ چند حالات میں مندرجہ ذیل ضوابط کی پابندی کے ساتھ ایسا کیا جاسکتا ہے۔

اً. کسی دوسرے انسان کے اعضاء کی پیوندکاری میں کسی جنین کو استعمال میں لینے کی غرض سے اسقاط کرانا جائز نہیں، بلکہ پیوندکاری کے اس عمل کو صرف اس جنین تک محدود رکھا جائے گا جو بلاقصد کے طبعی طور پر خود بخود ساقط ہوجائے، یا جس کا اسقاط عذرِ شرعی کی وجہ سے کیا جائے اور جنین کے نکلوانے کے لئے عملِ جراحی کی کاروائی اس وقت تک نہیں کی جائے گی جب تک ماں کی زندگی بچانے کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہ ہو۔

اگر جنین کی زندگی برقرار رہنے کے قابل ہے تو اس صورت میں تمام تر طبی علاج اس کی زندگی کی بقاء اور اس کی حفاظت کے لئے وقف رہنا چاہئے، ایسی صورت میں ایسا نہ ہو کہ اعضاء کی پیوندکاری کے لئے جنین سے

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۳، ص ۱۷۹۱)

فائدہ اٹھانے کی خاطر طبی کاروائی کی جائے۔ اور اگر وہ جنین زندگی برقرار رکھنے کے قابل نہیں ہے تو اس سے استفادہ کرنا اس وقت تک جائز نہیں، جب تک ان شروط کے مطابق اس کی موت واقع نہ ہو جائے جو اکیڈمی کی چوتھی کانفرنس کی قرارداد نمبر ۲۶(۴/۱) میں بیان کی گئی ہیں۔ ثانیا اعضاء کی پیوند کاری کے عمل کو تجارتی مقاصد کے لئے جاری کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

ثالثا اعضاء کی پیوند کاری کے عمل کی نگرانی ماہر اور ایک قابلِ اعتماد ادارے کے سپرد ہونی چاہیے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۵۷(۶/۸)[1]

تناسلی اعضاء کی پیوند کاری

اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷تا۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ اور چھٹی فقہی طبی کانفرنس جو کویت میں مؤرخہ ۲۳-۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳-۲۶ اکتوبر کو اسلامی فقہ اکیڈمی اور اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کے تعاون سے منعقد ہوئی تھی،اس کا ایک موضوع یہ (یعنی تناسلی اعضاء کی پیوند کاری) بھی تھا۔ مذکورہ بالا موضوع پر لکھے گئے مقالات اور سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اولا تناسلی غدود کی پیوند کاری

چونکہ خصیہ اور بیضہ دانی دوسرے مقام پر پیوند کاری کے بعد بھی منقول منہ کی موروثی صفات (جینیاتی کوڈ) کے حامل ہوتے ہیں،اس لئے ان کی پیوند کاری شرعاً حرام ہے۔

ثانیا تناسلی نظام کے اعضاء کی پیوند کاری

اعضاء مخصوصہ کے علاوہ تناسلی نظام کے بعض ایسے دیگر اجزاء کی پیوند کاری کرنا جائز ہے جو موروثی صفات کو نقل نہیں کرتے، لیکن ان شرعی ضوابط اور معیار کے مطابق جو اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۶(۴/۱) میں بیان کئے گئے ہیں۔

واللہ اعلم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۳، ص ۱۹۷۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۸(۶/۹)[1]

حد یا قصاص میں کاٹے ہوئے عضو کی پیوندکاری

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷تا۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴تا۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ "حد اور قصاص میں کاٹے ہوئے عضو کی پیوندکاری" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہونے اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد، اور حد کے نفاذ سے شریعت کا جو مقصود ہے، یعنی زجر، توبیخ اور عبرت، اس کی رعایت رکھتے ہوئے، نیز اس بات کے پیشِ نظر کہ سزا کا اصل مقصد جرائم کا استیصال اور سزا کے اثرات کو عبرت کے لئے باقی رکھنا ہے۔ نیز یہ بات مد نظر رکھتے ہوئے کہ کاٹے ہوئے عضو کو دوبارہ اپنی جگہ پر لگانا فوری عمل کا متقاضی ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ (پہلے سے) باہمی رضامندی ہو اور مخصوص طبی تیاری کی گئی ہو۔ اور یہ عمل حد جاری کرنے میں سنجیدگی اور تاثیر کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا کٹے ہوئے عضو کو لوٹانا جائز نہیں، تاکہ حد کی تنفیذ ہو سکے۔ اسلئے کہ سزا کے اثرات کو باقی رکھ کر ہی شریعت کی مقرر کی ہوئی سزا کی مکمل تنفیذ، شرعی حدود کو لاپرواہی کا نشانہ بنانے سے حفاظت اور شرعی حکم کے ساتھ ظاہری تعارض سے بچنا ممکن ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۳، ص ۲۱۶۱)

ثانیا چونکہ قصاص مجنی علیہ کے ساتھ عدل وانصاف کے قیام، اور سوسائٹی کے لئے حقِ زندگی کی حفاظت اور امن وسلامتی مہیا کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے، لہٰذا قصاص جاری کرنے لئے جو عضو کاٹا گیا ہو، اس کو لوٹانا جائز نہیں، مگر مندرجہ ذیل حالات میں:

أ. مجنی علیہ قصاص جاری ہونے کے بعد عضو کو لوٹانے کی اجازت دے دے۔

ب. مجنی علیہ کٹے ہوئے عضو کو لوٹانے پر قادر ہو۔

ثالثا وہ عضو جو حد یا قصاص کے فیصلے یا اس کی تنفیذ میں غلطی کے سبب کاٹ دیا گیا ہو، اس کو لوٹانا جائز ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۵۹(۶/۱۰)[1]

مالیاتی بازار (Financial Markets)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ ان مقالات، سفارشات اور نتائج بحث پر اطلاع یابی کی گئی جو مالیاتی بازار (Financial Markets) کے موضوع پر رباط، مراکش میں منعقد ہونے والے سیمینار مؤرخہ ۲۰-۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰-۲۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں پیش کئے گئے تھے، یہ سیمینار مجمع الفقہ الاسلامی اور البنک الاسلامی تنمیہ کے تعاون سے منعقد ہوا تھا اور حکومت مراکش کی وزارت اوقاف مذہبی امور نے اس کی میزبانی کی تھی۔

اسلامی شریعت میں کسبِ حلال اور مال کی سرمایہ کاری اور بچتوں میں ان بنیادوں پر سرمایہ کاری کی ترغیب دی ہے جو کاروبار کی ذمہ داریوں اور خطرات، بشمول مدیونیت کے خطرات کو برداشت کرنے کے اصول پر قائم ہوں۔

شریعت کے اس اصول کی روشنی میں، نیز اس بات کے پیش نظر کہ مالیاتی بازار، اموال کے لین دین اور سرمایہ کاری کے فروغ میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں، اور ان کے احکام کی تحقیق لوگوں کو عصری مسائل میں اپنے دین کے احکام سے واقف کرنے کی اہم ضرورت پوری کرے گی، اور فقہاء کرام کی ان کوششوں سے ہم آہنگ ہوگی جو انہوں نے مالی معاملات اور خاص طور پر بازار کے احکام اور بازاروں پر احتساب کے نظام سے متعلق کی ہے، اور مالیاتی بازاروں کی یہ اہمیت ان ثانوی بازاروں کو بھی شامل ہے جو سرمایہ کاروں کو اس بات کا موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اولین بازار میں دوبارہ داخل ہوں، اور نقد حاصل کرنے کے لئے بھی موقع فراہم کرتے ہیں، اور یہ

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۲، ص ۱۲۷۳، اور العدد السابع جلد ۱ ص ۷۳)

ثانوی بازار سرمایہ لگانے والوں کے دل میں یہ اعتماد پیدا کرتے ہیں کہ وہ ضرورت کے وقت بازار سے باہر جاسکتے ہیں اور اس اعتماد سے لوگوں میں سرمایہ لگانے کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ اور مالیاتی بازاروں میں مروج نظام، قوانین اور مختلف طریقوں سے متعلق مقالات میں جو کچھ کہا گیا تھا، اس پر مطلع ہونے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً مال کی حفاظت اور اس کی بڑھوتری کے لئے مالیاتی بازاروں کا اہتمام ضروری ہے، کیونکہ اس کے ذریعے عام حاجتیں پوری کرنے میں تعاون ہو سکتا ہے، اور مال پر واجب ہونے والے دینی اور دنیاوی حقوق ادا کئے جاسکتے ہیں۔

ثانیا اگرچہ مالیاتی بازار اپنی بنیادی فکر کے لحاظ سے ایک ضرورت کی چیز ہیں، لیکن جس طرح موجودہ دور میں ان کا نظام چل رہا ہے، وہ اسلامی نقطہ نظر سے ایسا نمونہ نہیں ہیں جو مال کی بڑھوتری اور سرمایہ کاری کے مقاصد کو صحیح طور پر رُوبہ عمل لاسکے، اس صورتِ حال کا تقاضہ یہ ہے کہ فقہاء اور ماہرین اقتصادیات مشترکہ علمی کوششیں کر کے حالیہ نظام اور اس کے اختیار کئے ہوئے ذرائع اور طریقوں کا جائزہ لیں، اور اسلامی شریعت کے طے شدہ اصولوں کی روشنی میں جن چیزوں کی اصلاح ضروری ہے، اس کی اصلاح کریں۔

ثالثاً مالیاتی بازار کچھ انتظامی نوعیت کے طریق کار پر بھی مشتمل ہوتے ہیں، اس انتظامی طریق کار کی پابندی میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اور اس میں مصالح مرسلہ کا وہ قاعدہ جاری ہوگا جس کی رُو سے جو چیز کسی نص یا شرعی قاعدے کے منافی نہ ہو اسے جاری رکھا جاسکتا ہے، یہ انتظامی امور اس قسم کے ہیں جو کوئی ولی الامر کسی خاص پیشے یا دوسرے شعبوں میں اپنی صوابدید سے جاری کرتا ہے، اگر یہ انتظامی قواعد شرعی اصولوں اور ضابطوں پر پورے اترتے ہوں تو کسی کے لئے ان کی مخالفت یا ان سے فرار کے لئے حیلہ سازی جائز نہیں۔

سفارش

اور کونسل سفارش کرتی ہے کہ مالیاتی بازاروں میں جو طریقے اور اس قسم کی معاہداتی دستاویزات اس وقت رائج ہیں، ان پر مزید تحقیقی مقالوں اور فقہی و اقتصادی بحثوں کے لکھوانے کی ضرورت ہے، تاکہ اس مسئلہ پر غور مکمل ہو سکے۔[1]

واللہ اعلم

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ۶۳(۷/۱)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۰(۶/۱۱)[1]

بانڈز اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷تا۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ ان مقالات، سفارشات اور نتائج بحث پر اطلاع یابی کے بعد جو مالیاتی بازار (فائنانشل مارکیٹ) کے موضوع پر رباط، مراکش میں منعقد ہونے والے سیمینار مؤرخہ ۲۰-۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰-۲۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں پیش کئے گئے تھے، یہ سیمینار مجمع الفقہ الاسلامی اور اسلامی ترقیاتی بینک جدہ کی المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب کے تعاون سے مراکش کی وزارت اوقاف و الشئون الاسلامیہ کی دعوت پر منعقد ہوا۔

اور اس اطلاع یابی کے بعد کہ بانڈز اپنے جاری کرنے والے کی طرف سے اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ مدت پوری ہونے پر وہ اس پر تحریر شدہ قیمت (Face Value) اس کے حامل کو ادا کرے گا، اور اس کے ساتھ ہی وہ طے شدہ بانڈ کی ظاہری قیمت (Face Value) کی طرف منسوب منافع بھی دے گا یا اس پر کوئی اور طے شدہ نفع دے گا، خواہ یہ طے شدہ نفع انعامات کی صورت میں ہو جو قرعہ کے ذریعے تقسیم ہوں گے یا معین رقم کی صورت میں یا ڈسکاؤنٹ کی صورت میں۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً وہ بانڈز جو اس التزام کی نمائندگی کرتے ہوں کہ ان کے حامل کو ان کی ظاہری مالیت (Face Value) اور اس کے ساتھ کوئی متناسب نفع یا کسی اور قسم کا طے شدہ نفع دیا جائے گا، وہ شرعاً حرام ہیں، یعنی ان کو جاری کرنا، ان کو خریدنا، ان کا لین دین کرنا سب حرام ہے، اس لئے کہ وہ سودی قرض ہے، خواہ جس کے لئے یہ بونڈ جاری کیا

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۲، ص ۱۲۷۳، اور العدد السابع جلد ۱ ص ۷۳)

گیا ہے وہ خاص ہو، یا کوئی ایسا عام شخص ہو جو ریاست کے ساتھ مربوط ہو، اور اس کے نام کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، چاہے ان کا نام سرٹیفیکیٹس ہو یا بچت یا سرمایہ کاری صکوک ہو، اسی طرح خواہ اس بونڈ پر جتنے سود کا التزام کیا گیا ہے اس کا نام منافع رکھ دیا جائے یا کرایہ یا سروس فیس یا آمدنی رکھ دیا جائے (ہر صورت میں یہ ناجائز ہو گا)۔

ثانیا زیرو کوپن بانڈز بھی حرام ہیں، اس لئے کہ وہ ایک ایسا قرض ہے جس کو اس کی قیمتِ اسمیہ (Face Value) سے کم پر فروخت کر دیا جاتا ہے اور قیمتِ اسمیہ سے جتنے کم پر بانڈ کے مالک نے وہ بانڈ خریدا ہو اس حد تک بانڈ کے مالک کا نفع ہوتا ہے۔

ثالثا اسی طرح پرائز بانڈز بھی حرام ہیں، اس لئے کہ یہ ایک ایسا قرض ہے جس میں تمام قرض دینے والوں کے لئے یا ان میں سے لا علی التعین بعض کے لئے نفع یا زیادتی کی شرط ہوتی ہے، اس کے علاوہ اس میں قمار کا شبہ بھی موجود ہے۔

رابعا وہ بانڈز جن کو جاری کرنا یا خریدنا یا لین دین کرنا شرعاً حرام ہے، ان کے متبادل وہ بانڈز اور سرٹیفیکیٹس ہیں جو کسی پروجیکٹ کی تیاری کے لئے یا کسی معیّن سرمایہ کاری کے عمل کو آگے بڑھانے کے لئے مضاربت کی بنیاد پر جاری کئے جائیں، اس طور پر کہ ان کے مالکوں کے لئے کوئی معین نفع نہ ہو، بلکہ بانڈز کے مالکان جس حد تک ان بونڈز یا صکوک کے مالک ہوں، اس تناسب سے وہ نفع کے حقدار ہوں۔ اور یہ نفع انہیں اسی وقت ملے گا جب وہ حقیقت میں وجود میں آجائے گا۔ اور اس سلسلے میں اکیڈمی کے چوتھے اجلاس کی قرار داد ۳۰(۵/۴) متعلقہ سنداتِ مقارضہ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کو اکیڈمی متفقہ طور پر منظور کر چکی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۱(۶/۱۲)

شعبہ منصوبہ بندی کی جانب سے مجوزہ موضوعات اور اجلاس

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔ شعبہ منصوبہ بندی کی طرف سے اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ کو پیش کردہ اس رپورٹ پر اطلاع حاصل کی گئی جو اکیڈمی کے اجلاس کے تمام اراکین میں تقسیم کی گئی تھی، اور جو ان مجوزہ موضوعات پر مشتمل تھی جن پر اجلاس میں غور وخوض ہوا، اور ان کو درجہ بدرجہ کرکے ان کیے لسٹ تیار کی گئی، چنانچہ وہ رپورٹ جن مختلف موضوعات پر مشتمل تھی وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- معاصر اسلامی فقہ میں بین الاقوامی حقوق
- معاصر اسلامی فقہ میں نکاح اور میراث
- معاصر اسلامی فکر
- معاصر اسلامی فقہ میں عبادات
- معاصر اسلامی فقہ میں معاملات اور معاشیات
- اصول فقہ جدید دور کی روشنی میں
- ڈاکٹری اور متعلقہ علوم
- مذکورہ بالا امور کے علاوہ جدید حالات اور واقعات

اس کے علاوہ اس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر سیمینار منعقد کرنے کی سفارش کی گئی تھی:

- اسلام میں عورت کے حقوق اور اس کے فرائض
- اسلام اور بین الاقوامی قوانین

- انسانی حقوق اور تنظیم اسلامی کانفرنس کی کوششوں کے ساتھ تعاون ویکجہتی پیدا کرنے کی کوشش
- اسلام میں بچے کے حقوق اور بچے کے حقوق کے سلسلے میں بین الاقوامی معاہدات پر غور وخوض
- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق اور ان کے فرائض
- مسلمان موجودہ دور میں بنیاد پرستی اور نقالی کے درمیان
- اسلامی دستور کے نمونوں پر غور
- فنون جدید (یعنی تصویر سازی گانا بجانا، موسیقی اور ڈرامے) کے بارے میں اسلام کا موقف
- اسلامی نظامِ حکومت، اس کی بنیادیں، قواعد اور موجودہ دور میں اس کے اہم مسائل
- ابلاغ اور اسکے موجودہ ذرائع اسلامی نقطہ نظر سے
- جس کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہو، اس کی قیمت کی تبدیلی کے اثرات فقہ اسلامی کی روشنی میں۔
- اسلام میں کفالتِ عامہ (سوشل سیکیوریٹی) اس کی مروجہ عملی صورتوں کی روشنی میں
- ٹریژری بلز اور سرمایہ کاری کے بانڈز
- مالیاتی بازار میں اختیارات اور مستقبل کے سودے

کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً ان تجاویز پر عمل کیا جائے اور جنرل سیکریٹریٹ کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ان موضوعات میں سے ایسے موضوعات کا انتخاب کرے، جسے وہ مصلحت کے مطابق سمجھے بالخصوص وہ موضوعات جن کے بارے میں گذشتہ اجلاس میں تحقیق کی تجویز دی گئی تھی۔

ثانیاً جنرل سیکریٹریٹ حالات اور وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مجوّزہ مذاکروں کے انعقاد کی کاروائی کرے، اور ان موضوعات کو ترجیح دے جو مجمع کے مختلف اجلاسوں میں متعلقہ حالات وامکانات میں پیش کئے گئے تھے۔

واللہ الموفق

•

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۲(۱۳/۶)

مجلسِ فقہی کے چھٹے اجلاس کی سفارشات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل کا چھٹا اجلاس جدہ سعودی عرب میں مؤرخہ ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوا۔

مجلس کی طرف سے درج ذیل سفارشات ہیں:

سفارشات

اولا مسلمانوں کو اس بات کی دعوت کہ وہ یکجہتی، باہمی اتحاد اور اپنے مسائل کو اسلامی طریقوں کے مطابق حل کریں، اور پورے عالم کے سامنے اسلام کو عالم کی تمام مشکلات کے ایک انقلابی حل کے طور پر پیش کریں، اور ان کج رُو مادّی اصولوں کی طرف رجوع کرنے سے اجتناب کریں جن کا خالی دامن ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔ اکیڈمی کی طرف سے مسلمانوں کو اس بات کی بھی دعوت ہے کہ وہ مشرقی ممالک میں موجود اپنے بھائیوں کے مسائل کے حل کی طرف بھی توجہ کریں اور ان کی شخصیتِ دینیہ اور حقوقِ انسانیہ سے متعلق اعانت کریں۔

ثانیاً اکیڈمی اس بات کی مذمت کرتی ہے کہ سویت یہودیوں نے ارضِ مبارکہ یعنی ارضِ اسراء و معراج کی طرف ہجرت کرلی ہے، اور اکیڈمی کی رائے میں اس معاملہ میں امتِ مسلمہ کو سخت خطرات درپیش ہیں، اور اکیڈمی اس بات کی استدعاء کرتی ہے کہ اسلامی ممالک اپنی رائے میں اتحاد پیدا کریں، اور اس یقینی خطرے کے مقابلے میں کھڑے ہوں، اور ایسے ہر ممکن ذرائع اختیار کریں جن کے ذریعے قبضہ شدہ زمینوں کو چھڑایا جاسکے، اور بیت المقدس اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسری کو غاصبین کے ہاتھوں سے واپس لیا جاسکے اور صیہونی یہودیوں کے مقابلے میں کھڑے ہونے والوں کی مدد کی جاسکے۔

ثالثاً اسلامی ممالک میں میڈیا کی طرف خصوصی توجہ کی جائے، میڈیا کو پابند کیا جائے کہ وہ اصلاح، ہدایت، خدمتِ اسلام اور موجودہ تباہ کن چیلنجز کا مقابلہ کرے، اور سیکریٹریٹ میڈیا سے متعلق خصوصی جلسہ کا انعقاد کرے۔

رابعاً عصرِ حاضر میں جو فنون رائج ہیں، مثلاً تصویر سازی، گانا بجانا، موسیقی، ڈانس وغیرہ جن سے کوئی میڈیا بچا ہوا نہیں ہے، ان پر ایک جلسہ کا انعقاد۔

خامساً قتل کے کفارات اگر متعدد ہوں تو اس بارے میں دراسات اور مقالات تحریر کروائے جائیں تاکہ اس بارے میں کوئی حتمی قرارداد آسکے۔

سادسا شئیرز کے موضوع کو ابھی موخر کر دیا جائے تاکہ اس پر مزید دراسات اور مقالات تحریر کروائے جاسکیں۔[1]

سابعا آپشنز اور فیوچرز کے موضوع پر ایک جلسہ کیا جائے۔

ثامنا فقہاء، ماہرینِ معاشیات پر مشتمل ایک کمیٹی سیکریٹریٹ کے علم میں لاکر قائم کی جائے، تاکہ جوائنٹ اسٹاک کمپنیز کے بارے میں اسلامی ترقیاتی بینک کے سوالات کے جوابات دئے جاسکیں۔

واللہ الموفق

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ٦٣(١/٧) ، اور قرارداد نمبر ٧٧(٨/٨)، اور قرارداد نمبر ٨٧(٤/٩)

قراردادیں اور سفارشات

ساتواں اجلاس

منعقدہ: جدہ سعودی عرب

۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ

۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۳(۱/۷)[1]

مالیاتی بازار (Financial Markets)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "مالیاتی بازار (Financial Markets)"، شئیرز، آپشنز، سامانِ تجارت اور کریڈٹ کارڈ کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا شئیرز

۱. کمپنیوں میں حصہ داری

أ. چونکہ معاملات میں اصل حلت ہے، اس لئے ایسی جوائنٹ اسٹاک کمپنی قائم کرنا جائز ہے جس کے اغراض اور سرگرمیاں شریعت کے مطابق ہوں۔

ب. اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسی کمپنیوں کے شئیرز لینا حرام ہے جن کی بنیادی غرض و غایت حرام ہو، مثلاً سودی معاملات، حرام چیزوں کی پیداکاری یا حرام اشیاء کی تجارت وغیرہ۔

ج. جو کمپنیاں کبھی کبھی وہ حرام معاملات کر لیتی ہوں، مثلاً سودی لین دین وغیرہ، ان کے بارے میں اصل یہی ہے کہ ان کے شئیرز لینا حرام ہے، خواہ ان کا بنیادی کام جائز ہی کیوں نہ ہو۔[2]

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۲ ص ۱۲۷۳، العدد السابع جلد ۱ ص ۷۳، العدد التاسع جلد ۲ ص ۵)

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۷۷(۸/۸)، اور قرارداد نمبر ۸۷(۹/۴)

۲. **ضمان اصدار (Underwriting)**

ضمانِ اصدار سے مراد یہ ہے کہ کسی کمپنی کے قیام کے آغاز میں کوئی شخص کمپنی سے یہ معاہدہ کرلے کہ کمپنی کے جاری کردہ حصص (Issued Shares) میں سے جتنے حصص عوام نہیں خریدیں گے وہ سب یا ان کا کچھ حصہ معاہدہ کرنے والا خریدنے کا پابند ہوگا۔ اس معاہدے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ معاہدہ کرنے والا ان حصص کو ان کی ظاہری قیمت (Face Value) ہی پر خریدے اور اس ذمہ داری کے عوض کوئی فیس وصول نہ کرے، البتہ اگر معاہدہ کرنے والا ضمانت کے علاوہ کوئی اور کام بھی انجام دے، مثلاً تحقیقاتی رپورٹ تیار کرنا یا ان حصص کی مارکٹنگ کرنا وغیرہ تو اس قسم کے کاموں کے بدلے کوئی معاوضہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے۔

۳. **شئیرز کی خریداری میں حصہ لیتے ہوئے (یعنی شئیرز کی سبسکرپشن کرتے ہوئے) شئیرز کی قیمت قسطوں میں ادا کرنا**

شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جن شئیرز کی خریداری میں حصہ لیا گیا ہو (یعنی سبسکرائبڈ شئیرز)، ان کی قیمت کی ایک قسط فوری ادا کردی جائے اور بقیہ اقساط کی ادائیگی ادھار رکھی جائے اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے فی الحال اپنی ادا شدہ رقم کی حد تک کمپنی میں شرکت کی ہے، اور آئندہ مزید سرمائے میں اضافہ کا وعدہ کیا ہے اور اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ یہ صورت تمام حصوں پر یکساں طور سے اطلاق پذیر ہوگی، البتہ جو کمپنی کے باہر کے اشخاص ہیں ان کے حق میں کمپنی کی ذمہ داری اس کے اعلان کردہ پورے سرمائے کی نسبت کے حساب سے ہوگی، کیونکہ کمپنی کے ساتھ معاملہ کرنے والوں نے سرمایہ کی اسی مقدار کی بنیاد پر کمپنی کے ساتھ معاملہ پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

۴. **حصہ برائے حامل (Bearer Shares)**

چونکہ حصہ برائے حامل (بیئرر شئیرز) میں بھی دراصل خریداری کمپنی کے اثاثوں کے متناسب حصے کی ہوتی ہے اور شئیرز کا سرٹیفکیٹ محض ایک وثیقہ ہے، جس کے ذریعہ اس متناسب حصے کی ملکیت کو ثابت کرنا

مقصود ہوتا ہے، لہٰذا کسی کمپنی کے ایسے شئیرز جاری کرنے میں یا ان کی بیع و شراء کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

۵. شئیرز کی بیع میں محل عقد (Subject Matter)

کسی شئیر کی فروختگی میں محلِّ عقد کمپنی کے اثاثوں کا مشاع یا متناسب حصہ ہوتا ہے، اور شئیر سرٹیفیکیٹ اس حصے کی حقداری کا ایک وثیقہ ہے۔

۶. ترجیحی حصص (Preference Shares)

ایسے ترجیحی حصص جاری کرنا جائز نہیں ہے جن کو ایسی مالی خصوصیات دی گئی ہوں جو حصہ دار کے لگائے ہوئے سرمائے یا اس پر نفع کی کسی مقدار کی ضمانت پر مشتمل ہوں، یا جن سے حصہ دار کو یہ امتیاز حاصل ہوتا ہو کہ (کمپنی کے خاتمے کے وقت) حسابات کے تصفیہ میں یا سالانہ منافع کی تقسیم میں اس حصہ دار کو دوسرے حصہ داروں پر مقدم رکھا جائے گا۔ البتہ بعض حصص کو دفتری اور انتظامی امور سے متعلق کوئی امتیازی خصوصیت دینا جائز ہے۔

۷. سودی طریقوں سے شئیرز کا کاروبار

أ. کسی دلال وغیرہ سے سودی قرض لے کر اس رقم سے کسی کمپنی کے شئیرز خریدنا، پھر ان شئیرز کو قرض دینے والے کے پاس بطورِ رہن رکھ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سودی معاملہ ہے، جس کی توثیق رہن سے کی گئی ہے، اور یہ معاملہ اس حدیث کی رو سے حرام ہے جس میں سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی گئی ہے۔

ب. اس شئیر کو بیچنا جائز نہیں ہے، جو فروخت کنندہ کی ملکیت میں نہ آیا ہو، بلکہ کسی دلال نے یہ وعدہ کر رکھا ہو کہ حوالگی کی تاریخ میں وہ شئیر بطورِ قرض دے دے گا۔ اس صورت کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی چیز کی فروختگی ہے جو بیچنے والے کی ملکیت میں نہیں ہے اور یہ حرمت اس صورت میں اور زیادہ ہو جاتی ہے جب حاصل شدہ قیمت دلال کو اس شرط پر دی جائے کہ وہ قرض دینے کے مقابلے میں یہ رقم سودی اکاؤنٹ میں رکھوادے اور اس سے نفع حاصل کرے۔

۸.   شئیرز کی فروختگی اور رہن

شئیرز کی فروختگی اور ان کا رہن جائز ہے اور اس میں کمپنی کے قواعد کو مد نظر رکھا جاسکتا ہے، مثلاً اگر کمپنی کے قواعد کی رُو سے یہ فروختگی مطلقاً جائز قرار دی گئی ہو (تو شئیرز جس کو چاہیں فروخت کئے جاسکتے ہیں) یا اگر کمپنی کے قواعد کی رُو سے پرانے شرکاء کو خریداری کا پہلا حق حاصل ہو (تو اس کی رعایت رکھی جائے گی)، اسی طرح اگر قواعد میں شرکاء کے پاس حصہ رہن رکھنے کی گنجائش رکھی گئی ہو تو اسے مشاع یا متناسب حصے کا رہن سمجھا جائے گا۔

۹.   شئیرز جاری کرنے پر انتظامی اخراجات

اس بات میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ شئیرز کی قیمت پر ایک متعین نسبت سے اضافہ کرکے کوئی رقم اس لئے وصول کی جائے اکہ اس سے شئیرز جاری کرنے کے دفتری اخراجات وصول کئے جاسکیں۔ بشر طیکہ یہ نسبت مناسب حساب سے متعین کی گئی ہو۔

۱۰.   پہلے سے جاری شدہ شئیرز کے علاوہ مزید شئیرز جاری کرنا، یا جاری شدہ شئیرز میں کمی کرنا

۱۱. کمپنی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے سرمائے میں اضافہ کے لئے نئے شئیرز جاری کرے، بشرطیکہ یہ نئے شئیرز پرانے شئیرز کی اسی قیمت پر جاری کئے جائیں جو ماہرین کی رائے میں کمپنی کے اثاثوں کی قیمت کے مطابق ہو یا پھر قدیم شئیرز کی بازاری قیمت کی بنیاد پر نئے شئیرز کی قیمت طے کی جائے۔

۱۲. شئیرز کی خریداری کے لئے کمپنی کی ضمانت

اس سلسلے میں اکیڈمی کی کونسل کی رائے یہ ہے کہ مزید غور و فکر اور تحقیق کے لئے حتمی قرار داد کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

۱۳.   جوائنٹ اسٹاک لمیٹڈ کمپنی کی محدود ذمہ داری

ایسی کمپنی قائم کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جس کی ذمہ داری اس کے سرمائے کی حد تک محدود ہو، کیونکہ یہ بات ان تمام لوگوں کو معلوم ہوتی ہے جو کمپنی کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، اور اس علم کی بناء پر کمپنی سے لین دین کرنے والوں کو دھوکہ لگنے کا امکان نہیں۔

اسی طرح اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کہ بعض شئیر ہولڈرز کی ذمہ داری قرض خواہوں کے مقابلے میں غیر محدود ہو بشرطیکہ اس ذمہ داری کا کوئی معاوضہ ان حصہ داروں نے وصول نہ کیا ہو، اور یہ صورت ان کمپنیوں میں ہوتی ہے جن میں بعض شرکاء ضامن ہوتے ہیں اور بعض شرکاء محدود ذمہ داری والے ہوتے ہیں۔

۱۴. شئیرز کے لین دین کو لائسنس یافتہ بروکر کے ساتھ خاص کر دینا اور بازار میں اس کے لین دین پر فیس کی شرط لگانا

حکومت کے متعلقہ شعبوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض شئیرز کے لین دین کو اس طرح منظم کریں کہ لین دین صرف لائسنس یافتہ مخصوص بروکرز کے ذریعہ انجام دیا جائے، کیونکہ اس قسم کی پابندیاں جائز مصالح کی وجہ سے لگائی جاسکتی ہیں۔

اس طرح یہ بھی جائز ہے کہ شئیرز کے بازار میں کاروبار کرنے والوں سے رکنیت کی فیس وصول کی جائے، کیونکہ اس کا تعلق بھی انتظامی امور سے ہے، اور یہ فیس ان انتظامی معاملات میں سے جو شرعاً جائز امور سے متعلق ہے۔

۱۵. حقِ اولیت

اس موضوع کے بارے میں کونسل کی رائے یہ تھی کہ اس پر مزید غور و فکر اور تحقیق کے لئے اس پر حتمی قرارداد کو آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

۱۶. حقِ ملکیت کی گواہی

اس موضوع کے بارے میں حتمی رائے کو مزید تحقیق اور غور و فکر کے لئے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

ثانیا بیع الاختیارات (Options)

أ. عقد کی صورت

عقود اختیارات (Options Contracts) کا مقصد اس التزام کا معاوضہ لینا ہے کہ کسی خاص وقت یا خاص مدت کے دوران ایک طے شدہ نرخ پر کوئی طے شدہ چیز بیچی یا خریدی جاسکے گی، یہ معاملہ فریقین کے درمیان براہِ راست بھی ہوسکتا ہے اور کسی ایسے ادارے کے توسط سے بھی انجام دیا جاسکتا ہے جو جانبین کے حقوق کی ضمانت دے۔

ب. شرعی حکم

آج کل بین الاقوامی مالیاتی بازاروں میں جس طریقہ کار کے مطابق عقود اختیارات کا رواج ہے، وہ نئے عقود ہیں جو معروف مسماۃ شرعی عقود میں سے کسی عقد کی تعریف میں داخل نہیں ہوتے۔ اور چونکہ ان معاملات میں معقود علیہ (Subject Matter) نہ تو کوئی مال ہے، نہ منفعت ہے اور نہ کوئی ایسا مالی حق ہے جس کا معاوضہ لینا جائز ہو، لہٰذا یہ معاملات شرعاً ناجائز ہیں، اور چونکہ یہ معاملات ابتداءً ہی ناجائز ہیں، اس لئے ان کی مزید خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے۔

ثالثاً منظم بازاروں میں اشیاء، کرنسیوں اور اشاریوں کی خرید و فروخت

ا. اشیاء

منظم مالیاتی بازاروں میں اشیاء کی خرید و فروخت مندرجہ ذیل چار مختلف طریقوں میں سے کسی ایک سے ہوسکتی ہے۔

پہلا طریقہ

پہلا طریقہ یہ ہے کہ عقد فروخت شدہ اشیاء اور قیمت پر قبضہ کے فوری حق کو متضمن ہو، نیز فروخت شدہ اشیاء یا ان کی نمائندگی کرنے والے کاغذات فروخت کنندہ کی ملکیت اور قبضے میں موجود ہوں۔ یہ طریقہ عقد کی معروف شرائط کے مطابق شرعاً جائز ہے۔

دوسرا طریقہ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عقد فروخت شدہ اشیاء اور قیمت پر قبضہ کے فوری حق کو متضمن ہو، اور بازار کی انتظامیہ کی معرفت فروخت شدہ شئ اور قیمت پر قبضے کی اس منتقلی کا امکان بھی موجود ہو۔ یہ طریقہ بھی بیع کی معروف شرائط کے مطابق شرعاً جائز ہے۔

تیسرا طریقہ

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ عقد اس بات پر واقع ہو کہ طے شدہ اوصاف والی اشیاء بعد میں آنے والی کسی تاریخ پر (خریدار کے) حوالے کی جائیں گی، اور حوالگی کے وقت (خریدار کی طرف سے) قیمت دے دی جائے گی، اور معاہدے میں یہ بات طے ہو کہ یہ معاملہ بالاخر معین تاریخ پر واقعۃً اشیاء اور قیمت کے لین دین پر ختم ہو گا۔

یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ فروخت شدہ شئ اور قیمت دونوں مؤجل (یعنی دونوں کی ادائیگی کو معاہدے کی رو سے موخر کر دیا گیا ہے) البتہ اگر اس طریقہ کار میں ایسی ترمیم کر دی جائے کہ عقدِ سلم کی معروف شرائط پوری ہو جائیں تو اس صورت میں یہ طریقہ جائز ہو جائے گا۔

اسی طرح کن بیع سلم کے طور پر خریدی گئی شئ کو قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔

چوتھا طریقہ

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ عقد اس بات پر واقع ہو کہ طے شدہ اوصاف والی اشیاء بعد میں آنے والی کسی تاریخ پر (خریدار کے) حوالے کی جائیں گی، اور حوالگی کے وقت (خریدار کی طرف سے) قیمت دے دی جائے گی، اور عقد میں یہ بات طے شدہ نہ ہو کہ یہ معاملہ بالآخر اشیاء اور قیمت کے عملی لین دین پر ختم ہو گا، بلکہ اس بات کی گنجائش ہو کہ معاملہ بالآخر ایک بر عکس عقد پر ختم ہو جائے گا۔

اشیاء کے منظم بازاروں میں یہی طریقہ زیادہ رائج ہے اور یہ عقد بالکل جائز نہیں۔

۲. کرنسیوں کی تجارت

منظم بازاروں میں کرنسیوں کی تجارت بھی ان چار طریقوں میں سے کسی ایک طریقے پر ہوتی ہے جن کا ذکر اشیاء کی تجارت کے سلسلے میں اوپر ہوا۔ ان میں تیسرے اور چوتھے طریقے کے ذریعے کرنسی کی خرید

وفروخت ناجائز ہے۔ البتہ پہلے اور دوسرے طریقے سے کرنسیوں کی بیع اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بیع صَرف کی معروف شرائط پوری ہوں۔

۳. اشاریہ (انڈکس) کی مدد سے تجارت

اشاریہ (Index) ایک نمبر ہوتا ہے جس کا تعین ایک خاص حسابی طریقے سے کیا جاتا ہے اور اس سے کسی معین بازار میں تغیر کا حجم معلوم کیا جاتا ہے، بعض عالمی بازاروں میں ان نمبروں کی بھی تجارت ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا اشاریہ (Index) کی بیع وشراء بالکل ناجائز ہے، کیونکہ یہ خالص جوا ہے اور ایک ایسی خیالی چیز کی بیع ہے جس کا وجود میں آنا ممکن نہیں۔

۴. اشیاء اور کرنسی میں حرام معاملات کا متبادل

اشیاء اور کرنسیوں کی تجارت کے لئے ایک اسلامی بازار منظم کرنے کی ضرورت ہے جو شرعی معاملات کی بنیاد پر قائم ہو، خصوصاً بیع سلم، بیع صَرف، وعدہ بیع اور استصناع کے اصولوں پر قائم ہو۔ اکیڈمی محسوس کرتی ہے کہ ان متبادل معاملات کی مکمل شرائط اور منظم اسلامی بازاروں میں ان کے اطلاق کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

رابعاً کریڈٹ کارڈ

کریڈٹ کارڈ ایک ایسی دستاویز کو کہتے ہیں، جس کا جاری کرنے والا ایک عقد کی بنیاد پر اسے اسے کسی حقیقی یا اعتباری شخص کو دیتا ہے، جس کے نتیجے میں اس شخص کو اس بات کی قدرت ہو جاتی ہے کہ وہ اس دستاویز کے ذریعہ اشیاء اور خدمات قیمت کی فوری ادائیگی کے بغیر ان لوگوں سے خرید سکتا ہے جو اس دستاویز پر اعتماد رکھتے ہیں اس لئے کہ اس کارڈ کو جاری کرنے والا ادارہ قیمت کی ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے اور بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ بنکوں سے روپیہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، ان کارڈز کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔

- بعض اوقات تو کارڈ کی بنیاد پر خریدی گئی اشیاء کی قیمت کی ادائیگی بینک میں موجود کارڈ ہولڈر کے اکاونٹ سے ہو جاتی ہے کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے اکاونٹ سے ادائیگی نہیں ہوتی۔ اس صورت میں کارڈ جاری کرنے والے کی رقم ڈوبنے سے محفوظ ہے۔

- بعض مرتبہ قیمت کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کی طرف سے ہو جاتی ہے اور پھر وہ ادارہ وقتاً فوقتاً کارڈ ہولڈر سے وصول کرلیتا ہے۔
- بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے مجموعی سرمایہ پر سودی نفع لگا دیا جاتا ہے، جس کی ادائیگی مطالبہ کی تاریخ سے محدود وقفوں میں کرنی ہوتی ہے، اور بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن پر کسی نفع کا مطالبہ نہیں ہوتا۔
- اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کارڈ ہولڈر پر سالانہ فیس لگا دی جاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جاری کرنے والا ادارہ کوئی فیس چارج نہیں کرتا۔

کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت

گفت وشنید کے بعد کونسل نے اس کارڈ کی شرعی حیثیت اور اس کے شرعی حکم کے بارے میں حتمی فیصلے کو موخر کر دیا، تاکہ آئندہ اجلاس تک اس پر مزید غور وتحقیق کی جاسکے۔[1]

واللہ اعلم

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ۹۶(۴/۱۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۴(۲/۷)[1]

قسطوں پر فروختگی

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "قسطوں پر فروختگی" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اور قرارداد نمبر ۵۱(۲/۶) کے تکملہ کے طور پر کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً قیمت کی قسط وار ادائیگی کے معاہدے پر فروختگی کرنا شرعاً جائز ہے، اگرچہ اس میں اس چیز کی قیمت نقد لین دین کی قیمت سے زیادہ رکھی گئی ہو۔

ثانیا تجارتی وثیقے (مثلاً چیک، پرامیسری نوٹ، رقم نکلوانے کے دستاویز) واجب الاداء رقم کی تحریری توثیق کے جائز طریقے ہیں۔

ثالثاً تجارتی دستاویزات کی ڈسکاونٹنگ یا ان کے لین دین پر لگایا جانے والا کمیشن شرعاً ناجائز ہے کیونکہ مآلِ کار یہ حرام ربا النسیئۃ ہے۔

رابعاً جو رقم آئندہ کسی مقررہ تاریخ میں واجب الاداء ہو اسے قبل از وقت وصول کرنے کے لئے واجب الاداء رقم میں کمی کر دینا شرعاً جائز ہے اور یہ سود میں داخل نہیں، خواہ یہ کمی دائن کی طرف سے ہو یا مدیون کے مطالبے پر ہو، بشرطیکہ یہ کسی سابقہ معاہدے کی بنیاد پر نہ ہو اور بشرطیکہ کمی کا یہ معاملہ صرف دائن اور مدیون کے درمیان

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۱ ص ۱۹۳، العدد السابع جلد ۲ ص ۹)

ثنائی معاملے کے طور پر ہو، لہٰذا اگر ان دونوں کے درمیان کوئی تیسرا فریق شامل ہو جائے (یعنی وہ تیسرا فریق دین کو کم قیمت پر خرید لے) تو یہ جائز نہیں ہو گا کیونکہ اس کا حکم وہی ہے جو تجارتی دستاویزات کی ڈسکاونٹنگ کا ہے۔

خامساً دین کا معاہدہ کرتے وقت فریقین کا اس بات پر اتفاق کر لینا جائز ہے کہ اگر مدیون تنگدست نہ ہو تو واجبُ الاداء قسطوں میں سے کسی ایک قسط کی ادائیگی بروقت نہ کرنے کی صورت میں باقی ماندہ تمام قسطیں بھی فوری طور پر واجبُ الاداء ہو جائیں گی۔

سادساً جب مدیون کی موت یا اس کے دیوالیہ ہو جانے یا ادائیگی میں تاخیر کے سبب پوری رقم فوری طور پر واجبُ الاداء ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں میعاد سے قبل ادائیگی کی وجہ سے واجبُ الاداء رقم میں باہمی رضامندی سے کمی کرنا جائز ہے۔

سابعاً وہ تنگدستی جس کی بناء پر شرعاً مہلت دینا واجب ہو اس کا معیار یہ ہے کہ مدیون کے پاس اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اتنی نقد رقم یا سامان نہ ہو جس سے وہ اپنا دین ادا کر سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۵(۳/۷)[1]

عقدِ استصناع

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "عقدِ استصناع" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اور بندوں کے مصالح کی رعایت رکھنے والے شرعی مقاصد، نیز عقود و تصرفات کے بارے میں فقہی قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے، اور اس بات کے پیشِ نظر کہ صنعت اور حرفت کو آگے بڑھانے اور ترقی دینے میں اور سرمایہ کاری کے وسیع مواقع مہیا کرنے میں اور اسلامی اقتصادی عمل کو ترقی دینے میں "عقدِ استصناع" کا بہت دخل ہے:

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا عقدِ استصناع ایک ایسا عقد ہے جس کا معقود علیہ عمل اور عین فی الذمہ ہوتا ہے، یہ عقد فریقین پر لازم ہوتا ہے (یعنی یکطرفہ طور پر ایک فریق اسے فسخ نہیں کر سکتا)، بشرطیکہ عقد کے ارکان و شروط موجود ہوں۔

ثانیا عقدِ استصناع کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

أ. جو چیز بنوائی جارہی ہے، اس کی جنس، نوع، مقدار اور اس کے مطلوبہ اوصاف کی وضاحت

ب. حوالگی کی تاریخ کا تعین

ثالثا عقدِ استصناع میں پوری قیمت کی ادائیگی کو موجل کرنا بھی جائز ہے، اور قیمت کی ادائیگی کو معلوم اقساط میں تقسیم کر کے مقررہ مدت میں ادا کیا جانا بھی طے کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السابع جلد ۲ ص ۲۲۳)

رابعاً یہ بھی جائز ہے کہ عقدِ استصناع میں فریقین کے باہمی اتفاق سے شرطِ جزائی عائد کردی جائے (یعنی یہ شرط کہ اگر بنانے والا مقررہ وقت پر چیز تیار نہ کرسکا تو ہر دین کی تاخیر پر قیمت میں اتنی کمی کی جائے گی) بشرطیکہ حوالگی میں تاخیر غیر اختیاری حالات کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۶(۴/۷)[1]

بیع الوفاء

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "بیع الوفاء" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اور بیع الوفاء کے موضوع پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اور اس بیع کی یہ حقیقت سامنے رکھتے ہوئے کہ اس میں اس شرط پر مال کی بیع ہوتی ہے کہ جب بائع اس چیز کی قیمت واپس کرے گا تو مشتری اس کو مبیع واپس کردے گا۔

مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا بیع الوفاء کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسا قرض ہے جو نفع کا موجب ہوتا ہے، لہٰذا یہ سودی معاملے کا ایک حیلہ ہے اور علماء کی اکثریت اس کے صحیح نہ ہونے کی قائل ہے۔

ثانیا یہ عقد شرعاً ناجائز ہے۔

واللہ اعلم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السابع جلد ۳ ص ۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۷(۵/۷)[1]

طبی علاج

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "طبی علاج" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اوراس موضوع پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا علاج

علاج میں اصل حکم یہ ہے کہ وہ مشروع ہے، اس لئے کہ قرآن کریم میں اور قولی اور فعلی احادیث میں اس کی مشروعیت وارد ہے، اور علاج کے ذریعہ اپنے نفس اور جان کی حفاظت بھی ہے جو شریعت کے اہم مقاصد میں داخل ہے۔

اور علاج کا حکم مختلف حالات اور شخصیات کے اختلاف سے بدل جاتا ہے۔

چنانچہ اگر ایسی بیماری ہے جس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو یا جس سے کسی عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، یا معذور ہونے کا اندیشہ ہو، یا ایسا متعدی مرض ہو جس کے دوسروں کو لگنے کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں اس شخص پر اپنا علاج واجب ہے۔

اور اگر ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے صرف بدن میں ضعف پیدا ہو جاتا ہو، اور اس بیماری کی وجہ سے ایسی کوئی صورتحال پیدا نہ ہوتی ہو جو مندرجہ بالا پہلی حالت میں پیدا ہوئی تھی تو اس صورت میں اس بیماری کا علاج کرانا مستحب ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السابع جلد ۳ ص ۵۶۳)

اگر اس بیماری کی وجہ سے مندرجہ بالا دونوں حالتوں میں سے کوئی حالت پیدا نہ ہو تو پھر علاج کرانا مباح ہے۔

اور اگر ایسی بیماری ہے جس میں علاج کرنے سے موجودہ بیماری سے زیادہ بڑی بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو علاج کرنا مکروہ ہے۔

ثانیا ناامیدی اور مایوسی کی حالت میں علاج کرنا

اَ. مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بیماری اور شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوا اور علاج ان اسباب میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ودیعت رکھے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا جائز نہیں، بلکہ اللہ کے حکم سے شفاء کی امید رکھنی چاہئے اور ڈاکٹروں اور بیمار کے اقرباء کو چاہئے کہ وہ اس کا حوصلہ بڑھائیں اور شفاء کی توقع اور عدمِ توقع سے قطعِ نظر اس کے حالات کی رعایت رکھنی چاہئے اور اس کی روحانی اور جسمانی تکالیف میں کمی کی کوشش کرنی چاہئے۔

ب. اور صحت اور علاج سے مایوسی کی حالت ہر زمانے اور ہر جگہ کے لحاظ سے اور مریض کے مخصوص حالات کے لحاظ سے اور حاصل شدہ علاج کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔

ثالثا علاج کے لئے مریض کی اجازت

اَ. اگر مریض میں اجازت دینے کی اہلیت ہے تو علاج کرنے کے لئے اس کی اجازت شرط ہے اور اگر مریض عدیم الاہلیت ہے یا ناقص الاہلیت ہے تو اس صورت میں علاج کے لئے اس کے ولی کی اجازت معتبر ہوگی اور اس میں ولایت شرعی کی ترتیب کا لحاظ رکھا جائے گا اور شرعی احکام کے لحاظ سے ولی کو صرف ان کاموں میں تصرف کا حق حاصل ہوگا جن میں مریض کی مصلحت اور منفعت ہو اور جس کے ذریعہ اس کی تکلیف دور ہو سکے۔

لہٰذا اگر علاج کی اجازت نہ دینے کی صورت میں مریض کو پہنچنے والا ضرر بالکل واضح ہو تو ایسی صورت میں ولی کا اجازت نہ دینا معتبر نہیں، بلکہ اس صورت میں اجازت دینے کا یہ حق بعد والے ولی کو حاصل ہوگا اور بصورتِ دیگر حاکم وقت کو یہ حق حاصل ہوگا۔

ب. بعض حالات میں حاکم وقت کو علاج کا انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ اگر متعدی امراض پھیل جائے تو اس کے حفاظتی انتظامات کرنا وغیرہ

ج. ایسے مریض کے ابتدائی طبی علاج کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں جو ایسے مرض میں مبتلا ہو گیا ہو جس سے اس کی زندگی خطرہ میں ہو۔

د. میڈیکل ریسرچ کی کاروائی کے لئے ایسے مکمل اہلیت کے حامل شخص کی اجازت ضروری ہے جس میں اکراہ کا شائبہ نہ ہو (مثلاً قیدی نہ ہو)، اور نہ مادی لالچ کا شائبہ ہو (مثلاً وہ غریب نہ ہو) اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس میڈیکل ریسرچ سے اس کو کوئی ضرر نہ پہنچتا ہو۔

اور جو شخص اجازت دینے کا اہل ہی نہیں ہے یا ناقص الاہلیت ہے، اس صورت میں اس کے ولی کی اجازت سے بھی میڈیکل ریسرچ کی کاروائی جائز نہیں۔

اور اکیڈمی کی کونسل سفارش کرتی ہے کہ:

اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ مندرجہ ذیل طبی موضوعات پر مقالات تحریر کرائے تاکہ انہیں اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں میں پیش کیا جاسکے:

- ناپاک اور حرام چیزوں سے علاج اور اس سے بنی ہوئی دوائیں استعمال کرنے کے قواعد وضوابط
- حسن کی افزائش کے لئے علاج
- طبیب کا ضمان
- مرد ڈاکٹر کے لئے عورت کا علاج کرنا اور عورت ڈاکٹر کے لئے مرد کا علاج کرنا، غیر مسلم ڈاکٹر سے مسلمان کا علاج کروانا
- تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک سے علاج
- طبیب کے اخلاقیات، اور اس موضوع کو ایک اجلاس سے زیادہ میں تقسیم کر دیا جائے اگر ممکن ہو
- طریق علاج میں ٹکراو اور ان میں بہتر ترتیب
- مرض کی ان اقسام کے بارے میں تحقیق جن میں یا تو اطباء عاجز آجاتے ہوں، یا انہیں اس بات میں تردد ہو کہ علاج کیا جائے یا نہیں، مثلاً:

- وہ شخص جس کے جسم میں کینسر پھیل چکا ہو، تو کیا اس کا مکمل علاج کرنا چاہئے یا اسے سکون و قرار دینے والی ادویات پر اکتفاء کرنا چاہئے۔
- وہ بچہ جس کے دماغ کی موت ہو چکی ہے، ساتھ میں کسی فالج کی نوع بھی پائی جا رہی ہے، کیا ایسے بچے کا آپریشن کیا جائے گا، نیز اس بچے کو جگر یا اپنڈکس میں انفکشن بھی ہے تو کیا اس کا علاج کیا جائے گا یا اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- بوڑھے شخص کو دل کا اسٹروک ہو گیا، اور فالج کی کسی قسم میں بھی مبتلا ہو گیا، اس کے بعد اس کے گردے بھی ناکام ہو گئے تو کیا اس کا ڈائلسز کیا جائے گا، اور اگر اس کا دل اچانک بند ہو جائے تو کیا اس کا ایمر جنسی علاج جاری رکھا جائے گا یا اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ نمونیہ میں مبتلا ہو جائے تو کیا اس کا علاج کیا جائے گا یا اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- وہ شخص جس کا دماغ کئی امراض میں مبتلا ہو، لیکن دماغ کا بقیہ حصہ مسلسل عمل کر رہا ہو، اور دماغ کی موت کی تعریف میں اب تک داخل نہ ہوا ہو۔ اور وہ شخص ہوش میں نہ ہو، اور اس کی حالت کے اچھا ہونے کی کوئی امید نہ ہو۔ کیا ایسے شخص کا دل اگر بند ہو جائے تو اس کا ایمر جنسی علاج کیا جائے گا یا نہیں، اور اگر ایسا شخص نمونیہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا علاج کیا جائے گا یا نہیں۔ ان حالات میں علاج نہ کرنے کا فیصلہ کون سی کمیٹی کرے گی، اطباء کی کمیٹی یا اخلاقی کمیٹی یا اطباء گھر والوں کے ساتھ مل کر فیصلہ کریں گے۔

  - ان حالات میں شریعت اور سنت کے طریقے کا بیان

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ٦٨(٧/٦)[1]

اسلام اور بین الاقوامی قوانین

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "اسلام کی نظر میں بین الاقوامی قوانین" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی کے بعد اور بعد اس کے کہ اس موضوع پر اکیڈمی کے ساتویں اجلاس میں جو مقالات پیش کئے گئے اور ان پر جو مناقشہ ہوا، اس تمام کوشش اور جدوجہد پر کونسل ارکان کی تعریف کرتی ہے اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہے، اور کونسل کی رائے میں اس موضوع کی اہمیت اور وسعت کے پیشِ نظر دوسرے پہلوؤں پر بھی مقالات لکھنے اور اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔

اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا کونسل یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ ایک "تمہیدی کمیٹی" ایک ورکنگ پیپر تیار کرے، جسکی بنیاد پر اس موضوع کے بارے میں ایک مستقل سیمینار منعقد کیا جائے اور اس میں موضوع کی تفصیلات پر بحث کی جائے اور اسلامی نقطہ نظر سے بین الاقوامی قوانین مدون کرکے اسے اکیڈمی کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔

ثانیا کونسل یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ ورکنگ پیپر کا محور اور مرکز مندرجہ ذیل ہونا چاہئے:

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السابع جلد ۴ ص ۹)

۱. اسلامی مملکت اور ملکی تعلقات کے قوانین کے مآخذ مندرجہ ذیل ہونے چاہئے، قرآنِ کریم، سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اور خلفاء راشدین نے ان احکام پر جس طرح عمل کیا، نیز فقہاء کے اجتہادات سے بھی استفادہ کیا جائے۔

۲. شریعت اسلامیہ کی عام خصوصیات اور مقاصد اور وہ چیزیں جو تمام حالات پر عملی طور پر اثر انداز ہوتی ہیں، مثلاً

أ. شریعت کے مقاصد

ب. عام خصوصیات

۳. اسلام میں امت اور وحدت امت کا مفہوم

۴. مختلف علاقوں میں فقہاء کے مذاہب

۵. عالمِ اسلام کے موجودہ حالات کی تاریخی بنیاد

۶. اسلامی حکومت کے داخلی تعلقات جو عوام اور اقلیتوں سے متعلق ہوں

۷. اسلامی حکومت کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات

۸. بین الاقوامی معاہدات اور بین الاقوامی تنظیموں کے بارے میں اسلام کا موقف

ثالثاً کونسل "تمہیدی کمیٹی" کو یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ وہ ایسے تشریحی نوٹ تیار کرے جن کے ذریعہ مقالات لکھنے والے علماء مقالہ لکھتے وقت گفتگو کا محور متعین کرنے میں رہنمائی حاصل کر سکیں اور یہ کام آئندہ چند ماہ کے دوران ہو جانا چاہئے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۶۹(۷/۷)[1]

نظریاتی حملہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا ساتواں اجلاس جدہ، سعودی عرب میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوا۔ "نظریاتی حملہ" کے موضوع پر اکیڈمی کو موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع پائی، جن میں یہ بتایا گیا کہ اس حملے کی ابتداء کیسے ہوئی، یہ جنگ کتنی سنگین اور دُور رس ہے اور اس نے مسلمانوں اور عربوں کے ممالک میں کیا نتائج پیدا کئے ہیں، نیز اس حملے نے جو شبہات و اعتراضات اٹھائے، جو اسکیمیں اپنائیں اور مسلمان معاشرے کی بنیادیں ہلانے اور اسلامی دعوت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے جو طریقے اپنائے، ان مقالوں میں ان کا بھی جائزہ لیا گیا ہے، اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ علماءِ اسلام نے مسلمانوں کو اس نظریاتی حملے سے بچانے کے لئے اور اس کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے کیا کردار ادا کیا۔

چنانچہ ان مقالات پر گفت وشنید کے بعد کونسل مندرجہ ضرورتوں کی سفارش کرتی ہے:

سفارش

۱. شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے عمل کو تیز کرنا اور داخلی اور بین الاقوامی سیاسی تعلقات میں اس کو اپنا اصل بنانا

۲. تعلیم وتربیت کے نصاب ونظام کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کرنا اور ان تعلیمی مراکز کی ذمہ داری ہو کہ وہ آئندہ نسل کو موجودہ اسلامی تربیت کی بنیاد پر تعلیم دے، اور ان کی اس طرح تربیت کرے کہ وہ نسل تمام معاملات میں دین کو مقدم رکھیں، اور اپنے آپ کو اس ثقافتی جنگ کے مظاہر سے محفوظ رکھ سکیں۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السابع جلد ۴ ص ۳۱۱)

۳. ایسے پروگرام تشکیل دیناجو داعیانِ اسلام اور مبلغین کرام کو اس بات کے لئے تیار کر سکیں کہ وہ عصری ثقافت کے مقابلے میں اسلامی روح اور انسانی زندگی کی تعمیر کے لئے اس کے طریق کار کا صحیح اور بھرپور ادراک کر سکیں۔ تاکہ ان مبلغین کا برتاؤ موجودہ معاشرے سے پوری واقفیت اور بصیرت کے ساتھ ہو سکے۔

۴. مسلمانوں کی زندگی میں ثقافتی جنگ اور اس کے اثرات کے ہر چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے مسجد کو اس کا مکمل تربیتی مقام دینا اور مسلمانوں کو ان کے دین کی مکمل اور بھرپور واقفیت بہم پہنچانا

۵. جو شبہات دشمنانِ اسلام نے پھیلائے ہیں ان کا ازالہ خالص علمی اور سنجیدہ انداز سے کرنا جس سے اس دین پر پوری طرح سے اعتماد بحال رہے اور اس ازالہ شبہات میں معذرت خواہانہ کمزور انداز اختیار نہ کیا جائے۔

۶. موجودہ اندازہائے فکر اور درآمدہ نظریات کی دراست اہتمام کرنا اور پوری امانت سے اصولی طور پر ان کے نقصان اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنا۔

۷. اسلامی بیداری کا اہتمام کرنا اور ان تمام اداروں کی امداد و تعاون کرنا جو دینی دعوت کے میدان میں سرگرم ہیں، اور اسلامی تشخص کی تعمیر اور ترقی میں دینی انداز سے کام کر رہے ہیں، تاکہ انسانی معاشرے کے سامنے اس کی انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامائزیشن کی ایک واضح اور روشن شکل سامنے آسکے، اور زندگی کے تمام سیاسی، اجتماعی، ثقافتی اور اقتصادی پہلو اسلامی اصول حیات کے مطابق روز روشن کی طرح واضح ہو سکیں۔

۸. عربی زبان چونکہ قرآن کریم کی زبان ہے، اس لئے اس کے فروغ کی کوشش کرنا اور اس کی نشرو اشاعت کا اہتمام کرنا اور اپنے تعاون کے ذریعے دنیا بھر میں اس کی تعلیم کو مستحکم کرنا۔ اور اس بات کی کوشش کرنا کہ عرب ممالک اور اسلامی ملکوں میں واقع تمام مدارس، کالج اور یونیوسٹیوں میں عربی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا۔

۹. اسلام کی وسعت اور کشادگی کے اظہار کی ترغیب دینا اور اس بات کا اظہار کرتے رہنا کہ اسلام انسان کی دنیا و آخرت کی بھلائی اور سعادتوں کے لئے آیا ہے، اور اسلام کی خوبی کی یہ تشہیر عالمی پیمانے پر ہر علاقے کی زبان میں ہونی چاہیے۔

۱۰. تشہیر اور خبر رسانی کے جتنے ذرائع موجودہ دور میں پائے جاتے ہیں، ان کو ہر ممکن طریقے پر کلمہ حق اور کلمہ خیر دنیا کے چپے چپے میں پہنچانے کے لئے استعمال کرنا اور کسی بھی مہیا ذریعہ کو استعمال کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔

۱۱. موجودہ دور کے مسائل اور مشکلات کا اسلامی طریقے پر حل کرنے کا اہتمام کرنا اور اسلاف نے ان مشکلات کے حل کے لئے جو طریقے تجویز کئے ہیں ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جدوجہد کرنا، کیونکہ ایک کامیاب عمل دعوت اور وضاحت کا سب سے بہترین طریقہ ہے۔

۱۲. مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کے مظاہرے کو عملی جامہ پہنانا اور تمام میدانوں میں ان کے اندر ہم آہنگی اور یک جہتی پیدا کرنا۔ اور ان کے درمیان آپس میں اختلافات اور جھگڑوں کو حل کرنا، اور ثقافتی جنگ کے منصوبوں کو جو مسلمانوں کی وحدت اور اتفاق کو پارہ پارہ کرنے والے ہیں اور جو مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور جھگڑوں کو ہوا دینے والے ہیں، شریعت احکام کے مطابق ان کو ناکام بنانا۔

۱۳. مسلمانوں کو طاقتور بنانے کی کوشش کرنا اور اقتصادیاتی اور فوجی لحاظ سے خود کفیل ہونا۔

۱۴. تمام عرب اور اسلامی ممالک سے اپیل کی جاتی ہے کہ جو مسلمان دور دراز کے علاقوں میں ظلم وستم کا شکار ہیں اور مصیبت اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں یہ ممالک مختلف وسائل کے ذریعہ ان کی مدد کریں۔ اور کونسل یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ نظریاتی حملے کے موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر اس موضوع کے بارے میں اہم معاملات اور فیصلوں کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں اور ملاقاتوں میں بھی پورے اہتمام کے ساتھ پیش کرے۔ اور اس کے مقابلے کیلئے ایک ہمہ جہتی حکمت عملی تیار کرے، اور ممکن ہو تو آئندہ اجلاس میں عیسائیت کی تبلیغ اور یہودیت کی تبلیغ کے معاملے کو بھی اجلاس میں پیش کرے۔

واللہ الموفق

قراردادیں اور سفارشات

آٹھواں اجلاس

منعقدہ:

پورٹ سیری بیجواں (برونائی دارالسلام)

۱تا۷ محرم ۱۴۱۴ھ

۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۰(۸/۱)[1]

رخصت کو اختیار کرنا اور اس کا شرعی حکم

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "رخصت کو اختیار کرنا اور اس کے شرعی حکم" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. رخصتِ شرعیہ سے مراد وہ احکام ہیں جو عذر کی بناء پر مکلفین پر تخفیف کے طور پر مشروع ہوئے ہوں، جبکہ حکمِ اصلی کو واجب کرنے والا سبب قائم ہو۔

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ رخصت کے اسباب موجود ہوں تو شرعی رخصتوں کو اختیار کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ رخصت کے دواعی کا تحقق ہو جائے، اس کے مواضع پر اکتفاء ہو اور وہ ضوابطِ شرعیہ پائے جائیں جو رخصت پر عمل کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

۲. فقہی رخصتوں سے مراد مذاہب کے وہ اجتہادات ہیں جو کسی معاملہ کو مباح قرار دیتے ہوں، جبکہ ان اجتہادات کے مقابلے میں ایسے ااجتہادات موجود ہوں جو اس معاملہ کو ناجائز قرار دیتے ہوں۔

فقہاء کی رخصتوں کو اختیار کرنا جائز ہے، ان ضوابط کے مطابق جو بند نمبر ۴ میں مذکور ہیں۔ اور رخصت کو اختیار کرنے کا معنی یہ ہے کہ فقہاء کے اقوال میں جو خفیف ترین قول ہو اس کی اتباع کی جائے۔

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۱ ص ۴۱)

٣. جب فقہی رخصتیں کسی معتبر مصلحت کی بناء پر ثابت ہو جائیں اور ان افراد کے اجماعی اجتہاد سے صادر ہوں جو اس کے اہل ہوں، اور تقویٰ اور امانت کے ساتھ متصف ہوں، تو ان کا حکم وہی ہے جو اصل فقہی مسائل کا ہے۔

٤. محض خواہش کی بناء پر مذاہبِ فقہی کی رخصتوں کو اختیار کرلینا جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کے نتیجے میں خود کو مکلف ہونے کی قید سے چھڑانا لازم آتا ہے۔ رخصت کو اختیار کرنا درج ذیل ضوابط کی رعایت رکھتے ہوئے جائز ہے:

أ. جن اقوال کی بناء پر رخصت کو اختیار کیا گیا ہو وہ شرعاً معتبر ہوں، اور انہیں شاذ اقوال قرار نہ دیا گیا ہو۔

ب. مشقت دور کرنے کی غرض سے رخصت اختیار کرنے کی حاجت پائی جائے، خواہ یہ حاجت پورے معاشرے کی اجتماعی عام حاجت ہو، یا خاص ہو، یا کسی ایک فرد کی حاجت ہو۔

ج. رخصت پر عمل کرنے والا یا تو خود اس بات کا اہل ہو کہ وہ صحیح قول کو منتخب کرسکے، یا پھر ایسے شخص پر اعتماد کرے جو اس کا اہل ہو۔

د. رخصت کو اختیار کرنے کے نتیجے میں وہ تلفیقِ ممنوع لازم نہ آئے جس کا بیان بند ٦ میں آگے آرہا ہے۔

ہ. اس قول کو اختیار کرنا کسی غیر مشروع غرض تک پہنچنے کا ذریعہ نہ ہو۔

و. رخصت کو اختیار کرنے پر ایسا کرنے والے کا دل مطمئن ہو۔

۵. مذاہب کی تقلید میں تلفیق کی حقیقت یہ ہے کہ تقلید کرنے والا ایک مسئلہ میں دو ایسے فروعات پر عمل کرلے جو باہم مرتبط ہوں، اور یہ عمل اس طریقہ پر ہو جس کا حکم کسی بھی مقلد نے اپنے تقلید کرنے والوں کو نہ دیا ہو۔

٦. درج ذیل حالات میں تقلید کرنا ممنوع ہے:

أ. جب تقلید کے نتیجے میں محض خواہش کی بنیاد پر رخصت کے قول کو اختیار کرنا لازم آئے، یا ان ضوابط کی خلاف ورزی لازم آئے جن پر رخصت اختیار کرنے کے مسئلہ کا دارو مدار ہے۔

ب. جب اس کے نتیجے میں عدالتی فیصلہ پر عمل نہ کرنا لازم آئے۔

ج. جب اس کے نتیجے میں ایک ہی واقعہ میں تقلیداً جو عمل کیا ہو اس کا نقض لازم آئے۔

د. جبکہ اس کے نتیجے میں اجماع کی مخالفت لازم آئے، یا کوئی ایسی چیز لازم آئے جس سے اجماع کی مخالفت ہو جاتی ہو۔

ہ. جبکہ اس سے کوئی ایسی مجموعی حالت ہو جائے جس کا کوئی مجتہد بھی قائل نہ ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۱(۲/۸)[1]

ٹریفک ایکسیڈنٹس

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "ٹریفک ایکسیڈنٹس" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی کی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سنا۔ اور اس بات کو مد نظر رکھا کہ ٹریفک کے حادثات اب زیادہ شدید ہو چکے ہیں، اور ان کے نتیجے میں لوگوں کی جانیں اور اموال خطرے میں ہیں، اور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ سواریوں کے لائسنس کے لئے ایسے قوانین وضع کئے جائیں جن کے نتیجے میں سواریوں کی حفاظت کی یقین دہانی ہو مثلاً گاڑی کے اجزاء کا عیوب سے پاک ہونا، اسی طرح ڈرائیونگ لائسنس کے قواعد وضوابط وضع کرنا بھی ضروری ہے، نیز ڈرائیونگ لائسنس کے اجراء میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ خاص شرائط پائے جانے کی صورت میں ہی یہ لائسنس جاری کیا جائے، جن شرائط کا تعلق عمر، استطاعت، دیکھنے کی صلاحیت، اور ٹریفک قوانین کے علم، رفتار کی حدود اور نقل وحمل کی تفصیل کے ساتھ ہو۔

ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا

أ. ان قوانین کی پابندی شرعاً لازم ہے جو احکامِ اسلام کے خلاف نہیں۔ اس لئے کہ ولی الامر کے احکامات کی اطاعت میں داخل ہے، اور اس کی دلیل مصالحِ مرسلہ ہیں۔ یہ قوانین ان احکامِ شرعیہ پر مشتمل ہونے چاہئیں جن کی اس میدان میں تطبیق ہو سکتی ہے۔

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۲، ص ۱۷۱)

ب. مصلحت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ تنبیہ کرنے والے قوانین مقرر کئے جائیں۔ ان قوانین میں اس شخص پر طے شدہ حساب وکتاب کے مطابق مالی جرمانہ مقرر کیا جانا شامل ہے جو ٹریفک کی تعلیمات کی خلاف ورزی کرے۔ تاکہ جو سواریوں والے اور دیگر ذرائعِ نقل وحمل کے مالکان راستوں اور بازاروں میں لوگوں کی حفاظت کو خطرے میں ڈالدیتے ہیں، ان کی حوصلہ شکنی ہو۔

ثانیا سواریاں چلنے سے پیش آنے والے ٹریفک کے حادثات اگرچہ عموماً قصداً پیش نہیں آتے لیکن ان پر شریعتِ اسلامیہ میں مقرر شدہ جنایات کے احکامات منطبق ہوتے ہیں، اور ڈرائیور نے دوسروں کو جسمانی یامالی جو نقصان پہنچایا ہو اس کا وہ ذمہ دار ہے جبکہ اس نقصان کا غلطی سے ہونا اور اس کے نتیجے میں دوسرے کو ضرر پہنچنا متحقق ہو جائے۔ اس ذمہ داری کی معافی صرف درج ذیل حالات میں کی جائے گی:

أ. اگر یہ واقعہ کسی ایسی ناگہانی وجہ سے پیش آجائے جسے دور کرنے کی استطاعت نقصان پہنچانے والے کے پاس نہ ہو یا اس سے بچنا بہت مشکل ہو۔ اور یہ ہر ایسا واقعہ ہے جو انسانی دخل اندازی سے ماوراء ہو۔

ب. جب کہ یہ نقصان اس شخص کے فعل سے ہوا ہو جسے خود ضرر پہنچا ہے اور نتیجہ لانے میں اس فعل کی تاثیر قوی ہو۔

ج. جب یہ واقعہ کسی تیسرے شخص کی غلطی سے ہوا ہو، تو وہ تیسرا شخص اس غلطی کو برداشت کرے گا۔

ثالثاً راستے کے ٹریفک حادثات میں سے جو حادثے جانوروں کی وجہ سے ہوں گے، وہ اگر جانوروں کے مالکان کے جانوروں کی نگہبانی میں کوتاہی کی وجہ سے ہوئے ہوں تو وہ مالکان ہونے والے نقصان کو برداشت کریں گے، اور اس بات کا فیصلہ عدالت کے ذریعہ کیا جائے گا (کہ نگہبانی میں کوتاہی تھی یا نہیں)۔

رابعا اگر ڈرائیور اور وہ شخص جس کو نقصان پہنچا ہے وہ دونوں نقصان پہنچانے میں شریک ہوں تو دونوں کے ذمہ دوسرے کو ہونے والے نقصان کی تلافی ہو گی۔

خامسا

أ. آگے آنے والی تفصیل کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھنی چاہئے کہ اصل یہ ہے کہ جس شخص نے براہِ راست نقصان پہنچایا ہے وہ غفلت اور کوتاہی نہ ہونے کی صورت میں بھی ضامن ہوتا ہے، اور جو نقصان کے پہنچنے کا سبب بنا ہے وہ اس وقت ضمان برداشت کرتا ہے جبکہ اس کی طرف سے کوتاہی اور زیادتی پائی جائے۔

ب. نقصان پہنچانے میں براہِ راست نقصان پہنچانے والا اس شخص کا شریک ہو جائے جو نقصان پہنچانے کا سبب بنا ہے، تو ذمہ داری براہِ راست نقصان پہنچانے والے کی ہے، سبب بننے والے کی نہیں، الا یہ کہ سبب بننے والا کوتاہی کا مرتکب ہو اور براہِ راست نقصان پہنچانے والے نے کوتاہی نہ کی ہو۔

ج. جب دو ایسے مختلف اسباب جمع ہو جائیں جن میں سے ہر ایک نے نقصان پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا ہو تو ہر سبب بننے والا اس تناسب سے اس نقصان کا ذمہ دار ہے جس تناسب سے اس نے نقصان پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اور جب دونوں نے یکساں کردار ادا کیا ہو یا یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس نے کس حد تک نقصان پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے تو اس کی ذمہ داری دونوں پر یکساں ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۲(۸/۳)[1]

عربون کی فروختگی

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "عربون کی فروختگی" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو بغور سننے کے بعد کونسل ی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. اس سے مراد سامان کو اس طرح فروخت کرنا ہے کہ خریدار کچھ قیمت فروخت کنندہ کو اس شرط پر ادا کردے کہ اگر خریدار نے سامان لے لیا تو ادا کردہ قیمتِ فروخت اس سامان کی قیمت میں محسوب ہو جائے گی اور اگر اس نے سامان نہ لیا تو ادا کردہ قیمت فروخت کنندہ کی ہو گی۔

اور اجارہ بھی فروختگی ہی کے قائم مقام ہے، اس لئے کہ اجارہ منافع کی فروختگی ہے۔ فروختگیوں میں وہ فروختگیاں مستثنیٰ ہیں جن کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں عوضوں میں سے کسی ایک پر عقد کی مجلس میں قبضہ ہو جائے مثلاً عقدِ سلم، یا وہ فروختگیاں جن کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دونوں عوضوں پر مجلسِ عقد میں قبضہ ہو جائے، مثلا اموالِ ربویہ کا باہم تبادلہ اور عقدِ صرف۔ اور مرابحۃ للآمر بالشراء میں عربون وعدہ کے مرحلہ پر نہیں ہوتا، البتہ وعدہ کے بعد فروختگی کے مرحلہ پر عربون ہو سکتا ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۱ ص ۶۴۱)

۲. جب انتظار کی مدت کو ایک متعین زمانے کے ساتھ متعین کر دیا جائے تو بیع العربون جائز ہے، جب خریداری مکمل ہو جائے گی تو عربون کو ثمن کا حصہ شمار کیا جائے گا۔ اور خریدار کے خریداری سے پھر جانے پر عربون فروخت کنندہ کا حق ہو گا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۳(۸/۴)[1]

مزایدہ یعنی نیلامی کا معاملہ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "مزایدہ یعنی نیلامی کا معاملہ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو بغور سننے کے بعد، اور اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ نیلامی کا معاملہ موجودہ زمانے کے رائج عقود میں سے ایک ہے، اور اس کو عمل میں لاتے ہوئے بعض ایسی زیادتیاں سامنے آتی ہیں جن کی وجہ سے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ نیلامی کے معاملہ کو انجام دینے کے لئے ایسے قوانین موجود ہوں جو فریقین کے حقوق کو شریعتِ اسلامیہ کے بتائے گئے احکامات کی روشنی میں محفوظ رکھ سکیں، جیسا کہ اداروں اور حکومتوں نے قوانین بنائے ہیں اور انہیں انتظامی طور پر منظم بھی کیا ہے،

اس عقد کے احکامِ شرعیہ بیان کرنے کی غرض سے کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. عقدِ مزایدہ یعنی نیلامی وہ عقدِ معاوضہ ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو آواز یا تحریر کے ذریعہ نیلام ہونے والی چیز میں شرکت کی دعوت دی جائے اور یہ عقد فروخت کرنے والے کے رضامند ہو جانے سے تام ہو جاتا ہے۔

۲. نیلامی کا معاملہ اپنے معقود علیہ کے اعتبار سے بیع (فروختگی)، اجارہ (کرایہ داری) وغیرہ میں منقسم ہوتا ہے۔ اور اپنی ماہیت کے اعتبار سے اختیاری، جیسے عام لوگوں کے مابین ہونے والی نیلامیاں، اور جبری، جیسے

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۲ ص ۲۵)

عدالت کی طرف سے لازم کی جانے والی نیلامیوں، میں منقسم ہوتا ہے۔ اور نیلامی کے معاملہ کی ضرورت عام و خاص ادارے، حکومتیں اور افراد سب ہی کو پڑتی ہے۔

۳. یہ ضروری ہے کہ عقدِ مزایدہ کا عملی طریقہ کار جسمیں تحریری دستاویزات، کنٹرولز، اور انتظامی یا قانونی شرائط احکامِ شرعیہ کے خلاف نہ ہوں۔

۴. جو شخص نیلامی میں شامل ہونا چاہتا ہو اس سے ضمانت کے طور پر رقم طلب کرنا جائز ہے۔ اور جس شخص کے نام پر یہ عقد نہ ہوا ہو اس کی رقم کو واپس کیا جانا ضروری ہے، اور جس شخص نے یہ عقد جیت لیا ہو اس کی ضمانت کی رقم کو خریداری کی قیمت میں محسوب کیا جائے گا۔

۵. اس بات میں کوئی شرعی ممانعت نہیں کہ بولی میں داخلہ کی فیس لے لی جائے - اور یہ فیس درحقیقت ضوابط کے رجسٹر کی قیمت ہوگی - اور یہ فیس اس رجسٹر کی حقیقی قیمت سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔

۶. ایک اسلامی بینک وغیرہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایسے سرمایہ کاری کے پروجیکٹس پیش کرے جس میں وہ اپنے لئے نفع کا تناسب زیادہ رکھے خواہ سرمایہ کاری کرنے والا عقدِ مضاربہ میں بینک کے ساتھ کام کر رہا ہو یا نہیں۔

۷. نجش حرام ہے۔ اور نجش کی صورتوں میں درج ذیل شامل ہیں:

أ. وہ شخص جو کسی سامان کو خریدنا نہ چاہتا ہو وہ سامان کی زیادہ قیمت کی پیشکش کر دے تاکہ خریدار کو زیادہ قیمت پر ابھارے۔

ب. جس شخص کی سامان خریدنے کی نیت نہ ہو وہ اس سامان کے بارے میں پسندیدگی ظاہر کرے اور یہ بیان کرے کہ اسے اس چیز کے بارے میں معلومات ہیں (کہ یہ اچھی چیز ہے)، اور وہ اس سامان کی تعریف کرے تاکہ خریدار دھوکہ کھائے اور قیمت بڑھا دے۔

ج. سامان کا مالک، یا وکیل، یا دلال یہ جھوٹا دعویٰ کرے کہ اسے اس سامان کے اتنے پیسے دئے جا رہے ہیں تاکہ بھاؤ تاؤ کرنے والے کے ساتھ تدلیس ہو جائے۔

د. نجش کی ناجائز صورتوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ سننے، دیکھنے یا پڑھنے سے متعلق ایسے ذرائع پر اعتماد کیا جائے جو بیچی جانے والی چیز کے ایسے اوصاف بیان کریں جو حقیقت پر مبنی نہ ہوں، یا وہ اوصاف ایسے

ہوں جس کی بناء پر اس چیز کی قیمت بڑھ جاتی ہو تا کہ خریدار کو دھوکہ لگے اور وہ اس بات پر تیار ہو جائے کہ معاملہ کر لے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۴(۵/۸)[1]

اسلامی بازار کے قیام کی شرعی تطبیقات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "اسلامی بازار کے قیام کی شرعی تطبیقات" کے موضوع پر مقالات کی اطلاع یابی ہوئی، اور یہ موضوع درحقیقت "مالی بازار" اور "اسلامی مالی دستاویزات" کے موضوع کا تتمہ ہے، اور ان موضوعات پر پچھلی مجالس میں بحث ہوچکی ہے، خاص طور پر جدہ میں منعقد ہونے والی ساتویں مجلس میں [2]، اور ان مجالس میں جو اس مقصد سے منعقد کی گئیں کہ مالی بازار کے طریقہ کار کو سمجھا جائے، اس لئے مالی بازار ہی وہ جگہیں ہیں جو اسلامی ممالک کی نقد رقم کو اپنے اندر جذب کرلیتے ہیں، اور ترقیاتی اہداف حاصل کرتے ہیں، اور اسلامی ممالک کی یکجہتی، توازن اور کمال پیدا کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے ان مناقشات کو بغور سنا جن میں ان طریقوں سے فائدہ لینے سے متعلق تھے جن کے استعمال کے بعد ہی اسلامی بازار مکمل ہوتا ہے، اور طریقے شئیرز، صکوک اور ان عقود کے ہیں جو اسلامی بازار کو شرعی بنیادوں پر قائم کرنے کے ساتھ خاص ہیں۔

کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا شئیرز

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۲ ص ۳۷۳)

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۶۳(۱/۷)

اسلامی فقہ اکیڈمی نے مالی بازار سے متعلق اپنی قرار داد نمبر ۶۳(۱/۷) میں شئیرز، آپشنز، کموڈیٹی، کرنسی کے بارے میں بحث کی ہے، اور ان سب امور کے وہ احکام بیان کئے ہیں جن کے ذریعے اسلامی مالیاتی بازار کے قائم کرنے میں مدد ہوتی ہے۔

ثانیا صکوک (بانڈز)

أ. صکوکِ مضاربہ اور صکوکِ سرمایہ کاری

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنی قرار داد نمبر ۳۰(۵/۴) میں صکوکِ مضاربہ کے بارے میں بحث کی ہے۔

ب. **صکوکِ اجارہ یا اجارہ منتہیہ بالتملیک** کے بارے میں **مجمع الفقہ الاسلامی** نے خصوصی طور پر ایک قرار داد نمبر ۴۴(۶/۵) جاری کی ہے۔ اور اس قرار داد میں درج طریقے کے مطابق یہ صکوک اسلامی مالیاتی بازار میں ایک طیّب اور نفع بخش کردار ادا کر سکتا ہے۔

ثالثا عقدِ سلم

چونکہ عقدِ سلم اگر تمام شروط کا لحاظ رکھتے ہوئے انجام دیا جائے تو اس کا دائرہ کار وسیع ہے، کیونکہ خریدار اس کے ذریعہ اس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ وہ اپنے پاس موجود زائد اموال کو سرمایہ کاری میں لگا کر نفع حاصل کر سکے۔ اور فروخت کنندہ کو بھی اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ حاصل شدہ رقم کو عملِ پیدائش میں استعمال کر سکتا ہے۔ البتہ یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ مسلم فیہ کو قبضہ سے قبل فروخت کرنا (رب السلم کے لئے) جائز نہیں۔ اس بات پر مجمع کی طرف سے خصوصی طور پر ایک قرار داد نمبر ۶۳(۱/۷) جاری ہوئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"وہ سامان جسے سلم کے طور پر خریدا گیا ہو، اسے قبضہ حاصل کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔"

رابعا عقدِ استصناع

مجمع نے عقدِ استصناع کے موضوع پر قرار داد نمبر ۶۵(۳/۷) جاری کی ہے۔

خامسا ادھار فروختگی

ادھار فروختگی سرمایہ کاری کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے، جس کے نتیجے میں خریداری کی تنفیذ میں آسانی ہوتی ہے، کیونکہ خریدار سامان کو فوری طور پر حاصل کر لیتا ہے اور قیمت کی ادائیگی ایک مدت کے بعد کرتا ہے،

اس طریقہ میں فروخت کنندہ کو بھی یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اسے زائد قیمت حاصل ہو جاتی ہے، اور نتیجۃً سوسائٹی میں اشیاء کی تقسیم اور ان کے رائج ہونے میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔[1]

سادسا وعدہ اور مواعدہ

مجمع نے "وعدہ بیع کا ایفاء اور مرابحہ" کے موضوع پر اپنی دو قرار دادیں جاری کی ہیں، قرار داد نمبر ۴۰ اور قرار داد نمبر ۴۱ (۲ اور ۵/۳)۔

سفارشات

فقہاء اور ماہرینِ معیشت کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ ان موضوعات پر تحقیقی مقالے پیش کریں جن پر اب تک دِقّتِ نظر کے ساتھ بحث مکمل نہیں ہوئی ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان امور پر کس حد تک عمل کیا جانا ممکن ہے اور اسلامی مالیاتی بازار میں ان سے کس حد تک شرعاً استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

- مشارکہ کی تمام اقسام کے صکوک
- ایجار یا اجارہ منتہیہ بالتملیک کی بنیاد پر صکوک کی مسودہ سازی
- عقدِ سلم کے نتیجے میں وجود میں آنے والے دَین کا عوض لینا، اس میں تولیہ اور شرکت کرنا، اس دین کو معاف کرنا، اس دین پر صلح کرنا وغیرہ
- عقدِ مرابحہ کے علاوہ عقود خصوصاً عقدِ صَرف میں دوطرفہ وعدہ کرنا
- دیون کی فروختگی
- مالی بازر میں صلح (معاوضہ کے طور پر یا اس جیسی کوئی اور صورت)
- مقاصہ

واللہ الموفق

[1] دیکھئے قرار داد نمبر ۵۱ (۶/۲) اور قرار داد نمبر ۶۴ (۷/۲) ادھار فروختگی کے بارے میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۵(۸/۶)[1]

کرنسی کے معاملات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "کرنسی کے معاملات" کے موضوع پر مقالات کی اطلاع پائی ہوئی، اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا ملازمت کے وہ قوانین، ضوابط اور ترتیبات جن کا تعلق ملازمت کے ان عقود کے ساتھ ہو جن میں اجرتیں نقد کے ساتھ مقید ہوتی ہیں، ان میں یہ شرط لگادینا جائز ہے کہ یہ اجرتیں اجرتوں کے معیار کے ساتھ مربوط رہیں گی، بشرطیکہ اس شرط لگادینے سے عمومی معیشت کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔

یہاں اجرتوں کے معیار کے ساتھ مربوط رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مقررہ مدت کے بعد قیمتوں کے درجہ میں تبدیلی آنے کی وجہ سے تجربہ کار اور ماہرین کی مقرر کردہ مقدار کے مطابق اجرتوں کو بدل دیا جائے۔ اور اس تبدیلی کا مقصد یہ ہے کہ افراطِ زر کی وجہ سے نقدی اجرت کی قوتِ خرید میں جو کمی آئی ہو جس کے نتیجے میں اشیاء اور خدمات کی قیمتوں میں عمومی طور پر جو اضافہ ہوا ہو اس نقصان سے ملازموں کو محفوظ کیا جائے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شرائط میں اصل جائز ہونا ہے، مگر یہ کہ کوئی شرط ایسی ہو جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام کرے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۳ ص ۱۶۵۰ اور العدد الخامس ج ۳ ص ۱۶۰۹)

نیز جب یہ اجرت جمع ہو جائے اور دَین بن جائے تو اس پر دَین کے احکام جاری ہوں گے جو مجمع کی قرار داد نمبر ۴۲(۵/۴) میں ذکر کئے گئے ہیں۔

ثانیا دائن اور مدیون کے لئے یہ جائز ہے کہ جس دن دین کی ادائیگی کرنی ہو اسی دن، نہ کہ اس سے پہلے، اس بات پر اتفاق کر لیں کہ جس کرنسی میں دَین قائم تھا اس کے علاوہ کسی اور کرنسی میں اس کی ادائیگی ہو گی، بشرطیکہ ادائیگی کے دن کے شرحِ تبادلہ کے مطابق ہی دوسری کرنسی کی ادائیگی طے ہوئی ہو۔ اسی طرح اگر دَین کو کسی ایک کرنسی میں قسطوں میں ادا کیا جانا طے ہو تو یہ جائز ہے کہ کسی بھی قسط کی ادائیگی کے وقت اس بات پر اتفاق کر لیا جائے کہ اس قسط کی کامل ادائیگی کسی اور کرنسی میں کی جائے گی بشرطیکہ اس دن کے شرحِ تبادلہ کو ملحوظ رکھا جائے۔

اور ان تمام صورتوں میں یہ بات شرط ہے کہ مدیون کے ذمہ واجبُ الاداء دین میں سے جس حد تک کرنسی کا دوسرے کے ساتھ تبادلہ ہوا ہو اس میں سے کچھ بھی مدیون پر واجبُ الاداء نہ رہ جائے۔ بشرطیکہ مجمع کی طرف سے قبض کے موضوع پر صادر ہونے والی قرار داد نمبر ۵۰(۶/۱) میں مذکور امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

ثالثا یہ جائز ہے کہ ادھار ثمن کی ادائیگی کو ایک کرنسی میں یکبارگی ادائیگی کے طور پر کیا جانا طے کر لیا جائے، یا یہ طے کر لیا جائے کہ متعدد کرنسیوں کی صورت میں طے شدہ اقساط میں ادائیگی کی جائے گی، یا سونے کی ایک مخصوص مقدار کی ادائیگی کی جائے گی، اور پھر معاہدے کے مطابق ادائیگی کر دی جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پچھلے بند میں مذکور طریقے کے مطابق ادائیگی کی جائے۔

رابعا اگر مدیون کے ذمہ کوئی دَین کسی مخصوص کرنسی میں واجبُ الاداء ہو، تو یہ جائز نہیں کہ مدیون کے ذمہ اس کرنسی کی قیمت کے مساوی سونا یا دوسری کرنسی لکھ دی جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مدیون یہ التزام کر رہا ہو گا کہ وہ سونے یا دوسری طے شدہ کرنسی کی شکل میں اپنے دین کو ادا کرے گا۔

خامسا کرنسی کی قیمت میں تغیر سے متعلق جو قرار داد نمبر ۴۲(۵/۴) مجمع کی طرف سے منظور کی گئی تھی اس کی توثیق کی جاتی ہے۔

سفارشات

کونسل جنرل سیکریٹیریٹ کو یہ تجویز دیتی ہے کہ وہ فکرِ اسلامی رکھنے والے قانونی اور اقتصادی محققین سے کرنسی کے معاملات سے متعلق دوسرے موضوعات پر عمیق مقالے تیار کرائے، تاکہ مجمع کی آنے والی مجالس میں ان شاء اللہ اس پر مناقشہ ہوسکے، ان موضوعات میں درج ذیل شامل ہیں:

أ. کسی اعتباری کرنسی مثلاً اسلامی دینار کو، خصوصاً اسلامی ترقیاتی بینک کے معاملات میں، اس طور پر استعمال کرنا کہ اس کی بنیاد پر قرض کا دینا اور لینا مکمل ہو جائے۔ اسی طرح موجل دیون کو اس طور پر جامد کردیا جائے کہ اس اعتباری کرنسی کی قیمت کا ادائیگی کے لئے طے شدہ ایک الگ کرنسی، مثلاً امریکی ڈالر، کے ساتھ جو شرحِ تبادلہ ہو اس کے مطابق ان موجل دیون کی ادائیگی کی جائے گی۔

ب. موجل دیون کو قیمتوں کے اوسط معیار کے ساتھ مربوط کئے جانے کے شرعی متبادل طریقے۔

ج. کاغذی کرنسی کے کساد کا مفہوم اور اس کساد کا موجل حقوق اور التزامات کی تعیین پر اثر۔

د. افراطِ زر کی وہ حد جس پر پہنچ کر کاغذی کرنسی کو کاسد قرار دیا جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۶(۸/۷)

اسلامی بینکوں کی مشکلات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ا تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ "اسلامی بینکوں کی مشکلات " کے موضوع پر مقالات کے بارے میں کونسل مطلع ہوئی،، اسلامی فقہ اکیڈمی نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، نیز اس موضوع سے متعلق پیش کی جانے والی ان دستاویزات کا جائزہ لیا جن میں ان قانونی، تکنیکی، انتظامی اور مختلف علاقوں کے ساتھ متعلق مشکلات کے حل تجویز کئے گئے تھے، اور ان مشکلات سے متعلق مناقشات کو بھی بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

چار محوروں پر درجہ بندی شدہ درج ذیل لسٹ اکیڈمی کے جنرل سیکریٹیریٹ کو پیش کی گئی تاکہ ان موضوعات پر ان کے ماہرین سے لکھوایا جائے اور پھر منصوبہ بندی کی کمیٹی کی رائے کے مطابق ان موضوعات کی اہمیت کے اعتبار سے جو ترتیب ہو اس ترتیب کے مطابق انہیں اکیڈمی کے آنے والے اجلاسوں میں پیش کیا جائے۔

پہلا محور: ودیعتیں (ڈپازٹس) اور اس کے متعلقات

أ. مضاربہ شرعیہ کے احکام کے مطابق استثماری ڈپازٹس کا ضمان

ب. مابین البنوک ڈپازٹس کی سود سے پاک لین دین

ج. ڈپازٹس کی تکییفِ فقہی اور اس کی اکاونٹنگ کا طریقہ کار

د. کسی شخص کو اس شرط پر قرضہ فراہم کرنا کہ وہ عموما یا کسی مخصوص سرگرمی میں بینک کے ساتھ معاملہ کرے گا۔

ه. مضاربہ کی لاگتیں اور کون انہیں برداشت کرے گا (مضارب یا مضاربہ پول)

و. ڈپازٹرز اور شئیر ہولڈرز کے مابین تعلق کی تعیین

ز. مضاربہ، اجارہ اور ضمان میں واسطہ بننا

ح. اسلامی بینک میں مضارب کی تعیین (یعنی یہ تعیین کہ شئیر ہولڈرز، بورڈ آف ڈائرکٹرز اور ایگزیکیوٹیو کمیٹی میں سے مضارب کون ہو گا)

ط. اوورڈرافٹ کا شرعی متبادل

ي. اسلامی بینکوں کے اموال اور ڈپازٹس پر زکوۃ

دوسرا محور: مرابحہ

أ. شئیرز کا مرابحہ

ب. بیوعِ مرابحہ میں ملکیت رکارڈ کرنے کو موخر کرنا تاکہ بینک کا حق ادائیگی کے اعتبار سے محفوظ رہے۔

ج. مرابحہ موجلہ اور آمر بالشراء (یعنی گاہک) کو وکیل بنانا اور ساتھ ہی اسے کفیل بھی اعتبار کرنا۔

د. مرابحہ یا دیگر موجل معاملات کی بناء پر جو دیون واجبُ الاداء ہوں ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا۔

ه. واجبُ الاداء دیون کی انشورنس۔

و. دیون کی فروختگی

تیسرا محور: کرایہ داری کا معاملہ کرنا

أ. جو چیز کرایہ پر دی گئی ہو اس کے مالک کو یا کسی اور کو وہی چیز کرائے پر دینا

ب. اجرت پر لوگوں کی خدمات حاصل کرنا اور انہیں پھر آگے اجرت پر دینا

ج. شئیرز کو اجارہ پر دینا یا انہیں قرض دینا یا رہن رکھوانا

د. کرایہ پر دی گئی شئ کی دیکھ بھال۔

ه. کسی سے کوئی چیز اس شرط پر خریدنا کہ وہ شخص اس چیز کو کرایہ پر لے گا۔

و. اجارہ اور مضاربہ کا جمع کرنا

چوتھا محور: عقود

أ. ادائیگی کی نادہندگی کی صورت میں بینک کے لئے حقِ فسخ کی شرط لگانا

ب. ادائیگی کی نادہندگی کی صورت میں عقد کا ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل ہونا

سفارشات

کونسل یہ سفارش کرتی ہے کہ:

۱. اسلامی بینک اسلامی ممالک کے مرکزی بینکوں کے ساتھ اس بارے میں گفت و شنید جاری رکھے کہ انہیں اپنے گاہکوں کے اموال کو شریعتِ اسلامیہ کے ان اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری کرنے پر قدرت حاصل رہے جو بینکوں کی سرگرمیوں کے بارے میں احکامات جاری کرتے ہیں، اور بینکوں کی مخصوص فطرت کے ساتھ موزوں ہیں۔ مرکزی بینکوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اسلامی بینکوں کے کامیاب ہونے کے لئے جو امور مطلوب ہیں ان کی رعایت رکھے اس لئے کہ اسلامی بینک اپنے مخصوص نگرانی کے نظام میں رہتے ہوئے اپنے ملک کی ترقی میں ایک فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ اکیڈمی کی طرف سے منظمۃ التعاون الاسلامی اور اسلامی ترقیاتی بینک کو اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے مرکزی بینکوں کے اجتماعات شروع کرے تاکہ اس سفارش کے مندرجات کو عمل میں لانے کا موقع مل سکے۔

۲. اسلامی بینک اس بات کا اہتمام کریں کہ وہ اسلامی بینکوں کی قیادت اور وہاں کام کرنے والے ملازمین میں اپنے کاموں کا ایسا تجربہ پیدا کریں جو ایک اسلامی بینک کے افعال کی حفاظت کرنے والا ہو۔ نیز وہ ایسے ٹریننگ پروگرامز میسر کریں جو اسلامی بینکاری کے میدان میں تحقیق، تربیت اور دیگر جہات میں کام کرنے والے اسلامی اداروں کے لئے معین ہوں۔

۳. عقدِ سلم اور عقدِ استصناع کو **خصوصیت** سے ملحوظ رکھنا کیونکہ یہ عقود روایتی تمویل طریقوں کے لئے ایک شرعی متبادل ہیں۔

۴. جس حد تک ممکن ہو مرابحہ للآمر بالشراء کو استعمال کرنے میں کمی کی جائے، اور اس کو محض ان جگہوں پر استعمال کیا جائے جو بینک کی نگرانی کے تحت ہو اور اس میں احکامِ شرعیہ کی مخالفت سے حفاظت ہو۔ اور مضاربہ، مشارکہ اور اجارہ جیسے دیگر سرمایہ کاری کے طریقوں کے استعمال میں اضافہ کیا جائے، ساتھ ساتھ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ان طریقوں کی وقتاً فوقتاً نگرانی رکھی جائے اور قیمت بھی لگوائی جاتی رہے، اور یہ

بھی مناسب ہے کہ مضاربت میں قابلِ قبول ان صورتوں سے استفادہ کیا جاتا رہے جو مضاربت کے عمل اوراس کے نتائج کی اکاونٹنگ کو محفوظ رکھنے کا موقع فراہم کرتے ہوں۔

۵. اسلامی ممالک کے مابین سامان کے تبادلے کے لئے تجارتی بازار پیدا کرنا جو ممالک کے درمیان شریعت کے خلاف رائج تجارتی بازار کا متبادل ہو۔

٦. زائد نقد رقم کو عالمِ اسلامی میں ترقیاتی اہداف کو پورا کرنے میں صرف کیا جائے، اس کے لئے یہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی بینک باہمی تعاون کے ساتھ سرمایہ کاری کے فنڈز اور مشترک پروجیکٹس قائم کریں۔

۷. معاملات میں نفع کی شرح کی تحدید کے لئے شرحِ سود کا متبادل ایسا معیار وضع کرنے میں عجلت کی جائے جو اسلامی اعتبار سے مقبول ہو۔

۸. اسلامی ترقیاتی بینک کے تعاون سے اسلامی مالیاتی بازار کے ڈھانچے کو مزید اسلامی بینک قائم کرکے اور وسعت دی جائے، اس لئے کہ اسلامی ممالک میں مالیاتی طرق (فائنانشل انسٹرومنٹس) کی لین دین اور جدت میں توسّع آچکا ہے۔

۹. ریگولیٹرز کو اس بات کی دعوت ہے کہ وہ اسلامی سرمایہ کاری کی صورتوں، مثلا مضاربت، مشارکت، مزارعت، مساقاۃ، سلم، استصناع اور اجارہ کے ساتھ مخصوص تعامل کے قواعد وضوابط مرتب کریں۔

۱۰. اسلامی بینکوں کو اس بات کی دعوت ہے کہ وہ بنوکِ اسلامیہ کے گاہکوں اور ملازموں کی تفصیلات مرتب کریں، تاکہ معلومات کا یہ ذخیرہ بنوکِ اسلامیہ کے لئے ایک مرجع بنے، نیز قابلِ اعتماد افراد کے ساتھ معاملہ کئے جانے کی حوصلہ افزائی ہو اور غیر مستند لوگوں سے اجتناب کیا جاسکے۔

۱۱. اسلامی بینکوں کو اس بات کی دعوت ہے کہ وہ اپنے شرعیہ بورڈ کے افعال مرتب کرے، خواہ یہ عمل اس طور پر ہو کہ شرعی نگرانی کی اعلیٰ ترین کمیٹی کے کام کو نئے سرے سے پیش کردیا جائے یا پھر ایک نئی کمیٹی تشکیل دی جائے جس کی یہ ذمہ داری ہو کہ وہ بنوکِ اسلامیہ کے شرعیہ بورڈز کے افعال کے لئے معیارات متفقہ مرتب کریں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۷(۸/۸)[1]

سودی معاملات کرنے والی جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے حصص میں شرکت

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس بورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔

"سودی معاملات کرنے والی جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے حصص میں شرکت" کے موضوع پر ایک اقتصادی سیمینار جو اسلامی ترقیاتی بینک کے تحقیق و تربیت کے انسٹیٹیوٹ کے تعاون سے اسلامی فقہ اکیڈمی کے جنرل سیکریٹیریٹ کی طرف سے جدہ میں منعقد ہوا تھا، اس میں پیش کردہ سفارشات اور اس سیمینار میں پیش کردہ تحقیقات پر جنرل کونسل مطلع ہوئی۔

اس موضوع کی اہمیت، اس کے تمام پہلوؤں کے مکمل کرنے، تمام تفصیلات کا احاطہ کرنے، اور تمام آراء کو سمجھنے کی ضرورت کے پیشِ نظر کونسل کی طرف سے درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

قرارداد:

مجمع کا جنرل سیکریٹیریٹ اس موضوع پر مزید تحقیق کروائے گا تاکہ مجمع اس بات پر قادر ہو کہ اگلی مجلس میں مناسب قرارداد منظور کر سکے[2]۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد السادس جلد ۲ ص ۱۲۷۳، اور العدد السابع ج ۱ ص ۷۳، العدد التاسع جلد ۲ ص ۵)

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۶۳(۱/۷) اور قرارداد نمبر ۸۷(۹/۴)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۸(۸/۹)[1]

کریڈٹ کارڈ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "کریڈٹ کارڈ" کے موضوع پر مقالات پر مطلع ہوئی، اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، اس موضوع کی اہمیت، اس کے تمام پہلوؤں کے مکمل کرنے، تمام تفصیلات کا احاطہ کرنے، اور تمام آراء کو سمجھنے کی ضرورت کے پیشِ نظر کونسل کی طرف سے درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

قرارداد:

مجمع کا جنرل سیکریٹیریٹ اس موضوع پر مزید تحقیق کروائے گا تاکہ مجمع اس بات پر قادر ہو کہ اگلی مجلس میں مناسب قرارداد منظور کر سکے۔[2]

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن ۲۹۰ ص ۱۷۵)

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۶۳(۱/۷) اور قرارداد نمبر ۸۷(۴/۹)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۷۹(۸/۱۰)[1]

طبی پیشوں کے راز

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "طبی پیشوں کے راز" کے موضوع پر مقالات پر مطلع ہوئی، اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

۱. راز وہ ہوتا ہے جسے ایک شخص دوسرے کو بتائے اور اُس سے یہ چاہے کہ کبھی بھی کسی کو نہ بتائے، اور اس میں وہ امور بھی شامل ہیں جن کے چُھپانے کا تقاضا قرائن سے ہوتا ہو بشرطیکہ عرفاً انہیں چُھپانا مطلوب ہو۔ اسی طرح اس میں کسی انسان کی وہ خصوصیات اور عیب بھی شامل ہیں جن پر لوگوں کا مطلع ہونا اسے ناپسند ہو۔

۲. جس شخص کو کسی راز کو محفوظ رکھنا سونپا گیا ہو تو وہ راز اس شخص کے پاس امانت ہوتا ہے، اس لئے کہ اس نے مروّت اور آدابِ معاشرت سے متعلق شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کا التزام کر رکھا ہے۔

۳. اصل یہ ہے کہ راز افشاء نہ کیا جائے۔ کسی معتبر تقاضے کے بغیر راز کا افشاء کرنا شرعاً قابلِ مواخذہ ہے۔

۴. خصوصاً ان پیشوں سے متعلق لوگوں کے لئے رازوں کی حفاظت کرنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے جن کی طرف سے راز کا افشاء ہونا ان کے پیشہ ورانہ کاموں میں خلل پیدا کرے جیسا کہ طبی پیشے۔ اس لیے کہ ایسے

---

[1] مجلة المجمع (العدد الثامن ج ۳، ص ۱۵)

لوگوں کی طرف حاجت مند لوگ محض خیر خواہی اور مدد حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں، اور ان پیشہ وروں کو وہ تمام امور بیان کر دیتے ہیں جو اس اہم کام کو اچھی طریقے سے انجام دینے کے لئے معین ہو۔ ان میں وہ راز بھی شامل ہوتے ہیں جو ایک انسان کسی کو بھی نہیں بتاتا یہاں تک کہ اپنے قریب ترین لوگوں کو بھی نہیں بتاتا۔

۵. راز کو چھپانے کے ضروری ہونے کے حکم سے وہ حالات مستثنیٰ ہیں جن میں راز کو چھپانے کے نتیجے میں اتنا ضرر پہنچ جائے جو صاحبِ راز کے حق میں راز کو ظاہر کرنے کے ضرر سے زیادہ ہو۔ یا راز کو ظاہر کر دینے کی مصلحت راز کو چھپانے کے ضرر پر راجح ہو۔ ایسے حالات دو قسم کے ہیں:

أ. وہ حالات جن میں راز کا ظاہر کرنا واجب ہو اس لئے کہ ان حالات میں یہ قاعدہ پایا جا رہا ہو کہ "دو نقصانات میں سے خفیف درجہ کے نقصان کا شدید نقصان سے بچنے کی غرض سے ارتکاب کیا جاسکتا ہے۔" اور یہ قاعدہ پایا جا رہا ہو کہ "ایسی مصلحت کا ثبوت ہو جو عمومی ضرر کو دور کرنے کے لئے خصوصی ضرر کے تحمل کی اجازت دیتی ہو بشرطیکہ خصوصی ضرر کے تحمل کے نتیجے میں عمومی ضرر کا دور ہونا متعین ہو"۔

ایسے حالات دو قسم کے ہیں:

- جس میں معاشرے سے کسی مفسدہ کو دور کرنا پایا جائے۔
- جس میں کسی فرد سے کسی مفسدہ کو دور کرنا پایا جائے۔

ب. وہ حالات جن میں راز کا ظاہر کرنا اس لئے جائز ہو کیونکہ ان میں:

- معاشرے کے لئے مصلحت ہو
- مفسدہ عامہ کا دور کرنا پایا جائے۔

ان درج بالا حالات میں دین، جان، عقل، نسل اور مال کے اعتبار سے مقاصدِ شرعیہ اور ان کے مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

٦. مناسب یہ ہے کہ جن حالات میں راز کا ظاہر کر دینا لازم ہو یا اس کی گنجائش ہو ان حالات کو پیشہ ورانہ قوانین اور دیگر قوانین میں صراحةً حصر کے ساتھ ذکر کر دیا جائے۔ نیز ان قوانین میں راز کے ظاہر

کرنے کی کیفیت اور جس کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے اس کی تفصیل بھی ذکر کر دی جائے، اور مسئول اداروں پر لازم ہے کہ عمومی طور پر اس کی آگاہی پیدا کرنے کا اہتمام کریں۔

مجلس یہ سفارش کرتی ہے کہ:

طبی یونینز، وزارتِ صحت اور میڈیکل کالجز اس موضوع کو کالج کے پروگرامز میں داخل کریں، اس موضوع کو اہمیت دیں، اور ان میدانوں میں کام کرنے والے ملازمین کو اس موضوع پر تربیت دیں، اس معاملہ سے متعلق فیصلے کریں، اور اس بارے میں پیش کردہ مباحث سے استفادہ کریں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۰(۸/۱۱)[1]

طبیب کے اخلاقی ضوابط، اس کی ذمہ داریاں اور اس پر آنے والا ضمان

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "طبیب کے اخلاقی ضوابط، اس کی ذمہ داریاں اور اس پر آنے والے ضمان" کے موضوع پر مقالات پر مطلع ہوئی، اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

"طبیب کی اخلاقیات، اس کی ذمہ داری اور اس کے ضمان" اور "محرمات کے ذریعے علاج" کے موضوع پر قرارداد کے اجراء کو، نیز اسلامی ادارہ برائے علومِ طِبّیہ کی طرف سے تیار کردہ طبی پیشہ ورانہ قوانین پر غور کرنے کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ جنرل سیکریٹیریٹ سے یہ مطلوب ہے کہ ان موضوعات پر مزید تحریرات تیار کرائی جائیں، تاکہ انہیں مجمع کی اگلی مجلس میں پیش کیا جاسکے۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن، ج۳، ص۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۱(۱۲/۸)[1]

مرد عورت کا علاج کرے

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "مرد کے عورت کا علاج کرنے" کے موضوع پر مقالات پر مطلع ہوئی، اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اصل یہ ہے کہ جب ماہر طبیبہ میسر ہو تو لازم ہے کہ وہی مریضہ خاتون کا معائنہ کریں، اگر وہ میسر نہ ہوں تو لازم ہے کہ مستند غیر مسلم خاتون طبیبہ مریضہ کا معائنہ کریں، اور اگر وہ میسر نہ ہوں تو پھر مسلمان مرد ڈاکٹر معائنہ کرے، اور اگر مسلمان ڈاکٹر میسر نہ ہو تو پھر غیر مسلم مرد ڈاکٹر اس کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے عورت کے جسم کا جتنے حصہ کو دیکھنے کی حاجت ہے محض اسی قدر حصہ دیکھا جائے، اس سے زائد نہ دیکھا جائے اور بقدرِ استطاعت نگاہوں کو نیچے رکھا جائے، نیز تنہائی سے بچنے کے لئے مرد ڈاکٹر محرم یا شوہر یا کسی معتبر خاتون کی موجودگی میں ہی اس عورت کا علاج کرے۔

مجلس یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ:

طبی شعبوں کے اربابِ اختیار اس بات کی بھرپور کوشش کریں کہ خواتین طبی شعبوں میں مشغولیت اختیار کریں، اور اس کی مختلف شاخوں، خصوصاً عورتوں کے امراض اور شعبہ ولادت، میں مہارت حاصل کریں تاکہ ہم کسی استثنائی ضابطہ پر عمل کے محتاج نہ رہیں۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن، ج ۳، ص ۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۲(۱۳/۸)[۱]

مرضِ ایڈز

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "مرضِ ایڈز" کے موضوع پر مقالات پر مطلع ہوئی، اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس موضوع پر لکھے جانے والے مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بھی بغور سنا، اور اس سے یہ واضح ہوا کہ جنسی امراض جن میں سب سے زیادہ خطرناک ایڈز کا مرض ہے اس کے اہم ترین اسباب میں زنا اور لواطت شامل ہیں۔ اس برائی سے لڑنا، اور میڈیا اور سیاحت کی اس برائی سے بچنے کے بارے میں رہنمائی کرنا، اور درست طریقہ کار اختیار کرنا اس بیماری سے بچنے کے اہم عناصر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل، برائی سے جنگ، ذرائع ابلاغ کی اصلاح، فحش فلموں اور ڈراموں کی روک تھام اور سیاحت کی نگرانی ان امراض سے حفاظت کے بنیادی عوامل ہیں۔

کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

جبکہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کو یہ مرض لاحق ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوسرے کو اس کی اطلاع کرے اور مرض سے بچنے کی تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنے میں اپنے رفیقِ حیات کے ساتھ تعاون کرے۔

تجاویز

۱. تمام اسلامی ممالک کے حکام سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ ایڈز سے حفاظت کی تمام احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ اور جو شخص ایڈز کے مرض کو جان بوجھ کر دوسروں کو منتقل کرے اسے سزائیں دیں۔

---

[۱] مجلۃ المجمع (العدد الثامن، ج۵، ص۹)

کونسل سعودی حکومت کو یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ وہ رحمٰن کے مہمانوں کو اس بیماری سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ وہ ایڈز کے مرض سے محفوظ رہیں۔

۲. جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں ان کی دیکھ بھال کرے۔ اور جو شخص اس مرض میں مبتلا ہو جائے یا جس تک اس کا وائرس پہنچ چکا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ ہر اس ذریعے سے اجتناب کرے جس سے یہ مرض دوسرے کو لگتا ہو۔ نیز جن بچوں میں یہ وائرس پہنچ چکا ہو انہیں بھی مناسب طریقہ کار کے مطابق آگاہی دی جائے۔

۳. جنرل سیکریٹیریٹ درج ذیل موضوعات پر اطباء اور فقہاء سے تحریرات تیار کرائے تاکہ اس پر تحقیق مکمل ہو اور یہ تحقیق وہ اگلی مجلس میں پیش کرے:

أ. جس شخص کے جسم میں ایڈز کا وائرس ہو، اور جو شخص ایڈز کا مریض ہو اسے جدا کر دینا۔

ب. ایڈز کے مرض میں مبتلا افراد کے بارے میں آجروں کا موقف

ج. وہ عورت جو ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو اس کا اسقاطِ حمل

د. وہ عورت جو ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو اسے حقِ فسخِ نکاح دینا

ہ. کیا ایڈز کے مرض میں مبتلا ہونا تصرفات معتبر ہونے کے اعتبار سے مرضِ موت شمار ہوتا ہے۔

و. ماں کے ایڈز کے مرض کا شکار ہونے کا بچوں کی پرورش کرنے کے حق پر اثر

ز. جو شخص جان بوجھ کر ایڈز کے مرض کو دوسرے تک پہنچائے اس کے بارے میں شرعی حکم

ح. خون کی تبدیلی یا اس سے متعلقہ امور یا اعضاء کی پیوند کاری کے نتیجے میں ایڈز کے وائرس میں مبتلا ہونے والے کو عوض دینا

ط. شادی سے قبل متعدی امراض، جنمیں اہم ترین ایڈز ہے، کے خطرے سے بچنے کے لئے طبی معائنہ کرانا

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۳(۸/۱۴)

مجمع کی مجالس کی تحقیقات اور ان تحقیقات پر ہونے والے مناقشات کو منظم کرنا

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا آٹھواں اجلاس پورٹ سیری بیجواں، برونائی دارالسلام میں، مؤرخہ ۱ تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء کو منعقد ہوا۔ مجمع کی تحقیقات کی طباعت کے قواعد اور مطلوبہ شرائط پر اطلاع حاصل کی گئی، نیز تحریرات کی کاروائی کی صورتحال کو سنا گیا، نیز یہ بھی دیکھا گیا کہ بحوث کو وقتِ مقررہ پر سیکریٹیریٹ کے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ اس بات کا جائزہ لے سکیں کہ یہ بحوث طباعت کے طے شدہ قواعد کے مطابق ہیں یا نہیں۔

اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

۱. بحوث حاصل کرنے کی طے شدہ مدت گذر جانے کی صورت میں سیکریٹیریٹ کو اس بات کا حق ہوگا کہ وہ مدت کے دوران وصول شدہ بحوث پر اکتفاء کرے، اور تاخیر شدہ بحوث سے متعلق کسی بھی التزام کو پورا نہ کرے۔

۲. مجمع کا جنرل سیکریٹیریٹ کسی بھی ایسی بحث کو قبول نہیں کرے گا جسے صاحبِ بحث نے جنرل سیکریٹیریٹ کے مطالبہ کے بغیر اپنی طرف سے تیار کر دیا ہو۔

۳. مجمع کی مجلس میں اکیڈمی کے ممبروں، ماہرین اور محققین کی طرف سے کئے گئے مناقشات پر اکتفاء کیا جائے گا۔

واللہ الموفق

قراردادیں اور سفارشات

نواں اجلاس

منعقدہ:

ابوظبی (الامارات العربیہ المتحدہ)

۱تا۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

۱تا۶ اپریل ۱۹۹۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۴(۱/۹)[1]

سونے کی تجارت، صَرف اور حوالہ کو جمع کرنے کے شرعی حل

اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل کانواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "سونے کی تجارت، صرف اور حوالہ کو جمع کرنے کا شرعی حل" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی اور اس نے ان مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بغور سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۷. سونے کی تجارت

أ. تصدیق شدہ چیک (پے آرڈر) کے عوض سونے اور چاندی کو خریدنا جائز ہے، بشرطیکہ مجلس میں (دونوں عوضوں) کا قبضہ ہو جائے۔

ب. مجمع نے جمہور فقہاء کے اس مذہب کی تائید کی کہ ڈھالے ہوئے سونے کو غیر ڈھالے ہوئے سونے کے ساتھ تفاضل کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ سونے کو سونے کے ساتھ تبادلہ کرنے کی صورت میں اچھے معیار کا ہونے یا ڈھلائی کا اعتبار نہیں۔ اسی بناء پر مجمع کی رائے یہ ہے کہ یہ مسئلہ قابلِ غور نہیں، اسلئے کہ اب اس مسئلہ کی کوئی عملی تطبیق باقی نہیں، کیونکہ سونے کی کرنسی کا تعامل ختم ہو چکا ہے اور کاغذی کرنسی اس کے قائم مقام ہو چکی ہے۔ اور کاغذی کرنسی کا جب سونے کے ساتھ تبادلہ کیا جائے تو اسے الگ جنس معتبر مانا جاتا ہے۔

---

[1] مجلة المجمع (العدد التاسع جلد ۲۵)

ج. یہ جائز ہے کہ سونے کی کسی مقدار کا تبادلہ سونے کی اس سے کم مقدار کے ساتھ کیا جائے بشرطیکہ اس کم سونے کے ساتھ دوسری جنس بھی ملادی گئی ہو، اور اس کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دو عوضوں میں سے ایک میں جو زائد مقدار ہے وہ دوسرے عوض میں موجود دوسری جنس کے مقابل ہے۔

د. چونکہ درج ذیل مسائل کے تصور کو سمجھنے کے لئے مزید فنی وشرعی تحقیقات کی ضرورت ہے، اس لئے ان مسائل کے مابین فرق کے بیانات کے بعد ان کے بارے میں قرار دادوں کو موخر کیا جاتا ہے:

——اس کمپنی کے حصص خریدنا جو سونے یا چاندی کے نکالنے کا کام کرتی ہو۔

——وہ سرٹیفیکیٹس، جو دستاویز جاری کرنے والے کے خزانے میں سونے کی معین مقدار کی نمائندگی کرتے ہوں، ان سرٹیفیکیٹس کو حوالہ کرنے یا وصول کرتے ہوئے سونے کا مالک بنانا یا مالک بننا

۸. صرف اور حوالہ کے جمع کرنے کے شرعی حل

أ. کرنسی کی ترسیل کا وہ معاملہ جائز ہے جس میں ترسیل شدہ زر ایک کرنسی میں پہنچائی گئی ہو اور درخواست دہندہ انہیں اسی کرنسی میں منتقل کرنا چاہتا ہو، خواہ یہ بغیر کسی عوض کے ہو یا حقیقی اجرت کی حدود میں کسی عوض کے بدلے ہو۔ جب یہ ترسیلِ زر بغیر کسی عوض کے ہو گا تو جو فقہاء محال الیہ کے مدیون ہونے کو شرط قرار نہیں دیتے، ان فقہاء کے نزدیک یہ حوالہ مطلقہ ہے اور یہ فقہاء حنفیہ ہیں۔ اور ان کے علاوہ فقہاء کے نزدیک یہ سفتجہ ہے، یعنی کسی شخص کو اس شرط پر مال دینا کہ وہ دوسرے شہر میں دینے والے شخص یا اس کے وکیل کو یہ مال پہنچا دے گا۔ اور جب یہ ترسیلِ زر کسی عوض کے بدلے میں ہو گا تو یہ اجرت کے عوض وکالت کا معاملہ ہے۔ اور جب ترسیلِ زر کی خدمت انجام دینے والے عام لوگوں کے لئے یہ خدمات دیتے ہوں تو

ایسی صورت میں اجیر مشترک کو ضامن قرار دینے کی بنیاد پر یہ خدمت انجام دینے والے ترسیل شدہ زر کے ضامن ہوں گے۔

ب. جب ترسیلِ زر کے معاملہ میں درخواست دہندہ کی طرف سے یہ مطلوب ہو کہ اسے بھیجی جانے والی کرنسی کے علاوہ کسی اور کرنسی میں رقم منتقل کی جائے، تو ایسی صورت میں یہ معاملہ فقرہ (اَ) میں اشارہ کردہ معنی کے مطابق عقدِ صرف اور عقدِ حوالہ کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ اور عقدِ صرف کا معاملہ حوالہ سے پہلے ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ گاہک نے یہ رقم بینک کو دے دی ہو، اور بینک نے گاہک کو دی جانے والی دستاویز میں طے شدہ شرحِ تبادلہ پر اتفاق کرنے کے بعد اس رقم کو اپنے اکاؤنٹ میں کریڈٹ کر دیا ہو۔ اس کے بعد بیان کردہ معنی کے مطابق حوالہ ہوگا۔

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۵(۹/۲)[1]

عقدِ سلم اور اس زمانہ میں اس کی عملی صورتیں

اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل کانواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "عقدِ سَلَم اور اس زمانہ میں اس کی عملی صورتوں" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی اور اس نے ان مقالات پر ہونے والے مناقشے کو بغور سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی: **قرارداد**

۱. سلم

أ. عقدِ سلم تمام ان اشیاء پر کیا جاسکتا ہے جن کی فروختگی جائز ہو، اور ان کی مواصفات کی تحدید کی جاسکتی ہو اور جو دین فی الذمہ ہوں۔ خواہ وہ اشیاء خام مال میں سے ہوں یا زراعتی اشیاء ہوں یا وہ اشیاء ہوں جنہیں صنعت کاری کر کے تیار کیا جاتا ہو۔

ب. عقدِ سلم کے لئے ایک معلوم مدت کی تعیین ضروری ہے، خواہ یہ تاریخ متعین کر کے ہو یا کسی ایسے واقعہ کے ساتھ مربوط کر کے مدت متعین کی گئی ہو جس کا واقع ہونا مؤکد ہو، اگرچہ اس واقعہ کے وقوع کے وقت میں اس درجہ کا تغیر محتمل ہو جو جھگڑے کا سبب نہ بنے، جیسا کہ کھیتی کاٹنے کا وقت۔

ج. اصل یہ ہے کہ راس مال السلم (یعنی ثمن) عقد کی مجلس میں ہی حوالے کر دیا جائے، اور اس کی دو یا تین دن کی تاخیر مشروط کر کے بھی کی جاسکتی ہے بشرطیکہ تاخیر کی مدت سلم کے لئے طے شدہ مدت سے زائد یا اس کے مساوی نہ ہو۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۱، ص ۳۷۱)

د. اس بات میں شرعاً کوئی مانع نہیں کہ مسلِم (یعنی خریدار) مسلَم الیہ (یعنی فروخت کنندہ) سے رہن یا کفیل طلب کرے۔

ہ. مسلِم (خریدار) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مدت گذر جانے کے بعد مسلَم فیہ (یعنی سلماً خریدی جانے والی شئ) کا نقد کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ تبادلہ کرلے، خواہ یہ تبادلہ مسلم فیہ کی جنس کی کسی چیز سے ہو یا خلافِ جنس ہو۔ اس لئے کہ اس بات کی ممانعت کے بارے میں کوئی ثابت شدہ نص وارد نہیں ہوئی اور نہ ہی اس بارے میں اجماع ہے۔ لیکن یہ (استبدال) اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بدل میں اس بات کی صلاحیت ہو کہ اسے راس مال السلم کے مقابلہ میں مسلم فیہ بنایا جاسکے۔

و. جب مدت پوری ہو جانے کے بعد مسلَم الیہ اس بات سے عاجز ہو جائے کہ وہ مسلَم فیہ کی تسلیم کرے تو مسلِم (خریدار) کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ مسلَم فیہ کے پائے جانے کے وقت تک انتظار کرے یا پھر عقد فسخ کردے اور اپنا راس المال واپس لے لے۔ اور اگر مسلَم الیہ کا عاجز ہونا اس بناء پر ہو کہ وہ تنگدست ہے تو ایسی صورت میں اس کا ہاتھ کھلنے تک مہلت دینی ہے۔

ز. یہ جائز نہیں کہ مسلَم فیہ کی حوالگی میں تاخیر کی صورت میں عقد میں شرطِ جزائی رکھی جائے، اس لئے کہ مسلَم فیہ دین ہے اور تاخیر کی صورت میں دیون پر زیادتی کی شرط لگانا جائز نہیں۔

ح. یہ جائز نہیں کہ دَین کو عقدِ سلم کا راس مال السلم قرار دیا جائے۔ اسلئے کہ یہ دَین کی دَین کے بدلے میں فروختگی ہے۔

۲. اس زمانہ میں عقدِ سلم کی عملی صورتیں

چونکہ عقدِ سلم اس زمانہ میں اسلامی معیشت اور اسلامی بینکوں کے افعال کے لیے تمویل فراہم کرنے کا نہایت موثر ذریعہ ہے، اس لئے کہ اس عقد میں لچک بھی ہے اور اس بات کی صلاحیت بھی ہے کہ وہ تمویل کی مختلف حاجات کو پورا کرے، خواہ وہ تمویل قصیر المیعاد ہو، یا اوسط مدت کی تمویل ہو، یا طویل المیعاد تمویل ہو۔ نیز یہ عقد گاہکوں کے متنوع اور متعدد طبقات کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے، خواہ وہ گاہک کھیتی باڑی کر کے عملِ پیدائش کرتے ہوں یا وہ صانعین ہوں، یا وہ ٹھیکیدار ہوں یا دیگر تجار ہوں۔ نیز اس عقد سے روز

مرہ کے اخراجات (Operating Expenses) کی تمویل بھی کی جاسکتی ہے اور سرمایہ سے متعلق دیگر اخراجات (Capital Expenditure) کی تمویل بھی کی جاسکتی ہے۔

اس بناء پر عقدِ سلم کی عملی صورتوں کی متعدد جہات ہیں۔ ان میں چند درج ذیل ہیں:

اَ. مختلف زراعتی سرگرمیوں کی تمویل کے لئے عقدِ سلم کو استعمال کیا جاسکتا ہے، اس طور پر کہ اسلامی بینک ایسے زراعت کرنے والوں کے ساتھ معاملہ کرے جن سے یہ توقع ہو کہ ان کے پاس وقت آنے پر یا تو اپنی کھیتی سے سلعہ (مسلم فیہ) کی حوالگی ممکن ہو گی یا اگر وہ اپنی کھیتی سے حوالگی کرنے پر عاجز آگئے تو وہ کسی اور کی کھیتی سے خرید کر حاصل شدہ سامان کی حوالگی کر دیں گے۔ چنانچہ اسلامی بینک اس تمویل کے ذریعہ انہیں نفع پہنچائے گا اور عملِ پیدائش کروا کر مالی عجز کی مشقت کو ان سے دور کرے گا۔

ب. زراعتی یا صناعتی سرگرمیوں کی تمویل کے لئے عقدِ سلم کو استعمال کیا جانا ممکن ہے، خصوصا ان مراحل میں جو عملِ پیدائش سے قبل کے ہیں، اور سامان و رائج پروڈکٹس کو برامد کرنے میں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہو گا کہ سامان کو سلم کے طور پر خرید کر اسے سستے داموں میں فروخت کیا جائے۔

ج. عقدِ سلم کو کاریگروں، چھوٹے درجے کے عملِ پیدائش کرنے والوں، کسانوں، صنعت کاری کرنے والوں کی تمویل کے لئے اس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے کہ ان کی پیداواری سامان کی فراہمی کے ساتھ مدد کر دی جائے۔ اس طور پر کہ مشنری، آلات اور خام مال انہیں راس المال کے طور پر حوالہ کیا جائے اور اس کے عوض ان کی بعض پروڈکٹس خریدی جائیں اور پھر بعد میں انہیں فروخت کیا جائے۔

تجویز

مجلس اس بات کی تجویز دیتی ہے کہ مخصوص بحوث تیار کروا کر سلم کی موجودہ زمانہ میں ممکنہ عملی صورتوں کے موضوع کی تکمیل کی جائے۔[۱]

واللہ الموفق

---

[۱] سلم کے موضوع پر دیکھئے قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) الطریقہ الثالثہ، اور قرارداد نمبر ۷۴ (۵/۷) البند الثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۶(۳/۹)[1]

بینکنگ ڈپازٹس (بینک اکاؤنٹس)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کانواں اجلاس ابو ظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل " بینکنگ ڈپازٹس (بینک اکاونٹس)" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی اور اس نے ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:

قرارداد

۱. طلب پر واجبُ الاداء ڈپازٹس (On-Demand Deposits)(کرنٹ اکاونٹس) خواہ وہ اسلامی بینکوں کے پاس ہوں یا سودی بینکوں کے پاس، بہر صورت فقہی اعتبار سے یہ قرض ہیں۔ اس لئے کہ وصول کرنے والے بینک کا ان ڈپازٹس پر یدِ ضمان ہے۔ اور شرعاً بینک پر لازم ہے کہ وہ طلب کی صورت میں انہیں واپس کردے۔ اور بینک کے مالدار ہونے کا قرض کے حکم پر اثر نہیں ہوتا۔

۲. بینک کی سرگرمیوں کے اعتبار سے بینکنگ ڈپازٹس دو قسموں پر مشتمل ہیں:

أ. وہ ڈپازٹس جنہیں نفع دیا جاتا ہے، جیسا کہ سودی بینکوں میں ہوتا ہے، یہ ناجائز سودی قرضے ہیں خواہ یہ طلب پر واجبُ الاداء ڈپازٹس (On-Demand Deposits) (کرنٹ اکاونٹس) ہوں، یا ایک مخصوص مدت کے لئے رکھوائے جانے والے ڈپازٹس ہوں، یا نوٹس ڈپازٹ ہوں، یا سیونگز اکاؤنٹس ہوں۔

ب. وہ ڈپازٹس جو نفع کے ایک طے شدہ تناسب میں شرکت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کے عقد کے نتیجے میں ان بینکوں کے پاس جمع کرائے گئے ہوں جنہوں نے عملاً اس بات کا التزام کیا ہو کہ شریعتِ اسلامیہ کے احکام

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۶۵، ص ۶۶۷)

پر عمل کریں گے، ایسے ڈپازٹس کی حیثیت مضاربت کے راس المال کی ہے، اور فقہ اسلامی کے اعتبار سے ایسے ڈپازٹس پر مضاربت (قراض) کے احکام جاری ہوں گے، اور ان احکام میں یہ بھی شامل ہے کہ مضارب (یعنی بینک) کے لئے مضاربت کے راس المال کا ضامن ہونا جائز نہیں۔

۳. طلب پر واجب الاداء ڈپازٹس (On-Demand Deposits) (کرنٹ اکاونٹس) کا ضمان اس رقم کو قرض لینے والوں (یعنی بینکوں کے شئیر ہولڈرز) پر ہے، جب تک کہ وہ اس رقم سے حاصل ہونے والے نفع کے انفرادی طور پر مالک ہوں۔ اس کرنٹ اکاؤنٹ کے ضمان میں وہ افراد شریک نہ ہوں گے جنہوں نے استثماری اکاؤنٹ میں رقم رکھوائی ہو۔ اس لئے کہ استثماری اکاؤنٹ ہولڈرز کرنٹ اکاؤنٹ میں موجود رقم کے قرض لینے میں شریک نہیں ہیں اور نہ ہی اس کے نفع کے استحقاق میں شریک ہیں۔

۴. ڈپازٹس کو رہن رکھوانا جائز ہے، خواہ یہ ڈپازٹس طلب پر واجب الاداء ڈپازٹس (On-Demand Deposits) (کرنٹ اکاونٹس) ہوں یا استثماری ڈپازٹس ہوں۔ ڈپازٹس پر رہن اس وقت تک تام نہیں ہوگا جب تک ایسے طریقہ کار کو اختیار نہ کرلیا جائے جس کے ذریعے اکاؤنٹ ہولڈر رہن کی مدت میں اس اکاؤنٹ میں تصرف نہ کرسکے۔ اور جس صورت میں رہن وصول کرنے والا وہ بینک ہو جس میں کرنٹ اکاؤنٹ کھلا ہوا ہو تو لازم ہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ کے رہن میں رکھے جانے والے ڈپازٹ کو استثماری اکاؤنٹ میں اس طور پر منتقل کر دیا جائے کہ قرض کا معاملہ قراض (مضاربت) کے معاملہ میں تبدیل ہو کر بینک کا ضمان منتفی ہو جائے۔ اور اس استثماری اکاؤنٹ سے حاصل ہونے والے نفع کا استحقاق اکاؤنٹ ہولڈر ہی کا ہوگا تاکہ اس بات سے اجتناب کیا جاسکے کہ رہن کے فوائد سے مرتہن (یعنی دائن) نفع اٹھائے۔

۵. اگر بینک اور گاہک کے درمیان پہلے سے طے ہو جائے تو اکاؤنٹ کو روکنا جائز ہے۔

۶. آپس میں معاملات کے جائز ہونے میں اصل یہ ہے کہ امانت اور سچائی کو ملحوظ رکھا جائے، اس کے لئے معاملہ کی عبارات ایسی واضح ہونی چاہئیں کہ التباس یا وہم باقی نہ رہے۔ نیز یہ عبارات واقع کے مطابق بھی ہوں، نیز جائز نقطہ نظر سے بھی موافقت رکھیں، بینکوں کے پاس موجود ڈپازٹس کے بارے میں یہ اصول اور بھی موکد ہو جاتا ہے کیونکہ بینکوں کے عمل میں امانت کا پہلو بھی موجود ہے۔ نیز اس اصول کو ملحوظ رکھنے میں متعلقہ افراد سے دھوکہ دور کرنا بھی ہے۔

والله اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۷(۹/۴)[1]

شئیرز اور سرمایہ کاری کے یونٹس

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کانواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "شئیرز اور سرمایہ کاری کے یونٹس" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، جس سے یہ واضح ہوا کہ یہ موضوع اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایسی کمپنیوں کے شئیرز کی خریداری کے مسئلہ پر بحث کرتا ہے جن کمپنیوں کی بنیادی سرگرمیاں تو شرعاً جائز ہوں، لیکن وہ سودی قرضہ لیتی ہوں یا سودی بنیادوں پر ڈپازٹس رکھواتی ہوں۔ اس مسئلہ کے شرعی حکم کا اب تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ اگرچہ اس موضوع پر دو مجالس ہو چکی ہیں، ساتویں مجلس کی قرارداد میں اس بارے میں ابتدائی فیصلہ بھی کیا گیا، پھر آٹھویں مجلس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ مجمع کا جنرل سیکریٹیریٹ اس موضوع پر مزید تحقیق کروائے گا تاکہ مجمع اس بات پر قادر ہو کہ اگلی مجلس میں مناسب قرارداد منظور کر سکے۔[2]

اور ان موضوع پر ہونے والے مناقشوں کی ابتدائی گفت و شنید سے یہ واضح ہوا کہ اس موضوع پر متعدد دقیق بحوث کی حاجت ہے تاکہ اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں موجود ایسی کمپنیوں کے لئے ضوابط وضع کئے جاسکیں۔

اس کے بعد مجمع نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۲ ص ۵، العدد السادس ج ۲ ص ۲۷۳، العدد السابع ج ۱ ص ۷۳)

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۶۳(۷/۱) اور قرارداد نمبر ۷۷(۸/۸)

١. اس موضوع پر غور و فکر کو موخر کر دیا جائے، تاکہ اس پر مزید تحقیقات اور خاص بحوث تیار کروائی جائیں، جنمیں تکنیکی اور شرعی تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے، تاکہ آٹھویں مجلس میں منظور شدہ تجویز کے مطابق اس موضوع پر کوئی مناسب قرارداد منظور کی جاسکے۔

٢. قرارداد نمبر ٣٠(٥/٤)[1] میں جس فہرست کی تیاری کی تجویز پیش کی گئی ہے اس کے لئے فنڈز اور سرمایہ کاری کے معاملات سے متعلق تین ابحاث سے استفادہ کیا جائے۔

واللہ الموفق

---

[1] دیکھئے قرارداد نمبر ٣٠(٥/٤)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۸(۹/۵)[1]

ٹینڈرز

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کانواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "ٹینڈرز" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی اور کونسل نے ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کو بھی بغور سنا۔ نیز مجمع کے اس طریقہ کار کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ہر موضوع پر متعدد تحقیقی مقالے لکھوائے جائیں تاکہ ہر موضوع سے متعلق تمام تکنیکی پہلو واضح ہو جائیں، اور تمام فقہی وجہات النظر کا بھی استیعاب ہو جائے، کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. اس موضوع پر لکھی گئی دراسات میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں ان پر کسی قرارداد کے اجراء کو موخر کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ اس موضوع کی اہمیت ہے، نیز موضوع کے تمام جوانب پر بحث کو کامل کرنا، موضوع کی تمام تفصیلات کا احاطہ، اس میں تمام آراء کی پہچان، ان تمام میدانوں کو سمجھنا جن کو پورا کرنے کی غرض سے ٹینڈرز کئے جاتے ہیں، خصوصاً وہ حرام اغراض جیسا کہ سودی مالیاتی دستاویزات، اور ٹریژری بلز۔

۲. مجمع کے ممبران اور ماہرین مجمع کے جنرل سیکریٹیریٹ کو اگر ممکن ہو تو اس مجلس کی انتہاء سے پہلے ورنہ اس کے بعد جلد ہی اس موضوع سے متعلق تکنیکی یا شرعی نکات سے آگاہ کریں، خواہ یہ نکات ٹینڈرز کے طریقہ کار سے متعلق ہوں یا اس کی صورتوں اور عقود سے متعلق ہوں جن کو پورا کرنے کے لئے ٹینڈرز کئے جاتے ہیں۔

۳. ٹینڈرز کے موضوع پر مزید بحوث تیار کرائی جائیں اور ان بحوث کی تیاری کے لئے اس موضوع کے تکنیکی، فقہی اور عملی ماہرین شریک ہوں۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۱ ص ۱۷۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۸۹(۶/۹)[1]

کرنسی کے معاملات

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کانواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "کرنسی کے معاملات" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی اور کونسل نے ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کو بھی سنا۔ مناقشات نے اس بات کی نشاندہی کی کہ حد سے زیادہ افراطِ زر ہو جانے کی بناء پر کچھ کرنسیوں کی قوتِ خرید میں جو انتہائی گراوٹ پیدا ہوتی ہے اس صورتحال سے نمٹنے کے بارے میں کئی پہلو ہیں، جنمیں سے بعض درج ذیل ہیں:

أ. یہ استثنائی حالات مجمع کی پانچویں مجلس[2] میں جاری شدہ قرارداد کی عملی تطبیق میں شامل ہیں۔ اس قرارداد کے الفاظ یہ ہیں: "کسی کرنسی میں واجب شدہ دین کی ادائیگی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا، قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ تمام دیون مثلیت کے ساتھ قابلِ ادائیگی ہوتے ہیں، لہٰذا کسی شخص کے ذمے جو دیون واجب ہوں، خواہ وہ کسی طرح بھی واجب ہوئے ہیں، ان کو قیمت کے اشاریے (Price Index) سے وابستہ کرنا جائز نہیں۔"

ب. ان استثنائی حالات میں رہنے کی لاگت (یعنی نقود کی قوتِ خرید کی رعایت رکھنے) کے انڈکس کے ساتھ ربط کے اصول کو جاری کیا جائے۔

ج. کاغذی کرنسی کے سونے کے ساتھ مرتبط ہونے کے اصول کو جاری کیا جائے (یعنی جب کوئی واجبُ الاداء رقم کی ادائیگی لازم ہو تو کرنسی کی سونے کے ساتھ شرحِ تبادلے کی رعایت رکھی جائے)۔

د. ان حالات میں جبکہ دائن اور مدین کے ضرر کا تحقق ہو جائے تو واجب صلح کے اصول کو جاری کیا جائے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۱ ص ۳۵۱، العدد الثالث ج ۳ ص ۱۶۵۰، العدد الخامس ج ۳ ص ۱۶۰۹)

[2] دیکھئے قرارداد نمبر ۴۲(۵/۴)

ہ. کرنسی کی قیمت میں رسد و طلب کی بناء پر تغیر کے حکم کو اس صورت کے حکم سے مختلف رکھا جائے جبکہ حکومت کی طرف سے صریح فیصلہ اس بات پر آئے کہ کرنسی کی قیمت میں کمی کر دی گئی ہے، اس لئے کہ یہ فیصلہ ان کرنسیوں کی قیمت میں تغیر کا سبب بن جاتا ہے جو کرنسیاں اپنی قوتِ خرید (حکومتی اصطلاح اور (حکومت کا انہیں کرنسی) اعتبار (کرنے) سے حاصل کرتی ہیں۔

و. کرنسیوں کی قوتِ خرید میں جو کمی حکومتی پالیسیوں کی وجہ سے آئے اس کے حکم کو اس کمی کے حکم سے مختلف رکھا جائے جو بیرونی اسباب سے واقع ہوئی ہو۔

ز. ان استثنائی حالات میں حاجات کی حیثیت کے اصول کو مدِ نظر رکھا جائے جس کا تعلق ہنگامی حالات کے احکام کی رعایت رکھنے سے ہے۔

ان مختلف پہلوؤں، جو کہ تحقیق و تمحیص کے مقتضی ہیں، کو مد نظر رکھتے ہوئے کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. مجمع کا جنرل سیکریٹیریٹ کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے تعاون سے ایک ایسا مخصوص سیمینار منعقد کرے جس میں معیشت اور فقہ کے ماہرین کی ایک تعداد شریک ہو، نیز اس میں مجمع کے بعض ممبران اور ماہرین بھی شامل ہوں۔ اس سیمینار کا مقصد یہ ہے کہ ان درج بالا استثنائی احوال میں جو واجبُ الاداء ذمہ داریاں اور التزامات ذمہ میں آگئے ہوں انہیں پورا کرنے کے لئے مناسب اور درست طریقہ کار پر غور کیا جائے۔

۲. سیمینار کا شیڈول درج ذیل امور پر مشتمل ہو:

اَ. افراطِ زر کی ماہیت، اس کی اقسام، اور اس سے متعلق تمام تکنیکی تصورات کے بارے میں تحقیق

ب. افراطِ زر کے معاشی اور معاشرتی اثرات اور ان اثرات سے نمٹنے کے معاشی طرق

ج. قرار کے دیباجہ میں افراطِ زر کی جس صورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے نمٹنے کے فقہی طریقے

۳. اس سیمینار کے تمام نتائج متعلقہ تمام دستاویزات اور ان پر ہونے والے مناقشات کے ساتھ مجمع کی کونسل کے سامنے اگلی مجلس میں پیش کئے جائیں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۰(۹/۷)[1]

مرضِ ایڈز اور متعلقہ فقہی احکام

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "مرضِ ایڈز اور متعلقہ فقہی احکام" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، کونسل نے قرارداد نمبر ۸۲(۸/۱۳) کو بھی دیکھا، اور ان پر ہونے والے مناقشات کو بھی بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. مریض کو جدا کرنا

چونکہ اب تک کی میسر طبی معلومات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ HIV (Human Immunodeficiency Virus) ایسا مرض ہے جس سے دفاعی نظام کمزور ہو جاتا ہے، اور یہ وائرس ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر کرنے، چھونے، سانس لینے، کیڑے مکوڑوں، کھانے پینے میں اشتراک، سوئمنگ پولز، بیٹھنے کی جگہیں، کھانے کے ذرائع اور اس طرح کی روزمرہ کے رہن سہن کے طریقوں سے پیدا نہیں ہوتا، بلکہ اس وائرس کا منتقل ہونا بنیادی طور پر درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک سے ہوتا ہے:

۱) کسی بھی شکل کا جنسی ملاپ

۲) آلودہ خون یا اس کے مشتقات کا انتقال

۳) آلودہ سوئی کا استعمال کرنا، خصوصاً ان افراد کے درمیان جو منشیات استعمال کرتے ہیں۔ نائیوں کے ریزرز

۴) متاثرہ ماں سے دورانِ حمل یا ولادت اپنے بچے کی طرف انتقال

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۳ ص ۹)

ما قبل میں مذکور امور کی بناء پر یہ بات واجب نہیں کہ متاثرہ اشخاص کو اپنے غیر متاثرہ رفقاء سے جدا رکھا جائے، بشرطیکہ ان سے مرض لگ جانے کا خوف نہ ہو۔ اور منظور شدہ طبی طریقہ کار کے مطابق مریضوں کا علاج کیا جائے گا۔

۲. جان بوجھ کر مرض کسی اور کو منتقل کرنا

ایڈز کے مرض کو کسی صحت مند شخص میں جان بوجھ کر کسی بھی طریقہ کو اختیار کر کے منتقل کرنا شرعاً حرام ہے۔ اور یہ کبیرہ گناہ اور معصیت میں شمار ہے۔ نیز اس کے نتیجے میں دنیاوی سزا کا استحقاق بھی ہو جاتا ہے، اور اس سزا میں عمل کی سنگینی، افراد اور معاشرے پر اس کے اثر کی بنیاد پر تفاوت ہو سکتا ہے۔

اگر جان بوجھ کر یہ عمل کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ یہ خراب مرض سوسائٹی میں پھیل جائے، تو اس کا یہ عمل زمین میں لڑائی اور فساد مچانا شمار ہو گا، اور اس کے نتیجے میں وہ آیۃ الحرابۃ میں ذکر کردہ سزاوں میں سے کسی ایک کا مستحق ہو گا:

> إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٣٣)[المائدة: ٣٣]

ترجمہ:

> "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاوں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا انہیں زمین سے دور کر دیا جائے۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے زبردست عذاب ہے۔"

اور اگر جان بوجھ کر یہ مرض کسی اور کو منتقل کرنے والے کی نیت کسی مخصوص شخص کے ساتھ دشمنی ہو، اور اس تک یہ مرض منتقل بھی ہو گیا، لیکن وہ شخص ابھی مرا نہ ہو، ایسی صورت میں جان بوجھ کر اس عمل کے کرنے والے کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی، اور اگر وہ شخص مر چکا ہو تو اس عمل پر قتل کی سزا کا نفاذ کیا جائے گا۔

اور اگر جان بوجھ کر یہ مرض کسی اور کو منتقل کرنے والے کی نیت کسی مخصوص شخص کے ساتھ دشمنی ہو، لیکن اس شخص تک یہ مرض ابھی منتقل نہ ہوا ہو تو ایسا کام کرنے والے کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

۳. متاثرہ ماں کا حمل کے متاثر ہو جانے کی وجہ سے ساقط کرنا

ایڈز کا مرض حمل تک یا تو اس وقت پہنچتا ہے جبکہ حمل کا تقدم ہو گیا ہو، یعنی اس میں روح پھونک دی گئی ہو، یا ولادۃ کے دوران پہنچتا ہے۔ چنانچہ حمل کا اس صورت میں ساقط کرنا شرعاً جائز نہیں۔

۴. ایڈز کے مرض سے متاثرہ ماں کا اپنے صحت مند بچے کی پرورش کرنا اور اسے دودھ پلانا

میڈیکل کی موجودہ معلومات یہ بتاتی ہیں کہ ایڈز کے مرض میں مبتلا ماں اگر اپنے صحت مند بچے کی پرورش کرے اور اسے دودھ پلائے تو اس سے اس بچے تک مرض کے پہنچنا کا حتمی خطرہ نہیں ہے۔ یہ عام اختلاط اور رہن سہن کا معاملہ ہے چنانچہ اس ماں کے لئے بچے کی پرورش اور اسے دودھ پلانے میں شرعاً کوئی مانع نہیں جب تک کہ کوئی میڈیکل رپورٹ اس کی ممانعت نہ کرے۔

۵. میاں بیوی میں سے جو صحت مند ہو اسے ایڈز کے مرض میں مبتلا ازدواجی ساتھی سے جدائی طلب کرنے کا حق

بیوی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ متاثر شوہر سے جدائی طلب کرے، اس لئے کہ ایڈز کے مرض کا انفیکشن بنیادی طور پر جنسی تعلق ہی سے منتقل ہوتا ہے۔

ایڈز کا مرض شرعاً مرض الموت معتبر ہو گا، بشرطیکہ موت کی علامات مکمل ہو جائیں، اور یہ مرض اس مریض کو عام دنیاوی زندگی سے عاجز کر دے، اور پھر اس کے فوراً بعد موت ہو جائے۔

تجاویز

۱. ایڈز کے مرض کے ساتھ ساتھ بیوی کے ساتھ معاشرت اختیار کرنے کے موضوع کو موخر کرنا تاکہ اس کی تحقیق مکمل ہو جائے۔

۲. اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ حج کے موسم میں حجاج وبائی امراض سے محفوظ رہیں، خصوصاً ایڈز کے مرض سے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۱(۸/۹)[1]

فقہ اسلامی میں تحکیم کا اصول

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کانواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "فقہ اسلامی میں تحکیم کے اصول" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اور کونسل نے ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کو بھی بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. تحکیم یہ ہے کہ ایک تنازعہ کے دو فریق کسی شخص کو اس بات کا اختیار دے دیں کہ وہ ان کے درمیان جھگڑے کا ایسا فیصلہ کرے جسے قبول کرنا ان دونوں پر لازم ہو اور وہ فیصلہ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو۔

تحکیم شرعاً جائز ہے، خواہ وہ افراد کے مابین ہو یا بین الاقوامی تنازعات ہوں۔

۲. تحکیم ایسا عقد ہے جو حَکَم بنانے والوں اور حَکَم دونوں کے حق میں عقدِ غیر لازم ہے۔ چنانچہ فریقین میں سے ہر ایک کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اس سے رجوع کر لے جب تک کہ حَکَم فیصلہ کرنا شروع نہ کرے۔ اور حَکَم کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ حَکَم بننا قبول کرنے کے بعد فیصلہ صادر کرنے سے قبل اپنے آپ کو اس منصب سے معزول کر دے۔ اور اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ فریقین کی اجازت کے بغیر کسی اور کو اپنا نائب بنا دے، اس لئے کہ وہ دونوں خاص حَکَم ہی کے فیصلہ کرنے پر راضی ہوئے تھے۔

۳. جو امور حقوق العباد سے متعلق نہ ہوں، مثلاً حدود، ان میں تحکیم جائز نہیں۔ نہ ہی ان امور میں تحکیم جائز ہے جن میں فیصلہ کرنا اس بات کو مستلزم ہو کہ متحاکمین کے علاوہ، جن پر حَکَم کو اختیار حاصل نہیں، پر کوئی حکم

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۴ ص ۵)

ثابت ہو جائے یا کوئی حکم منتفی ہو جائے مثال کے طور پر لعان، اس لئے کہ اس کے ساتھ بچے کا حق متعلق ہے۔ اور نہ ہی ان مخصوص امور میں تحکیم جائز ہے جن کا فیصلہ کرنے میں قضاء ہی منفرد ہو۔ جب حَکَم کسی ایسے معاملہ میں فیصلہ کرے جس میں تحکیم جائز نہیں، تو اس کا فیصلہ باطل ہو گا اور نافذ نہ ہو گا۔

۴. اصلاً حَکَم کے لئے یہ شرط ہے کہ اس میں قاضی کی شرائط پائی جائیں۔

۵. اصل یہ ہے کہ حَکَم کے فیصلہ کی رضاکارانہ طور پر تنفیذ کر دی جائے، لیکن اگر متحاکمین میں سے کوئی اس (کو تسلیم کرنے) سے انکار کر دے تو معاملہ تنفیذ کے لئے عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ قضاء کو اس بات کا حق نہ ہو گا کہ وہ حَکَم کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے، الا یہ کہ یہ فیصلہ بالکل واضح ظلم ہو یا شرعی حکم کے خلاف ہو۔

٦. جب حکومت کی طرف سے اسلامی بین الاقوامی عدالتیں نہ ہوں، تو اسلامی ممالک یا اسلامی اداروں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ غیر مسلم بین الاقوامی عدالتوں کو حکم بنادیں، تاکہ جائز نتیجے تک پہنچنا ممکن ہو۔

تجاویز

مجمع کی طرف سے منظمۃ التعاون الاسلامی کے ممبر ممالک کو یہ تجویز ہے کہ وہ عالمی اسلامی عدالتِ انصاف کے قیام کے تمام طرق کی تکمیل کریں، اور اس عدالت کو اس بات کی قدرت فراہم کریں کہ وہ اپنے نظام میں رہتے ہوئے اپنے افعال انجام دینے پر قادر ہو۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۲(۹/۹)[1]

سد ذرائع (حرام تک پہنچنے کے ذرائع کو روکنا)

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا نواں اجلاس ابوظبی، امارات العربیہ المتحدہ میں، مؤرخہ ۱ تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱ تا ۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "سد ذرائع (حرام تک پہنچنے کے ذرائع کو روکنا)" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اور کونسل نے ان مقالات ان پر ہونے والے مناقشے کو بھی سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. سدِّ ذریعہ شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان مباح امور کو روک دیا جائے جن کا مفاسد اور ممنوعات تک لے جانے کا امکان ہو۔

۲. سدِّ ذریعہ اشتباہ اور احتیاط کی جگہوں تک محدود نہیں، اور ان تمام امور کو شامل ہے جو حرام تک لے جاتے ہوں۔

۳. سدِّ ذریعہ یہ تقاضا کرتا ہے کہ ممنوعات کے ارتکاب کے لئے حیلے اختیار کرنا یا شریعت کے مقتضیات میں سے کسی امر کو باطل قرار دینا ممنوع ہو۔ لیکن حیلہ اور ذریعہ میں یہ فرق ہے کہ حیلہ میں قصد کا پایا جانا مشروط ہوتا ہے، اور ذریعہ میں یہ شرط نہیں۔

۴. ذرائع کی چند اقسام ہیں:

اول: وہ ذرائع جن کے ممنوع ہونے پر اجماع ہے۔ یہ وہ ذرائع ہیں جن پر قرانِ کریم اور سنتِ نبویہ میں نص وارد ہوئی ہے، یا وہ ذرائع جو قطعاً یا اکثر مواقع پر مفسدہ تک لے جانے والے ہوں، خواہ یہ وسیلہ مباح

[1] مجلۃ المجمع (العدد التاسع جلد ۳ ص ۵)

ہو یا مستحب یا واجب۔ اسی قسم میں وہ عقود بھی شامل ہیں جن میں عقد میں حرام کے ارتکاب کے ارادہ کی تصریح ہو۔

دوم: وہ ذرائع جن کو کھلا رکھنے پر اجماع ہے: یہ وہ ذرائع ہیں جن کا نفع ان کے ضرر پر راجح ہو۔

سوم: وہ ذرائع جن کے بارے میں اختلاف ہے: یہ وہ تصرفات ہیں جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے درست ہوں لیکن وہ اس تہمت پر مشتمل ہوں کہ یہ ذرائع ایک ممنوع باطن تک لے جاتے ہوں، اس لئے کہ عموما ان تصرفات میں اسی ممنوع امر کا قصد کیا جاتا ہو۔

۵. ذرائع کے مباح ہونے کا ضابطہ: اس کا کسی مفسدہ تک پہنچانا نادراً ہو، یا کسی کام کا نفع اس کے نقصان سے زیادہ ہو۔

ذرائع کے ممنوع ہونے کا ضابطہ: ذریعہ ایسا ہو کہ وہ یا تو قطعا حتمی طور پر مفسدہ یعنی ضرر تک پہنچادے یا اکثر مفسدہ پر منتج ہو، یا اس ذریعہ کو اختیار کرنے کے نتیجے میں مصلحت کے مقابلے میں مفسدہ کے لازم آنے کا زیادہ امکان ہو۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

دسواں اجلاس

منعقدہ:

جدہ(المملكة العربية السعودية)

۲۳تا۲۸صفر ۱۴۱۸ھ

۲۸جون تا۳جولائی۱۹۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۳(۱/۱۰)[1]

علاج کی غرض سے روزہ توڑنے والی اشیاء کا استعمال

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "علاج کی غرض سے روزہ توڑنے والی اشیاء کا استعمال" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز طبی مسائل کی فقہی حیثیت پر غور کرنے کے لئے رابطہ اسلامی برائے علومِ طبیہ کی طرف سے اسلامی فقہ اکیڈمی اور دیگر اداروں کے تعاون سے مملکتِ مراکش میں کاسابلانکا میں مورخہ ۹ تا ۱۲ صفر ۱۴۱۸ بمطابق ۱۴ تا ۱۷ جون ۱۹۹۷ء کو منعقد ہونے والے نویں سیمینار میں پیش کردہ تجاویز پر بھی کونسل مطلع ہوئی، اور اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے فقہاء اور اطباء کی مشارکت سے بغور سنا، اور کتاب و سنت اور فقہاء کے کلام پر بھی غور کیا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: درج ذیل اشیاء روزہ توڑنے والی شمار نہ ہوں گی:

۱. آنکھ اور کان میں ڈالے جانے والا قطرہ، کان کو اندر سے دھونے والا سیال، ناک میں ڈالا جانے والا قطرہ، ناک کا اسپرے، بشرطیکہ اس کا جتنا حصہ حلق تک پہنچ گیا ہو اسے نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

۲. انجائنا کے مرض وغیرہ کے علاج کے لئے زبان کے نیچے رکھی جانے والی گولیاں، بشرطیکہ حلق تک پہنچ جانے والے اثرات کو نگلنے سے اجتناب کرے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۰ العاشر جلد ۲ ص ۷)

۳. اندامِ نہانی میں طبی معائنہ کی غرض سے سپوزٹری، اندامِ نہانی کو دھونے والی ادویات، اس کی اینڈوسکوپی کرنے کے لئے کیمرہ، یا انگلی کو داخل کرنا۔

۴. رحم تک کیمرا یا کوائل اور اسطرح کی دیگر اشیاء کو داخل کرنا۔

۵. مرد یا عورت کی پیشاب کی جگہ میں داخل ہونے والی اشیاء مثلاً کیتھیٹر (چھوٹی ٹیوب)، کیمرہ، ایکسرے کا سایہ دار مادہ، دواء، مثانہ کی صفائی کا سیال۔

۶. دانتوں کا روٹ کنال، داڑھ نکالنا، دانتوں کی صفائی، مسواک اور برش کرنا، بشرطیکہ حلق تک پہنچنے والی اشیاء کو نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

۷. کلی کرنا، غرارے کرنا، منہ کا ٹوپیکل تھیراپی اسپرے بشرطیکہ حلق تک پہنچنے والی اشیاء کو نگلنے سے اجتناب کیا جائے۔

۸. جلد، پٹھوں یا نسوں میں لگنے والے انجیکشن، سوائے سیال اور غذائیت بخش انجکشنوں کے۔

۹. آکسیجن گیس

۱۰. اینیستھیزیا، جب تک کہ مریض کو غذائیت کے سیال مواد نہ دئے جائیں۔

۱۱. جو چیزیں کھال میں جذب ہو کر داخل ہو جائیں، مثلاً تیل، مراہم اور کھال کے علاج کی غرض سے لگایا گیا وہ پلاسٹر جس میں دوائی اور کیمیکلز بھرے ہوئے ہوں۔

۱۲. کیتھیٹر (چھوٹی ٹیوب) کو شریانوں میں داخل کرنا تاکہ دل کی رگوں یا دیگر اعضاء کا علاج کیا جائے یا ان کی تصویر حاصل کی جائے۔

۱۳. پیٹ کی کھال سے کیمرہ داخل کرنا تاکہ آنتوں کا طبی معائنہ کیا جائے، یا آنتوں پر عملِ جراحی کیا جائے۔

۱۴. جگر کی بایوپسی کے سیمپلز جب تک کہ اس کے ساتھ سیال مواد داخل نہ کیا جائے۔

۱۵. معدہ کا کیمرہ بشرطیکہ اس کے ساتھ سیال یا کوئی اور مواد داخل نہ کیا جائے۔

۱۶. دماغ یا ریڑھ کی ہڈی تک آلات یا علاج کا مواد پہنچانا

۱۷. بغیر قصد کے قیئ کرنا، بخلاف قصداً قیئ کے۔

ثانیا ایک مسلمان طبیب کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ مریض کو اس بات کی نصیحت کرے کہ درج بالا علاج کے جن طریقوں کو موخر کر دینے میں کوئی ضرر نہیں ہے انہیں افطار کے بعد کے وقت تک کے لئے موخر کر دے۔

ثالثا آگے آنے والی صورتوں کے بارے میں قرارداد کے جاری کرنے کو موخر کر دیا جائے اس لئے کہ اس بارے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے کہ ان صورتوں کا روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس تحقیق میں ان صورتوں کے شرعی حکم کے بارے میں وارد ہونے والی احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ کو ملحوظ رکھا جائے:

أ. دمہ کا اسپرے، ناک کا اسپرے

ب. پچھنا لگانا

ج. معائنہ کے لئے لیباریٹری کے خون کا سیمپل لینا، یا خون کا عطیہ کرنے والے کے جسم سے خون منتقل کرنا یا منتقل شدہ خون بدن میں ڈالنا

د. گردے کے ناکام ہونے کے علاج کے لئے پیریٹونیم (صفاق) میں یا مصنوعی گردے میں ٹیوب داخل کرنا۔

ہ. پاخانہ کی جگہ میں طبی معائنہ کی غرض سے سپوزٹری، اندامِ نہانی کو دھونے والی ادویات، اس کی اینڈوسکوپی کرنے کے لئے کیمرہ، یا انگلی کو داخل کرنا۔

و. مکمل بے ہوشی کے ساتھ کیا جانے والا آپریشن، جبکہ روزہ دار نے رات سے ہی روزہ رکھ لیا ہو اور اس کے بعد اسے غذائی سیال نہ دیا گیا ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۹۴(۱۰/۲)

انسانی کلوننگ

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "انسانی کلوننگ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز طبی مسائل کی فقہی حیثیت پر غور کرنے کے لئے رابطہ اسلامی برائے علومِ طبیہ کی طرف سے اسلامی فقہ اکیڈمی اور دیگر اداروں کے تعاون سے مملکتِ مراکش میں کاسابلانکا میں مورخہ ۹ تا ۱۲ صفر ۱۴۱۸ بمطابق ۱۴ تا ۱۷ جون ۱۹۹۷ء کو منعقد ہونے والے نویں سیمینار میں پیش کردہ تجاویز پر بھی کونسل مطلع ہوئی، اور اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے فقہاء اور اطباء کی مشارکت سے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے درج ذیل امور طے کئے:

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت اچھے سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے، اور اسے نہایت مکرم بنایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (الإسراء ۷۰)۔

ترجمہ:

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا ہے، اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضلیت عطا کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے عقل کے ساتھ زینت بخشی، اسے مکلف بنا کر شرف دیا، اسے زمین میں اپنا نائب بنایا، اور وہاں اسے آباد کیا۔ اپنے پیغام رسانی کے بوجھ کے ساتھ اسے مکرم کیا، وہ پیغام جو انسان کی فطرت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے، بلکہ وہی پیغام در حقیقت فطرت ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (سورة الروم ٣٠) .

ترجمہ:

لہٰذا تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو، اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی، یہی بالکل سیدھا راستہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اسلام اس بات کا خواہاں ہے کہ مجموعی پانچ مقاصد محفوظ رکھتے ہوئے انسان کی فطرت کی حفاظت ہو۔ وہ پانچ مقاصد یہ ہیں دین، نفس، عقل، نسل اور مال۔ اور ان پانچ مقاصد کو ہر ایسے تغیر سے محفوظ رکھا جائے جو ان مقاصد کو فاسد کر دیں، خواہ سبب کے اعتبار سے یا نتیجہ کے اعتبار سے۔ اس پر قاضی اسماعیل سے مروی قرطبی میں مذکور حدیثِ قدسی دلالت کرتی ہے: "میں نے اپنے تمام بندوں کو توحید کے عقیدے پر پیدا کیا ہے، لیکن شیاطین ان پر آتے ہیں اور انہیں ان کے دین سے ہٹا دیتے ہیں---الیٰ قولہ---اور شیاطین نے انہیں اس بات کا حکم دیا کہ وہ میری تخلیق کردہ شئی کو بدل دیں(تفسیرِ قرطبی ص۳۸۹ج۵)۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ سکھایا ہے جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اور اسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ تحقیق، غور فکر، تدبر و تفکر کرے، متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ان الفاظ سے مخاطب کیا کہ:

أَفَلَا يَرَوْنَ (طه: ٨٩) (ترجمہ: بھلا کیا انہیں یہ نظر نہیں آرہا تھا)

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ (يس: ٧٧) (ترجمہ: اور کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تھا؟)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (الرعد: ٣)(ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ ان ساری باتوں میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کریں)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ(الزمر: ٢١) (ترجمہ: یقیناً ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے بڑا اسبق ہے جو عقل رکھتے ہیں)

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (العلق: ١)(ترجمہ: پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا)۔

اسلام علمی تحقیق کی آزادی کے لئے کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں کرتا، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے بارے میں سنت ہے۔ لیکن اسلام کا یہ تقاضا بھی ہے کہ کسی علمی تحقیق کے نتائج کو عوام کے سامنے لانے کے لئے نہ صرف کچھ قواعد ہونے چاہئیں بلکہ انہیں شریعت کے پیمانوں سے گذارنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ مباح کو باقی رکھا جائے اور حرام کی ممانعت کر دی جائے۔ چنانچہ کسی چیز کو نافذ کرنے کی اجازت محض اس بناء پر نہیں دی جائے گی کہ یہ چیز تنفیذ کے قابل ہے۔ بلکہ کسی چیز کو نافذ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسا علم ہو جو بندوں کی مصلحت کو لانے والا اور ان سے مضرت کو دور کرنے والا ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ انسان کی کرامت، اس کے مقام اور اس کی تخلیق کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس علم کی حفاظت کی جائے۔ چنانچہ اسے تجربہ کا میدان نہ بنا دیا جائے، فرد کی ذات، اس کی خصوصیت اور اس کے تمیز پر تجاوز نہ کیا جائے، اور سماجی ڈھانچے میں کسی تخلخل کا باعث نہ بنے۔ اور قرابتداریوں، نسب، رشتہ داریوں، اور خاندانی ڈھانچوں کی وہ بنیادیں ختم نہ ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے سائے میں مکمل تاریخ انسانی کے دوران متعارف رہی ہیں۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں۔

لوگوں کے لئے اس زمانہ میں نئے پیدا ہونے والے علوم میں سے ایک وہ ہے جس کا پورے میڈیا میں شور ہے، جسے کلوننگ کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس میدان کے منتخب شدہ علماء اور ماہرین سے کلوننگ کی تفاصیل معلوم کرنے کے بعد اس کے شرعی حکم کو بیان کیا جائے۔

کلوننگ کی تعریف

یہ بات معروف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت عملِ پیدائش میں یہ ہے کہ وہ انسانی مخلوق کو دو نطفوں سے پیدا کرتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا مرکز (نیوکلئیس) اتنے کروموزومز پر مشتمل ہوتا ہے، جن کی مقدار انسانی جسم کے خلیوں میں موجود کروموزومز کی تعداد کے نصف تک پہنچتی ہے۔ جب باپ (شوہر) کے نطفہ (حیوان منوی) کا اختلاط ماں (بیوی) کے نطفہ (انڈے) کے ساتھ ہو جاتا ہے تو یہ دونوں نطفۂ امشاج یا لقیحہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور مکمل جینیاتی تھیلے پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس میں بڑھنے کی طاقت بھی ہوتی ہے۔ جب یہ لقیحہ ماں کے رحم میں قرار پاجاتا ہے تو پھر اس میں بڑھوتری ہوتی ہے، کمال پیدا ہوتا ہے، اور اللہ کے حکم سے یہ ایک کامل مخلوق بن جاتا ہے۔ اس لقیحہ کے اندر اپنے اس سفر کے دوران دوگنا چوگنا اضافہ ہوتا ہے، چنانچہ یہ پہلے دو متماثل خلیوں میں بدلتا ہے، پھر چار، پھر آٹھ خلیوں میں۔۔۔ پھر مسلسل اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ایسے مرحلہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں تمیز اور تخصیص پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اگر لقیحہ کا کوئی خلیہ تمایز سے پہلے دو حصوں میں منقسم ہو جائے تو اس سے دو جڑواں بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ مصنوعی طور پر کسی حیوان کے لقیحہ سے (خلئے) کا فصل کر دیا جائے، چنانچہ اس سے ایک جیسے جڑواں بچے پیدا ہو جائیں۔ ابھی تک ایسا معاملہ کسی انسان کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ اسے بھی کلوننگ یا افزائشِ نسل کے طریقوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس طریقہ سے کلوننگ شدہ بچہ یا ایک جیسی نسل پیدا ہوتی ہے۔ اسے استنساخ بالتشطیر (Molecular Cloning) کہتے ہیں۔

کلوننگ کا ایک اور طریقہ ہے جس میں پوری مخلوق کی کلوننگ کر دی جاتی ہے۔ اس کے مطابق مکمل جینیاتی تھیلے کو جسمانی خلیوں میں سے ایک خلیہ کے مرکز کی شکل میں حاصل کیا جاتا ہے، اور پھر اسے اس انڈے کے خلیہ میں رکھ دیا جاتا ہے جس کا مرکز نکلا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسا لقیحہ مرکب ہوتا ہے جو مکمل

جینیاتی خصوصیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور وہ بڑھنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ جب وہ ماں کے رحم میں قرار پاجاتا ہے تو وہ بڑھتا بھی ہے اور کمال حاصل کرتا ہے، اور اللہ کے حکم سے مکمل مخلوق بنتا ہے۔ کلوننگ کا یہ طریقہ جو "نقلِ نووی (نیو کلئیس کو منتقل کرنا)" کے نام سے معروف ہے یا "انڈے کے خلیہ سے نیو کلئیس کو خالی کرنے" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اور جب کلوننگ کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے تو اس سے یہی طریقہ مراد ہوتا ہے۔ اور یہی طریقہ کارڈولی نامی بھیڑ میں اختیار کیا گیا تھا۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ یہ نئ مخلوق بعینہ اپنی اصل کی مکمل نقل نہیں، اس لئے کہ ماں کے جس انڈے سے اس کے مرکز (نیو کلئیس) کو نکالدیا جاتا ہے اس انڈے کا وہ حصہ جو مرکز کو محیط تھا اس پر مرکز (نیو کلئس) کے بقایاجات موجود ہوتے ہیں، ان بقایاجات کے ذریعے جسمانی خلیوں کی موروثی صفات کو تبدیل کرنے کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کلوننگ کی یہ قسم بھی اب تک انسان میں نہیں کی گئ ہے۔

اس تفصیل کے بعد کلوننگ کی تعریف یہ ہے کہ:

ایک یا زائد زندہ حیوان سے عملِ پیدائش کرنا یا تو اس طور پر کہ جسمانی خلیہ سے مرکز (نیو کلئیس) کو ایک ایسے انڈے کی طرف منتقل کیا جائے جس کا مرکز (نیو کلئس) نکلا ہوا ہو۔ یا پھر فرٹیلائزڈ انڈے کو ٹشوز یا اعضاء کے تمایز سے قبل الگ کرلیا جائے۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ افعال کرنا کامل یا جزوی تخلیق کے مماثل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (١٦)﴾ [الرعد: ١٦]

ترجمہ: یا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک مانے ہوئے ہیں جنہوں نے کوئی چیز اسی طرح پیدا کی ہو جیسے اللہ پیدا کرتا ہے، اور اس وجہ سے ان کو دونوں کی تخلیق ایک جیسی معلوم ہورہی ہو؟ (اگر کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا ہے تو اس سے) کہہ دو کہ: صرف اللہ ہر چیز کا خالق ہے، اور وہ تنہا ہی ایسا ہے کہ اس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

﴿ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ (٥٨) أَأَنْتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ (٥٩) نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (٦٠) عَلَى أَنْ نُبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ (٦١) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَى فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ (٦٢) ﴾ [الواقعة: ٥٨ - ٦٢]

ترجمہ: ذرا یہ بتلاو کہ جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو، کیا اسے تم پیدا کرتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہیں؟ ہم نے ہی تمہارے درمیان موت کے فیصلے کر رکھے ہیں اور کوئی نہیں ہے جو ہمیں اس بات سے عاجز کر سکے۔ کہ ہم تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ لے آئیں اور تمہیں پھر سے کسی ایسی حالت میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے۔ اور تمہیں اپنی پہلی پیدائش کا پورا پتہ ہے، پھر کیوں سبق نہیں لیتے۔

﴿ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ (٧٧) وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ (٧٨) قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (٧٩) الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ (٨٠) أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ (٨١) إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (٨٢) ﴾ [يس: ٧٧ - ٨٢]

ترجمہ: کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تھا؟ پھر اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا بن گیا۔ ہمارے بارے میں تو وہ باتیں بناتا ہے اور خود اپنی پیدائش کو بھلا بیٹھا ہے، کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جبکہ وہ گل چکی ہوں گی؟ کہہ دو کہ ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے، وہی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے، پھر تم ذرا سی دیر میں اس سے سلگانے کا کام لیتے ہو۔ بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو دوبارہ پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں؟ جبکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری مہارت رکھتا ہے۔ اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرلے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ: ہو جا، بس وہ ہو جاتی ہے۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ (١٢) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ (١٣) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (١٤)﴾ [المؤمنون: ١٢ - ١٤]

ترجمہ: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ٹپکی ہوئی بوند کی شکل میں ایک محفوظ جگہ پر رکھا۔ پھر ہم نے اس بوند کو جمے ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمے ہوئے خون کو ایک لوتھڑا بنادیا، پھر اس لوتھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا، غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔

درج بالا تمام تحقیقات، مناقشات اور ان شرعی اصولوں کی بنیاد پر جو مجمع کی کونسل کے سامنے پیش کئے گئے، کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

١. انسانی کلوننگ کرنا حرام ہے خواہ وہ درج بالا دو طریقوں کے ذریعہ کی جائے یا کسی اور ایسے طریقہ کار کے مطابق کی جائے جو انسانیت کی افزائشِ نسل کا باعث بنے۔

٢. اگر فقرہ ١ میں مذکور شرعی حکم سے تجاوز کیا جانا ثابت ہو جائے تو ایسی صورت میں پیش آنے والے حالات کا شرعی حکم معلوم کیا جائے۔

٣. تمام وہ صورتیں حرام ہیں جن میں تیسرا فریق ازدواجی تعلقات میں شامل ہو جاتا ہے خواہ وہ رحم کے ذریعہ ہو، یا انڈے کے ذریعہ ہو، یا مردانہ جرثومہ (سپرم) ہو، یا کلوننگ کے لئے جسمانی خلیہ کے ذریعہ ہو۔

٤. کلوننگ اور جینیاتی انجینئرنگ کی ٹیکنیکل معلومات حاصل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ جراثیم، مائکروبائیولوجی، نباتات اور حیوانات سے متعلق ہو، نیز ضوابطِ شرعیہ کے مطابق ہو، اور اس معلومات کو حاصل کرنے سے مصالح ثابت ہوتے ہوں اور مفاسد دور ہوتے ہوں۔

۵. اسلامی ممالک سے یہ اپیل ہے کہ وہ ایسے قوانین و ضوابط وضع کریں جن کے ذریعہ ملکی و غیر ملکی اداروں، تحقیقی کمپنیوں اور غیر ملکی ماہرین کے حق میں بلاواسطہ یا بالواسطہ وہ تمام ذرائع بند ہو جائیں جن کے ذریعہ وہ اسلامی ممالک کو انسانی کلوننگ کی تجربہ گاہ بنائیں اور کلوننگ کو یہاں رائج کریں۔

۶. مجمع الفقہ الاسلامی اور رابطہ اسلامی برائے علومِ طبیہ مشترکہ طور پر کلوننگ کے موضوع اور اس پر ہونے والی جدید تحقیقات کی آگاہی رکھیں۔ اس سے متعلق اصطلاحات کو محفوظ رکھیں اور اس کے احکامِ شرعیہ کے بیان کے لئے سیمینار اور ملاقاتیں ترتیب دیں۔

۷. ایک مخصوص کمیٹی اس بات کے لئے تشکیل دی جائے جو ماہرین اور شرعی علماء پر مشتمل ہو تاکہ وہ بائیولوجی کے علوم کی تحقیق کے باب میں بنیادی ضوابط وضع کریں تاکہ ان ضوابط کو اسلامی ممالک میں بروئے کار لایا جاسکے۔

۸. ایسے ادارے اور انسٹیٹیوٹس کھولے جائیں اور پھر ان کی معاونت کی جائے جو کلوننگ کے موضوع کے علاوہ دیگر حیاتیات (بائیولوجی) اور جینیاتی ٹیکنالوجی کے موضوعات سے متعلق تحقیقات جاری کریں۔ تاکہ عالمِ اسلامی اس بارے میں دوسروں کا محتاج اور تابع نہ رہے۔

۹. نئے پیش آمدہ علمی مسائل کو ایمانی نقطہ نظر سے حل کیا جائے۔ میڈیا کو بھی اس بات کی ترغیب ہے کہ وہ ان مسائل سے نمٹنے کے لئے ایمانی نظر پر اعتماد رکھے۔ اور میڈیا کے آلات کو اس طریقہ سے استعمال کرنے سے اجتناب کرے جو اسلام کے ساتھ ٹکراتا ہو۔ اور کسی بھی موقف کو اختیار کرنے سے پہلے عمومی رائے کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل ہو جائے کہ:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (النساء ۸۳)

ترجمہ:

اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں اور اگر یہ اس (خبر) کو رسول کے پاس یا اصحاب اختیار کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی کھوج نکالنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۵(۳/۱۰)[1]

ذبائح کے احکام

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا۔ کونسل "ذبائح" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز کونسل نے اس موضوع پر ڈاکٹروں اور غذاوں کے ماہرین کی مشارکت سے کئے جانے والے مناقشات کو بغور سننے کے بعد، نیز اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ شرعی ذبح ان معاملات میں سے ہے جو کتاب وسنت سے ثابت شدہ احکامِ شرعیہ سے متعلق ہیں، اور ذکاۃ شرعی کے احکامِ کی رعایت رکھنے میں شعائرِ اسلام اور اسلام کی ان علامات کا التزام ہے جو ایک مسلمان کو غیر مسلم سے ممتاز کرتی ہیں۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا، ہمارے ذبیحہ کو کھایا، تو یہ وہ مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمہ میں ہے۔"

اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

اولاً شرعی ذبح درج ذیل میں سے کسی ایک طریقہ کو اختیار کر کے کیا جاسکتا ہے:

۱. ذبح، اور اس کا تحقق سانس کی نالی، کھانے پینے کی نالی اور خون کی دو رگوں کے کٹ جانے سے ہوتا ہے۔ یہ وہ طریقہ ہے جو بکرے، گائے، پرندوں وغیرہ کے تذکیہ کے لئے شرعاً افضل ہے، اور ان کے علاوہ میں بھی جائز ہے۔

[1] مجلۃ المجمع (العدد العاشر جلد ۱ ص ۵۳)

۲. نحر، اس کا تحقق لبہ پر چھرا مارنے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور لبہ گردن کے اس گڑھے کو کہتے ہیں جو گردن کے نچلے حصے میں ہوتا ہے۔ یہ طریقہ کار اونٹ وغیرہ کے ذبح کے لئے افضل ہے۔ اور گائے میں بھی جائز ہے۔

۳. عقر، جس جانور پر قدرت نہ ہو اسے جسم کے کسی بھی حصے میں زخم لگادینے سے عقر کا تحقق ہوتا ہے۔ خواہ وہ ایسا وحشی جانور ہو جس کا شکار مباح ہو، یا مانوس جانوروں میں سے جو متوحش ہو گیا ہو۔ اگر شکاری نے اس جانور کو زندہ پالیا تو شکاری پر لازم ہے کہ وہ اس جانور کو ذبح کردے یا نحر کردے۔

ثانیا ذبح کی صحت کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

ا. ذبح کرنے والا شخص بالغ، ممیز، مسلمان، کتابی (یہودی یا نصرانی) ہو۔ چنانچہ بت پرست، لادین، ملحد، مجوس، مرتد اور غیر اہلِ کتاب میں جتنے کفار ہوں ان کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

۲. ذبح ایسے آلے سے کیا جائے جو تیز دھار ہو اور اپنی دھار سے کاٹ دے، خواہ وہ لوہے کا آلہ ہو یا لوہے کے علاوہ کسی اور ایسے مادے کا جو خون بہاتا ہو، البتہ دانت اور ناخن نہ ہو۔

چنانچہ ایسا جانور حلال نہیں جو اپنے یا کسی اور کے فعل سے گلا گھٹ جانے سے مر گیا ہو، اور نہ ہی موقوذہ جانور حلال ہے، اور موقوذہ وہ جانور ہے جسے پتھر یا ڈنڈے وغیرہ سے مار کر ہلاک کیا گیا ہو، نہ ہی متردّیہ حلال ہے اور متردّیہ وہ جانور ہے جو کسی بلند جگہ سے گر کر مرا ہو، یا کسی گڑھے میں گر کر مرا ہو۔ نہ ہی نطیحہ حلال ہے۔ اور نطیحہ وہ جانور ہے جو سینگ لگنے سے مرا ہو، نہ ہی وہ جانور حلال ہے جسے کسی غیر سدھائے ہوئے درندے یا غیر سدھائے ہوئے زخمی کرنے والے پرندے نے شکار کیا ہو، جبکہ اسے شکار پر چھوڑا نہ گیا ہو۔

البتہ یہ واضح رہے کہ کوئی ایسی چیز جو پہلے زندہ ہو اسے جب مکمل زندہ پالیا جائے اور پھر اسے ذبح کردیا جائے تو اسے کھانا جائز ہے۔

۳. ذبح کرنے والا ذبح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اور تسمیہ کے لئے ریکارڈنگ مشین پر اکتفاء نہ کرے، البتہ اگر کسی نے بسم اللہ پڑھنے کو بھول کر چھوڑ دیا تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔

ثالثاً شریعتِ اسلامیہ نے جانور کے ساتھ نرمی اور رحمت کا برتاؤ کرنے کے لئے ذبح سے پہلے، ذبح کے دوران اور ذبح کے بعد کے لئے کچھ آداب بیان کئے ہیں:

چنانچہ جس جانور کو ذبح کیا جانا مقصود ہو اس کے سامنے ذبح کے آلہ کو تیز نہ کیا جائے۔ اور کسی جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ ایسے آلہ سے ذبح نہ کیا جائے جو تیز دھار نہ ہو۔ ذبیحہ کو تکلیف نہ دی جائے۔ جب تک روح کے نکل جانے کا یقین نہ ہو اس وقت تک اس کے اجزاء میں سے کسی جزو کو کاٹا نہ جائے، نہ ہی اس کی کھال اتاری جائے، اسے گرم پانی میں نہ ڈالا جائے اور نہ ہی اس کے بال اتارے جائیں۔

رابعاً جس جانور کو ذبح کرنا وہ تمام متعدی امراض سے پاک ہو، نیز ایسے امراض سے بھی پاک ہو جن کی بناء پر گوشت میں ایسی تبدیلی آجائے جو کھانے والے کے لئے مضر ہو۔ اس بات کی اہمیت ان جانوروں کے بارے میں مزید موکد ہو جاتی ہے جنہیں بازاروں میں فروخت کیا جاتا ہے، یا انہیں درآمد کیا جاتا ہے۔

خامساً

اَ. اصل یہ ہے کہ جانور کا ذبح کرتے ہوئے اسے بے ہوش نہ کیا جائے، ذبح کا اسلامی طریقہ اگر اپنی تمام شرائط و آداب کے ساتھ اختیار کیا جائے تو وہی طریقہ زیادہ مناسب ہے، اسی میں جانور کے ساتھ رحمت کا برتاؤ بھی ہے، اس کے ذبح کرنے میں خوبصورتی اختیار کرنا بھی ہے، اس کی تکلیف میں کمی بھی ہے، وہ ادارے جو ذبح کرنے کا کام کرتے ہیں ان سے یہ مطلوب ہے کہ وہ بڑے جسم والے جانوروں کے لئے ذبح کے وہ طریقے اختیار کریں جن سے ذبح کے اس اصل کی کاملاً تنفیذ ہو۔

ب. اس فقرہ کے بند اَ میں بیان کردہ امور کی رعایت رکھتے ہوئے یہ بات مدِ نظر رہے کہ وہ جانور جنہیں بے ہوش کئے جانے کے بعد شرعی طریقہ کار کے مطابق ذبح کیا جاتا ہے ان میں اگر وہ تمام فنی شرائط پائی جائیں جن سے اس بات کی یقین دہانی ہو سکے کہ تذکیہ سے پہلے ان جانوروں کی موت واقع نہیں ہوئی تھی، تو ایسے جانوروں کو کھانا حلال ہے۔ ماہرین نے ان فنی شرائط کی درج ذیل تحدید کی ہے:

۱. برقی رو کے منفی اور مثبت راڈ کو دائیں اور بائیں کنپٹی پر لگایا جائے یا پیشانی اور سر کی پچھلی جانب یعنی گدی پر لگایا جائے۔

۲. بجلی کا وولٹیج ۱۰۰ سے ۴۰۰ وولٹ کے درمیان رہے۔

۳. بکروں اور بھیڑوں کے لئے کرنٹ کی شدت اعشاریہ سات پانچ ایمپئر سے ایک ایمپئر تک ہو، جبکہ گائے کے لئے کرنٹ کی شدت دو سے ڈھائی ایمپئر تک ہو۔

۴. الیکٹرک کرنٹ تین تا چھ سیکنڈ کی مدت تک کے لئے دیا جائے۔

ج. جس جانور کو ذبح کرنا مقصود ہے اسے (Captive Bolt Pistol) [ایک پستول جس میں سے ایک لوہے کا نوک دار میخ نکل کر جانور کے دماغ میں لگتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے، چنانچہ ۳ سے ۴ منٹ تک جانور ذبح نہ کیا جائے تو وہ مر جائے گا] کے ذریعے یا دماغ پر کلہاڑی اور ہتھوڑی مار کر بے ہوش کرنا جائز نہیں ہے اور انگریزی طریقے کے مطابق گیس کے ذریعے بیہوش کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

د. مرغیوں کو الیکٹرک کرنٹ دینا جائز نہیں، اس لئے کہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس سے اکثر مرغیوں کی ذبح سے قبل ہی موت ہو جاتی ہے۔

ہ. کاربن ڈائی آکسائید کو ہوا یا آکسیجن کے ساتھ ملا کر، یا چپٹی گولی والی پستول [non-penetrating bolt gun] استعمال کر کے جانور بیہوش کرنے اور پھر اسے ذبح کرنے کی صورت میں ایسے جانور کا گوشت حلال ہے، بشرطیکہ جانور کی موت ذبح کرنے سے پہلے واقع نہ ہو۔

سادسا وہ مسلمان جو غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ بے ہوش کئے بغیر شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کرنے کی اجازت لینے کے قانونی طریقوں کو اختیار کریں۔

سابعا وہ مسلمان جو غیر مسلم ممالک میں سفر کے لئے گئے ہوں یا وہاں مقیم ہوں ان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اہلِ کتاب کے وہ ذبیحے کھالیں جو شرعاً مباح ہوں۔ لیکن اس بات کی یقین دہانی ضروری ہے کہ ان ذبائح کے ساتھ حرام اشیاء کا خلط نہ ہوا ہو، مگر جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا تو ایسے جانور کو کھانا جائز نہیں۔

ثامنا اصل یہ ہے کہ مرغیوں اور دیگر جانوروں کو ذابح اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، فقرہ "ثانیا" میں مذکور شرائط کی رعایت کرتے ہوئے اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ مرغیوں کے ذبح کے لئے مشینی آلات استعمال کر لئے جائیں، لگاتار ذبح کی صورت میں ایک بار بسم اللہ پڑھنا کافی ہے، البتہ اگر ذبح میں انقطاع آئے تو دوبارہ بسم اللہ پڑھنا لازم ہو گا۔

تاسعا

أ. اگر ان ممالک سے گوشت درآمد کیا جائے جہاں اکثر لوگ اہلِ کتاب ہیں اور جہاں جانوروں کو جدید مذبح خانوں میں ذبح کیا جاتا ہے، اور فقرہ "ثانیا" میں بیان کردہ ذبح کے طریقوں میں سے کسی طریقے کو اختیار کیا گیا ہو تو یہ گوشت حلال ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: وطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ۔ ترجمہ: اور جن لوگوں کو (تم سے پہلے) کتاب دی گئی تھی، ان کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے۔

ب. اگر ان ممالک سے گوشت درآمد کیا جائے جہاں اکثر لوگ غیر اہلِ کتاب ہیں، تو ایسا گوشت حرام ہے۔ اس لئے کہ اس بات کا غالب گمان ہے کہ یہ ذبح ایسے شخص کی طرف سے کیا گیا ہو گا جس کا ذبیحہ شرعاً معتبر نہیں۔

ج. جو گوشت ان ممالک سے درآمد کیا گیا ہے جو اوپر "ب" میں ذکر کئے گئے ہیں وہ اس وقت جائز ہے جبکہ ایک تصدیق شدہ اسلامی ادارہ ذبح کے طریقہ کی نگرانی کرے اور ذبح کو انجام دینے والا یا تو مسلمان ہو یا اہلِ کتاب میں سے ہو۔

تجاویز

اولا مسلمان ممالک کو یہ تجویز ہے کہ وہ ان غیر مسلم ممالک، جہاں مسلمان رہائش پذیر ہیں، کے ساتھ رابطہ کر کے یہ کوششیں کریں کہ وہاں شریعت کے مطابق بغیر جھٹکا دئے ذبح کا طریقہ کار قائم ہو۔

ثانیا غیر مسلم ممالک سے گوشت درآمد کرنے کے مسائل کو ختم کرنے کے لئے درج ذیل طریقہ اختیار کرنا ضروری ہیں:

أ. مسلم ممالک میں جانوروں کی پیدائش پر توجہ دی جائے تاکہ مسلم ممالک اس بارے میں خود کفیل ہوں۔

ب. جس حد تک ممکن ہو مسلمان ممالک سے گوشت درآمد کیا جائے۔

ج. زندہ جانوروں کو درآمد کیا جائے اور انہیں اسلامی طریقوں کے مطابق ذبح کیا جائے تاکہ شریعت کی شرائط کو مکمل طور پر پورا کیا جاسکے۔

د. مجمع الفقہ الاسلامی سے یہ استدعاء ہے کہ وہ ایک مرکزی ادارے کا قیام کرے جو درآمد شدہ گوشت کی نگرانی کرے، اس کے نتیجے میں ایک ایسا ادارہ قائم ہو گا جس کی ذمہ داری یہ ہو گی کہ وہ شریعت کے مطابق ذبح کے طریقے کے تفصیلی قوانین کی وضاحت کرے، اور براہ راست موقع پر شریعت اور تکنیکی ماہرین کی معاونت سے نگرانی کرے۔ اس ادارے کے تصدیق شدہ گوشت پر ایک متمیز اور بین الاقوامی قوانین کے مطابق رجسٹرڈ اور محفوظ ٹریڈمارک کی مہر لگائی جائے۔

ہ. اس بات کی کوششیں کی جائیں کہ اوپر بند "د" میں بیان کردہ ادارہ وہ واحد ادارہ ہو جسے اس نگرانی کا اختیار ہو، اور اس بات کی بھی سعی کی جائے کہ تمام مسلمان ممالک صرف اس ادارے کی نگرانی کے اختیار کو تسلیم کریں۔

و. جب تک بند "د" میں تجویز کردہ امور کی تنفیذ نہیں ہوتی اس وقت تک گوشت کے درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان کو یہ تجویز ہے کہ جس جانور کو مسلمان ممالک میں استعمال ہونا ہو، اس کے ذبح کے طریقے میں شرعی شرائط کو مکمل طور پر ملحوظ رکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گوشت کی درآمد میں شرعی شرائط کے لحاظ میں تساہل کے نتیجے میں مسلمانوں کو حرام میں مبتلا کردیں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۶(۱۰/۴)[1]

کریڈٹ کارڈز

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "کریڈٹ کارڈز" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز اس موضوع پر ماہرینِ معاشیات اور علماء کے کی طرف سے کئے جانے والے مناقشات کو کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

أ. کونسل کے جنرل سیکریٹری کو اس بات کی ذمہ داری دی جاتی ہے کہ بینکوں کی طرف سے جاری کردہ کریڈٹ کارڈز کی تمام شرائط اور ایگریمنٹس کے نمونے جمع کئے جائیں۔

ب. ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس کی یہ ذمہ داری ہو کہ عرب اور دیگر مسلم و غیر مسلم ممالک کے بینکوں کی طرف سے جاری کردہ کارڈز کا ڈیٹا حاصل کرنے کے بعد ان کارڈز کی اقسام کا جائزہ لے، ان کی صفات اور ان کے مابین فروق کی تعیین کرے، اور ان کارڈز کی شرعی تکییفات کو منضبط کرے۔

ج. سابقہ تیاریوں کی روشنی میں اس موضوع پر بحث کے لئے ایک سیمینار منعقد کیا جائے، تاکہ ایک جامع مانع نتیجے تک پہنچا جائے جو مجمع کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے۔

تجاویز

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثامن جلد ۲ ص ۵۷۱، العدد العاشر جلد ۲، ص ۴۶۸)

أ. اس بات کی ضرورت ہے کہ اس موضوع کے بارے میں جائز اور حرام معاملات سے متعلق معاشی اصطلاحات کو دوبارہ اس طور پر تحریر کیا جائے جس سے ان اصطلاحات کی حقیقت اور ماہیت واضح ہوسکے۔

اس بارے میں بہتر یہ ہے کہ موجودہ شرعی اصطلاحات کو ترجیح دی جائے، جس سے ان اصطلاحات کی اصل اور ان کا معنیٰ واضح ہو۔ خصوصاً وہ اصطلاحات جن کے شرعی آثار اور احکامات ہوں، تاکہ معاشی اصطلاحات کا شرعی اصطلاحات کے ساتھ ربط معلوم ہوسکے اور معاشی اصطلاحات کا شرعی مفاہیم سے استخراج کیا جاسکے۔

ب. مسلمان ممالک کے قابلِ اختیار اداروں کو اس بات پر زور دیا جائے کہ وہ سودی کریڈٹ کارڈز کو بند کریں، تاکہ امتِ مسلمہ حرام ربا سے اجتناب کرسکے، اور ملکی معیشت اور لوگوں کے اموال کی حفاظت ہوسکے۔

ج. ایسا شرعی، مالی اور معاشی ادارہ قائم کیا جائے، جس کی یہ ذمہ داری ہو کہ وہ لوگوں کو بینکوں کے استحصال سے بچائیں، اور شرعی قوانین اور مالیاتی پالیسیز کے مطابق لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرے، اور ملکی معیشت کی حفاظت کرے، اور ایسے ضوابط پیش کرے جو معاشرے کو بینکوں کے استحصال سے بچائیں، اور امت کو بھی ان افعال کے منفی اثرات سے محفوظ رکھیں۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۷(۵/۱۰)[1]

ترقی میں مسلمان عورت کا کردار

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا دسواں اجلاس جدہ، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۳ تا ۲۸ صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ جون تا ۳ جولائی ۱۹۹۷ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "ترقی میں مسلمان عورت کا کردار" کے موضوع پر تیار کردہ تجاویز پر مطلع ہوئی، اور کونسل نے اس موضوع پر غور و فکر کرنے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

کمیٹی کو یہ ذمہ داری دی جاتی ہے کہ وہ "ترقی میں مسلمان عورت کا کردار" کے موضوع پر تیار کردہ تجاویز پر غور و فکر کرے۔ اور حاصل شدہ نتائج اگلے اجلاس میں پیش کرے۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد العاشر جلد ۳، ص ۴۳۵)

قراردادیں اور سفارشات

گیارہواں اجلاس

منعقدہ:

منامہ (مملکۃ البحرین)

۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ

۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۹۸(۱/۱۱)[1]

اسلامی اتحاد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل "اسلامی اتحاد" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کیا گیا، جس کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کہ یہ موضوع امت مسلمہ کے اہم ترین موضوعات میں سے ہے، اس پر نظریاتی اور عملی دونوں پہلوؤں سے تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ نیز امت مسلمہ کو فکری و دینی وسیاسی طور پر ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اسلامی فقہ اکیڈمی کے اہم ترین مقاصد میں بھی شامل ہے، چنانچہ اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا وحدت اسلامی اللہ تعالی کا حکم اور واجب ہے، اللہ تعالی نے اسے امت کی لازمی صفت قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو سب ملکر مضبوطی سے تھامے رکھو۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً (الأنبياء: ۹۲)

ترجمہ: (اے لوگو!) یہ تمہارا دین ہے، ایک ہی دین۔

---

[1] مجلۃ المجمع (شمارہ ۱۱، جلد ۳ ص ۵)

اوراحادیث مبارکہ میں بھی اس بات کی قولا وعملا تاکید ملتی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:
المسلمون تتكافؤ دماؤهم وهم يد على من سواهم ويسعى بذمتهم أدناهم (مسلمانوں کے خون برابر ہیں، اور وہ غیروں کے مقابل آپس میں ایک ہاتھ کی طرح ہیں، اور ان کا ادنی شخص بھی ان کی طرف سے ذمہ داری اٹھاسکتا ہے) حضور ﷺ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے مابین بھائی چارگی کے روابط استوار کر کے اس وحدت اسلامی کی عملی مثال پیش کی۔ اور مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کے قیام کی ابتدائی دستاویز میں یہ ثبت کیا کہ دیگر لوگوں سے ہٹ کر تمام مسلمان ایک امت ہیں۔

اسی مفہوم کی تمام آیات واحادیث اس بات کا تقاضا کرتی ہیں تمام اہل ایمان جدی پشتی دشمنیاں، قبائلی لڑائیاں، ذاتی مفادات، اور عصبیت کے نعروں کو پاؤں تلے روندتے ہوئے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوں، اور شاہراہ قرآن وسنت پر جمے رہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں جب اس پر عمل ہوا تو اسلامی حکومت کو قوت ملی، پھر یہی سلسلہ ابتدائی عہد میں رہا، اور امت مسلمہ کی حکومت اور دین اسلام کا اجالا مشرق ومغرب میں پھیلتا چلا گیا۔ اور امت مسلمہ نے انسانی تہذیب کی اسلامی تہذیب کی روشنی میں قیادت کی، ایسی عظیم تہذیب جو اللہ وحدہ لاشریک کی توحید وعبادت کی بنیاد پر قائم تھی، پھر عدل وانصاف ومساوات وآزادی کا بول بالا ہوا۔

ثانیا وحدت اسلامی کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالی کی بندگی عقیدہ اور قول وفعل کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں کی جائے۔ اور اس دین کی حفاظت کی جائے جو مسلمانوں کو فکری، اقتصادی، سماجی، سیاسی ہر پہلو سے متحد رکھنے کا ذریعہ ہے۔

جیسے ہی امت مسلمہ اپنے اتحاد کے اسباب سے دور ہوئی، اس میں توڑ کے مختلف اسباب پھوٹ پڑے جن کے اثرات گہرے ہوتے گئے اور ان سے بے شمار نئے نئے اسباب بنتے گئے، ان میں سے ایک مغربی سامراجی کوششیں بھی تھی جن کا نعرہ ہے کہ (لڑاؤ اور حکومت کرو)۔ چنانچہ انہوں امت کو مختلف قومیت ونسلی امتیازات پیدا کر کے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا، مسلمانوں اور عربوں کو الگ کیا۔ اور مستشرقین کی تمام کوششیں تفرقہ کی ان جڑوں کو مزید مضبوط کرنے میں صرف ہوئیں جو انہوں نے اپنی تحقیقات میں بو کر مسلمانوں میں پھیلائیں۔

ثالثاً فقہی اختلافات جو کہ شرعی نصوص اور ان کے مفاہیم کو سمجھنے میں اجتہاد کی بنیاد پر ہوتے ہیں، یہ ایک طبعی چیز ہے۔ بلکہ ان کی بدولت امت کو تشریعی مواد وافر مقدار میں میسر ہوا ہے، مقاصد شریعت و خصوصیات شریعت (جیسے کہ آسانی پیدا کرنا اور تنگیاں ختم کرنا) کے حاصل کرنے میں ان کا کردار ہے۔

رابعاً تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقام و مرتبہ کی حفاظت واجب سمجھ کر کرنا۔ امت پر ان کا جو حق ہے، اور ان کو جو فضیلت و مرتبہ شریعت اسلامی کو امت تک پہنچانے پر حاصل ہوئی ہے، ان کو بیان کرنے کے لئے تمام اہل علم حضرات کو متوجہ کرنا۔ اسی طرح حکومتوں سے اپیل کی جائے کہ وہ ایسے ادارے تشکیل دیں جو ان کی شان میں کسی بھی قسم کی گستاخی کرنے والوں کو سزا دلائیں، اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی حرمت و عظمت کی پاسداری ہے، اور اسی طریقہ سے ہم اپنے اندر سے باہمی انتشار و تفرق کے ایک سبب کو جڑ سے اکھاڑ سکتے ہیں۔

خامساً کتاب و سنت کی، اور امت کے اسلاف صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم ورحمہم اجمعین کی لازما پیروی کی جائے۔ گمراہیوں کو نکال باہر کیا جائے، اور ہر اس چیز سے بچا جائے جو امت کے طبقات میں فرقہ واریت و فتنہ پیدا کرنے کا باعث ہو، اور ساری کوششوں کو دین اسلام کی دعوت میں، اور اس کی تعلیمات کو غیر مسلمین میں عام کرنے میں صرف کی جائے۔

سفارشات

- جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ زمانہ دھڑہ بندیوں کا ہے، ہر گروہ کی اپنی اپنی فکری و سماجی و اقتصادی عملی شکلیں ہیں، جو عالمگیریت، سیکولرزم، جدیدیت کے نعروں تلے اور میڈیا کی بے مہار بلا قانون آزادی کی بدولت پنپ رہے ہیں، جس کا اثر یہ ہو رہا ہے کہ اسلامی دنیا کا تشخص نشانہ پر ہے، اور اس کے عناصرِ بقاء خطرے میں ہیں، اور اس کی روحانی و فکری تہذیب کے خدوخال مٹتے چلے جا رہے ہیں۔ ان تمام خطروں سے ہماری امت کو بچانے کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ یہی ہے کہ امت متحد ہو، اور تفرق کے ہر سبب کی بیخ کنی کرے۔ خصوصاً ہماری امت کے پاس اتحاد کے کئی عناصر عقیدے، سماجی، اقتصادی، تشریعی، ثقافتی اعتبار سے پہلے ہی موجود ہیں۔

چنانچہ اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

اولا اکیڈمی کی احکام شریعت کے نفاذ سے متعلق قرارداد ۴۸ (۵/۱۰) اور اسی موضوع کے ذیل میں جتنی سفارشات آرہی ہیں، اور فکری یلغار سے متعلق قرارداد ۶۹ (۷/۷) کی پہلی سفارش کے عمل درآمد کی تاکید۔

ثانیا اسلامی ممالک کی حکومتوں سے پرزور درخواست کی جائے کہ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرس اور انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی کو مسلمانوں کی سیاسی وفکری اتحاد کی ایک شکل تصور کرتے ہوئے ان کی کوششوں کو تعاون فراہم کیا جائے۔

ثالثا تاریخی جھگڑوں کو بھلادیا جائے، کیونکہ انہیں بھڑکا کر سوائے نفرتوں کے پھیلنے اور اختلافات کے مزید گہرے ہونے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

رابعا مسلمانوں کے مابین ملکوں اور عوام دونوں سطح پر باہمی اعتماد اور حسن ظن کی فضا قائم کی جائے۔ اس کے لئے ذرائع ابلاغ کا رخ باہمی الفت کی روح بیدار کرنے، اور گفتگو کے آداب واخلاقیات کو عام کرنے، اور اجتہادی آراؤں کو برداشت کرنے کی طرف پھیرا جائے۔

خامسا امت کو متحد کرنے کے لئے اس کے بنیادی مسائل کو موضوع بنایا جائے، ان میں سر فہرست بیت المقدس ومسجد اقصی کا مسئلہ ہے، جو قبلہ اول اور مقام معراج نبی ﷺ ہے۔ اسکی اسلامی حیثیت کو لاحق خطروں کے ازالہ کی فکر اور اس بات پر زور ہو کہ یہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے۔

اور اراکین کانفرنس کی اسلامی حکومتوں سے اپیل ہے کہ مسئلہ قدس کے لئے اپنی کوششوں کی مقدار ور فتار کو تیز اور دگنا کریں، اور اس سلسلے میں مناسب اقدامات کریں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) سرزمین فلسطین اور اہل فلسطین پر جو حالات مسلط کئے جارہے ہیں، جبری نقل مکانی، یہودی ثقافت مسلط کرنے، یہودیوں کی نو آبادکاری کی پالیسیاں، اور فلسطینی شہری پر ظلم وبربریت، سلب آزادی، محرومیت، قتل، دربدری، انسانی احترام اور اس کے بنیادی حقوق کی پامالی اور غاصبانہ قبضہ کی جو بھیانک داستانیں رقم کی جارہی ہیں، ان کی پرزور مذمت کی جائے۔

(ب) فلسطینی جدوجہد، اوراس کی مبارک سرزمین، اور قبلہ اول مسجد اقصی کی آزادی وخود مختاری کی جنگ میں اس کی مکمل حمایت کی جائے، اور فلسطینی عوام کی ثابت قدمی میں ان کے شانہ بشانہ رہیں۔

(ج) فلسطینی قوم کی آزادی کی خاطر جدوجہد ومقدس مقامات کوناپاک قبضہ سے پاک کرنے کی کوششوں کی پاداش میں صیہونی تحریک اور اسرائیلی غاصب کی ان پر طرح طرح کے بھیانک مظالم اور بدسلوکیوں کی بھرپور مذمت کی جائے۔

سادسا درج ذیل مرحلہ وار طریقہ کار کا اہتمام کیا جائے، جس کا اسلامی اتحاد کو قائم کرنے میں اہم کردار ہے۔

(۱) اسلامی بنیادوں پر مختلف تعلیمی نصاب ترتیب دیئے جائیں۔

(۲) ابلاغ (میڈیا) سے متعلق مشترکہ اسلامی حکمت عملی وضع کی جائے۔

(۳) مشترکہ اسلامی منڈی بنائی جائے۔

(۴) اسلامی عدالت انصاف کا قیام۔

سابعا اسلامک فقہ اکیڈمی کی جنرل سیکرٹریٹ اکیڈمی کے اراکین وماہرین پر مشتمل کمیٹی بنائے جو امت کی زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی علمی تحقیقات ترتیب دیں جو قابل عمل ہوں، اور ثقافتی، سماجی، اقتصادی پہلوؤں کو محیط ہوں۔ ساتھ ایسے میکنزم ونظامِ کار ترتیب دیں جن کی مدد سے ان میدانوں میں اسلامی اتحاد بنے، اور اس کام میں مسلم وعربی اداروں کی موجودہ کوششوں سے سے بھی استفادہ کیا جائے، اور متعلقہ فنی ماہرین سے بھی تعاون حاصل کیا جائے۔

اور اس کمیٹی کی سرگرمیوں کو سنجیدہ بنانے اور ان کی تحقیقی نتائج کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ کمیٹی کے ڈھانچہ اور لائحہ عمل کو باقاعدہ طور پر آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرس سے توثیق جاری کروائی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرار داد نمبر ۹۹(۱۱/۲)[1]

سیکولرازم

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں ، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل "سیکولرازم" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اس موضوع پر مباحثہ وتبادلہ خیال میں اس کی امت کے لئے سنگینی کے پیش نظر مجمع کی طرف سے ان مباحثات کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قرار داد منظور کی گئ:

قرارداد

اولا سیکولرازم (مذہب اور زندگی کو جدا رکھنے کا نظریہ) گرجا کے تشدد آمیز اقدامات کے رد عمل کے طور پر وجود میں آئی۔

ثانیا مسلم ممالک میں سیکولرازم سامراجی طاقت اور اس کے آلہ کاروں اور مستشرقین کے زیر اثر پھیلا۔ جس کے نتیجہ میں امت مسلمہ میں توڑ اور عقائد میں شک کے بیج پیدا ہوئے۔ امت کے روشن تاریخ کے خدوخال بگڑے، نئی نسل کو یہ باور کروایا گیا کہ شرعی نصوص اور عقل آپس میں متصادم ہیں۔ انسان کے وضع کردہ قوانین کو شریعت اسلامی کی جگہ دینے پر محنتیں صرف کی گئیں۔ عریانیت واخلاقی پستی کو عام کرنے اور بلند اقدار کو ختم کرنے کی مہم چلائی گئ۔

ثالثا نسل پرستی، کمیونزم، صہیونیت، فری میسنری وغیرہ جیسے اکثر تباہ کن افکار و نظریات جنھوں نے ہمارے ممالک میں تباہی مچائی ہے، سیکولرازم کی ہی پیداوار ہیں۔ ان کے نتیجہ میں ہمارے خزانے ضائع ہوئے،

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ۳ ص ۲۵۹)

معاشی حالات ابتر ہوئے، ہمارے بعض علاقوں مثلاً فلسطین وقدس پر غیروں کا قبضہ جما۔ جس کا خلاصہ یہی ہے کہ ان افکار ونظریات میں اس امت کے لئے کسی قسم کی خیر کا پہلو موجود نہیں ہے۔

رابعا سیکولرازم الحاد کی بنیاد پر کھڑا ایک انسانی وضع کردہ نظام ہے، جو اسلام سے ہر تفصیلی اور اجمالی شکل میں متصادم، اور عالمی صہیونیت اور تباہ کن کمیونزم کے نعروں سے میل رکھتا ہے، لہذا یہ الحادی مذہب ہے جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور اہل ایمان کسی کے ہاں ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

خامسا بیشک مذہب اسلام دین بھی ہے، حکومت کا دستور، اور مکمل ضابطہ حیات بھی ہے۔ یہی دین ہر زمانے اور جگہ کے لئے موزوں ہے۔ یہ مذہب کو زندگی سے الگ کرنے کا تصور قبول نہیں کرتا، بلکہ اس کا منشور واجب یہ ہے کہ ہر حکم اس کے تابع ہو، عملی زندگی بشمول سیاست، تجارت، معاشرت، تربیت، ابلاغ ہر شعبہ کو اسلامی رنگ میں ڈھالا جائے۔

سفارشات

اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

(الف) مسلمان حکام کو سیکولرزم کے ہر داؤ کے سامنے بند باندھ کر اسے مسلم ممالک پر اثر انداز ہونے سے روکنا ہوگا، اور مسلمانوں کو اس سے بچانے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنے ہوں گے۔

(ب) علماء امت سیکولرازم کو بے نقاب کرنے، اور لوگوں کو اس کے خطرات سے آگاہ کرنے کے سلسلے میں اپنی دعوتی کوششوں کو وسیع تر کریں۔

(ج) سکولز، یونیورسٹیز، ریسرچ سینٹرز، ڈیٹا نیٹ ورکس کے لئے جامع منصوبہ ترتیب دیا جائے، جو سب کے لئے ایک ہی خاکہ وترکیب پر ہو، اور ایک ہی تعلیمی وتربیتی نظریات وافکار پر قائم ہو۔ مسجد کے پیغام کو زندہ کیا جائے، خطابت اور وعظ وارشاد کا اہتمام کیا جائے، اور ان فرائض کو انجام دینے والوں کو ایسی تربیت دی جائے کہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق کام کر سکیں، شبہات کا جواب دے سکیں اور مقاصد شریعت کی حفاظت کر سکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۰(۱۱/۳)[1]

اسلام اور ہمہ گیر جدیدیت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں ، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل "اسلام اور ہمہ گیر جدیدیت" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اس موضوع پر مباحثہ وتبادلہ خیال ہوا، اس کی سنگینی واضح کی گئی، یہ حقیقت آشکار کی گئی کہ جدیدیت ایک نیا فکری مذہب ہے، جس کا نظریہ ہے عقل کو خدا تسلیم کیا جائے، غیب کی نفی اور وحی کا انکار ہو، عقائد واقدار واخلاق سے متعلق ہر منقول وموروث کی بنیادوں کو مسمار کردیا جائے۔

جدیدیت کے پیروکاروں کے ہاں اس کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

- عقل پر کلی اعتماد، اور صحیح اسلامی عقیدہ سے پرے ہوکر تجرباتی علم کے نتائج کو کافی سمجھنا۔
- مذہب سے تمام ثقافتی سماجی اقتصادی سیاسی خیراتی شعبہ جات کو مکمل جدا کرنا، یہ خصوصیت سیکولرازم اور جدیدیت میں مشترکہ ہے۔

ان مباحثات کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا گزشتہ سطور میں بیان کردہ مفہوم کی رو سے جدیدیت ایک الحادی مذہب ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ہاں ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ یہ چاہے جس قدر بھی اسلامی غیرت وتجدیدِ اسلام کے لبادے اوڑھ کر سامنے آئے، بہر روپ اسلام کے اصول وقواعد سے متصادم ہے۔

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ۳ ص ۴۶۷)

ثانیا اصول اسلام و خصوصیات شریعت میں انسانیت کی ہر زمانے اور اور ہر جگہ کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے، کیونکہ اس میں ایسی ثابت و برقرار بنیادیں بھی ہیں جن کے مستقل وجود کے بغیر انسانی زندگی کا قائم رہنا محال ہے، اور اس میں ایسے بدلتے ضوابط بھی ہیں جو تشریعی مصادر پر مبنی باقاعدہ اجتہاد کے ذریعہ ہر اچھی نئی چیز کو قبول کرتے ہوئے ترقی و بہتر تبدیلی کو یقینی بناتے ہیں۔

سفارشات

اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

(الف) آرگنائزیشن آف اسلامک کونسل مسلم مفکرین کی ایک کمیٹی ترتیب دے جو جدیدیت کے رجحانات اور اس کے نتائج پر نظر رکھے، اور اس پر جامع علمی معروضی تحقیق کرے تاکہ اس میں جو کچھ جھوٹ و کھوٹ ہے اس کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا جاسکے، اور امت اسلامیہ کی نئی نسل کو اسکے خطرناک اثرات سے بچایا جاسکے۔

(ب) مسلمان حکام کو جدیدیت کے ہر داؤ کے سامنے بند باندھ کر اسے مسلم ممالک پر اثر انداز ہونے سے روکنا ہوگا، اور مسلمانوں کو اس سے بچانے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنے ہوں گے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۱(۱۱/۴)[1]

ادھار اور قرض کے دستاویزات کی فروخت، اور پرائیوٹ اور پبلک سیکٹر میں ان کے جائز متبادل

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں ، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل" ادھار اور قرض کے دستاویزات کی فروخت، اور پرائیوٹ اور پبلک سیکٹر میں اس کے جائز متبادل" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اس موضوع پر تبادلہ خیال و مباحثے ہوئے جن میں اس بات کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی کہ یہ اس دور کے معاملات و مالیات کے میدان کا اہم موضوع ہے۔

چنانچہ ان مباحثات کی روشنی میں کونسل نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا غیر مدیون کو دین مؤجل (موخر ادھار) نقد معجل (فوری ادائیگی) کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ اس کی جنس سے ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس طرح کرنا سود تک پہنچا دیتا ہے، اسی طرح اسے نقد مؤجل (موخر ادائیگی) کے بدلے بھی نہیں بیچا جا سکتا ہے چاہے وہ اس کی جنس سے ہو یا نہ ہو، کیونکہ یہ بیع الکالی بالکالی (ادھار کے عوض ادھار کی فروخت) کی قبیل سے ہے جو شرعا ممنوع ہے۔ چاہے دین ذمہ میں قرض کی وجہ سے ہو یا بیع آجل (موخر فروخت) کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں حکم میں فرق نہیں آئے گا۔

ثانیا ۱۷ تا ۲۳ شعبان ۱۴۱۰ ہجری بمطابق ۱۴ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو سعودی عرب میں چھٹی کانفرس کے اجلاس میں بانڈز کے حوالے سے اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۶۰ (۱۱/۶) کی توثیق، نیز تجارتی دستاویزات پر

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ا ص ۵۳)

رعایت سے متعلق اکیڈمی کی ۷ تا ۱۲ ذی القعدہ ۱۴۱۲ ہجری بمطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء کو سعودی عرب میں ساتویں کانفرنس کے قرارداد نمبر ۶۴ / ۲ / ۷ کے تیسرے فقرے کی توثیق کی جاتی ہے۔

ثالثاً اکیڈمی نے دین کی بیع سے متعلق دیگر صورتوں کا جائزہ لینے کے بعد یہ مناسب سمجھا کہ مزید تحقیق کی غرض سے اس پر حتمی فیصلہ کو موخر کر دیا جائے۔ اور جنرل سیکریٹیریٹ سے درخواست کر دی جائے کہ ان صورتوں پر تحقیق کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، جو ادھار کی فروخت کے شرعی متبادل تجویز کر کے اس موضوع کو دوبارہ اکیڈمی کے سامنے آئندہ کسی کانفرس میں پیش کرے۔

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۲(۱۱/۵)[1]

کرنسی کی تجارت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل" کرنسی کی تجارت" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اور کونسل نے ان پر مباحثوں کو سنا۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا اکیڈمی کی کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمتوں میں تبدیلی سے متعلق قرارداد ۲۱(۳/۹) اور منی مارکیٹ سے متعلق قرارداد ۶۳ (۷/۱) کے تیسرے فقرے: منظم منڈیوں میں اشیاء، کرنسیوں اور اشاریوں (انڈیکس) میں لین دین، کے نمبر (۲) کرنسیوں میں معاملہ، اور قبضہ سے متعلق قرارداد ۵۳ (۶/۴) کے دوسرے فقرے کے (ا-ج) کی توثیق کی جاتی ہے۔

ثانیا قرآن وحدیث کی رُو سے کرنسیوں کی بیع آجل (موخر فروخت) شرعا جائز نہیں، نہ ہی ان میں بیعِ صَرف کا دوطرفہ وعدہ جائز ہے۔

ثالثا حقیقت یہ ہے کہ کرنسیوں کی تجارت اور بیعِ صَرف میں شرعی احکام سے روگردانی معاشی اتار چڑھاؤ اور مالی بحران کے ان اہم وجوہات میں سے ہے جس نے بعض ممالک کی معیشتوں کو بری طرح متاثر کیا۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ۱، ص ۴۳۱)

سفارشات

اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

۔ مالی منڈیوں پر شرعی سنسر شپ ضروری قرار دی جائے، اور انہیں اپنے کرنسیوں وغیرہ کے معاملات میں ایسا نظم بنانے پر پابند کیا جائے جو احکام شریعت کے مطابق ان کے امور کو چلا سکے، کیونکہ یہی احکام معاشی حادثات کی راہ میں محفوظ بند ہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۳(۱۱/۶)[1]

عقد صیانت (معاہدۂ نگہداشت)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل " عقد صیانت (معاہدۂ نگہداشت)" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اوران پر بات چیت کی بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا عقد صیانت ایک نیا اور مستقل عقد ہے جس پر عقود کے عمومی احکام لاگو ہوتے ہیں، اس کی الگ الگ صورتوں کے اعتبار سے اس کی تکییف اور احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اس کی اصل یہ ہے کہ یہ عقد معاوضہ (چیزوں کے تبادلہ کا معاملہ) ہے، جس کے تحت ایک فریق پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ ایک متعین قیمت پر کسی مشینری یا کسی اور چیز کا معائنہ اور مرمت (عموما جس دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے) وقفہ جاتی یا ہنگامی بنیادوں پر متعینہ مدت تک کرتا رہے۔ بسا اوقات اس کی ذمہ داری کام تک محدود ہوتی ہے، اور کبھی اس کی ذمہ داریوں میں کام اور سامان دونوں شامل ہوتے ہیں۔

ثانیا عقدِ صیانت کی بہت سی شکلیں ہیں، ان سے کچھ شکلیں ایسی ہیں جن کے احکام واضح ہو چکے ہیں، انہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ۲، ص ۵)

۱۔ ایسا عقد صیانت جس میں کوئی دوسرا عقد شامل نہ ہو۔ اور اس میں صاحبِ نگہداشت صرف کام کا ذمہ دار ہوتا ہے، یا پھر اس میں اتنے تھوڑے سامان کی فراہمی شامل کرلیتا ہے جو عاقدین کے ہاں عموماً قابلِ التفات نہیں ہوتا۔

اس عقد کی تکییف یہ کی جائے گی کہ یہ اجرت پر کام کا عقد ہے، جو کہ شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ کام اور اجرت دونوں معلوم ہوں۔

۲۔ ایسا عقد صیانت جس میں کوئی دوسرا عقد شامل نہ ہو۔ اور صاحبِ نگہداشت کے ذمہ کام اور مالک کے ذمہ سامان کی فراہمی ہو۔

اس صورت کی تکییف اور حکم پہلی صورت کی طرح ہے۔

۳۔ عقد بیع میں بائع کے ذمہ چیز کی نگہداشت ایک متعینہ مدت کے لئے مشروط کردی جاتی ہے۔

اس عقد میں بیع اور شرط جمع ہو رہے ہیں، یہ بھی جائز ہے چاہے نگہداشت میں سامان کی فراہمی شامل ہو یا نہ ہو۔

۴۔ عقد اجارہ میں موجر (مالک) یا مستاجر (کرایہ دار) کے ذمہ نگہداشت مشروط کردی جائے۔

اس عقد میں اجارہ اور شرط جمع ہو رہے ہیں، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر نگہداشت کی نوعیت ایسی ہو کہ اجارہ سے فائدہ حاصل کرنے کا دار و مدار اسی پر ہو، تو نگہداشت کی ذمہ داری کرایہ پر دی گئی چیز کے مالک پر ہے، اسے کرایہ دار کے ذمہ مشروط کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر نگہداشت پر منفعت کے حصول کا دار مدار نہ ہو تو اس صورت میں مالک یا کرایہ دار دونوں میں سے کسی ایک کے ذمہ مشروط کرنا جائز ہے بشرطیکہ نگہداشت کی تفصیل بلا ابہام بیان کردی جائے۔

بیان کردہ صورتوں کے علاوہ بھی کچھ صورتیں ہیں، اکیڈمی ان کو مزید تحقیق و غور کی غرض سے موخر کرتی ہے۔

ثانیاً ان تمام صورتوں میں یہ لازمی ہے کہ نگہداشت کی اس طرح سے تفصیل بیان کردی جائے کہ کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جس کی وجہ سے بعد میں فریقین میں جھگڑا ہونے کا امکان ہو، ساتھ ہی اگر سامان کی

فراہمی صاحب نگہداشت کے ذمہ ہو تو اس کی تفصیل بیان کرنا بھی ضروری ہے، نیز اجرت کی تعیین بھی تمام حالتوں میں ضروری ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد ۱۰۴(۷/۱۱)[1]

فتاوی جات سے استفادہ کے طریقے

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں ، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل "فتاوی جات سے استفادہ کے طریقے" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اور ان پر بات چیت کی سماعت کے بعد مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

(۱) جدید و معاصر مسائل کے حل کے لئے ہمارے ہمہ انواع سرمایہ فتاوی سے استفادہ کیا جائے، چاہے وہ اجتہاد واستنباط و تخریج کے اصول، قواعد فقہیہ کی روشنی میں فتوی کی تحقیق کے طرز وطریقہ سے متعلق ہوں یا فروعاتی مسائل سے متعلق ہوں جن کی نظائر (ملتے جلتے مسائل) کے فقہاء کرام نے اپنے زمانوں میں عملی طور پر حل پیش فرما دیا تھا۔

(۲) اہم کتب فتاوی کی تحقیق پر کام کیا جائے۔ اور معاون فقہی کتب کے احیاء کی ترتیب بنائی جائے، مثلا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی "التنبیہات علی المدونۃ"، شیخ عظوم کی "برنامج"، ابن الدہان کی "تقویم النظر"، فتاوی امام غزالی، اور مذہب مالکی میں اور اس کے اہم علمی شہروں (مثلا فاس، قیروان، قرطبہ) میں معمول بہا کتب، "معروضات ابو السعود" وغیرہ جن کے ذریعہ علم فقہ کی زندہ داری وفعالیت کو اجاگر کیا جاسکے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ۲، ص ۲۸۱)

(۳) ایک ایسی تفصیلی کتاب مرتب کی جائے جس میں اصول افتاء، منہج مفتی، مختلف مذاہب فقہیہ کی اصطلاحات، ہر مذہب میں طے کردہ اصول ترجیح وتخریج، علاوہ ازیں مذہب مالکی ودیگر مذاہب کے معمول بہ اقوال کو جمع کیا جائے، اور اکیڈمی کے صدر کی کتاب ''المدخل الی فقہ النوازل'' کی اشاعت کی جائے۔

(۴) بقیہ کتب فتاوی کو ''معلمۃ القواعد الفقہیہ'' کے منصوبہ میں شامل کیا جائے، تاکہ اس کے ذریعہ ہم ان قواعد تک رسائی حاصل کرسکیں جن کی بنیاد پر ان فتاوی کو لکھا گیا لیکن مدونات فقہیہ میں قلمبند نہیں کیا گیا۔

سفارشات

اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

(۱) جو فتاوی کسی اصل شرعی، یا مستند دلائل شرعیہ کے تحت نہ ہوں بلکہ کسی موہوم مصلحت کے تابع ہوں جو شرعاً مردود ہو، مبنی برخواہشات ہوں، خلاف شرع عرف اور حالات وظروف سے متاثر ہوں، ان سے ہوشیار وچوکنا رہا جائے۔

(۲) عالم اسلام میں نظام فتاوی کو درست ومربوط ومتحد کرنے کے لئے اہل افتاء علماء، اداروں اور کمیٹیوں کو فقہی کونسلوں کے فیصلوں اور سفارشات کو مدنظر رکھنے کی دعوت دینا۔

(۳) شرعی مسائل صرف ان ہی سے پوچھے جائیں جنہیں اللہ تعالی کا دھیان ہو، علم وتقوی دونوں سے متصف ہوں۔

(۴) اہل افتاء، علماء کی طرف سے جاری کردہ اصول افتاء کی رعایت رکھیں، خصوصاً مندرجہ ذیل کا اہتمام ہو:

(الف) دلائل شرعیہ (کتاب وسنت، اجماع وقیاس) وغیرہ کا لازمی اہتمام، نیز اصول استدلال واستنباط کی لازمی رعایت۔

(ب) جلب المصالح ودرء المفاسد ''نقصان سے بچاؤ اور فوائد کے حصول'' میں ترجیحات کو مرتب رکھنے پر توجہ رہے۔

(ج) فقہ الواقع، ماحول کے تغیرات، وقت کے تقاضے، زمانے کے عرف اگر کسی شریعت کے اصول سے نہ ٹکراتے ہوں تو ان کی رعایت کی جائے۔

(د) تمدنی ترقی کی رفتار کا اس طرح سے ساتھ دیا جائے کہ اس میں مصلحت وضرورت کی رعایت بھی ہو اور شرعی احکام کی پابندی بھی ہو۔

والله الموفق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد ۱۰۵(۸/۱۱)[1]

جینیات، جینیاتی انجینئرنگ اور انسانی جینوم

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں ، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا۔ کونسل " جینیات، جینیاتی انجینئرنگ اور انسانی جینوم " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، اور اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ، اسلامک آرگنائزیشن فار میڈیکل سائنسز کویت، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اسکندریہ آفس، اور "اسلامی تعلیمی سائنسی ثقافتی تنظیم" کے مابین کویت میں منعقد سیمنار مورخہ ۲۳ تا ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء کی قراردادوں اور سفارشات کا جائزہ لینے کے بعد مجمع نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

جینیات، جینیاتی انجینئرنگ، اور انسانی جینوم کے موضوع پر قرارداد کے اجراء کو مزید تحقیق ومطالعہ کی غرض سے موخر کیا جاتا ہے۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد الحادی عشر، جلد ۳، ص ۵۳۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد ۱۰۶(۱۱/۹)

اسلامی معاشرے کی ترقی میں خواتین کے کردار پر ماہرین کا سیمینار

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا گیارہواں اجلاس منامہ، بحرین میں، مؤرخہ ۲۵ تا ۳۰ رجب ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ منعقد ہوا، موضوع پر غور وخوض اور آراء کے جائزہ لینے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

"اسلامی معاشرے کی ترقی میں خواتین کے کردار پر ماہرین کا سیمینار" کے موضوع پر قرارداد کی منظوری کو مزید تحقیق کی غرض سے موخر کیا جائے۔ اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو اگلے اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی، جس میں صدر مجلس اکیڈمی فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر بکر بین عبد اللہ ابو زید، فضیلۃ الشیخ علی التسخیری، اور فضیلۃ الشیخ محمد تقی عثمانی حضرات شامل ہیں۔

واللہ الموفق

قراردادیں اور سفارشات

بارہواں اجلاس

منعقدہ:

ریاض (المملكة العربية السعودية)

۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ

۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۷(۱/۱۲)[1]

سامان پہنچانے (سپلائی) کے معاہدے اور مناقصات (ٹینڈرز)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "سامان پہنچانے (سپلائی) کے معاہدوں اور مناقصات (ٹینڈرز)" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کی مشارکت سے بغور سنا گیا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۹. سامان پہنچانے (سپلائی) کا معاہدہ:

اولاً: سامان پہنچانے (سپلائی) کا معاہدہ: اس معاہدہ کو کہتے ہیں جس کے تحت ایک فریق اس بات کا التزام کرے کہ وہ ایک مقررہ مدت کے دوران بار بار کسی دوسرے فریق کو طے شدہ ادھار سامان کی ترسیل کرے گا، اور اس کا عوض ایک متعین رقم ہوگی جو مکمل یا جزوی طور پر ادھار ہوگی۔

ثانیاً: اگر سپلائی کا معاہدہ کسی ایسی جنس پر ہو رہا ہے جس میں صنعت کاری کی ضرورت ہو تو یہ عقدِ استصناع ہوگا اور اس پر اسی کے احکام جاری ہوں گے، استصناع کے بارے کونسل کی قرارداد نمبر ۶۵(۷/۳) جاری کی گئی ہے۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۲ ص ۳۹۱)

ثالثاً اگر سپلائی کا معاہدہ کسی ایسی چیز پر ہو جس میں صنعت کاری کی ضرورت نہ ہو، اور وہ موصوف فی الذمہ ہو جسے ایک خاص مدت گذرنے کے بعد حوالے کیا جانا طے ہو، تو مندرجہ ذیل دو طریقوں میں سے ایک کے ذریعے اس کی تکمیل ہو گی:

أ. درآمد کنندہ معاہدے کے وقت پوری قیمت ادا کر دے، اس صورت میں یہ معاہدہ عقدِ سلم کے حکم میں ہو گا، اور کونسل کی قرارداد نمبر ۸۵(۲/۹) میں بیان کردہ شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ معاملہ جائز ہو گا۔

ب. اگر درآمد کنندہ معاہدے کے وقت پوری قیمت ادا نہیں کرتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں فریقوں کے مابین دوطرفہ لزومی وعدے پر مبنی ہے۔ اس کے متعلق کونسل کی قرارداد نمبر ۴۰ اور ۴۱ جاری کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دوطرفہ وعدہ ملزمہ معاہدہ کے مشابہ ہے، لہذا یہاں ادھار کی ادھار کے عوض فروختگی لازم آتی ہے۔ لیکن اگر وعدہ ایک یا دونوں فریقوں پر لازم نہ ہو تو یہ جائز ہے، بشرطیکہ یہ خرید و فروخت نئے عقد یا چیز کو حوالے کرنے سے تام ہو۔

۱۰. **عقودِ مناقصات (ٹینڈرز):**

اولاً: عقدِ مناقصہ یہ ہے کہ کسی چیز یا خدمات کو خریدنے کے لیے کم سے کم قیمت تک پہنچنے کی کوشش کی جائے، جس میں عقدِ مناقصہ کا طالب فریق طے شدہ شرائط اور صفات کے مطابق راغب افراد کو اپنی قیمتوں کو پیش کرنے کی دعوت دے۔

ثانیاً: عقدِ مناقصہ (ٹینڈر) شرعاً جائز ہے، اور یہ نیلامی کی طرح ہے، اس لیے نیلامی ہی کے احکام اس پر بھی منطبق ہوتے ہیں، خواہ یہ عقدِ مناقصہ عام ہو یا خاص، ملکی ہو یا بین الاقوامی، عوامی ہو یا خفیہ۔ بولی کے حوالے سے، کونسل اپنی آٹھویں مجلس میں قرارداد نمبر ۷۳(۸/۴) جاری کر چکی ہے۔

ثالثاً: یہ جائز ہے کہ عقدِ مناقصہ (ٹینڈر) میں شرکت کو ان لوگوں تک محدود کر دیا جائے جو باقاعدہ درجہ بند ہیں یا سرکاری طور پر اجازت (لائسنس) یافتہ ہیں اور یہ درجہ بندی یا اجازت نامے دینا منصفانہ بنیادوں پر ہونا چاہیے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۸ (۱۲/۲)[1]

وہ کریڈٹ کارڈ جس میں کوئی سیکیوریٹی نہ ہو

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

"مالیاتی منڈیوں میں کریڈٹ کارڈ" کے موضوع پر کونسل کے فیصلہ نمبر ۶۳ (۷/۱) کو مد نظر رکھا گیا جس میں اس کارڈ کی تیکییفِ فقہی کا حتمی فیصلہ مجمع کے اگلے اجلاس میں کیا جانا طے کیا گیا تھا اور کونسل کے اپنے دسویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۹۶ (۱۰/۴) کی طرف اشارہ بھی کیا گیا۔

کونسل "وہ کریڈٹ کارڈ جس میں کوئی سیکیوریٹی نہ ہو" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو کونسل نے بغور سنا جو فقہاء اور ماہرین کے مابین ہوئے، اور کریڈٹ کارڈ کے بارے میں اپنی قرارداد نمبر ۶۳ (۷/۱) میں کریڈٹ کارڈ کی تعریف کی طرف رجوع کیا گیا، اس تعریف کے مطابق:

"کریڈٹ کارڈ ایک ایسی دستاویز کو کہتے ہیں، جس کا جاری کرنے والا اسے کسی حقیقی یا اعتباری شخص کو دیتا ہے، جس کے نتیجے میں اس شخص کو اس بات کی قدرت ہو جاتی ہے کہ وہ اس دستاویز کے ذریعہ اشیاء اور خدمات قیمت کی فوری ادائیگی کے بغیر ان لوگوں سے خرید سکتا ہے جو اس دستاویز پر اعتماد رکھتے ہیں اس لئے کہ اس کارڈ کو جاری کرنے والا ادارہ قیمت کی ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے۔ قیمت کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کی طرف سے ہو جاتی ہے اور پھر وہ ادارہ وقتاً فوقتاً کارڈ ہولڈر سے وصول کر لیتا ہے۔ اور بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۳ ص ۴۵۹)

مجموعی سرمایہ پر سودی نفع لگادیا جاتا ہے، جس کی ادائیگی مطالبہ کی تاریخ سے محدود وقفوں میں کرنی ہوتی ہے، اور بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن پر کسی نفع کا مطالبہ نہیں ہوتا۔"

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: بغیر سیکیوریٹی اور مارجن کے جاری شدہ کریڈٹ کارڈ کا اجراء اور اس کا استعمال اگر سودی اضافے کے ساتھ مشروط ہو تو یہ جائز نہیں ہے، خواہ کارڈ کا طلب گار گریس پیریئڈ (جس میں ادائیگی کی صورت میں سود نہیں لگتا) کے اندر ادائیگی کا عزم ہی کیوں نہ رکھے۔

ثانیاً بغیر سیکیوریٹی اور مارجن کے کریڈٹ کارڈ کے اجراء میں اگر سودی اضافہ کی شرط نہ ہو تو اس کا اجراء جائز ہے۔

اس پر درج ذیل تفریعات ہوتی ہیں:

أ. کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے ادارے کے لیے جائز ہے کہ وہ کارڈ جاری کرتے وقت یا اس کی تجدید کے وقت کلائنٹ سے، اسے فراہم کردہ خدمات کے بقدر حقیقی اجرت وصول کرے۔

ب. کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک کے لیے جائز ہے کہ وہ تاجر سے کسٹمر کی خریداری پر کمیشن لے، بشرطیکہ تاجر کارڈ کے ذریعے اسی قیمت پر فروخت کرے جس پر وہ نقد فروخت کرتا ہے۔

ثالثاً کارڈ ہولڈر کی طرف سے کیش نکلوانا اس کے جاری کنندہ سے قرض لینا ہے اور شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس کے نتیجے میں سودی اضافہ نہیں ہوتا ہے، اور وہ متعین فیس جو قرض کی مقدار یا اس کی مدت کے ساتھ مرتبط نہ ہو، وہ سودی اضافہ شمار نہیں ہوگی۔ حقیقی خدمات پر کسی قسم کی زیادتی وصول کرنا حرام ہے کیونکہ یہ سود کی ایک شکل ہے جسے شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے، جیساکہ کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۱۰ (۱۰/ ۲)، اور ۱۳ (۱/ ۳) میں بیان کیا ہے۔

رابعا وہ کریڈٹ کارڈ جس پر کوئی سیکیوریٹی یا مارجن نہ ہو اس سے سونا، چاندی اور نقدی کرنسی خریدنا جائز نہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۰۹(۳/۱۲)[1]

شرطِ جزائی

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "شرطِ جزائی" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز کونسل نے اس موضوع سے متعلق ان مناقشات کو بغور سنا جو فقہاء اور کونسل کے اراکین کے مابین ہوئے، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

اولاً: شرطِ جزائی قانونی طور پر یہ ہے کہ فریقین معاہدہ کرلیں کہ اگر کوئی فریق اپنی طے شدہ ذمہ داری پوری نہ کرے یا اس کے نفاذ میں تاخیر کرے تو دوسرا فریق جس کے لیے شرط طے کی گئی تھی، وہ اس خلاف ورزی کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کے عوض کا مستحق سمجھا جائے گا۔

ثانیاً: شرطِ جزائی کے بارے میں کمیٹی اپنی سابقہ قراردادوں کی تصدیق کرتی ہے ، بیع سلم کے بارے میں قرارداد نمبر ۸۵ (۹/۲) کا متن درج ذیل تھا: "یہ جائز نہیں کہ مسلَم فیہ کی حوالگی میں تاخیر کی صورت میں عقد میں شرطِ جزائی رکھی جائے، اس لئے کہ مسلَم فیہ دین ہے اور تاخیر کی صورت میں دیون پر زیادتی کی شرط لگانا جائز نہیں"۔ بیع استصناع کے بارے میں قرارداد نمبر ۶۵ (۷/۳) کا متن درج ذیل تھا: "یہ بھی جائز ہے کہ عقدِ استصناع میں فریقین کے باہمی اتفاق سے شرطِ جزائی عائد کردی جائے (یعنی یہ شرط کہ اگر بنانے والا مقررہ وقت پر چیز تیار نہ کرسکا تو ہر دن کی تاخیر پر قیمت میں اتنی کمی کی جائے گی) بشرطیکہ حوالگی میں تاخیر غیر اختیاری حالات

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۲، ص ۹۱)

کی وجہ سے نہ ہوئی ہو"۔ قسطوں میں خرید وفروخت کے بارے میں قرارداد نمبر ۵۱(۶/۲) تھی اس کا متن درج ذیل تھا: "اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کردے، تو اس پر سابقہ شرط کی بنیاد پر یا سابقہ شرط کے بغیر قرض کی مقدار پر زیادتی لازم کرنا جائز نہیں، اسلئے کہ یہ ربا محرم ہے"۔

ثالثاً: شرطِ جزائی کا اصل عقد سے مرتبط ہونا جائز ہے، نیز عقد کے بعد نقصان ہونے سے پہلے معاہدہ کرلینا بھی جائز ہے۔

رابعاً: تمام مالی عقود میں شرطِ جزائی لگانا جائز ہے سوائے ان عقود کے جن میں اصل ذمہ داری ہی دین ہو، کیونکہ اس طرح کرنا واضح طور پر سود ہو گا۔

اس اصول کی بنیاد پر ٹھیکیداری کے معاہدوں میں ٹھیکیدار کے لیے، سپلائی کے معاہدوں میں سپلائیر کے لیے اور صنعت کاری کے معاہدے میں کاریگر کے لیے اس قسم کی شرط لگانا جائز ہے اگر وہ اپنی طے شدہ ذمہ داری پوری نہ کرے یا اس کے نفاذ میں تاخیر کرے۔

اور بطورِ مثال قسطوں کی خرید وفروخت میں بقیہ اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے مدیون کے لیے شرطِ جزائی لگانا جائز نہیں ہو گا، چاہے یہ تاخیر تنگی کی وجہ سے ہو یا ٹال مٹول کی وجہ سے۔ اور عقدِ استصناع میں اگر مستصنع اپنی طے شدہ ذمہ داری پوری نہ کرے تو اس کے لیے شرطِ جزائی لگانا جائز نہیں ہو گا۔

خامساً: جس نقصان کا عوض لینا جائز ہے، اس میں وہ نقصان شامل ہو گا جو واقعی نقصان ہو اور جو متاثر فریق کا حقیقی خسارہ ہو، اور جس سے یقینی نفع فوت ہوا ہو، لہذا اخلاقی اور معنوی نقصان کا عوض لینا جائز نہ ہو گا۔

سادساً: شرطِ جزائی پر اس وقت عمل نہیں کیا جائے گا جب شرط کا پابند فریق یہ بات ثابت کردے کہ معاہدے کی خلاف ورزی اس کے قابو سے باہر کسی سبب سے ہوئی ہے یا وہ ثابت کردے کہ جس کے مفاد میں شرط لگائی گئی تھی، معاہدے کی خلاف ورزی سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔

سابعاً: عدالت کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ فریقین میں سے کسی ایک کی درخواست پر عوض کی رقم میں ترمیم کرسکتی ہے بشرطیکہ عدالت کے پاس اس کا کوئی جواز موجود ہو یا اس میں مبالغہ آرائی ہو۔

کونسل مندرجہ ذیل سفارش کرتی ہے:

اسلامی بینکوں کے لیے تجویز کردہ شرائط اور اقدامات پر بحث کرنے کے لیے ایک خصوصی مجلس کا انعقاد کیا جائے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وہ واجبُ الاداء قرضے حاصل کر سکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۰(۱۲/۴)[1]

اجارہ منتہیہ بالتملیک اور اجارے کے صکوک

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "اجارہ منتہیہ بالتملیک اور اجارے کے صکوک" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بغور سننے کے بعد جو کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کے مابین ہوئے، کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

اجارہ منتہیہ بالتملیک:

أولاً: جائز اور ممنوع صورتوں کا ضابطہ درج ذیل ہے:

أ. **عدمِ جواز کا ضابطہ:** دو مختلف عقود کا، ایک ہی وقت میں، ایک ہی سامان پر، ایک ہی زمانے میں واقع ہونا۔

ب. جواز کا ضابطہ:

۱. دونوں عقود ایک دوسرے سے زمانے کے اعتبار سے اس طرح جدا ہوں کہ فروختگی کا معاملہ کرایہ داری کے معاملہ کے بعد کیا جائے، یا مدتِ اجارہ ختم ہو جانے کے بعد مالک بنانے کا وعدہ ہو۔ اور خیار کا ملنا احکام کے اعتبار سے وعدے کے موازی ہے۔

۲. اجارہ حقیقی ہو، عقدِ بیع کو چھپانے والا نہ ہو۔

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۱ ص ۳۱۳)

ج. اجارے پر دیے گئے سامان کا ضمان مالک پر ہو، مستاجر پر نہ ہو۔

د. سامان کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن اجارے پر دینے والا فریق ہو گا، جبکہ وہ نقصان مستاجر کی تعدی یا کوتاہی سے پیدا نہ ہوا ہو، اگر اس نقصان سے سامان کی منفعت فوت ہو جائے تو مستاجر پر ضمان لازم نہ ہو گا۔

ہ. اگر عقد اجارے پر دیے گئے سامان کی انشورنس پر مشتمل ہو تو اس کی انشورنس کمرشل طریقے کی بجائے اسلامی امدادِ باہمی کے طریقے پر ہونا ضروری ہو گا، اور اس کے اخراجات مستاجر کی بجائے مالک یعنی اجارے پر دینے والا فریق برداشت کرے گا۔

و. اجارے کی مدت کے دوران حفاظتی غیر استعمالی اخراجات، اجارے پر دینے والے فریق کے ذمے ہوں گے، مستاجر پر نہیں ہوں گے۔

ثانیاً: عقد کی ممنوع صورتیں:

أ. وہ عقدِ اجارہ جس میں متعین مدت میں مستاجر کی جانب سے ادا کی گئی قسطوں کے عوض اجارے پر دیے گئے سامان کی ملکیت کوئی نیا عقد کئے بغیر مستاجر کی طرف منتقل ہو جائے۔ اس طور پر کہ مدت ختم ہوتے ہی خود بخود اجارہ ہی فروختگی میں تبدیل ہو جائے۔

ب. کسی شخص سے معلوم اجرت پر، معلوم مدت میں کسی سامان کا اجارہ کیا جائے، ساتھ ہی اس معلوم مدت میں تمام قسطوں کی ادائیگی پر معلق فروختگی بھی کر لی جائے یا مستقبل کی طرف منسوب فروختگی بھی کر لی جائے۔

ج. حقیقی اجارہ کیا جائے اور اس کے ساتھ اجارہ پر دینے والے فریق کی مصلحت پر مشتمل خیارِ شرط کے ساتھ فروختگی بھی کر لی جائے، اس فروختگی میں لگایا گیا خیار ایک طویل متعین مدت تک کے لئے ہو (جو اجارے پر دینے کی مدت کی انتہاء ہو)۔

بہت سے فتاوی اور علمی اداروں کی قراردادیں اسی حکم کو بیان کرتی ہیں، ان اداروں میں سعودی عرب کے سینئر علماء کی کونسل (هيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية) بھی شامل ہے۔

ثالثاً: عقد کی جائز صورتیں:

أ. ایسا عقدِ اجارہ جو مستاجر کو یہ اختیار دیتا ہو کہ اسے ایک طے شدہ مدت تک طے شدہ اجرت کے عوض اجارہ پر لئے گئے سامان سے نفع اٹھانے کا اختیار حاصل ہو، اس کے ساتھ یہ بات بھی طے ہو کہ مستاجر کی طرف سے تمام اقساط کی کامل ادائیگی کی صورت میں ایک مستقل عقد کے تحت اسے سامان ھبہ کر دیا جائے گا۔ یا تمام اقساط کی کامل ادائیگی کے بعد ھبہ کا وعدہ کر لیا گیا ہو، اور یہ حکم کونسل کی ھبہ کے بارے میں قرارداد نمبر ۱۳(۱/۳) کے مطابق ہے۔

ب. مالک مستاجر کو مدت کے اندر اجارے کی تمام اقساط کی ادائیگی کی انتہا پر، اجارے پر دیے گئے سامان کو بازاری قیمت پر خریدنے کا اختیار دے دے اور یہ حکم کونسل کی قرارداد نمبر ۴۴(۶/۵) کے مطابق ہے۔

ج. ایسا عقدِ اجارہ جو مستاجر کو یہ اختیار دیتا ہو کہ اسے ایک طے شدہ مدت تک طے شدہ اجرت کے عوض اجارہ پر لئے گئے سامان سے نفع اٹھانے کا اختیار حاصل ہو، نیز فریقین کی رضامندی کے ساتھ یہ بات طے ہو کہ تمام اقساط کی ادائیگی کے بعد متفقہ قیمت پر اجارے پر دیے گئے سامان کی فروختگی کی جائے گی۔

د. ایسا عقدِ اجارہ جو مستاجر کو یہ اختیار دیتا ہو کہ اسے ایک طے شدہ مدت تک طے شدہ اجرت کے عوض اجارہ پر لئے گئے سامان سے نفع اٹھانے کا اختیار حاصل ہو، اور اجارے پر دینے والا فریق مستاجر کو یہ اختیار دے کہ جب بھی مستاجر چاہے اس وقت کی بازاری قیمت پر سامان کو نئے عقد کے ساتھ خرید لے۔ اور یہ حکم کونسل کی سابقہ قرارداد نمبر ۴۴(۶/۵) کے مطابق ہے۔

رابعاً: عقدِ اجارہ منتہی بالتملیک کی کچھ ایسی بھی صورتیں ہیں، جن میں اختلاف ہے اور ان کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ تحقیق کے بعد انہیں آئندہ مجلس میں پیش کیا جائے۔

اجارے کے صکوک:

کونسل نے اجارے کے صکوک کے موضوع کو مزید بحث اور تحقیق کے لیے مؤخر کر دیا ہے تاکہ اسے آئندہ مجلس میں زیرِ بحث لایا جائے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۱(۵/۱۲)[1]

اوقاف (احباس) کے وسائل کی سرمایہ کاری

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "اوقاف (احباس) کے وسائل کی سرمایہ کاری" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بغور سننے کے بعد جو کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کے مابین ہوئے، کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

اوقاف (احباس) کی سرمایہ کاری پر قرارداد کے اجرا کو مزید بحث اور تحقیق کے لیے مؤخر کیا جائے، خاص طور پر مندرجہ ذیل موضوعات قابلِ تحقیق ہیں:

۱. وقف کی سرمایہ کاری

۲. نقود کا وقف

۳. وقف میں تبادلہ یا استبدال

۴. اوقاف کا خلط

۵. وقف اور ٹرسٹ (Trust) کے درمیان فرق

واللہ الموفق

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۱ الثانی عشر، جلد ۱ ص ۳۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۲(۱۲/۶)[1]

قرائن اور شواہد پر مبنی ثبوت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "قرائن اور شواہد پر مبنی ثبوت" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بغور سننے کے بعد جو کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کے مابین ہوئے، کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

"قرائن اور شواہد پر مبنی ثبوت" کے موضوع پر قرارداد کے اجراء کو مؤخر کیا جائے تاکہ اس موضوع پر بحث کو جدید مسائل تک محدود اور منحصر کیا جائے اور ان ہی کا حکم بیان کیا جائے۔

واللہ الموفق

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۳ ص ۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۳(۱۲/۷)[1]

بچوں اور بزرگوں کے حقوق

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "بچوں اور بزرگوں کے حقوق" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر مطلع ہوئی، نیز طبی اور فقہی کانفرنس کی سفارشات کی روشنی میں جو عالمی مجمع الفقہ الاسلامی اور اسلامی آرگنائزیشن برائے میڈیکل سائنس کے تعاون سے کویت میں ۹۔۱۲ رجب ۱۴۲۰ھ موافق ۱۸۔۲۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو "بزرگوں کے حقوق" پر منعقد ہوئی تھی اور اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بغور سننے کے بعد جو کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کے مابین ہوئے، کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

أولاً: اسلام میں بچوں کے حقوق

باوقار بچپن ایک مستحکم معاشرے کی بنیاد ہے، اور اسلام نے اس پر بہت زیادہ توجہ دی ہے، شادی کرنے اور زوجین کو ایک دوسرے کے انتخاب میں اچھے فیصلوں کی تاکید کی ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں حسنِ معاشرت اور بچوں کی باوقار پرورش ہوپاتی ہے۔

اسی بنیاد پر کمیٹی نے مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی ہیں:

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۴ ص ۲۹۳)

1. ماں کے پیٹ میں موجود جنین کو ان تمام اثرات سے بچانا شرعاً واجب ہے جو جنین یا اس کی ماں کو نقصان پہنچاتے ہیں، جیسے نشہ آور اشیا اور منشیات۔
2. جنین کو اپنی نشو ونما کے آغاز سے ہی زندگی کا حق حاصل ہے، اور اس کے ساتھ اسقاط حمل یا کسی بھی ایسے برے ذریعے سے زیادتی نہیں کی جانی چاہیے جو پیدائشی خرابی یا بیماری کا باعث بنتا ہو۔
3. پیدائش کے بعد ہر بچے کے کچھ حقوق مادی ہیں اور کچھ معنوی۔ مادی حقوق سے مراد جائیداد، وراثت، وصیت، ہبہ اور وقف کا حق ہے، اور معنوی حقوق سے مراد اچھا نام، نسب، مذہب اور اپنے وطن سے تعلق رکھنے کا حق ہے۔
4. یتیم، بے سہارا، بے گھر، جنگوں کے متاثرین، اور دیگر ایسے بچوں کو جن کا کوئی خاندان نہیں ہے، تمام حقوق حاصل ہیں، جن کی ادائیگی کے لئے معاشرہ اور ریاست اپنا کردار ادا کریں گے۔
5. بچے کا حق ہے کہ اسے پورے دو سال تک ماں کا دودھ پلایا جائے۔
6. بچے کو پاکیزہ اور باوقار ماحول میں پرورش اور نگہداشت کا حق حاصل ہے، اور ایک اہل ماں اس حق کی دوسروں سے زیادہ حقدار ہے، پھر اس کے بعد باقی رشتہ داروں کو شریعت کی معروف ترتیب کے مطابق یہ حق حاصل ہو گا۔
7. بچے کی ولایت (اس کے خاندان یا عدلیہ کی طرف سے، اپنی جان ومال کے تحفظ کے لیے) اس کے حقوق میں سے ایک ہے جس میں زیادتی کرنا جائز نہیں، اور بالغ ہو جانے کے بعد یہ ولایت خود اس بچے کو حاصل ہو گی۔
8. بچوں کے اہم ترین حقوق میں درج ذیل حقوق شامل ہیں، جن کی طرف توجہ کرنی چاہیے: درست تربیت، اچھی اخلاقی نشو ونما، تعلیم وتدریب، تجربات اور مہارتوں کا حصول، ایسے ہنر جاننا جو شرعاً جائز ہوں اور بلوغت کے بعد بچوں کو ذاتی خود مختاری اور رزق کے حصول کے قابل بناتے ہوں۔ نیز ان میں سے قابل افراد پر اپنی صلاحیتیں نکھارنے کے لیے خصوصی توجہ دینا بھی ان حقوق کا حصہ ہے۔ یہ سب اسلامی شریعت کے دائرے میں شامل ہے۔

۹. اسلام والدین اور دیگر افراد کو اس بات سے ممانعت کرتا ہے کہ وہ اس اندیشہ سے بچوں کی دیکھ بھال میں کوتاہی کریں کہ وہ بے گھر ہو جائیں گے یا انہیں نقصان ہو گا اور ان کا استحصال کرنے اور انہیں ایسے کام سونپنے سے منع کرتا ہے جس سے ان کی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی توانائیاں متاثر ہوں۔

۱۰. بچوں کے عقیدے، جان، عزت، مال اور عقل پر زیادتی کرنا، ایک بڑا جرم ہے۔

ثانیاً: اسلام میں بزرگوں کے حقوق

اسلام نے زندگی کے تمام مراحل میں انسان کے اس شرف کا خیال رکھا ہے جو اسلام نے بنی نوعِ انسان کے ہر فرد کو عطا کیا ہے، چنانچہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: {وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ} [الاسراء: ۷۰] ترجمہ: اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی۔ اور اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: { وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا} [الاسراء: ۷۰] ترجمہ: اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم عبادت مت کرو (کسی کی) سوائے اس کے، اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ما أكرم شاب شيخا لسنِّه إلا قيض الله له من يكرمه عند سنه" (سنن ترمذی) ترجمہ: جو بھی جوان کسی بوڑھے کا اس کی عمر کی وجہ سے اکرام کرے گے، اللہ اس کے لیے اس کے بڑھاپے میں اکرام کرنے والوں کو مقرر کر دے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: " ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويعرف شرف كبيرنا " (سنن ترمذی، مسند احمد) ترجمہ: ایسا شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کی عزت نہ پہچانے۔

اسی بنیاد پر کمیٹی نے مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی ہیں:

۱. بزرگوں کو ان چیزوں کے بارے میں آگاہی دینا جو ان کی جسمانی، روحانی اور سماجی صحت کو محفوظ بناتی ہیں، نیز انہیں اپنی عبادات، معاملات اور حالات میں درکار دینی احکام سے متعارف کراتے رہنا اور رب کے ساتھ ان کے تعلق کو مضبوط کرنا اور اس کے عفو و درگزر کے بارے میں حسنِ ظن کی یاددہانی کراتے رہنا۔

۲. اس بات کو یقینی بنانا کہ معاشرے میں بزرگوں کے کردار کی اہمیت اجاگر ہو اور انہیں تمام انسانی حقوق ملتے رہیں۔

۳. ان کے خاندان ہی وہ بنیادی ٹھکانہ ہوں جہاں وہ رہتے ہوئے خاندانی زندگی سے لطف اندوز ہوں، ان کی اولاد اور نسل ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، انہیں اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی، دوستوں اور پڑوسیوں کی محبت کی نعمت حاصل رہے، اگر ان کے گھر والے نہیں ہیں تو بزرگوں کے گھروں میں ان کے لیے خاندانی ماحول فراہم کیا جائے۔

۴. بزرگوں کی حیثیت اور ان کے حقوق کے بارے میں، نیز والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے میں معاشرے کو تعلیمی نصاب اور ابلاغی پروگراموں کے ذریعے آگاہی فراہم کرنا۔

۵. وہ بزرگ افراد جن کا کوئی کنبہ نہیں ہے یا جن کا خاندان انہیں کفالت فراہم کرنے سے قاصر ہے، ان کی نگہداشت کے ادارے قائم کرنا۔

۶. میڈیکل کالجوں اور صحت کے اداروں میں بزرگوں کے طبی علاج پر توجہ دینا، اور کچھ ڈاکٹروں کو بڑھاپے کی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کے لیے تربیت دینا، ہسپتالوں میں بزرگوں کے امراض کے لیے شعبے مختص کرنا۔

۷. عمر رسیدہ افراد کے لیے نقل و حمل کے ذرائع، عوامی مقامات، کار پارکس اور دیگر جگہوں میں ان کی رعایت کرتے ہوئے نشستیں مختص کرنا۔

۸. بزرگوں کے حقوق سے متعلق کویت اعلامیہ پر اعتماد کرنا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۴(۱۲/۸)

اسلامی معاشرے کی ترقی میں خواتین کے کردار کے بارے میں اسلامی اعلامیہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

کونسل "معاشرے کی ترقی میں خواتین کے کردار" کے بارے میں ماہرین کے اس اجلاس کی سفارشات پر مطلع ہوئی،، جو ساتویں اسلامی سربراہی اجلاس کی طرف سے جاری کردہ قرارداد نمبر ۱۰/۱-ث (ق.أ) کے مطابق، جو اجلاس اسلامی جمہوریہ ایران کے دارالحکومت تہران میں ۱۷-۱۹ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۷-۱۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا تھا۔

وہ سفارشات جن میں شعبہ فتویٰ نے کمیٹی کے نویں اور دسویں اجلاس میں ترمیم کی تھی، وہ مجمع الفقہ الاسلامی کی ۳۶۰ قراردادیں اور سفارشات ہیں اور ان اقدار کا اثبات ہیں جو اسلام نے خواتین کو عطا کی ہیں، اور خواتین کی منعقد ہونے والی عالمی کانفرنسیں، خاص طور پر قاہرہ اور بیجنگ کی کانفرنسیں اور جو ان کے بعد ہوئیں، ان سفارشات سے متصادم ہیں۔ ان مذموم مہمات کا مقابلہ کرنے کے لیے جاری کردہ اسلامی بیانات کی روشنی میں کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

أولاً اسلام کے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ ایک ایسے معاشرے کی تعمیر کی جائے جس میں تعمیر و ترقی کے عمل میں مرد اور عورت دونوں کا مربوط کردار ہو۔ اسلام نے خواتین کو ان کے مکمل حقوق اس بنیاد پر دیے ہیں جو ان کی شخصیت، صلاحیتیں، اہلیت، خواہشات اور زندگی میں ان کے اہم کردار کے مطابق ہے۔ اسلامی تصور میں معاشرہ ایک مربوط وحدت کی تشکیل کرتا ہے جس میں مرد اور عورت کے ساتھ جامع انداز میں برتاؤ کیا جاتا

ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ امتِ اسلامیہ کی وحدت کو اس کے اہم عناصر کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں مرد اور عورت دونوں کی اپنی اپنی شخصیت اور مقام ہے۔

ثانیاً شرعی نکاح پر مبنی خاندان ایک مضبوط سماجی ڈھانچے کا سنگ بنیاد ہے۔ لہٰذا اسلام خاندان کی کسی بھی دوسری مطلوبہ تصویر، اور اس شرعی احاطے سے باہر کسی بھی متبادل رشتے کو مسترد کرتا ہے۔ اس خاندانی ڈھانچے کے استحکام اور بہبود میں عورت کا اپنی ممتا اور دیگر خصوصیات کے مطابق بنیادی کردار ہے۔

ثالثاً ماں بننا عورت کی زندگی کے فطری افعال میں سے ایک ہے۔ وہ اس عظیم مشن کو بہترین طریقے سے انجام دینے اور آنے والی نسلوں کو تشکیل دینے کے اس وقت تک قابل نہیں ہوتی، جب تک کہ اسے اپنی زندگی کے شعبوں میں اپنے مشن کو انجام دینے کے لیے تمام اسلامی حقوق حاصل نہ ہوں۔

رابعاً عورت اور مرد انسانی شرف میں برابر ہیں، جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح عورتوں کے ذمہ کچھ فرائض بھی ہیں جو ان کی فطرت، صلاحیت اور ساخت کے مطابق ہیں۔ اگرچہ مرد اور عورت دونوں میں مختلف فطری خصوصیات ہیں، لیکن اسلامی شریعت کی رُو سے ان میں سے ہر ایک کو سونپی گئی ذمہ داریاں دوسرے کی ذمہ داریوں کی مکمّلات میں سے ہے۔

خامساً اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ تمام شعبوں میں خواتین کو احترام دیا جائے اور ایسا تشدد مسترد کیا جائے جو اب بھی کچھ ماحولوں میں ہوتا ہے مثلاً گھریلو تشدد، جنسی استحصال، فحش نگاری، جسم فروشی، اسمگلنگ، اور جنسی ہراساں کرنا، جو کہ بہت سے ان معاشروں میں دیکھا جاتا ہے جو خواتین اور ان کی عزت کی توہین کرتے ہیں، اور ان کے شرعی حقوق سے انکار کرتے ہیں، یہ سب امور قابلِ مذمت ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

سادساً ذرائع ابلاغ کا خواتین کے مثبت کردار کو فروغ دینا اور ذرائع ابلاغ اور اشتہارات میں خواتین کے ہر قسم کے استحصال، اور اقدار اور خوبیوں کے خلاف اس مذموم پروپیگنڈے کو مسترد کرنا جو ان کی شخصیت کی تذلیل اور ان کے وقار کی توہین ہے۔

سابعاً خواتین اور کمزور طبقوں کے مسائل کو کم کرنے کے لیے تمام کوششیں کی جانی چاہئیں، خاص طور پر ان مسلمان خواتین کے مسائل کو جو اب بھی مسلح تنازعات، غیر ملکی قبضے، غربت اور غیر ملکی اقتصادی دباؤ کا شکار بنی ہوئی ہیں۔

ثامناً مسلسل جامع ترقی صرف مذہبی اور اخلاقی اقدار کی بنیاد پر حاصل کی جاسکتی ہے اور اس کے لیے غیر ملکی ثقافتی اور سماجی تصورات کو مسلط کرنے کی کوششوں کو مسترد کرنے اور خواتین سے متعلق اسلامی تصورات اور احکام کے خلاف جو بعض حلقوں کی جانب سے مسلسل حملے کئے جارہے ہیں ان کی مذمت کی ضرورت ہے۔

تاسعاً بعض حکومتوں کے ان طریقوں کی سختی سے تردید کرنی چاہئے جو مسلمان خواتین کو ان کے مذہب پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ عبادات کی ادائیگی سے روکنے والے ہیں جیسے حیا اور پردہ۔

عاشراً خواتین کے شرعی حقوق کی تکمیل اور شریعت کے تقاضوں کی تعمیل کرنے کے لیے خواتین کے تعلیمی اداروں کو اس کے تمام مراحل میں مردانہ تعلیم سے الگ کرنے کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔

حادی عشر اسلامی شریعت اپنے بنیادی ماخذ میں اس اعلان کے کسی بھی مضمون کی تشریح یا وضاحت کے لیے واحد حوالہ ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين .

قرارداد نمبر ۱۱۵(۹/۱۲)[1]

افراطِ زر اور کرنسی کی قیمتوں میں تبدیلی

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

" افراط زر کے مسائل " کے مطالعہ کے لیے (جدہ، کوالالمپور اور منامہ میں ہونے والے اپنے تین اجلاسوں میں) اقتصادی فقہی اجلاس کے حتمی بیان اور اس کی سفارشات اور تجاویز کا جائزہ لینے کے بعد، اور اس موضوع پر ہونے والے مباحثوں کو سننے کے بعد کونسل کے ارکان، اس کے ماہرین اور متعدد فقہاء نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد

أولاً: سابقہ قرارداد نمبر ۴۲(۴/۵) کے نفاذ کی تصدیق جس کا متن اس طرح تھا:

(کسی کرنسی میں واجب شدہ دین کی ادائیگی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا، قیمت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ تمام دیون مثلیت کے ساتھ قابلِ ادائیگی ہوتے ہیں، لہٰذا کسی شخص کے ذمے جو دیون واجب ہوں، خواہ ان کا جاری کرنے والا کوئی بھی ہو، ان کو قیمت کے اشاریے (Price Index) سے وابستہ کرنا جائز نہیں)

ثانیاً: متوقع افراطِ زر کی صورت میں عقد کرتے وقت حفاظتی تدبیر اس طرح اختیار کی جاسکتی ہے کہ جس کرنسی کی قوتِ خرید میں کمی متوقع ہو اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ دین کی ادائیگی کو منسلک کر دیا جائے اور یہ اس طرح ہوگا کہ دین کا عقد مندرجہ ذیل اشیاء کے ساتھ کر دیا جائے:

أ. سونا یا چاندی

---

[1] مجلۃ المجمع (العدد ۱۲ الثانی عشر، جلد ۴ ص ۱۰، والعدد الخامس، جلد ۳، ص ۱۶۰۹)

ب. مثلی سامان

ج. مثلی سامان کی باسکٹ

د. زیادہ مستحکم کوئی دوسری کرنسی

ہ. کئی کرنسیوں کی ٹوکری

یہ بات ضروری ہے کہ ان صورتوں میں دَین کا بدل اس چیز کا مثل ہو جو دَین میں دیا گیا ہو، اس لئے کہ قرض لینے والے کے ذمہ صرف وہی چیز لازم ہوتی ہے جس کا اس نے حقیقۃً قبضہ کیا ہو۔

یہ معاملات اس ممنوعہ معاملے سے مختلف ہیں جس میں معاہدہ کرنے والے دونوں فریق ایک کرنسی میں لئے گئے موجل قرض کو دوسری کرنسی (اس کرنسی سے منسلک کرنا) یا کرنسیوں کی ٹوکری میں ادائیگی کی شرط کے ساتھ متعین کرتے ہیں۔ اس معاملے کے ممنوعہ ہونے کی قرارداد کونسل کی قرارداد نمبر ۷۵ (۸/۶) رابع میں جاری ہو چکی ہے۔

ثالثاً: ایسے معاہدے پر اتفاق کرلینا شرعاً جائز نہیں ہے جس میں دیونِ مؤجلہ کو مندرجہ ذیل اشیاء کے ساتھ منسلک کر دیا جائے:

اَ. اکاؤنٹنگ کرنسی کے ساتھ منسلک کرنا

ب. رہائشی خرچے کے اشاریے یا دیگر اشاریوں کے ساتھ منسلک کرنا

ج. سونے یا چاندی کے ساتھ منسلک کرنا

د. کسی متعین سامان کے بھاؤ کے ساتھ منسلک کرنا

ہ. قومی پیداوار کی شرح افزائش سے منسلک کرنا

و. کسی اور کرنسی کے ساتھ منسلک کرنا

ز. سود کی شرح کے ساتھ منسلک کرنا

ح. سامان کی ایک باسکٹ کی اوسط قیمتوں کے ساتھ منسلک کرنا

یہ حکم اس لیے ہے کہ اس طرح منسلک کرنے سے غررِ کثیر اور جہالتِ فاحشہ پیدا ہوتی ہے، لہذا کسی بھی فریق کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا کیا حق ہے اور اس پر کیا حق ہے، اس کے نتیجے میں عقود کے صحیح طور پر منعقد ہونے کی

بنیادی شرعی شرط یعنی معقود علیہ کا معلوم ہونا فوت ہو جاتا ہے۔ جب ان اشیاء کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں اصل واجبُ الاداء دین اور قابلِ مطالبہ اور عقد میں طے شدہ رقم کے درمیان عدمِ تماثل پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ ربا ہے۔

رابعاً: اجرتوں اور اجارے کی درجہ بندی:

1. کمیٹی کی قرار داد نمبر ۷۵(۶/۷) پر عمل کو یقینی بنانا، جس کا پیراگراف اس طرح تھا: اَولاً: قیمتوں کے معیار میں تبدیلی کے ساتھ اجرتوں کو مربوط کرنے کی شرط لگانا جائز ہے۔
2. سامان کے طویل مدتی اجارے میں اول مرحلے کی اجرت کی مقدار متعین کرلینا اور آئندہ مراحل کی اجرت کو کسی متعین اشاریے کے ساتھ منسلک کر دینے پر اتفاق کرلینا جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ ہر مرحلے کی ابتداء ہی میں اجرت کی مقدار معلوم ہو جائے۔

نیز مجمع مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرتی ہے:

۱. چونکہ مہنگائی کی سب سے اہم وجہ مجاز مالیاتی اداروں کی طرف سے مختلف معروف وجوہات کی بناء پر جاری کردہ رقم کی مقدار میں اضافہ ہے، اس لیے ہم ان اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس سبب کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کریں جو معاشرے کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، افراطِ زر کے ساتھ سرمایہ کاری کرنے سے گریز کرنا چاہیے وہ بجٹ کے خسارے کو پورا کرنے کے لیے ہو یا ترقیاتی منصوبوں کے لیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اخراجات میں اسلامی اقدار کی پوری طرح پابندی کریں، تاکہ ہمارے اسلامی معاشرے فضول خرچی، عیش و عشرت اور اسراف کی ان شکلوں سے دور ہو جائیں جو افراطِ زر پیدا کرنے والے طرز عمل ہیں۔

۲. اسلامی ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون کو بالخصوص بیرونی تجارت کے میدان میں بڑھانا اور ان ممالک کی صنعتی مصنوعات کو صنعتی ممالک سے درآمد کرنے کے لیے کام کرنا اور صنعتی ممالک کے مقابلے میں اپنی مذاکراتی اور مسابقتی پوزیشن کو مضبوط بنانے کے لیے کام کرنا۔

۳. اسلامی بینکوں کی سطح پر ان کے اثاثوں پر افراط زر کے اثرات کا تعین کرنے اور ان کے تحفظ کے لیے مناسب ذرائع تجویز کرنے اور اپنے ڈپازٹرز اور سرمایہ کاروں کو افراطِ زر کے اثرات سے بچانے کے لیے

تحقیقات کرائی جائیں۔ اسلامی مالیاتی اداروں کی سطح پر افراطِ زر کے معاملات سے متعلق اکاؤنٹنگ کے معیارات کی تحقیق اور تیاری کرائی جائے۔

۴. افراط زر پر اسلامی مالیاتی اور سرمایہ کاری کے طریقہ کار کے استعمال میں توسیع اور اس کے نتیجے میں شرعی حکم پر پڑنے والے ممکنہ اثرات کے بارے میں تحقیقات کا اجراء کیا جائے۔

۵. اس بات کی تحقیق کی جائے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ افراطِ زر سے اجتناب کرنے کے لئے سونے کے معیار کے ساتھ کرنسی کو مربوط کرنے کی کسی شکل کی طرف دوبارہ لوٹا جائے۔

٦. اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ درحقیقت پیداوار کی ترقی اور استعمال شدہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ ان اہم ترین عوامل میں سے ہیں جو اوسط اور طویل مدت میں افراط زر کا مقابلہ کرنے کا باعث بنتے ہیں، اسلامی ممالک میں پیداوار کو بڑھانے اور بہتر بنانے پر کام کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ ایسے اقدامات کے ذریعے ممکن ہے جو بچت اور سرمایہ کاری میں اضافے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوں، تاکہ مسلسل پیداواری ترقی حاصل کی جاسکے۔

۷. اسلامی ممالک کی حکومتوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے عوامی بجٹ پر مزید کنٹرول رکھے، (بشمول موجودہ بجٹ، ترقیاتی بجٹ اور خودمختار بجٹ جن کا مالیاتی انحصار ان آمدنیوں پر ہوتا ہے جو عمومی مالیات سے متعلق ہیں) اور ایسا کرنا اس طرح ممکن ہے کہ اسلامی نظام کے مطابق اخراجات کو کم کرنے اور معقول بنانے کا التزام کیا جائے۔ اور اگر بجٹ کو سرمایہ کاری کی ضرورت ہے تو اس کا جائز حل یہ ہے کہ شراکت داری، خرید وفروخت اور اجارے پر مبنی اسلامی مالیاتی طریقوں پر عمل کیا جائے۔ سود پر مبنی قرض لینے سے پرہیز کرنا واجب ہے، خواہ وہ بینکوں اور مالیاتی اداروں سے ہو، یا بانڈز جاری کر کے ہو۔

۸. مالیاتی پالیسی کے طریقوں کا استعمال کرتے وقت شرعی ضوابط کی رعایت کرنا، خواہ وہ عوامی آمدنیوں میں تبدیلی سے متعلق ہوں، یا عوامی اخراجات میں تبدیلی سے متعلق ہوں۔ اور یہ (شرعی ضوابط کی رعایت) اس طرح ہوگی کہ مالیاتی پالیسیوں کی بنیاد انصاف کے اصولوں، معاشرے کے عمومی مفاد، غریبوں کی رعایت، اور افراد پر ٹیکسوں کا منصفانہ بوجھ ڈالنے پر ہو تاکہ ہر ایک پر اس کی مالی استعداد کے مطابق ٹیکس کا حصہ آئے، اور مالی استطاعت کے لئے آمدنی اور دولت کو معیار بنایا جائے۔

۹. اس بات کی ضرورت ہے کہ شرعی طور پر قابل قبول تمام طریقوں کو مالیاتی اور کرنسی پالیسیوں، قائل کرنے کے ذرائع، اور دیگر اقتصادی اور انتظامی پالیسیوں کے لیے استعمال کیا جائے، تاکہ مسلم معاشروں کو افراطِ زر کے نقصانات سے نجات دلانے کے لیے اس طرح کام کیا جائے کہ یہ پالیسیاں افراط زر کی شرح کو کم سے کم کرنے کو اپنا ہدف بنائیں۔

۱۰. ایسے اقدامات کرنا جس کے نتیجے میں زر کے انتظام، مالیاتی استحکام کے اہداف کے حصول اور افراطِ زر کے مقابلے کے بارے میں مرکزی بینک خود مختار رہے، نیز معاشی ترقی، معاشی اور مالیاتی استحکام اور بے روزگاری کے خاتمے کے اہداف کے حصول کے لیے مرکزی بینک اور اقتصادی و مالیاتی حکام کے درمیان مسلسل ہم آہنگی کا پایا جانا۔

۱۱. اگر سرکاری منصوبوں اور اداروں کی طرف سے طے شدہ معاشی اہداف پورے نہ کئے جائیں تو ان کا جائزہ لینا اور جانچ پڑتال کرنا اور انہیں نجی شعبے میں منتقل کرنے کے امکان پر غور کرنا، اور اسلامی نقطہ نظر کے مطابق انہیں مارکیٹ کے عوامل کے تابع کرنا کیونکہ اس کا اثر پیداواری کارکردگی کو بہتر بنانے اور بجٹ پر مالی بوجھ کو کم کرنے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جو افراطِ زر کو کم کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

۱۲. مسلمانوں، افراد اور حکومتوں کو اسلامی شریعت کے نظام اور اس کے معاشی، تعلیمی، اخلاقی اور سماجی اصولوں پر عمل کرنے کی دعوت دینا۔

افراطِ زر کے حل کے حوالے سے سفارش:

افراطِ زر کے مجوّزہ حل کے حوالے سے کمیٹی کی رائے موخر کر کے آئندہ اجلاس کے لیے پیش کر دی جائے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۶(۱۰/۱۲)

قرآن کریم کے معانی کا ترجمہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

" قرآن کریم کے معانی کے ترجمہ " پر مشتمل اوقاف اور اسلامی امور کے وزراء کی کانفرنس کے جنرل سیکرٹریٹ کی طرف سے حوالہ کیے گئے اور قرآن کریم کی طباعت کے لیے قرآن مجید کے معانی کے ترجمہ کے معیارات، خصوصی شرائط اور طریقہ کار کے بارے میں مجمع الملک فہد کی طرف سے تیار کردہ ورکنگ پیپر پر کونسل مطلع ہوئی،

اور وسیع غور وفکر، نیز کمیٹی کے اراکین، اس کے ماہرین اور متعدد فقہاء کی شرکت کے ساتھ اس موضوع پر ہونے والے مباحث کو بغور سننے کے بعد، کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی ہے:

قرارداد:

قرآن کریم کے معانی کے ترجمے کے حوالے سے پیش کردہ عملی دستاویز کی تمام شقوں کی منظوری دی جاتی ہے۔

کونسل یہ سفارش کرتی ہے:

کہ قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے علوم سے متعلق ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا جائے، جو قرآن کی طباعت کے لیے مجمع الملک فہد سے منسلک ہو۔

واللہ الموفق

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۷ (۱۱/۱۲)

قرآن کریم کے لیے ایک اسلامی تنظیم کا قیام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

ریاست قطر میں وزارت اوقاف و اسلامی امور کی طرف سے پیش کردہ عملی دستاویزات کی شقوں اور مشمولات کا مطالعہ کرنے کے بعد، اور بحث ومباحثہ کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد:

اس حوالے سے قرآن کریم کی طباعت کے لیے، ریاست قطر میں وزارت اوقاف واسلامی امور، سعودی عرب میں وزارت اوقاف واسلامی امور اور مدینہ منورہ میں مجمع الملک فہد کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۸(۱۲/۱۲)

قدس شریف

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بارہواں اجلاس ریاض، المملکہ العربیۃ السعودیہ میں، مؤرخہ ۲۵ جمادی الثانی تا یکم رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۳ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔

شہر القدس کے خلاف یہودی حکام کی جانب سے جاری جارحانہ بیانات اور غیر منصفانہ تجاویز پر کونسل مطلع ہوئی، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

1. مدینۃ القدس دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کے عقیدے کے ایک حصہ کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ اسی شہر میں قرآن کریم میں بیان کردہ اسراء اور معراج کا معجزہ پیش آیا۔
2. اس شہر اور اس کی بابرکت مسجد کا اسلامی ہونا قرآنی متن سے ثابت ہے اور یہ بات تردید، تبدیلی یا ترمیم کے قابل نہیں ہے اور اس پر کسی قسم کے سمجھوتے کی گنجائش نہیں ہے۔
3. مسجد اقصیٰ صرف مسلمانوں کے لیے ہے اور یہودیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس مسجد کے تقدس کو پامال کرنے کے خطرات سے ہوشیار رہنا چاہیے اور الاقصیٰ پر کسی بھی حملے کا ذمہ دار یہودی قابض حکام کو ٹھہرانا چاہیے۔ مسجد اقصیٰ کے لیے مذاکرات یا مناظرہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ ان تمام چیزوں سے بلند اور برتر ہے۔
4. مدینۃ القدس اور اس کی بابرکت مسجد پر یہودیوں کے قبضے کو ختم کیے بغیر اور فلسطین کو اس کے اہل مسلمانوں کو واپس کیے بغیر خطے میں منصفانہ امن اور استحکام حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مجمع مندرجہ ذیل کی سفارش کرتی ہے:

عرب اور عالم اسلام کے حکمرانوں اور عوام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اس مقبوضہ شہر اور اس کی بابرکت مسجد کا دفاع کریں اور اس شہر کو یہودی بنانے یا اس کی بین الاقوامیت کو روکنے کے لیے اس کے نگہبان لوگوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔

واللہ الموفق

\

قراردادیں اور سفارشات

تیرہواں اجلاس

منعقدہ:

کویت

۷ تا ۱۲ شوال المعظم ۱۴۲۲ھ

۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۱۹(۱/۱۳)[1]

اوقاف اور اس کی آمدنی کی سرمایہ کاری

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

"اوقاف اور اس کی آمدنی کی سرمایہ کاری" کے موضوع پر موصول ہونے والے ان مقالات پر مطلع ہونے کے بعد جو کونسل کو بارہویں اجلاس اور اس اجلاس میں موصول ہوئے تھے، نیز چوتھے اجلاس میں کونسل کی خاص وقف کی قرارداد پر بھی اطلاع یابی کی گئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کی مشارکت سے کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

خصوصی قرارداد کے اجرا کے لیے "اوقاف اور اس کی آمدنی کی سرمایہ کاری" کے موضوع پر غوروفکر کو مزید بحث و تحقیق کے لیے آئندہ اجلاس تک مؤخر کیا جاتا ہے۔

واللہ الموفق

[1] مجلۃ المجمع (العدد الثالث عشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۰(۲/۱۳)

فصلوں کی زکوۃ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرھواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

"فصلوں کی زکوۃ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کی مشارکت سے کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

أولاً: فصل کو سیراب کرنے کے اخراجات زکوٰۃ کے حساب سے منہا نہیں کیے جائیں گے کیونکہ آبپاشی کے اخراجات کو شریعت کی طرف سے طے شدہ زکوٰۃ کی شرح میں پہلے ہی ملحوظ رکھا جاچکا ہے۔

ثانیاً: زمین کی اصلاح، نہروں کی کھدائی اور مٹی کے نقل وحمل کے اخراجات زکوٰۃ کے حساب سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔

ثالثاً: فصلوں کو زرعی آفتوں اور دیگر ایسی چیزوں سے بچانے کے لیے جن کا تعلق فصل کے موسم سے ہوتا ہے، بیج، کھاد اور کیڑے مار ادویات کی خریداری سے متعلق اخراجات کو زکوۃ کے حساب سے منہا نہیں کیا جائے گا، یہ اس صورت میں ہو گا جب زکوٰۃ دینے والا ان اخراجات پر اپنے پیسے خرچ کرتا۔ لیکن اگر پیسے نہ ہونے کی وجہ سے وہ قرض لینے پر مجبور ہوجاتا ہے تو ان اخراجات کو زکوٰۃ کے حساب سے منہا کر لیا جائے گا۔ اس حکم کی دلیل حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سمیت بعض دیگر صحابہ سے منقول آثار ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاشتکار اپنی فصل کے لئے لیے جانے والا قرض ادا کردے گا اور بقیہ مقدار پر زکوۃ ادا کرے گا۔

رابعاً: فصلوں اور پھلوں پر واجب الاداز کوٰۃ کی رقم میں مستحقین تک پہنچانے کے ضروری اخراجات منہا کیے جائیں گے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۱(۱۳/۴)

ان حصص (shares) کی زکوۃ جنہیں نفع سے مستفید ہونے کے لیے خرید اگیا ہو

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

"ان حصص (shares) کی زکوۃ جنہیں نفع سے مستفید ہونے کے لیے خرید اگیا ہو" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کی مشارکت سے کونسل نے بغور سنا۔ نیز کمپنیوں کے حصص کے بارے میں کونسل کی قرارداد نمبر ۲۸(۴/۳) کے پیراگراف ۳ پر بھی کونسل مطلع ہوئی، جس کا متن کچھ یوں تھا: "اگر کمپنی کسی بھی سبب سے اپنے اموال کی زکوۃ نہ نکالے تو حصہ داروں پر اپنے اپنے حصوں کی زکوۃ واجب ہوگی، پھر اگر حصہ دار کے لئے یہ ممکن ہو کہ وہ کمپنی کے حسابات کا اتنا علم حاصل کر سکے جس سے اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کمپنی مذکورہ بالا طریقے پر اپنے اموال کی زکوۃ نکالتی تو اس کے اپنے حصص پر کتنی زکوۃ واجب ہوتی، تو اس صورت میں وہ اپنے حصوں کی زکوۃ اسی اعتبار سے نکالے گا، کیونکہ حصص کی زکوۃ کے تعین میں اصل طریقہ یہی ہے۔

لیکن اگر حصہ دار کے لئے حسابات کا علم ممکن نہ ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس نے کمپنی کے حصص صرف اس لئے حاصل کئے ہیں کہ وہ ان کے سالانہ نفع سے مستفید ہو، اور اس کا مقصد ان شئیرز کی تجارت نہ ہو تو اس صورت میں وہ ان حصص کی زکوۃ اس جائیداد کی طرح نکالے گا جسے کرائے پر دیا گیا ہو، اور اس حصہ دار پر اپنے اصل حصص کی زکوۃ نہیں ہوگی، بلکہ حصص کی آمدنی پر زکوۃ ہوگی، یعنی آمدنی پر قبضہ کرنے کے دن سے ایک سال گذرنے پر چالیسواں حصہ واجب ہوگا، بشرطیکہ زکوۃ کی شرائط موجود ہوں اور موانع موجود نہ ہوں۔"

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اگر کمپنیوں کے پاس قابل زکوۃ اموال ہوں، جیسے رقم، تجارتی سامان اور متمول قرض داروں کے واجب الادا قرضہ جات اور کمپنی نے ان اموال کی زکوۃ ادا نہ کی ہو اور حصہ دار کمپنی کے کھاتوں سے یہ نہیں جان پارہا کہ کمپنی کے قابلِ زکوۃ اثاثوں میں سے اس کے حصص کے مقابل کتنی زکوۃ آتی ہے تو اسے چاہیے کہ جتنا ممکن ہو اتنی چھان بین کرے اور زکوٰۃ کے ان اثاثوں پر زکوٰۃ ادا کرے جو اس کے اصل حصص کے مقابل ہوں۔ یہ اس وقت تک ہے جب تک کمپنی ایسے بڑے خسارے کی حالت میں نہ ہو کہ اس کے قرض اس کے اثاثوں پر حاوی ہو جائیں۔

اگر کمپنیوں کے پاس قابلِ زکوۃ اموال نہ ہوں تو پھر وہی حکم لگے گا جس کا ذکر قرارداد نمبر ۲۸(۳/۴) میں آیا ہے یعنی وہ صرف نفع پر زکوۃ ادا کرے گا، اصل حصص کی زکوۃ نہیں دے گا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۲(۱۳/۴)

عقودِ جدیدہ کی روشنی میں مشارکتِ متناقصہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

"عقودِ جدیدہ کی روشنی میں مشارکتِ متناقصہ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کی مشارکت سے کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

خصوصی قرارداد کے اجراء کے لیے " عقودِ جدیدہ کی روشنی میں مشارکتِ متناقصہ " کے موضوع پر غور و فکر کو مزید بحث و تحقیق کے لیے آئندہ اجلاس تک مؤخر کیا جاتا ہے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۳(۵/۱۳)

عالمی مالیاتی اداروں میں قراض یا مضاربتِ مشترکہ (حسابات الاستثمار)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

" عالمی مالیاتی اداروں میں قراض یا مضاربتِ مشترکہ (حسابات الاستثمار) " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل کے اراکین اور ماہرین کی مشارکت سے کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

أولاً: مضاربتِ مشترکہ کی تعریف

مشترکہ مضاربت ایک ایسی مضاربت ہے جس میں متعدد سرمایہ کار - ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے - ایک حقیقی یا قانونی شخص کو اپنے اموال کی سرمایہ کاری کی ذمہ داری سونپتے ہیں۔ اور عموما اسے اس بات کا مکمل اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ مصلحت کے مطابق جو جگہ مناسب سمجھے وہاں سرمایہ کاری کر دے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس شخصِ حقیقی یا قانونی کو اس بات کا پابند کر دیا جاتا ہے کہ وہ کسی خاص جگہ پر سرمایہ کاری کرے۔ اس معاملہ میں مضارب کو صراحۃً یا ضمناً اس بات کا بھی اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ ان اموال کو یا تو آپس میں مخلوط کر دے یا اپنے مال کے ساتھ ملا دے، نیز کبھی مضارب اس بات پر بھی رضامند ہوتا ہے کہ ضرورت پڑنے پر کچھ شرائط کی رعایت رکھتے ہوئے فنڈز کا مالک ان اموال کو مکمل یا جزوی طور پر نکال لے۔

ثانیا: مضاربتِ مشترکہ کی مشروعیت

یہ مشترکہ مضاربت اس بات پر مبنی ہے کہ فقہاء نے اس بات کو جائز قرار دیا ہے کہ ارباب الاموال متعدد ہوں، اور یہ بھی جائز قرار دیا ہے کہ ارباب الاموال کے ساتھ مضارب بھی رأس المال میں شریک ہوجائے۔ اگر مضاربت کی شرعی شرائط کو پورا کیا جائے تو مضاربتِ مشترکہ کی یہ صورت بھی مضاربت کی مشروع صورتوں سے خارج نہیں۔ جبکہ شریعت کے ان فطری اصولوں کی رعایت رکھی جائے جو مضاربت میں اشتراک کے نتیجے میں مطلوب ہیں، اور یہ رعایت اس طور پر ہو کہ شرعی تقاضوں سے انحراف لازم نہ آئے۔

ثالثاً: مضاربت کے فریق

سرمایہ کار مجموعی طور پر رب المال ہوتے ہیں، اور ان کے درمیان تعلق شرکت کا ہے، بشمول مضارب کے اگر اس کی رقم ان کے اموال کے ساتھ ملادی جائے۔ اور ان کے اموال کی سرمایہ کاری کا ذمہ دار مضارب ہے، چاہے کوئی حقیقی شخص ہو یا قانونی ادارہ، مثلاً بینک اور مالیاتی ادارے۔ اور مضارب اور سرمایہ کاروں کے درمیان تعلق مضاربہ (قِراض) ہے، کیونکہ اسے سرمایہ کاری کے فیصلے، انتظام اور تنظیم کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اگر مضارب سرمایہ کاری کی ذمہ داری کسی تیسرے شخص کو سپرد کرتا ہے، تو یہ پہلے مضارب اور سرمایہ کاری کے ذمہ دار اگلے شخص کے درمیان منعقد ہونے والی دوسری مضاربت ہے، اور یہ اس کے اور ارباب الاموال (سرمایہ کاری کھاتہ داروں) کے درمیان ثالثی نہیں ہے۔

رابعاً: مشترکہ مضاربت میں اموال کا اختلاط

ارباب الاموال کے اموال کو ایک دوسرے کے ساتھ یا مضارب کے مال کے ساتھ ملانے میں کوئی مانع نہیں ہے، کیونکہ یہ ان کی صراحتاً یا ضمناً رضامندی سے کیا جاتا ہے، نیز اس طرح جب قانونی شخص مضاربت اور سرمایہ کاری کو منظم کرنے پر مقرر ہوتا ہے تو ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا ڈر نہیں ہوتا، کیونکہ رأس المال میں ہر ایک کا فیصد متعین ہوتا ہے، اور اموال کا یہ خلط، سرگرمی کی توسیع اور منافع میں اضافے کی مالی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔

خامساً: مضاربت کا ایک متعین مدت تک لازم ہونا

اصل یہ ہے کہ مضاربت ایک عقدِ غیر لازم ہو اور کوئی بھی فریق اسے فسخ کرسکے، البتہ دو صورتوں میں یہ یکطرفہ حقِ فسخ ثابت نہیں ہوتا، جو درج ذیل ہیں: (۱) جب مضارب کام شروع کرچکا ہو تو مضاربت، حقیقی یا حکمی تصفیہ تک لازم ہوجائے گی۔ (۲) جب رب المال یا مضارب اس بات کا التزام کریں کہ ایک معین مدت تک

مضاربت فسخ نہیں کی جائے گی، تو اس کی پاسداری کرنی چاہئے کیونکہ پھر اس مدت میں خلل سے سرمایہ کاری کے معاملات میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

سادساً: سرمایہ کے لیے وقت طے کرنا

اس میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے کہ فریقین معاہدے کے ذریعہ مضاربت کا وقت اس طور پر طے کر لیں کہ دونوں میں سے کسی کی طرف سے فسخ کی درخواست کے بغیر اپنی میعاد ختم ہونے پر مضاربت ختم ہو جائے۔ اور وقت طے کرنے کا اثر اس بات پر ہو گا کہ وقتِ مقررہ کے بعد نئے عقود کرنا ممنوع ہو گا، البتہ پہلے سے موجود عقود کا تصفیہ ممنوع نہیں ہو گا۔

سابعاً: مشترکہ مضاربت میں (النمر) کے طریقہ سے منافع کی تقسیم:

شرعی طور پر کوئی مانع نہیں کہ ہر سرمایہ کار کی رقم اور سرمایہ کاری میں اس کے باقی رہنے کی مدت کی رعایت کرتے ہوئے، منافع کی تقسیم میں، النمر پر مبنی طریقہ استعمال کیا جائے۔ اس لئے کہ اموال کی آمدنی کے حصول میں تمام سرمایہ کاروں کے اموال کا اپنی مقدار اور مدت کے تناسب سے حصہ ہے۔ لہذا اموال اور وقت کے تناسب سے ان کا حصہ کا حقدار ہونا ان کی مستحق الوصول رقم کی ان تک فراہمی کا بہترین طریقہ ہے۔ اور سرمایہ کاروں کا مضاربت مشترکہ میں داخل ہونا در حقیقت اس بات کی رضامندی کو مستلزم ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اُن رقوم سے ایک دوسرے کو بری کر دیا ہے جن کا معلوم کیا جانا مشکل ہے۔ جیسا کہ شراکت داری کے معاملہ میں ایک شریک کا دوسرے شریک کے مال کے نفع سے استفادہ کرنا لازم آتا ہے، اور اس طریقے (یعنی طریقۃ النمر) میں ایسی کوئی چیز نہیں جو منافع میں شراکت داری کو ختم کر دے، اور یہ صورت ان فیصدی نسبتوں پر رضامندی کو مشتمل ہے جو اس طریقہ کو اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

ثامناً: ارباب الاموال کے حقوق کے تحفظ کے لیے رضاکار کمیٹی کی تشکیل (شرکاء کی کمیٹی)

چونکہ سرمایہ کاروں (ارباب الاموال) کو مضارب پر حقوق حاصل ہوتے ہیں، جنہیں مضارب کی طرف سے اعلان کردہ اور منظور شدہ سرمایہ کاری کی شرائط میں ذکر کیا جاتا ہے، اس لیے ان کی منتخب کردہ ایسی رضاکارانہ کمیٹی کی تشکیل میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے جو مضاربت کی متفقہ شرائط پر عمل درآمد کی نگرانی کرے، وہ کمیٹی سرمایہ کاری کے فیصلوں میں مداخلت نہیں کرے گی، ہاں مشورہ دے سکتی ہے جو مضارب پر لازم نہیں ہو گا۔

سابعاً: سرمایہ کاری کا نگران

سرمایہ کاری کے نگران سے مراد کوئی بھی ایسا بینک یا مالیاتی ادارہ ہے جسے ریٹنگ تجربہ اور مالی استحکام میں اعلیٰ ہونے کی وجہ سے فنڈز اور اثاثوں کی نمائندگی کرنے والے دستاویزات کو حاصل کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہو تاکہ وہ ان کا نگران بن سکے اور مضارب کو مضاربت میں ایسے تصرف سے روک سکے جو مضاربت کے شرائط کے خلاف ہو۔ اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ یہ بات نظام (ادارہ اور مضاربت) میں صراحت کے ساتھ مذکور ہو تاکہ شیئر ہولڈرز کو معلوم ہو جائے، اور بشرطیکہ سرمایہ کاری کا نگران فیصلوں میں مداخلت نہ کرے اور اس کا کام محض یہ ہو کہ وہ تحفظ اور قانونی و تکنیکی سرمایہ کاری کی شرعی اور فنی پابندیوں کی تعمیل کو یقینی بنائے۔

عاشراً: مضاربہ کے منافع کی شرح اور مضارب کی مراعات کا تعین

اس بات میں کوئی شرعی مانع نہیں کہ منافع کی متوقع شرح مقرر کی جائے اور اس بات کی صراحت کی جائے کہ اگر حاصل شدہ نفع اس تناسب سے زیادہ ہوا تو مضارب اس اضافے کے کچھ حصے کا حقدار ہو گا۔ اور یہ فریقین میں سے ہر ایک کے نفع کے تناسب کو مقرر کرنے کے بعد ہو گا، خواہ نفع کی مقدار کتنی ہی ہو۔

حادی عشر: مضارب کا تعین اس صورت میں کہ مضاربت کسی شخصِ قانونی (بینک یا مالیاتی ادارہ) کے زیر انتظام ہو

ایسی صورت میں کہ مضاربت کا انتظام شخصِ قانونی کے ذریعہ کیا جارہا ہو، جیسے کہ بینک اور مالیاتی ادارے، تو مضارب ایک شخصِ قانونی ہی ہو گا، چاہے جنرل اسمبلی، بورڈ آف ڈائریکٹرز یا انتظام میں کسی قسم کی تبدیلی کیوں نہ ہو، اور اگر ان میں سے کسی میں بھی کوئی تبدیلی ہو جائے تو مضارب کے ساتھ ارباب الاموال کے تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جب تک کہ اعلان کردہ اور مشترکہ مضاربت میں شامل ہونے کے لیے قابل قبول نظام پر اتفاق قائم رہے، جیسا کہ اس صورت میں بھی مضاربت متاثر نہیں ہوتی جبکہ مضاربت کا انتظام سنبھالنے والا شخصِ قانونی کسی دوسرے شخصِ قانونی کے ساتھ انضمام کرلے۔ اگر شخصِ قانونی کی شاخوں میں سے کوئی ایک خود مختار ہو جائے اور اس کی قانونی شخصیت مختلف ہو جائے، تو ارباب الاموال کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مضاربت سے باہر نکل جائیں، اگرچہ مضاربت کی مدت ختم نہ ہوئی ہو۔

چونکہ شخصِ قانونی اپنے ملازمین اور کارکنوں کے ذریعے مضاربت کا انتظام کرتا ہے، اس لیے وہ ان ملازمین وکارکنان پر ہونے والے خرچوں کے ساتھ ساتھ تمام بالواسطہ اخراجات بھی برداشت کرتا ہے کیونکہ یہ اخراجات نفع میں سے مضارب کو ملنے والے حصے میں سے کئے جاتے ہیں۔ مضاربت صرف اس براہ راست اخراجات کو برداشت کرتی ہے جو مضاربت کے ساتھ مخصوص ہوں، نیز جو افعال کرنا مضارب پر لازم نہیں، ان افعال پر ہونے والے اخراجات بھی مضاربت برداشت کرتی ہے جیسے مضارب کے فرائض منصبی کے علاوہ کاموں کو انجام دینے کے لئے جن لوگوں سے مضارب مدد لیتاہے ان لوگوں پر ہونے والے اخراجات۔

ثانی عشر: مضاربت میں ضمان اور مضارب پر ضمان کا حکم

مضارب امین ہوتا ہے اور کسی خسارے یا نقصان کا ضامن نہیں ہوتا، سوائے زیادتی یا کوتاہی کے، جس میں ان شرعی شرائط یا سرمایہ کاری کی ان مخصوص پابندیوں کی خلاف ورزی کرنا بھی شامل ہیں جن کی بنیاد پر مضاربت میں شمولیت طے پائی تھی۔ اس شق میں انفرادی اور مشترکہ مضاربت برابر ہیں۔ یہ حکم اس بنیاد پر نہیں بدلے گا کہ مضاربہ کو اجارہ مشترکہ پر قیاس کیا جائے، اور نہ ہی (مضارب کے ضامن ہونے کی) شرط لگانے اور (ضمان کے) التزام سے یہ حکم بدلے گا۔ کونسل کی قرارداد نمبر ۳۰ (۵/۴) فقرہ ۹ کے مطابق تیسرے فریق کو ضامن بنانے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۴(۱۳/۶)

ہیلتھ انشورنس اور ہیلتھ کارڈ کا استعمال

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

"ہیلتھ انشورنس اور ہیلتھ کارڈ کے استعمال" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو کونسل کے اراکین، ماہرین اور فقہاء کی مشارکت سے کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

خصوصی قرارداد کے اجرا کے لیے "ہیلتھ انشورنس اور ہیلتھ کارڈ کے استعمال" کے موضوع پر، خاص طور پر اس کے سانچوں اور شرائط پر غور و فکر کو مزید بحث و تحقیق کے لیے آئندہ اجلاس تک مؤخر کیا جاتا ہے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۵ (۷/۱۳)

فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک میں رونما ہونے والے سانحات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

یہ کونسل ملت اسلامیہ کی حقیقت، اس کے عمومی حالات اور عصرِ حاضر کی دنیا کے واقعات کا ملاحظہ کرتی ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی اور جارحیت کی ان کوششوں پر نظر رکھتی ہے جن کا مقصد دو چیزیں ہیں:

- مسلمانوں کے عقائد کو بدنام کر کے اسلام کی حقیقت کو مسخ کرنا، اور شریعت کے احکام میں تشکیک پیدا کرنا۔
- مسلمانوں کے مقدسات کو پامال کرنا، ان کی زمینوں پر قبضہ کرنا، ان کا خون بہانا، ان کے ملکوں کی دولت پر قبضہ کرنا، ان کی معیشت کو سبوتاژ کرنا۔

اور عالمی اسلامی فقہ اکیڈمی کے فقہاء پر شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات سے متعلق شرعی احکام کی وضاحت کریں، اور اس کے علماء اس گواہی کو نہ چھپائیں جس کے بارے میں وہ جانتے ہیں اور جس کا اظہار واجب ہے۔ اور اللہ جل جلالہ وعید ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴾ [البقرۃ:۱۴۰] ترجمہ: ”اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے پہنچی ہو؟ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے“۔ اور بنی اسرائیل کے علماء، علم چھپانے کی پاداش میں اللہ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری کے مستحق ہو گئے تھے۔ اور اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي

الْكِتَابِ أُوْلَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللاَّعِنُونَ ﴾ [البقرة:۱۵۹] ترجمہ: "بیشک وہ لوگ جو ہماری نازل کی ہوئی روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم انہیں کتاب میں کھول کھول کر لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ بھی لعنت بھیجتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی لعنت بھیجتے ہیں"۔ اور اس آیت کا حکم عام ہے اور ہر شخص کو شامل ہے جو واجب الاظہار علم کو چھپاتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما من رجل يحفظ علما فكتمه إلا أتى به يوم القيامة ملجما بلجام من نار (ابن ماجہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے) ترجمہ: جو آدمی بھی کسی علم کو حاصل کر کے پھر اسے چھپائے، اسے قیامت والے دن آگ کی لگام ڈال کر لایا جائے گا۔

اسی طرح حاجت کے وقت بیان میں تاخیر کرنا بھی جائز نہیں ہے، بلاشبہ امت کو درپیش فوری وہ مسائل جن کو بیان اور وضاحت کی ضرورت ہے، ان میں ایک مسئلہ فلسطین ہے، اسی طرح دیگر کچھ اسلامی ممالک میں پیش آمدہ اس طرح کے مسائل بھی اسی قسم کے ہیں۔

لہذا کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

أولاً: فلسطین کی سرزمین مسجد اقصیٰ کی سرزمین ہے، جو دو قبلوں میں سے پہلا قبلہ ہے، اور جن تین مساجد کے علاوہ کی طرف سفر نہیں کیا جاتا ہے ان میں سے تیسری مسجد ہے، اور یہ رسول ﷺ کی معراج ہے، اور سرزمینِ انبیاء علیہم السلام مسلمانوں کا حق ہے۔ یہ حق ایسا ہے جس کی اعانت کرنا اپنی قدرت کے بقدر حتی الامکان واجب ہے، چاہے دہشت گرد کتنے ہی کمزور کیوں نہ پڑ جائیں اور چاہے ہتھیار ڈالنے والے ناحق ہتھیار ڈال دیں۔ دلیل، حق اور اہلِ حق کے ساتھ باقی رہتی ہے، ظلم اور اہل ظلم کے خلاف رہتی ہے۔

فقہائے امت کا اجماع ہے کہ غاصب دشمن کو اس کے غصب شدہ زمین کے کسی حصہ پر برقرار رکھا جانا حرام ہے۔ کیونکہ یہ ظالم غاصب کو اس کے غصب اور ظلم پر برقرار رکھنا ہے۔ اور دشمن کو اپنی دشمنی پر برقرار رکھنا ہے اور اسلام مظلوم مسلمانوں کو، غاصب اور قابض قوت کے خلاف مزاحمت اور مقابلہ کرنے کا حکم دیتا ہے جب تک کہ وہ رسوا ہو کر بھاگ نہ جائیں۔

ثانیاً: اسلامی حکومتوں اور عوام کا فرض ہے کہ وہ اسلامی سرزمین کو اس کے لوگوں کو واپس کرنے کے لیے کام کریں اور مسجد اقصیٰ کو قابض یہودیوں کی بے حرمتی سے بچائیں، جو آغاز ہی سے اسلام اور اہلِ اسلام سے دشمنی کر رہے ہیں، وہ آج بھی ان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور آج ان کے پاس طاقت اور شوکت ہے۔

ثالثاً: تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر ایک اپنی طاقت کے مطابق اپنے جان ومال سے خود فلسطینی لوگوں کی پشت پناہی کرے، اپنی سرزمین اور اس کے مقدسات کے دفاع کے لیے، اور اس صہیونی استبداد کے خلاف مزاحمت کرنے کے لیے جس نے خونریزی، معصوم بچوں اور عورتوں کے قتل، جنگی ہتھیاروں جیسے میزائلوں، ٹینکوں، ہیلی کاپٹروں اور لڑاکا طیاروں کے علاوہ گھروں کو مسمار کرنے کی کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ اقتصادی تباہ کاریاں بھی جاری رکھی ہوئی ہیں جن میں زرعی زمینوں کو مسمار کرنا، درختوں کو جڑ سے اکھاڑنا، اور محصور فلسطینی اراضی میں رسد کو داخل ہونے سے روکنا شامل ہیں۔

(فلسطینی مسلمانوں کی) یہ حمایت پوری امت اسلامیہ، اس کے عوام اور حکومتوں کا فرض ہے۔ مسلمان ایک ملت وقوت ہیں اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری کے لیے ان کے ادنی بھی کوشش کرتے ہیں اور وہ غیر مسلموں کے مقابلے میں ایک ملت ہیں اور مومن کے لیے مومن ایک عمارت کی مانند ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

رابعاً: اسلامی ممالک کی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ بین الاقوامی تنظیموں، سیاسی، اقتصادی اور دیگر تعلقات کے ذریعے اس بات کی ہر ممکن کوشش کریں کہ دشمن کو سیاسی اور عسکری طور پر ملنے والی بیرونی حمایت کو روکا جاسکے۔

خامساً: یہ فلسطینی عوام کا حق ہے کہ وہ اپنی پوری سرزمین پر اپنی آزاد ریاست قائم کریں جس کا دارالحکومت القدس ہو اور اپنا دفاع کریں اور دشمن کے خلاف تمام جائز طریقوں سے مزاحمت کریں۔ ایک مسلمان کے لیے یہ اعزاز اور غنیمت کی بات ہے کہ وہ راہ خدا میں شہید ہو جائے۔

کونسل ملتِ اسلامیہ کے حکمرانوں اور عوام کو مندرجہ ذیل باتوں کی سفارش کرتی ہے:

اولاً: اسلام کے تمام عقائد اور قوانین کا التزام

ملت اسلامیہ کو داخلی اور خارجی طور پر جو مشکلات، بحران اور جنگیں درپیش ہیں، وہ عقیدہ اور شریعت سے دور ہونے کی وجہ سے ہیں، جو کہ اللہ کی ہدایت اور اس کی یاد ہے، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتے ہیں: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى[طہ:۱۲۴]ترجمہ: اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

شریعتِ اسلامیہ سے طویل دوری حکومتوں اور ان کے عوام کے درمیان فاصلوں کو بڑھاتی ہے، باطل اجتہادت کو فروغ دیتی ہے اور فکر و عمل میں انفرادی اور اجتماعی انحرافات کو ہوا دیتی ہے۔

کونسل اپنے ساتویں اجلاس کی سفارش کی تصدیق کرتی ہے جس میں اسلامی ممالک کی حکومتوں سے یہ استدعاء کی گئی تھی کہ اسلامی عقیدے کا دفاع کیا جائے، اسے اس کی خالص شکل میں باقی رکھ کر ملاوٹوں سے بچایا جائے اور ہر اس چیز کے خلاف خبردار رہا جائے جو اس کے انہدام کا باعث بنتی ہے، اس کی اصلیت پر شکوک و شبہات کا اظہار کرتی ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرتی ہے اور انہیں اختلاف اور تذبذب میں مبتلا بنا دیتی ہے۔

کونسل اس سفارش میں کہی گئی باتوں کی تصدیق کرتے ہوئے اسلامی ممالک کی حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ شریعتِ اسلامیہ کی تنفیذ پر کام کریں، اور اسے مقامی اور عالمی سطح پر اپنے سیاسی تعلقات بنانے کے لیے ایک منہج کے طور پر اپنائیں۔

ثانیاً: مسلمانوں کی مدد

مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، عقیدۂ توحید کی بنیاد پر ایک امت ہیں، اور ایک شریعت اور ایک قبلہ ان کو باندھے ہوئے ہیں، اور وہ ایک جسم کی مانند ہیں، اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ثابت ہے۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کی مدد کرنا واجب ہے اگر ان پر حملہ کیا جائے، ان کی سرزمین پر چڑھائی کی جائے، یا ان پر کوئی آفت نازل ہو جائے، چنانچہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتے ہیں: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[التوبۃ:۷۱]ترجمہ: "اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے

روکتے ہیں"۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "المسلم أخوالمسلم لا يظلمه ولا يسلمه، ومن كان في حاجة أخيه كان االله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربه فرج االله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة "(مسلم: ۱۳۸۰) ترجمہ: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے خیانت کرتا ہے، جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پریشانی دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور کر دے گا"۔

حمایت اپنی جان ومال سے ہو سکتی ہے، اخلاقی اور سیاسی تائید وغیرہ غرض بدلتے ہوئے امکانات، حالات اور واقعات کے تناسب سے جس طرح ممکن ہو، حمایت واعانت کی جاسکتی ہے۔

کونسل اپنے ساتویں اجلاس کی سفارش کی تصدیق کرتی ہے جس میں اس نے عرب اور اسلامی ممالک سے اپیل کی تھی کہ وہ ان مسلمانوں کی مدد کریں جو زمین کے مختلف حصوں میں ظلم وستم کا شکار ہیں، ان کے مسائل کی حمایت کریں، اور تمام دستیاب ذرائع سے جارحیت کو روکیں۔

ثالثاً: اسلام میں جارحیت کی ممانعت

اسلام بلاجواز جارحیت سے منع کرتا ہے، اور اس میں ان معصوم اور محفوظ لوگوں کے دلوں کو دہشت زدہ کرنا بھی شامل ہے جن کے خون کی عصمت ثابت ہے۔ اس قسم کی کوئی بھی جارحیت حرام دہشت گردی ہے۔

اور بلاشبہ دشمن کو دہشت زدہ کرنے کے لیے ساز وسامان اور طاقت کی تیاری شرعاً مطلوب ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں: وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ[الانفال:۶۰] ترجمہ: اور (مسلمانو) جس قدر طاقت اور گھوڑوں کی جتنی چھاؤنیاں تم سے بن پڑیں ان سے مقابلے کے لیے تیار کرو جن کے ذریعے تم اللہ کے دشمن اور اپنے (موجودہ) دشمن پر بھی ہیبت طاری کر سکو، اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی نہیں ابھی تم نہیں جانتے، (مگر) اللہ انہیں جانتا ہے"

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو بھی اپنی سر زمین کے غاصب یعنی اپنے وطن کے قابض کا ہر ممکن تیاری اور قوت کے ساتھ دفاع کرتا ہے وہ ایک مشروع اور واجب عمل کر رہا ہے اور یہی صیہونی قابضوں غاصبوں کے خلاف فلسطینی عوام کی مزاحمت کا معاملہ ہے۔

یہ بڑی ناانصافی کی افسوس ناک بات ہے کہ بعض بڑے ممالک فلسطینی مسئلے کے لیے دوہرا معیار استعمال کرتے ہیں اور اپنی جان، اپنی عزت اور اپنی سر زمین کا دفاع کرنے والے زمین کے حقداروں کو دہشت گرد گردانتے ہیں اور تمام انسانی اقدار کو پامال کرنے والے ظالم جارح کو باوجود اپنے تباہ کن ہتھیاروں کے استعمال کے اور تمام بین الاقوامی اصولوں اور قوانین کو دیوار پر مارنے والے خون کے پیاسے کو، اپنا دفاع کرنے والا اور اپنے معاملے کے بارے میں مغلوب سمجھتے ہیں۔

اسلام کو دہشت گردی کا نام دینا بھی عظیم ناانصافی اور دہشت گردی کا سب سے بھیانک روپ ہے، حالانکہ اسلام تو اعتدال اور میانہ روی کا مذہب ہے۔ دہشت گردی کے نام پر متعدد دعوتی تنظیموں، خیراتی اداروں اور اسلامی مالیاتی اداروں کی بغیر ثبوت کے مخالفت کرنا بھی ناانصافی ہے۔

رابعاً: اسلامی اخلاق

آج دنیا کو امن اور جنگ میں اسلام کے اخلاق کی اشد ضرورت ہے تاکہ انصاف کا وہ توازن قائم ہو جس پر زمین و آسمان قائم ہیں اور آج ضرورت ہے کہ دنیا میں رائج ناانصافی، تکبر اور فساد کو ترک کر دیا جائے، کیونکہ دولت اور فتنہ کا سبب دنیا کو طبقات میں تقسیم کرنا اور طاقت، دولت اور علم سے مالامال ممالک کی اجارہ داری قائم کرنا ہے۔ وہ انصاف کا ترازو جس کا خدا نے حکم دیا اور جس کے لیے اس نے رسول بھیجے اور اپنی کتابیں نازل کیں تاکہ لوگ حق اور انصاف کو قائم کریں، اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ ارشاد فرماتے ہیں: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ [الحدید:۲۵] ترجمہ: ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان کے ساتھ کتاب بھی اتاری، اور ترازو بھی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سکریٹری جنرل عزت مآب کے اہم ترین میزبانی کلمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، جنہیں ان کی نیابت میں اسلامی اقلیتوں کے سیاسی امور کے اسسٹنٹ سکریٹری جنرل کی طرف سے پیش کیا گیا، جن میں کہا گیا ہے کہ: بہت ہی نازک اور حساس ترین احوال میں منعقد

ہونے والا آپ کا یہ معزز اجلاس، ہمارے وجود کے چیلنج کو گزرے ہوئے کل کے مقابلے پہلے سے کہیں زیادہ بڑھا رہا ہے، کیونکہ آج ہمارے خلاف ہونے والی جارحیت ہماری بقا کی بنیادوں کو خطرے میں ڈال رہی ہے، اور ہم پر ایک سنگین حقیقت منکشف کر رہی ہے کہ آج ہمیں اپنے مقدسات، ورثے، ممالک اور لوگوں کے دفاع کے لیے پر عزم طور پر ایک صف میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔

آپ صہیونی دشمن کے غرور و تکبر کی حد اور اس کی جارحیت کی مجنونانہ جبلت کی شدت کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ دشمن جو پورے خطے کو ایک ہولناک دھماکے کے دہانے پر کھڑا کر رہا ہے، تباہی کی وہ جنگ جاری رکھے ہوئے ہے جو اس نے اپنے غرور اور تکبر کی بنیاد پر بہادر فلسطینی عوام کے خلاف ظلماً وجوراً برپا کر رکھی ہے۔ اس سب کے باوجود وہ عسکری، اقتصادی اور سیاسی طور پر اندھی، غیر مشروط بیرونی حمایت بھی حاصل کیے ہوئے ہے۔

فلسطین کے علاوہ افغانستان کی مصیبت زدہ اسلامی سرزمین پر بھی شدید لڑائی اور اہداف کی جنگ ہوئی جس کی آگ سے بوڑھے، خواتین اور بچے جھلس رہے ہیں جن کا کوئی قصور نہیں تھا۔

اسی مناسبت سے، بین الاقوامی سیاست کی پیشرفت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خارجی عوامل کے خلاف اسلامی وجود کو محفوظ بنانا آپ کے علمی اور اختصاصی کام کا مرکز ہے، کیونکہ رائے عامہ کو تشکیل دینے، فکر کی جڑیں قائم کرنے اور خالص اسلامی تہذیب سے تعلق کی قوت کو گہرا کرنے میں ان کا اہم کردار ہے، وہ اسلامی تہذیب جس کی جڑوں کو اکھاڑا نہیں جا سکتا خواہ اس پر لگنے والی ضربوں کی شدت کتنی زیادہ کیوں نہ ہو۔

انسان کی نظریاتی اور علمی رہنمائی ایک مرکزی مسئلہ ہے جو تمام مسائل سے بالاتر ہے کیونکہ اس کا قوم کی تقدیر سے گہرا تعلق ہے۔ اس اعتبار سے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر ایسی توجہ دینی چاہیے جس کا وہ حقدار ہے، اور اسے سنجیدہ اور نتیجہ خیز مشن کی صورت میں اجاگر کیا جانا چاہیے، اگر ایسا ہو جائے تو اسے ان بنیادوں کے قیام میں ایک عظیم تہذیبی کارنامہ سمجھا جائے گا جن پر مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ قائم ہے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۴(۱۳/۶)

اسلام میں انسانی حقوق

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیرہواں اجلاس کویت میں، مؤرخہ ۷ تا ۱۲ شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱ء کو منعقد ہوا۔

اس بات پر ایمان لاتے ہوئے کہ خالق وہی تبارک وتعالی ہے جس نے انسان کو وہ شرف عطا کیا ہے جو حقوق و فرائض کی بنیاد ہے، اور اس خالق نے انسان پر اپنے رب کے حقوق، اپنی ذات کے حقوق، اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے حقوق، اور اپنے ارد گرد موجود ماحولیاتی حقوق لازم کئے ہیں۔

اسلامی قانون سازی کا گہرا، جامع اور غیر جانبدارانہ نظریہ انسانی معاشرے کے لیے اس قانون کے موزوں ہونے اور انسانی فطرت اور کائنات کے ساتھ اس قانون کی ہم آہنگی کا اثبات کرتا ہے اور یہی چیز اسلام کو فطری مذہب بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ جلّ جلالہ کا ارشاد اس بات کی گواہی دیتا ہے: فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا [الروم:۳۰] ترجمہ: لہٰذا تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف قائم رکھو۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

اسلام میں انسانی حقوق ان صفات کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دی گئی تکریم سے انسان کو ملی ہیں اور جن کے احترام کا ہر ایک کو قانونی ضابطوں اور شرائط کے مطابق پابند بنایا گیا ہے۔

اور اکیڈمی کو ملتِ اسلامیہ کی اس اجماعی بات پر اعتماد ہے کہ اسلامی شریعت ہر زمان و مکان کے لیے صالح ہے، اور لوگوں کو اپنی مخصوص ثقافتی اور مذہبی خصوصیات کو برقرار رکھنے کا حق ہے، اور ہر معاشرے اور ہر قوم کے اپنے اختیار کردہ نظام اور قوانین کے ذریعے حکومت کرنے کا حق ہے، چنانچہ اکیڈمی ان شقوں کی توثیق کرتی ہے جو اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی طرف سے جاری کردہ قاہرہ کے اعلامیہ میں موجود ہیں جس کا

موضوع "اسلام میں انسانی حقوق" تھا اور جو اعلامیہ جدہ میں عالمی اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں ۱۴ محرم ۱۴۱۱ھ، بمطابق ۵ اگست ۱۹۹۰ء کو جاری کیا گیا۔ اور جسے اسلامی فقہ اکیڈمی کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے اجلاس میں ۸ تا ۱۹ محرم ۱۴۱۷ھ، بمطابق ۲۵ تا ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء کو صادر کیا گیا۔

جبکہ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ مسلمان عوام ذاتی رغبت کے ساتھ، خواتین کے معاملات، خاندانی تعلقات اور دیگر سماجی اور اقتصادی شعبوں میں، اسلام کے نظام اور قوانین پر کاربند ہیں۔ مزید یہ کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی طرف سے ۱۹۴۸ء میں جاری ہونے والا انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ بہت سے پہلوؤں سے اس اعلامیے سے متفق ہے، مضمون اور اہداف کے اعتبار سے کسی حد تک اتفاق ہے، البتہ بعض اخلاقی اور اسلامی کے نظامِ معاشرت کے پہلوؤں سے وہ اعلامیہ مختلف ہے۔

چونکہ اسلامی شریعت نے ان احکام کو مقرر کیا ہے جو مخلوق میں اس کے مقاصد کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں، جن میں سے سب سے اہم وہ ہیں جو کلیاتِ خمسہ کے نام سے مشہور ہیں، اور اس طرح اسلام نے انسان کے بنیادی حقوق میں اس کی جان، دین، مال، عزت اور عقل کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔ اسلامی شریعت نے معاشرے کو کجی سے بچانے کے لئے مختلف احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں، نیز سوسائٹی کو محفوظ رکھنے اور کجی کو درست کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے ہیں، اور یہ اس بناء پر ہے کہ ہر زمان و مکان میں احتیاطی تدابیر اور تادیبی اقدامات رائج رہے ہیں۔ بہت سے بین الاقوامی اداروں اور کانفرنسوں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ انسانی مسائل کے حل کے لیے اسلامی قوانین میں مکمل استعداد موجود ہے۔ اس بناء پر عقلاء کو چاہئے کہ وہ اس پر غور کریں اور اس سے استفادہ کریں۔

چونکہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں ہر ملک کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے جغرافیائی علاقے کے فریم ورک کے اندر اپنی خود مختاری کو بڑھا سکتا ہے اور اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کو روک سکتا ہے، نیز خود مختار ممالک کی خصوصی قانون سازی غیر ملکی ضوابط اور چارٹر کے تابع نہیں ہے۔

لہذا کونسل نے مندرجہ ذیل قراردادوں کو منظور کیا ہے:

قرارداد:

أولاً: انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی تنظیموں کو ان کے چارٹر اور نظام سے قطع نظر، مسلمانوں کی زندگیوں میں اسلامی قوانین کے تحت چلنے والے شعبوں میں مداخلت کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ انہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ایسے نظام اور اقدار پر عمل کرنے پر مجبور کریں جو مسلمانوں کے قوانین اور اقدار سے متصادم ہوں، اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ مسلمان ان قوانین کی خلاف ورزی پر جوابدہ ہوں جن کو وہ نہ تو مانتے ہیں اور نہ ان کی بنیاد پر حکومت سازی کرتے ہیں۔

ثانیاً: انسانی حقوق کے مرکز کا قیام اور اس کے قیام کے لیے ضروری انتظامات کرنا اور اس کے لیے اپنا خصوصی نظم ترتیب دینا۔

کونسل مندرجہ ذیل باتوں کی سفارش کرتی ہے:

اولاً: اسلامی فقہ اکیڈمی تمام ممالک اور بین الاقوامی اور انسانی تنظیموں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ دنیا کے مختلف ممالک میں مسلم اقلیتوں کے حقوق کا احترام کرنے کے لیے کام کریں اور ان کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کریں، خاص طور پر اس مشکل وقت میں، تاکہ انصاف کے حصول کو یقینی بنایا جاسکے اور ہر حقدار کو اس کا حق دیا جائے۔

ثانیاً: اکیڈمی انسانی حقوق کے شعبے میں افہام و تفہیم اور تعاون کے طریقوں کا مطالعہ کرنے کے لیے قانون دانوں اور سرکاری اور مشہور بین الاقوامی اور علمی اداروں کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے اپنی تیاری کا عندیہ دیتی ہے تاکہ تحفظ، انصاف، خوشحالی اور باوقار زندگی کو یقینی بنایا جائے۔ بدعنوانی کو ختم کیا جائے اور مذکورہ بالا اصولوں کے مطابق لوگوں کے درمیان بقائے باہمی کی فضا کو قائم کیا جائے۔ اور ہمارا نصب العین خدا کا کلام ہو گا: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[النحل:۹۰] ترجمہ: "بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو"۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلانیہ ارشاد فرمایا: إن دماءكم وأموالكم وأعراضكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا۔ ترجمہ: تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر ایسی ہی حرام ہیں، جیسا کہ اس دن کو اس شہر میں، اس مہینے میں احترام حاصل ہے۔

والله الموفق

قراردادیں اور سفارشات

چودھواں اجلاس

منعقدہ:

دوحہ (دولۃ قطر)

۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۷(۱/۱۴)

مسابقوں کے کوپن

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ، قطر میں، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ "مقابلوں کے کوپن" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: مسابقے کی تعریف:

مسابقہ ایک ایسا لین دین ہے جو دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان بعوض یا بدونِ عوض کسی مقصد کو حاصل کرنے یا کسی کام کو انجام دینے کے لیے کیا جائے۔

ثانیاً: مسابقے کی مشروعیت:

۱. معاوضہ (انعام) کے بغیر مسابقہ، ہر اس معاملے میں جائز ہے جس کی حرمت پر کوئی نص موجود نہ ہو اور اس کے انجام دینے پر کسی واجب کا ترک کرنا یا حرام کا انجام دینا مرتب نہ ہوتا ہو۔

۲. انعام پر مبنی مسابقہ مندرجہ ذیل شرائط پانے کی صورت میں جائز ہوگا:

أ. مقابلے کے مقاصد، ذرائع اور اس کا دائرہ کار جائز ہوں۔

ب. عوض (انعام) تمام حریفوں سے نہیں لیا گیا ہو۔

ت. مسابقے کے ذریعے شرعاً جائز مقاصد میں سے کوئی مقصد حاصل ہوتا ہو۔

ث.   کسی واجب کے ترک کرنے یا حرام میں مبتلا ہونے کا نتیجہ نہ نکلتا ہو۔

ثالثاً: ایسے مسابقتی کارڈز (کوپن) جائز نہیں جن کی قیمت یا قیمت کا کچھ حصہ کل انعامات میں شامل ہو کیونکہ یہ جوئے کی اقسام میں سے ایک ہے۔

رابعاً: دو یا زیادہ لوگوں کا کسی بھی قسم کے مادی یا معنوی امور میں دیگر لوگوں کے فعل کے نتیجے پر باہم شرط لگانا حرام ہے، کیونکہ جوئے کی حرمت کے بارے میں وارد آیات واحادیث عام ہیں۔

خامساً: مقابلوں میں شرکت کے لیے فون کالز پر رقم ادا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، جبکہ وہ رقم یا اس کا کچھ حصہ انعامات کی مالیت میں شامل ہو کیونکہ لوگوں کے پیسے کو ناحق کھانا شریعت میں منع ہے۔

سادساً: صرف اپنے تجارتی سامان کی تشہیر کا فائدہ اٹھانے کے لیے (بغیر مالی فائدے کے) جائز انعامی مقابلوں کے انعقاد میں کوئی مانع نہیں بشرطیکہ انعامات کی قیمت یا ان کا کچھ حصہ مقابلے کے شرکا کی طرف سے نہ ہو، نیز صارفین کے لیے تشہیر میں کوئی غش ودھوکہ دہی یا خیانت نہ ہو۔

سابعاً: ہار جیت کے نتیجے میں انعامی رقم کی مقدار میں کمی بیشی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

ثامناً: ہوٹلوں، ایئر لائنز اور پوائنٹس دینے والے اداروں کی جانب سے ملنے والے کارڈز، جن سے مباح فائدے حاصل ہوتے ہوں، اگر یہ مفت (بغیر معاوضہ) کے ہوں تو جائز ہیں لیکن اگر یہ عوض کے ساتھ ہوں تو غرر کی بناء پر ناجائز ہیں۔

سفارشات:

کونسل سفارش کرتی ہے کہ تمام مسلمان اپنی فکری اور تفریحی سرگرمیوں میں حلال رویہ اختیار کریں اور اسراف وفضول خرچی سے اجتناب کریں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۸(۱۴/۲)

انسانی حقوق اور بین الاقوامی تشدد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ ،دولۃ قطر میں ، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ "انسانی حقوق اور بین الاقوامی تشدد "کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. اسلام انسان کو انسان ہونے کے ناطے عزت دیتا ہے اس کے حقوق کے قیام اور اس کے احترام کی پاسداری کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ فقہِ اسلامی دنیا کا وہ واحد قانون ہے جس نے امن اور جنگ میں انسانی تعلقات کے لیے ملکی اور بین الاقوامی قانون سازی کی ہے۔

۲. دہشت گردی: ریاستوں، گروہوں یا افراد کی طرف سے کسی شخص، اس کے مذہب، اس کی جان، اس کی عزت، اس کی عقل، یا اس کی دولت کے خلاف ناحق جارحیت کرنے، خوفزدہ کرنے، یا مادی یا اخلاقی دھمکی دینے کو کہا جاتا ہے جو اپنی تمام شکلوں میں زمین میں فساد پھیلانا ہے۔

۳. کونسل اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اسلامی عقیدے کی اشاعت، اس کے دفاع اور اپنے وطن کے تقدس کے لیے جہاد اور شہادت دہشت گردی نہیں ہے، بلکہ بنیادی حقوق کا دفاع ہے۔ لہٰذا یہ مغلوب اور مقبوض عوام کا حق ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے آزادی کے حصول کی کوشش کریں۔

۴. خاص اصطلاحات مثلاً جہاد، دہشت گردی اور تشدد کے تصورات کی وضاحت کرنا جو عام طور پر مختلف ذرائع ابلاغ میں استعمال ہوتے ہیں، یہ علمی اصطلاحات ہیں، اور ان میں سے کسی کا استعمال اس کے غیر مدلول اور غیر مقصود تصور کے لیے جائز نہیں ہے۔

۵. جہاں تک دشمن سرزمین میں داخل ہو جانے (فدائی کارروائیاں) کے حکم کا تعلق ہے تو کونسل نے اس پر مستقل مقالات کی تیاری کے لیے اسے آنے والے اجلاس تک ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سفارشات:

(1) کونسل تجویز کرتی ہے کہ بین الاقوامی انسانی قانون میں، عام قانونی ضوابط کی طرح، ایک اسلامی ضابطہ تحریر کیا جائے۔ پھر اس کا مختلف عالمی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے اور اسے یونیورسٹیوں اور اقوام متحدہ کے اداروں کی لائبریریوں میں رکھا جائے، کیونکہ یہ عمل ہمارے بار بار اس بات کو دہرانے سے زیادہ مفید ہے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

(2) کونسل ایک اسلامی چارٹر تیار کرنے کے لیے اہل علم کی ایک کمیٹی تشکیل دینے کی سفارش کرتی ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے اسلامی تصور کو واضح کرتا ہو، نیز اس چارٹر کا بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ کرنے اور اسے مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے نشر کرنے کی بھی سفارش کرتی ہے۔ یہ بہت ساری من گھڑت باتوں کی تردید اور غیر مسلموں کے لیے اسلامی حقائق کو واضح کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۲۹(۳/۱۴)

ٹھیکیداری اور تعمیر کا معاہدہ: حقیقت، تکییف اور صورتیں

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ ، دولۃ قطر میں ، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ "ٹھیکیداری اور تعمیر کا معاہدہ: حقیقت ، شرعی تکییف اور صورتیں" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز شرعی دلائل، قواعد اور مقاصد کا خیال رکھتے ہوئے اور ان معاہدوں اور تصرفات میں جاری ہونے والے مصالحِ عامہ کی رعایت کرتے ہوئے،

نیز ٹھیکیداری کے کاروبار کی اہمیت اور صنعت کے احیاء میں اس کے عظیم کردار کے پیش نظر اور اسلامی معیشت کی مالی اعانت اور فروغ کے وسیع شعبوں کو کھولنے کے لیے،

کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

١. ٹھیکیداری کا معاہدہ: ایک ایسا عقد ہے جس کے تحت فریقین میں سے کوئی ایک، کسی چیز کے بنانے یا کوئی عمل انجام دینے کا عہد کرتا ہے، ایسے بدل کے مقابلے میں جس کی ذمہ داری دوسرے فریق نے اٹھائی ہو۔ ایسا عقد جائز ہے، چاہے ٹھیکیدار عمل اور خام مال دونوں فراہم کرے جسے فقہاء کی اصطلاح میں استصناع کہا جاتا ہے، یا ٹھیکیدار صرف عمل فراہم کرے جسے فقہاء کی اصطلاح میں عمل پر اجارہ کہا جاتا ہے۔

٢. اگر ٹھیکیدار خام مال اور عمل دونوں فراہم کرے گا تو اس پر کونسل کی قرارداد ٦٥(٧/٣) کا اطلاق ہوگا جو استصناع کے موضوع سے متعلق ہے۔

٣. اگر ٹھیکیدار صرف عمل فراہم کرے گا تو اجرت کا معلوم ہونا ضروری ہوگا۔

۴. مندرجہ ذیل طریقوں کے ذریعے ثمن پر اتفاق کرنا جائز ہوتا ہے:

أ. بولی کے دستاویزات، نقشوں (ڈرائنگ) اور واضح طور پر بیان کردہ تفصیلات کی بنیاد پر رقم طے کرنا۔

ب. ایک یونٹ کی بنیاد پر قیمت کا تعین کرنے کا معاہدہ جس میں یونٹ اور مقدار کی قیمت کو طے شدہ گراف اور ڈیزائن کے مطابق مقرر کیا جائے۔

ت. حقیقی اخراجات کی مقدار، اور فیصدی منافع کی بنیاد پر قیمت مقرر کرنے پر اتفاق کرنا۔ اس صورت میں ٹھیکیدار کو مخصوص تصریحات اور اخراجات کے ساتھ درست اور تفصیلی مالیاتی گوشواروں اور فہرستوں کو جمع کرانا لازم ہے، جو وہ معاہدے میں بیان کردہ فریق کو جمع کرائے گا، اور پھر وہ متفقہ فیصد کے علاوہ لاگت کا حقدار بھی ہوگا۔

۵. ٹھیکیداری کے معاہدے میں شرطِ جزائی شامل ہو سکتی ہے، اس تفصیل کے مطابق جس پر معاہدہ کرنے والے دونوں فریقوں نے اتفاق کیا ہے، یہ اس وقت تک لاگو ہوگی جب تک جبری حالات پیدا نہ ہوں۔ جبری حالات کی صورت میں مجمع کی قرارداد نمبر ۱۰۹ (۱۲/۳) نافذ العمل ہوگی۔

٦. ٹھیکیداری کے معاہدے میں پوری قیمت کو ملتوی کرنا یا اسے قسطوں میں اس طرح منقسم کرنا جائز ہے کہ معین مدت کے بعد یا کام کے ایک طے شدہ مرحلہ کی تکمیل کے بعد قسط ادا کیا جانا طے ہو۔

۷. ترمیم و اضافے پر متفق ہونا جائز ہے۔

۸. اگر ٹھیکیدار اجرت پر اتفاق کیے بغیر آجر کی اجازت سے ترمیم یا اضافہ کرے تو ٹھیکیدار کو اجرتِ مثل ملے گی۔

۹. اگر ٹھیکیدار باہمی اتفاق کے بغیر ترمیم یا اضافہ کر دے تو وہ طے شدہ معاوضے سے زائد کا حقدار نہیں ہوگا، اور ایسی ترمیم یا اضافے کے معاوضے کا حقدار بھی نہیں ہوگا۔

۱۰. ٹھیکیدار اگر معاہدے کی شرائط میں کمی یا زیادتی کرے، یا شرائط کی خلاف ورزی کرے، تو وہ اس کا ضامن ہوگا اور اسی طرح وہ ان نقائص اور غلطیوں کا بھی ضامن ہوگا جن کا وہ سبب بنے گا۔ ٹھیکیدار، آجر کی وجہ سے یا زور زبردستی کی بنیاد پر کی جانے والی تجاوزات اور مخالفتوں کا ضامن نہ ہوگا۔

۱۱. اگر آجر، ٹھیکیدار کے خود کام کرنے کی شرط لگائے تو ٹھیکیدار کا آگے دوسرے ٹھیکیدار سے معاہدہ کرنا جائز نہیں ہو گا۔

۱۲. اگر آجر ٹھیکیدار کے خود کام کرنے کی شرط نہ لگائے تو ٹھیکیدار کسی دوسرے ٹھیکیدار سے آگے معاہدہ کر سکتا ہے، الا یہ کہ وہ کام کسی ایسے خاص وصف کی بناء اسی ٹھیکیدار سے کروانا مقصود ہو، جو وصف ٹھیکیدار بدلنے سے بدل جاتا ہو۔

۱۳. ٹھیکیدار اپنے ذیلی ٹھیکیداروں کے کام کا ذمہ دار ہے، اور آجر کی طرف اصل ٹھیکیدار کی ذمہ داری معاہدے کے مطابق بر قرار رہتی ہے۔

۱۴. ٹھیکیداری کے معاہدے میں یہ شرط قابل قبول نہیں ہے کہ ٹھیکیدار ضمان سے بری ہے۔

۱۵. ایک مخصوص مدت کے لیے ضمان کی شرط لگائی جا سکتی ہے۔

۱۶. ٹھیکیداری کے عقد کی طے شدہ مکمل مدت کے دوران عیوب سے براءت کی شرط قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

سفارشات:

اکیڈمی اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ ٹھیکیداری کے کچھ معاہدوں کا مطالعہ کیا جائے، جیسا کہ وہ معاہدہ جیسے (B.O.T)یعنی تعمیر، ملکیت کا حصول، انتظام وانصرام اور ملکیت کی منتقلی کہا جاتا ہے۔

واللہ تعالی أعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد ۱۳۰(۱۴/۴)

کمپنیوں کی جدید اقسام: ہولڈنگ اور دیگر کمپنیوں کا تعارف اور ان کے شرعی احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ قطر میں مؤرخہ ۸ تا۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ "کمپنیوں کی جدید اقسام: ہولڈنگ کمپنیوں اور دیگر کمپنیوں کا تعارف اور ان کے شرعی احکام" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:

قرارداد

اولاً: کمپنیوں کی جدید اقسام کی تعریف:

۱. **راس المال کی بنیاد پر قائم ہونے والی کمپنیاں (شرکات الاموال):** وہ کمپنیاں ہیں جو ہر شیئر ہولڈر کی آزاد شخصیت سے قطع نظر شراکت داروں کے سرمائے پر اپنے وجود اور تشکیل کا انحصار کرتی ہیں، اور ان کے حصص قابل تبادلہ ہوتے ہیں۔ ایسی کمپنیوں کی مزید اقسام ہوتی ہیں:

أ. **جوائنٹ اسٹاک کمپنی:** ایسی کمپنی کو کہا جاتا ہے جس کا سرمایہ مساوی، قابل تبادلہ حصص میں تقسیم کیا گیا ہو، اس میں ہر شراکت دار راس المال میں اپنے حصے کی حد تک ذمہ دار ہوتا ہے۔

ب. **توصیہ بالاسہم کمپنی:** ایسی کمپنی جس کا سرمایہ قابل تبادلہ حصص پر مشتمل ہو۔ ایسی کمپنی میں شرکاء کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک وہ شرکاء جو کمپنی کے تمام دیون کے ضامن ہوں، دوسرے وہ شرکاء جن کی ذمہ داری ان کے حصص کی مقدار تک محدود ہو۔

ت. **لمیٹڈ کمپنی:** ایسی کمپنی کو کہا جاتا ہے جس کا سرمایہ شراکت داروں کی ایک محدود تعداد کی ملکیت ہے، جن کی تعداد مخصوص تعداد سے زائد نہ ہو (یہ تعداد مختلف قوانین کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے) اور ہر شریک کا راس المال میں جو تناسب ہو اسی تناسب سے وہ شریک کمپنی کی واجبُ الاداء رقوم کا ذمہ دار ہوتا ہے، ایسی کمپنی کے حصص قابل تبادلہ نہیں ہوتے ہیں۔

۲. **افرادی کمپنیاں:** یہ وہ کمپنیاں ہیں جن کی ماہیت کمپنی میں موجود شرکاء پر مبنی ہو، اس لئے کہ ان مخصوص افراد کی اہمیت ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر بھروسہ کرتا ہے۔ ایسی کمپنیاں مزید درج ذیل اقسام پر منقسم ہوتی ہیں:

أ. **شرکۃ التضامن (جوائنٹ لائبلیٹی کمپنی):** یہ وہ کمپنی ہے جو دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے درمیان تجارتی مقاصد سے قائم کی جائے، شرکاء سرمایہ میں شریک ہوں، اور مشترکہ طور پر تمام شرکاء دائنین کے حق میں کمپنی کی واجبُ الاداء رقوم کے ذمہ دار ہوں، اور یہ ذمہ داری شرکاء کے ذاتی اثاثوں تک بھی متجاوز ہو جائے۔ یہ کمپنی بنیادی طور پر شراکت داروں کے درمیان ذاتی تعلقات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

ب. **لمیٹڈ پارٹنرشپ کمپنی:** ایسی کمپنی کو کہا جاتا ہے جس میں ہونے والا معاہدہ ایک یا زیادہ مشترکہ طور پر ذمہ دار اور ضامن شرکاء اور ایک یا زیادہ غیر منتظمین خاموش شراکت داروں، جن کی ذمہ داری ان کے حصص تک محدود ہو، کے مابین انجام پائے۔

ت. **شرکۃ المحاصۃ:** ایک چھپی ہوئی کمپنی جس کی کوئی قانونی شخصیت نہیں ہے، اور وہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان منعقد ہوتی ہے، جن میں سے ہر ایک کا راس المال میں ایک معلوم حصہ ہوتا ہے، اور وہ ایک یا زیادہ کاروباری سرگرمیوں سے ہونے والے منافع اور نقصان کو بانٹنے پر راضی ہوتے ہیں، اور اس میں ذمہ داری براہِ راست عمل کرنے والے فریق تک محدود ہوتی ہے۔

۳. **ہولڈنگ کمپنی:** ایسی کمپنی کو کہا جاتا ہے جو خود سے آزاد دیگر کسی ایک یا زیادہ کمپنیوں کے سرمائے میں حصص یا سرمائے کی مالک ہو، اس فیصد کے بدلے جو اسے قانونی طور پر ان کمپنیوں کے انتظام کو کنٹرول کرنے اور اس کے عمومی منصوبوں کو تشکیل دینے کے قابل بناتا ہے۔

۴. **ملٹی نیشنل کمپنی:** ایسی کمپنی ذیلی کمپنیوں کے ایک گروپ پر مشتمل ہوتی ہے، جس کا اصل مرکز ایک ملک میں ہوتا ہے، جب کہ اس کے ذیلی ادارے مختلف ممالک میں ہوتے ہیں، اور ایسی کمپنی زیادہ تر اپنی قومیت متعین کرتی ہے۔ اس کا مرکز ایک مربوط اقتصادی حکمت عملی کے ذریعے ذیلی کمپنیوں کے ساتھ منسلک ہو کر سرمایہ کاری کے متعین مقاصد حاصل کرنا ہوتا ہے۔

ثانیاً: اگر کمپنی کی سرگرمیاں حرام اور شرعاً ممنوع امور سے پاک ہوں تو اصولی بات یہ ہے کہ کمپنیوں کے ذریعے شراکت داری جائز ہے۔ لیکن اگر کمپنیوں کی سرگرمیاں ہی حرام ہوں، جیسے سود خور بینک یا وہ کمپنیاں جو کلی یا جزوی طور پر حرام امور کا کاروبار کرتی ہیں جیسے منشیات کا کاروبار، یا حرام سامان اور خنزیر کا کاروبار، تو ایسی کمپنیوں کی شراکت داری حرام ہے، ان کے حصص کا مالک بننا یا ان کے ساتھ تجارتی لین دین کرنا جائز نہیں ہو گا، اسی طرح یہ بات بھی متعین ہے کہ ایسی کمپنیوں کا غرر، مفضی الی النزاع جہالت اور دیگر ایسے تمام اسباب سے خالی ہونا ضروری ہے جن سے شرعاً شراکت داری باطل یا فاسد ہو جاتی ہے۔

ثالثاً: کمپنی کے لیے حرام ہے کہ اسہمِ تمتع، یا اسہمِ امتیاز یا قرض کے بانڈز جاری کرے۔

رابعاً: سرمائے کے نقصان کی صورت میں ہر شراکت دار کو کل سرمایہ میں اس کے حصے کے تناسب سے نقصان برداشت کرنا واجب ہو گا۔

خامساً: شیئر ہولڈر کمپنی کے جتنے شئیرز کا مالک ہو گا اسی تناسب سے وہ کمپنی کے اثاثوں کا بھی مالک ہو گا۔ اور کمپنی کی ملکیت اسی کی رہے گی جب تک کہ وہ کسی سبب (مثلاً تخارج یا کسی اور صورت کے ذریعے) کسی دوسرے کو منتقل نہ ہو جائے۔

سادساً: ہولڈنگ کمپنیوں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے شراکت داروں سے حصص پر زکوٰۃ وصول کرنے کے طریقہ کار کے حوالے سے کونسل کے چوتھے اجلاس کی قرارداد نمبر ۲۸ (۴/۳) اور تیرہویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۱۲۱ (۱۳/۳) کی طرف رجوع کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۱(۵/۱۴)

پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ ہونے والے قتلِ خطا میں ڈرائیور کی ذمہ داری اور کفارے کا تعدد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ ،دولۃ قطر میں ، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔ "پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعہ ہونے والے قتلِ خطا میں ڈرائیور کی ذمہ داری اور کفارے کے تعدد" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

مندرجہ ذیل شرعی مسائل پر بحث کے لیے اور ان میں سے ہر مسئلے پر مستقل تحقیق کے لیے قرارداد کے اجراء کو ملتوی کیا جاتا ہے:

۱) متعدد قتل کی صورت میں متعدد کفاروں کا ہونا

۲) عاقلہ کی عدم موجودگی یا عدمِ تحمل کی صورت میں متبادل صورتیں

۳) قتلِ خطا کے قاتل کی میراث سے محرومی

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۲(۱۴/۶)

عقود الإذعان

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ ،دولۃ قطر میں ، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔" عقود الإذعان " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. عقود الاذعان درج ذیل خصوصیات اور شرائط کے تحت چلنے والے معاہدوں کے لیے ایک جدید مغربی قانونی اصطلاح ہے:

أ. معاہدہ ان اشیاء یا منافع سے متعلق ہو جن کی تمام لوگوں کو ضرورت ہے اور لوگ ان اشیاء سے بے نیاز نہیں ہوں جیسے پانی، بجلی، گیس، ٹیلی فون،ڈاک، پبلک ٹرانسپورٹ... الخ

ب. ان اشیاء یا فوائد کے فراہم کنندہ کی حقیقی یا قانونی اجارہ داری موجود ہو یا کم از کم اشیاء و فوائد پر ایسا کنٹرول ہو جس کے نتیجے میں تنافس کا دائرہ کار بہت محدود ہو جائے۔

ج. معاہدہ کی تفصیلات اور شرائط طے کرنے میں ایجاب کرنے والا فریق خود مختار ہو، دوسرے فریق کو اس میں کسی بھی چیز پر بحث کرنے، منسوخ کرنے یا ترمیم کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔

د. ایجاب کا صدور جمہور عوام کے لیے ہو، اس کی تفصیلات اور شرائط میں یکسانیت ہو ، اور مسلسل بنیادوں پر چلے۔

۲. عقد الاذعان حکمی (تقدیری) ایجاب و قبول کے ملنے اور مربوط ہونے سے منعقد ہوتا ہے، ایجاب و قبول ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عرف میں دونوں فریقوں کی رضامندی اور قیامِ عقد کے لیے ان کے ارادے پر دلالت کرتا ہو۔ یہ معاہدہ ایجاب کرنے والے فریق کی طرف سے پیش کردہ شرائط و تفصیلات کے مطابق بغیر کسی مخصوص لفظ، تحریر یا فارم کی ضرورت کے انجام پاتا ہے۔

۳. چونکہ اس بات کا امکان ہے کہ عقود الاذعان میں غالب فریق قیمتوں اور ان کی شرائط کو کنٹرول کر سکتا ہے اور اپنی ایسی من مانی کر سکتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچے، لہذا عقود الاذعان میں یہ بات شرعاً واجب ہے کہ پہلے اسے ریاست کے نگران محکمے کے سامنے پیش کیا جائے (یعنی عوام کے سامنے تعامل کے لئے پیش کئے جانے سے پہلے) تاکہ اس میں جو حق ہے اسے قائم کیا جا سکے، اور اس میں تابعدار فریق کے لیے جو ظلم ہے اس میں شریعت کے انصاف کے تقاضوں کے مطابق ترمیم یا منسوخی کی جا سکے۔

۴. عقود الاذعان کو فقہی نقطہ نظر کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

پہلی صورت: وہ ہے جس میں قیمت منصفانہ ہو، اور اس کی شرائط میں تعمیل کرنے والے فریق کے ساتھ ناانصافی شامل نہ ہو، ایسے معاہدے شرعاً درست اور فریقین کے حق میں لازم ہیں، اور ریاست یا عدلیہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی قسم کی منسوخی یا ترمیم کے ذریعے اس معاملے میں مداخلت کرے کیونکہ اس صورت میں مداخلت کا کوئی شرعی جواز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جو فریق سامان یا منفعت پر قابض ہے وہ اسکی فراہمی کر رہا ہے اور شرعا واجب ثمن کے عوض اس کی فروختگی سے اجتناب نہیں کر رہا۔ شرعاً واجب ثمن ثمنِ مثل ہے (یا چاہے اس میں غبنِ یسیر بھی ہو، چونکہ غبنِ یسیر شرعا قابلِ معافی ہوتا ہے، کیونکہ مالی لین دین کے معاملات میں اس سے بچنا مشکل ہے اور لوگوں کے درمیان بھی اس پر تسامح معروف ہے)، نیز مجبور کی خرید و فروخت اگر منصفانہ ثمن کے بدلے ہو تو تمام اہل علم کے نزدیک درست ہوتی ہے۔

دوسری صورت: وہ ہے جس میں قیمت کے غیر منصفانہ (یعنی غبنِ فاحش پر مشتمل) ہونے یا ضرر دینے والی مَن مانی شرائط کی بناء پر تابعدار فریق پر ظلم ہو۔ ایسی صورت میں ریاست پر لازم ہے کہ درج ذیل طریقوں کو اختیار کر کے ابتداءً (یعنی عوام پر نافذ العمل کرنے سے پہلے) تدخل کرے۔[1] جبراً ایسی منصفانہ قیمتیں طے کر دے جس کے نتیجے میں ان افراد سے ظلم و ضرر ختم ہو جائے جو اشیاء اور منافع کو حاصل کرنے کے لئے مجبور ہوں۔ (یا)[2]

مہنگے داموں کو مثلی داموں سے بدل دیا جائے۔ (یا) ظالمانہ شرائط کو منسوخ کر دیا جائے یا ان میں ترمیم کر دی جائے، جس سے فریقین کے درمیان انصاف قائم ہو جائے، اس بنیاد پر:

أ. اگر کوئی فرد یا ادارہ جو عوام کو درکار کسی ضروری سامان یا منفعت کی اجارہ داری رکھتا ہو اور وہ عوام کو منصفانہ قیمت پر فروخت کرنے سے گریز کرے تو ریاست (حاکم) پر شرعاً واجب ہے کہ وہ جبراً منصفانہ قیمت مقرر کر دے، تاکہ فریقین کے حقوق کی رعایت ہو جائے۔ عام لوگوں کے حق کی بھی کہ اجارہ داری کرنے والے کے قیمت یا شرائط میں زیادتی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصان کو عوام سے دور کیا جائے اور اجارہ دار کے حق کی بھی کہ اسے اپنے مال کی منصفانہ قیمت مل جائے۔

ب. قیمت مقرر کرنے میں عوامی مفاد کو نجی مفاد پر مقدم رکھنا لازم آتا ہے۔ عوامی مفاد ان لوگوں کا مفاد ہے جو منصفانہ قیمت پر اشیاء یا فوائد خریدنے کے محتاج ہیں۔ اور نجی مفاد سے مراد اس ظالم ذخیرہ اندوزی کرنے والے کا مفاد ہے جو بہت زیادہ منافع یا ظالمانہ شرائط کے بغیر عوام کو وہ چیز فروخت کرنے پر رضامند نہ ہو۔ کیونکہ قواعدِ فقہیہ میں یہ ثابت شدہ بات ہے کہ (مصلحتِ عامہ کو مصلحتِ خاصہ پر ترجیح حاصل ہے) اور یہ کہ (ضررِ عام سے بچنے کے لئے ضررِ خاص کو برداشت کیا جاتا ہے)۔

(5) خصوصی درآمدی ایجنسیوں میں تین صورتوں میں (حکم کے اعتبار سے) فرق کیا جاتا ہے:

پہلی صورت یہ کہ خصوصی ایجنسی کی اس پروڈکٹ کی عمومی یا خصوصی ضرورت یا حاجت نہ ہو یا تو اس وجہ سے کہ وہ اشیاء یا منفعت ایسی راحت کی اشیاء ہوں جن سے استغناء ممکن ہو، یا اگر کوئی غیر متعین ضرورت یا حاجت ہو تب بھی اس پروڈکٹ کا مناسب متبادل بازار میں قیمتِ عادلہ پر دستیاب ہو۔ ایسی صورت میں درآمدی ایجنٹ کا یہ حق ہے کہ اس پروڈکٹ کا خریدار جس قیمت پر راضی ہو اس قیمت پر اپنی پروڈکٹ کو فروخت کر دے۔ اس صورت میں ریاست یا عدالت کو نرخ مقرر کرنے میں مداخلت کا حق نہ ہو گا، کیونکہ عقود کے صحیح ہونے میں اصل یہ ہے کہ فریقین کی رضامندی پائی جائے۔ اور عقد سے وہی چیز ثابت ہوتی ہے جو فریقین نے اپنے اوپر ثابت کی ہو، نیز صاحبِ وکالت کا اس پروڈکٹ کے ساتھ مخصوص ہونا یا اس کا اس پروڈکٹ کا ذخیرہ کرنا شرعاً جائز ہے، کیونکہ اگر عام لوگوں پر ظلم یا ضرر لازم نہ آرہا ہو تو بیچنے والے کا حق ہے کہ وہ اپنی مملوکہ چیز کو اسی قیمت پر فروخت کرے جس پر وہ راضی ہو۔ ایسی پروڈکٹ کے نرخ مقرر کرنا جائز نہیں۔

دوسری صورت یہ کہ خصوصی ایجنسی سے متعلق کوئی عام یا مخصوص ضرورت یا حاجت ہو، اور ایجنٹ اسے مناسب قیمت پر فراہم کر رہا ہو جس میں غبنِ فاحش یا ایسی من مانی نہ ہو جس میں ظلم ہو تو اس صورت میں بھی ریاست کو نرخ مقرر کرنے کے لیے مداخلت کرنا جائز نہیں، کیونکہ صاحب الوکالۃ کا اپنی پروڈکٹ کے ساتھ اختصاص اور اس کو روک کر رکھنا اپنی مملوکہ شئ میں ایک ایسا جائز تصرف ہے جس میں نہ تو کسی پر کوئی ظلم ہو رہا ہے اور نہ ہی ضرورت مند لوگوں کو ضرر پہنچ رہا ہے، لہذا ایسی شخص سے کوئی تعرّض نہیں کیا جائے گا۔

تیسری صورت یہ کہ خصوصی ایجنسی سے کوئی ضرورت متعلق ہو یا کوئی عمومی یا خصوصی حاجت متعلق ہو، اور ایجنٹ اس کو غبنِ فاحش یا ظالمانہ شرائط کے بغیر فروخت کرنے سے گریز کر رہا ہو۔ اس صورت میں ریاست پر واجب ہے کہ وہ ایجنٹ پر جبری قیمت مقرر کر کے ضرورت مندوں سے اس ظلم کو دور کرنے کے لیے مداخلت کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۳(۷/۱۴)

اسلامی مالیاتی اداروں میں تاخیر سے وصول ہونے والی رقوم کا مسئلہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ ،دولۃ قطر میں ، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔

" اسلامی مالیاتی اداروں میں تاخیر سے وصول ہونے والی رقوم کا مسئلہ "کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی،، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: واجبُ الوصول رقوم کے تاخیر سے موصول ہونے پر پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے اسلامی مالیاتی داروں کا طریقہ کار سودی مالیاتی اداروں سے مختلف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سودی بینک سود سے بھی استفادہ کرلیتے ہیں، اس لیے مناسب یہ ہے کہ مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں بینکوں کے سود کی حرمت کو تاکیداً پیش کردیا جائے:

أ. روایتی بینکوں کے وظائف:

بینکوں کے امور سے متعلق قوانین بینکوں کو اس بات سے روکتے ہیں کہ سرمایہ کاری کے میدان میں نفع و نقصان کی بنیاد پر عمل کیا جائے۔ یہ عوام سے قرض کے طور پر رقوم وصول کرتے ہیں اور ماہرینِ قانون و اقتصادیات کے مطابق یہ اپنے افعال کو سود پر قرض دینے اور قرض لینے ہی میں محدود رکھتے ہیں اور عوام سے لی گئی رقوم کو سود پر قرض دے کر فائدہ پیدا کرتے ہیں۔

ب. روایتی بینکوں اور کھاتہ داروں کے درمیان تعلق

کھاتہ داروں اور بینکوں کے شرعی اور قانونی اعتبار سے قرض کا تعلق ہے، وکالت کا نہیں۔ اور یہ بات خود بینکوں کے قوانین اور ضوابط سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری میں وکالت ایک معاہدہ ہوتا ہے جس کے تحت کسی دوسرے شخص کو موکل کے مفاد میں ایک مخصوص فیس یا سرمایہ کاری کی گئی رقم کے فیصد کے بدلے میں رقم کی سرمایہ کاری کا اختیار دیا جاتا ہے۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ موکل سرمایہ کاری کی رقم کا مالک ہوتا ہے، اور اس کا نفع بھی موکل ہی کو حاصل ہوتا ہے اور اس کا نقصان (خسارہ) بھی اسی کے ذمے ہوتا ہے، جبکہ وکیل کو اس کے عمل کے عوض ایک طے شدہ اجرت ملتی ہے، بشرطیکہ وکالت بالاجر ہو۔ اس تفصیل کے مطابق بینک اپنے پاس جمع شدہ رقوم کی سرمایہ کاری میں کھاتہ داروں کے وکیل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ رقوم جب سودی بینک میں جمع کروا کر سودی بینک کے ضمان میں دے دی جاتی ہیں، تو ان کی حیثیت ایسے قرضوں کی ہوتی ہے جن میں سودی بینک کو تصرف کرنے کا حق حاصل ہے، اور سودی بینک کی طرف سے ان رقوم کو واپس لوٹانے کا التزام بھی پایا جارہا ہے۔ قرض کو کسی مشروط زیادتی کے بغیر مثل کے ساتھ ہی لوٹایا جاتا ہے۔

ج. روایتی بینکوں کے منافع شرعاً حرام سود ہیں

ڈپازٹس پر بنکوں کا نفع کتاب و سنت کی روشنی میں حرام سود ہے اور یہی وہ فیصلہ ہے جس پر مجمع البحوث الاسلامیہ کی دوسری اسلامی کانفرنس، جو قاہرہ میں محرم ۱۳۸۵ھ / مئی ۱۹۶۵ء میں منعقد ہوئی تھی، سے لے کر آج تک کی تمام قراردادیں اور فتاوی مجتمع ہیں۔ اس کانفرنس میں امت کے ۸۵ کبار اہل علم شریک ہوئے تھے اور ۳۵ اسلامی ممالک کے مندوبین بھی شامل تھے اور اس کانفرنس کی قرارداد کی پہلی شق میں یہ بات مذکور تھی:

"تمام اقسام کے قرضوں پر نفع کمانا حرام سود ہے"۔ اس کے بعد کئی کانفرنسوں کے فیصلوں اور سفارشات میں یہی بات پیش کی گئی، بشمول:

- مکہ المکرمہ میں ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء میں اسلامی معاشیات پر پہلی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تین سو سے زائد علماء، فقہاء اور معاشیات و بینکاری کے ماہرین نے شرکت کی اور بینک کے سود کے حرام ہونے پر زور دیا۔

- اسلامی بینکوں کی دوسری کانفرنس، کویت میں ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں منعقد ہوئی، جس میں اسی معنی پر زور دیا گیا۔
- بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جو منظمۃ التعاون الاسلامی کی شاخ ہے، اس نے جدہ میں ہونے والی اپنی دوسری کانفرنس کے اجلاس میں، جو ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ / دسمبر ۱۹۸۵ء میں منعقد ہوا تھا، اپنی قرارداد نمبر ۱۰ (۱۰/۲) میں یہ طے کیا تھا کہ: ہر وہ اضافی فوائد جو اس دَین پر لئے جائیں جس کی ادائیگی کی مدت پوری ہو چکی ہو اور مدیون اس کی ادائیگی سے عاجز ہو، اسی طرح ہر وہ اضافی فائدہ جو قرض پر ابتداہی سے طے ہو، یہ دونوں صورتیں شریعت میں حرام ہیں۔
- مکہ المکرمہ میں رابطۃ العالم الاسلامی کی اسلامی فقہ کونسل نے ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء میں منعقدہ اپنے نویں اجلاس میں اس بات کی توثیق کی کہ ہر وہ چیز جو سود کے ذریعے حاصل ہو وہ شریعت میں مالِ حرام ہے۔
- الازہر کی فتویٰ کمیٹی نے سرمایہ کاری کے سرٹیفکیٹس (اَ، ب) پر حاصل ہونے والے منافع کے حرام ہونے پر زور دیا ہے، کیونکہ یہ قرض پر نفع کے زمرے میں آتا ہے اور قرض پر نفع سود ہے اور سود حرام ہے۔
- فضیلۃ المفتی ڈاکٹر محمد سید طنطاوی نے رجب ۱۴۰۹ھ / فروری ۱۹۸۹ء کو اپنے فتوے میں صراحتاً تحریر فرمایا کہ: پہلے سے طے شدہ فوائد کے عوض بینکوں میں رقم جمع کرنا، یا بینکوں کو قرض دینا یا ان سے قرض وصول کرنا حرام ہے۔

مذکورہ بالا تمام امور کے علاوہ بہت سے علمی اداروں کے متعدد فتاوی مثلا اسلامی ممالک کی فقہ اکیڈمیاں، فتویٰ کمیٹیاں، سیمینارز اور علمی کانفرنسیں، عالم اسلام میں اقتصادی امور اور بینکاری کے ماہرین کے فتاوی جات، سب نے اسی مضمون کی اس طور پر تاکید کر دی ہے کہ ان کے مجموعے سے اس زمانہ میں سودی بینکوں کے سود کے حرام ہونے پر ایسا اجماع پیدا ہو گیا ہے جس کی مخالفت ناجائز ہے۔

د. سرمایہ کاری پر حاصل ہونے والے منافع شروع میں ایک حتمی رقم کے طور پر طے کرنا یا سرمائے کے فیصدی تناسب کے طور پر متعین کرنا

یہ طے ہے کہ سودی قرض کا معاہدہ مضاربہ کے شرعی عقد سے مختلف ہے، اس میں منافع قرض لینے والے کے لیے ہے اور خسارہ بھی اسی پر ہے۔ جبکہ مضاربہ میں نفع میں شراکت ہوتی ہے اور اگر نقصان ہو جائے تو نقصان میں بھی شراکت ہوتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " الخراج بالضمان "، ترجمہ: خراج، ضمان کے بدلے ہی آتا ہے۔ (اسے مسند احمد اور اصحاب سنن نے صحیح سند سے روایت کیا ہے) یعنی جو کچھ منافع، بڑھوتری اور اضافے حاصل ہوتے ہیں، وہ اسی شخص کے لیے حلال ہوتے ہیں جس نے تلف ہونے، ہلاک ہونے اور عیب دار ہونے کے خطرے کو برداشت کیا ہو۔ اسی حدیث سے فقہاء نے اس مشہور فقہی قاعدے کا استنباط کیا ہے: (الغنم بالغرم) یعنی نفع تو تاوان کے بدلے ہی ملتا ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایسے نفع سے منع فرمایا ہے جس کا ضمان نہ اٹھایا گیا ہو: "نهى عن ربح مالم يُضمن " (اصحاب سنن نے اسے روایت کیا ہے)

صدیوں سے اور تمام مسالک میں، فقہاء نے متفقہ طور پر اس بات پر اجماع کیا کہ مضاربہ اور دیگر شراکت داریوں میں سرمایہ کاری کے منافع کی حتمی مقدار طے کرنا یا سرمایہ کاری کی گئی رقم (سرمایہ) کے فیصدی حصے کو طے کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں دراصل ضمان لازم آتا ہے جو کہ نفع و نقصان میں اس شرکت کو ختم کر دیتا ہے جو شراکت داری اور مضاربت کا تقاضا ہے۔ اور یہ اجماع پختہ اور اب بھی برقرار ہے کیونکہ اس کا خلاف منقول نہیں ۔ ابن قدامہ المغنی (۳/ ۳۴) میں کہتے ہیں: (اہل علم کی مستند جماعت نے ایسے قرض (مضاربت) کے لین دین کو باطل قرار دیا ہے جس میں کسی ایک فریق یا دونوں کے لیے متعین دراہم کی شرط لگائی گئی ہو)۔ اور اجماع ایسی دلیل ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔

اور یہ کونسل بھی اسی اجماع کی تائید کرتے ہوئے اہل اسلام کو کسبِ حلال اختیار کرنے اور کسبِ حرام سے اجتناب کرنے کی وصیت کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت اسی میں ہے۔

ثانیاً: وہ واجبُ الاداء رقوم جن کی ادائیگی میں تاخیر ہو گئی ہو

اً. عقود میں شرطِ جزائی کے اعتبار سے مجلس سلم کے بارے میں اپنی سابقہ قرارداد نمبر ۸۵ (۲/ ۹) کی تاکید کرتی ہے جس کا متن کچھ یوں تھا: (یہ جائز نہیں کہ مسلَم فیہ کی حوالگی میں تاخیر کی صورت میں عقد میں شرطِ جزائی رکھی جائے، اس لئے کہ مسلَم فیہ دین ہے اور تاخیر کی صورت میں دیون پر زیادتی کی شرط لگانا جائز نہیں) اسی طرح شرطِ جزائی کے حوالے سے کونسل کی قرارداد نمبر ۱۰۹ (۳/ ۱۲) کی بھی تصدیق کرتی ہے، جس کا

متن یہ تھا: (تمام مالی عقود میں شرطِ جزائی لگانا جائز ہے سوائے ان عقود کے جن میں اصل ذمہ داری ہی دین ہو، کیونکہ اس طرح کرنا واضح طور پر سود ہوگا۔ اس پر بنا کرتے ہوئے بطورِ مثال قسطوں کی خرید و فروخت میں بقیہ اقساط کی ادائیگی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے مدیون کے لیے شرطِ جزائی لگانا جائز نہیں ہوگا، چاہے یہ تاخیر تنگی کی وجہ سے ہو یا ٹال مٹول کی وجہ سے۔ اور عقدِ استصناع میں اگر مستصنع اپنی طے شدہ ذمہ داری پوری نہ کرے تو اس کے لیے شرطِ جزائی لگانا جائز نہیں ہوگا)

ب. کونسل قسطوں کی خرید و فروخت کے بارے میں اپنی سابقہ قرارداد نمبر ۵۱ (۶/۲) کی مندرجہ ذیل فقروں میں تائید کرتی ہے:

(**ثالثاً:** اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں مقررہ مدت سے تاخیر کردے تو اس پر سابقہ شرط کی بنیاد پر یا سابقہ شرط کے بغیر قرض کی مقدار پر زیادتی لازم کرنا جائز نہیں، اسلئے کہ یہ ربا محرم ہے۔

رابعاً: جن قسطوں کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا صاحب استطاعت خریدار کے لئے حرام ہے، لیکن اس کے باوجود شرعاً ادائیگی کے مؤخر ہونے کی صورت میں کسی قسم کے معاوضے کی شرط لگانا جائز نہیں۔

خامساً: شرعاً جائز ہے کہ ادھار بیچنے والا فروختگی کے وقت یہ شرط لگادے کہ اگر خریدار چند قسطوں کی ادائیگی وقت پر نہ کرے تو باقی ماندہ قسطوں کی ادائیگی بھی فوراً واجب ہو جائے گی، بشرطیکہ خریدار اس شرط پر عقد کے وقت ہی راضی ہو گیا ہو۔

سادساً: فروختگی کے بعد فروخت شدہ شئ اپنے پاس رکھنے کا فروخت کنندہ کو کوئی حق نہیں ہے، لیکن فروخت کنندہ کے لئے یہ شرط لگانا جائز ہے کہ ادھار اقساط کی وصولیابی کی غرض سے فروخت کنندہ کے حق کے ضمان کے طور خریدار فروخت شدہ چیز کو رہن رکھے گا۔)

ج. اسلامی بینکوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرضوں کی ادائیگی میں تاخیر کے اسباب کو حل کرنے کا اہتمام رکھیں، جیسے مرابحات اور عقود مؤجلہ کا اہتمام کرنا، اور تمویل کے تکنیکی ذرائع (جیسے دراسۃ الجدویٰ) کو اختیار نہ کرنا اور اسی طرح مناسب ضمانتیں نہ اپنانا۔

ثالثاً: کونسل مندرجہ ذیل امور کی تاکید کرتی ہے:

أ. اسلامی بنوک اپنے معاملات میں اسلامی اقتصادی نقطہ نظر اور اس کے ضوابط کی پابندی کریں اور اقتصادی اور سماجی ترقی کے حصول کے لیے براہ راست سرمایہ کاری اور شراکت داری کے ذریعے مزید پیش رفت حاصل کرنے کے لیے ضروری فنی اور انتظامی اصلاحات کریں جو کہ اسلامی مالیاتی اداروں اور تنظیموں کے اہم ترین اہداف اور مقاصد میں سے ہے۔

ب. اسلامی مالیاتی اداروں میں واجبُ الوصول رقوم کی وصولی میں تاخیر کے مسئلے کے لیے متبادل طریقہ کار تلاش کیا جائے اور اس پر ایک تحقیق کی جائے جسے بورڈ کے سامنے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرار داد نمبر ۱۳۴(۸/۱۴)

نیا عالمی نظام، عالمگیریت اور علاقائی گروہ بندیاں اور ان کے اثرات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چودھواں اجلاس دوحہ، دولۃ قطر میں، مؤرخہ ۸ تا ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۸ تا ۱۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو منعقد ہوا۔

" نیا عالمی نظام، عالمگیریت اور علاقائی گروہ بندیاں اور ان کے اثرات " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز کونسل نے اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی بغور سنا۔

اس کے نتیجے میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آئے:

اولاً: عالمگیریت اور نیو ورلڈ آرڈر کا مقصد:

عالمگیریت کا اپنے ظاہر کے اعتبار سے معنی یہ ہے کہ اشیاء و نظریات کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں آسانی پیدا کی جائے۔ اور لوگوں اور قوموں کے درمیان رکاوٹوں کو ہٹایا جائے تاکہ دنیا ایک چھوٹے سے عالمی گاؤں کی طرح بن جائے۔ اور یہ نتیجہ ہے دورِ حاضر کی ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی اور بین الاقوامی تعامل کے لیے اختراعی فارمولوں کا، جس میں بین الاقوامی علاقائی گروہ بندیاں، ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن، اور برِاعظموں میں کام کرنے والی کمپنیاں بھی شامل ہیں۔ اس کے ساتھ بڑی طاقتوں اور معاصر مغربی تہذیب کے اثرات نے ان دستیاب صلاحیتوں کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنا بھی شروع کر دیا جس کی وجہ سے وہ انسانی زندگی کے بہت سے شعبوں پر کنٹرول اور غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

اس کا تعلق نام نہاد نیو ورلڈ آرڈر سے ہے، جو بین الاقوامی تنظیموں اور بین الاقوامی اداروں پر مبنی ہے جنہوں نے مختلف تعلیمی، اقتصادی، سماجی، آبادیاتی اور ماحولیاتی مسائل کو اس نظریے کے ساتھ حل کرنا شروع کیا

ہے جو بڑی طاقتوں کے مفادات کے لیے مفید ہوتے ہیں اور معاصر مغربی مادی تہذیب کے تصورات کو عام کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اس طرح کی عالمگیریت امت اسلامیہ کے لیے ایک سخت چیلنج بن چکی ہے، کیونکہ یہ امت اللہ تعالیٰ کے پیغام کی حامل ہے اور کیونکہ اس نے ایک ایسی سلیم الفطرت انسانی تہذیب قائم کی تھی، جس نے زندگی کے تمام پہلوؤں میں انسانی فلاح و بہبود کے حصول کو ممکن بنایا تھا۔ لہذا آج اس چیلنج کے مقابلے میں قوم کے علماء، سیاست دانوں، مفکرین اور رہنماؤں پر سیاسی، ثقافتی، تعلیمی، معاشی، میڈیا اور دیگر زندگی کے شعبوں میں ایک ایسی جامع اسلامی نشاۃِ ثانیہ کے حصول کی عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جو اس امتِ مسلمہ کو خوشحالی اور ترقی کے افق کی طرف دھکیلتے ہوئے لے جائے۔

یہ ذمہ داریاں دو رُخ پر سامنے آرہی ہیں:

پہلا رُخ: قوم کی نسلوں اور اس کے تمام نوجوانوں کو مغربی اثر و رسوخ کے تحت عصری عالمگیریت کے طریقوں سے مسلط چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مضبوط کرنا، جس کے لیے عصر حاضر کی ایسی اسلامی شخصیت کی تعمیر کے لیے بھرپور کوششوں کی ضرورت ہے، جو شخصیت علم و بصیرت کی بنیاد پر اور اسلام کے معتدل، متوازن گہرے فہم کی اساس پر چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، جو شخصیت سائنس اور ایمان کو، روایت اور جدیدیت کو، اور اپنے اقدار پر ثابت قدمی کے ساتھ عصرِ حاضر کی پیش قدمیوں کے لئے وسعت کو یکجا کرتی ہو۔ اس کے لیے تعلیمی نصاب پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے، خاص طور پر مذہبی مضامین کو مضبوط کرنا، اور ان میں کسی بھی بیرونی قوتوں کی مداخلت کو مسترد کرنا بہت ضروری ہے۔

دوسرا رُخ: عالمگیریت کے آلات اور طریقہ کار سے نمٹنے کے لیے شعوری جامع منصوبوں کے مطابق، سبقت کی لگام کو تھامے رکھنا، اور عصرِ حاضر کے معاشروں کو، ارتجالی، سطحی، یا محدود نقطۂ نظر کے بجائے، اس طریقے اور زبان سے مخاطب کرنا جس طریقے اور زبان کو وہ سمجھتے ہیں، اور یہ خطاب فکری، ثقافتی اور ابلاغی سمیت تمام میدانوں میں ہو، جس کا ہدف سائنسی اور معاشی ترقی میں تخلیقی مہارتوں اور کامیابیوں کو حاصل کرنا ہو جو معاشرے میں ہر انسان کے لیے ایک باوقار زندگی کا تحفظ کریں۔

کونسل، تجویز کردہ جامع منصوبوں کے فریم ورک کے اندر، اور اس بنیاد پر کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو دنیا اور آخرت میں لوگوں کی بھلائی اور سعادت کے لیے آیا ہے، اور یہ وہ آخری اور حتمی دین ہے جس کے علاوہ اب کوئی دین قابلِ قبول نہیں، مندرجہ ذیل امور کی سفارش کرتی ہے:

١. اسلام کی آفاقیت کا تعارف کرایا جائے، نیز اسلام کی طرف سے انسانیت کے موجودہ مسائل کے لئے جو حل پیش کئے گئے ہیں، انہیں بھی متعارف کیا جائے اور اس کے لیے تمام دستیاب ذرائع کو استعمال کیا جائے۔

٢. منظمۃ التعاون الاسلامی اور اس سے منسلک اداروں اور دیگر بین الاقوامی اسلامی اداروں کو مضبوط کیا جائے اور بین الاقوامی اسلامی بلاکس کو، خاص طور پر اقتصادی میدان میں گہرا کرنے کے لیے ان کے کردار کو، فعال کیا جائے۔

٣. مشترکہ اسلامی منڈیوں کے قیام اور عرب اور اسلامی ممالک کے درمیان مشترکہ اقتصادی منصوبوں اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔

٤. اسلامی دنیا اور نئے بین الاقوامی نظام کے درمیان تعلقات کی اصلاح کے لیے اس طریقے سے کام کرنا جو اسلامی ممالک کی آزادی اور ان کی خودمختاری اور خصوصیات کے احترام کو یقینی بنائے، جس کا مقصد اسلامی ممالک کے لوگوں کے اسلامی تشخص کو محفوظ رکھنا ہو۔

٥. اسلامی ممالک میں سائنسی اور تکنیکی صلاحیتوں کو آگے بڑھانے کے لیے کام کیا جائے، اور ان میں عصری ٹیکنالوجی کی مہارتیں حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

٦. اسلامی عوام کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنایا جائے، اور تمام چیلنجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اتحاد کا حصول ممکن بنایا جائے۔

٧. اسلامی ابلاغ میں روایت اور جدیدیت کے عناصر پر زور دیا جائے، اور اس ابلاغ کے ذرائع کو اس انداز میں تیار کیا جائے جس سے مسلمان بچوں کو عقلی آگہی حاصل ہو، اور دینِ اسلام کے پیغام کی بنیاد پر انسانی برادری کے سامنے اسلامی نقطۂ نظر کو انسانیت کی فلاح وبہبود کی غرض سے اس انداز میں پیش کیا

جائے جو ایک طرف غلو اور انتہا پسندی سے بھی دور ہو تو دوسری طرف تفریط اور ٹوٹ پھوٹ سے بھی دور ہو۔

۸. اسلامی تعلیم کے جامعات، کالجوں اور اداروں میں اور فتویٰ کونسلوں اور فقہی اکیڈمیوں میں اجتہاد کے تصورات کو مستحکم کرنے کے لیے کام کرنا، تاکہ جامع اور موثر حل پیش کرنے کی استطاعت رکھنے والی گہری اور وسیع فقہی نظر سے نئے مسائل اور ابھرتی ہوئی مشکلات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

۹. اسلام کی درست معرفت کو پیش کرنے اور دین کی روشن تصویر کو اجاگر کرنے کے لیے عصری ذرائع ابلاغ اور اس کے طریقہ کار سے استفادہ کرنا، بالخصوص سیٹلائٹ چینلز اور انٹرنیٹ کے ذریعے۔

۱۰. بین الاقوامی تنظیموں اور عالمی کانفرنسوں میں شرکت کرتے وقت نمایاں اسلامی مؤقف کو اجاگر کرنے اور بنی نوع انسان کی ترقی کو لاحق خطرات اور برائیوں سے بچانے کے لیے اسلامی ممالک اور ان کی رضاکار تنظیموں کے درمیان ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔

واللہ الموفق

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

فلسطین اور عراق

کونسل نے عرب اور اسلامی ممالک بالخصوص فلسطین اور عراق کو درپیش خطرناک حالات کا جائزہ لیا، جس کی صورتحال یہ ہے:

فلسطین میں قابض اسرائیلی حکام کی ریاستی دہشت گردی دندنارہی ہے، جس میں وہ بچوں، خواتین، بوڑھوں اور نہتے شہریوں کو قتل کرتے ہیں۔ نیز من مانی گرفتاریاں، قتل وغارت، چھاپے اور ان کے مالکان کے گھروں کو مسمار کرنا، زرعی زمینوں کو بلڈوز کرنا اور شہروں، دیہاتوں اور کیمپوں کا مسلسل فوجی محاصرہ کرنا، جن میں سرفہرست یروشلم شہر ہے، الاسراء اور المعراج کا شہر، جو مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان کا حصہ ہیں اور اس کے ساتھ وہ فلسطینی عوام کو مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے سے محروم کررہے ہیں۔

اس ساری دہشت گردی کے ساتھ اسرائیل امن کا دعویٰ کرتا ہے اور اس جیسا مجرم بھی امن پسند کہلاتا ہے۔ اور یہ کہ اپنے مذہب، اپنی سرزمین اور اپنی عزت کا دفاع کرنے والے شہید جنگجو دہشت گرد ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسرائیلی قبضے کا یہ جارحانہ طرز عمل دہشت گردی ہے اور یہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی معاہدوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ یہ سب کچھ پوری دنیا کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے ہو رہا ہے، خاص طور پر ان ممالک کے سامنے جو آزادی، جمہوریت، مساوات اور انسانی حقوق کے تحفظ کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اور دوسری طرف برادر اسلامی ملک عراق کو امریکی اور برطانوی جارحیت سے خطرہ ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی اس صریح جارحیت سے باز آنے کی پکار پر کان دھرے بغیر، اور عرب اور اسلامی تنظیموں کے سرکاری اور قومی دونوں طرح کے فیصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، اور امن کی ان دعوتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جو امن پسند ممالک اور قوموں کی طرف سے دی جارہی تھی، مسلمان عوام، ان کی پاکیزہ زمین اور اس کی

نعمتوں کو نشانہ بنایا ہے۔ یہ موقف ریاستوں، ان کی سرزمینوں اور ان کے لوگوں کے تقدس کو پامال کرنے میں تمام بین الاقوامی اقدار اور معاہدوں کی نفی ہے۔

اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے کونسل، امتِ مسلمہ کی تمام حکومتوں اور قوموں کو اس مدد اور نصرت کی دعوت دیتی ہے جو اس امت پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرض کی ہے، تاکہ اس خون اور ان جانوں کو محفوظ بنایا جائے جنہیں اللہ نے عصمت عطا کی ہے اور جن کی حرمت پامال کرنے کو حرام کیا ہے، یہ نصرت بعینہ اللہ اور اس کے رسول کے ان ارشادات پر عمل ہوگا: (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ)[الحجرات:۱۰] یعنی ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسی طرح ارشادِ باری تعالی:(وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ)[التوبہ:۷۱] یعنی مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون) اور دوست ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی نبی ﷺ نے فرمایا ہے: (المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا) یعنی ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کا کچھ حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔ اسی طرح آپ کا یہ فرمان بھی ہے:(المسلم أخو المسلم لا يظلمه، ولا يخذله، ولا يسلمه) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے تنہا چھوڑتا ہے۔

ان آیات اور احادیث پر بنا کرتے ہوئے کونسل سابقہ مذکورہ باتوں کے ساتھ مندرجہ ذیل امور کی بھی تاکید کرتی ہے:

اولاً شریعت کی رو سے یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص بھی جارحین کی حمایت کرے یا ان کے جارحانہ اہداف کو پورا کرنے میں ان کی مدد کرے اور بے گناہوں کا معصوم خون ضائع کرے۔

ثانیاً کسی بھی اسلامی ملک پر حملہ پوری ملت اسلامیہ پر حملہ ہے۔

ثالثاً تمام مسلم حکمرانوں پر شرعی طور پر یہ لازم ہے کہ وہ مدد و نصرت کے باب میں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اور اپنے دین، قوم اور وطن کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

الحمدللہ رب العالمین

قراردادیں اور سفارشات

پندرہواں اجلاس

منعقدہ:

مسقط (سلطنتِ عُمان)

۱۴ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ

۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۵(۱/۱۵)

اسلامی گفتگو، اس کی خصوصیات اور اسے درپیش چیلنجز

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔ "اسلامی گفتگو، اس کی خصوصیات اور اسے درپیش چیلنجز" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا اور قرآن حکیم میں دعوت الی اللہ کے بارے میں جو حکمت اور موعظتِ حسنہ کے واجب ہونے کا جو حکم مذکور ہے اور سنت اور سیرتِ نبویہ کی قولی نصوص اور عملی نمونے جس طرح مخاطبین کے احوال کی رعایت، اور ہر درجے کے لئے اس کے مناسب اسلوب کے تذکرے سے لبریز ہیں، نیز اسلامی گفتگو کو اس متوجہ کئے جانے والے مخاطب کی نوعیت کے اعتبار سے جیسا معتدل اور متوازن ہونا چاہیے، ان سب باتوں کے استحضار کے ساتھ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

أ. اسلامی گفتگو سے مراد اظہار کا وہ طریقہ ہے جو عوامی اور نجی زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلام کے حقائق اور قوانین کو ظاہر کرتا ہے۔

ب. موجودہ حالات میں اسلامی گفتگو کی خصوصیات کو ظاہر کرنے اور اس کے بارے میں شکوک وشبہات کو دور کرنا لازم ہے۔ تاکہ اسلام پر کئے جانے والے ظالمانہ حملوں کو پسپا کیا جاسکے، اور اسلام کے حقائق مسخ کرنے والی میڈیا کی مہمات کی مزاحمت کی جاسکے۔

ج. نئی ضرورتوں اور مواد سے ہم آہنگ ہونے کو دلیل بنا کر اسلامی گفتگو کو نئے سانچے میں اس طور پر ڈھال دینا جائز نہیں کہ اس کے نتیجے میں اسلام کے بنیادی اصول اور قواعدِ شرعیہ کے ثابت شدہ امور میں تبدیلی لازم آجائے۔

اس تناظر میں کونسل مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرتی ہے:

أ. اسلامی گفتگو سے متعلق مبلغین اور مفکرین کی کوششوں کو مربوط کرنے کی کوششیں کرنا، خواہ یہ مسلم معاشروں میں ہو یا غیر مسلم معاشروں میں؛ تاکہ حکمت اور موعظتِ حسنہ کے ساتھ دعوت پہنچانے کے لیے قرآن وسنت کے منہج کو مد نظر رکھا جاسکے اور دعوتِ حق کو مقبول بنانے کے لیے ناگوار باتوں سے اجتناب کیا جاسکے۔

ب. ہر سطح کے لوگوں تک اسلامی گفتگو فراہم کرنے کے لیے مواصلات کے تمام ذرائع اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کی ضرورت۔

ج. اسلامی حکومتوں اور ان لوگوں کو جو ذرائع ابلاغ بالخصوص سیٹلائٹ چینلز اور انٹرنیٹ کے ذریعے اسلامی گفتگو کو پہنچانے میں پیسہ اور محنت خرچ کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، اسلام کے حقائق کو واضح کرنے، شکوک وشبہات کو دور کرنے اور اس پر لگنے والے الزامات کی تردید کے لیے دعوت دینا۔ اور ان تمام ذرائع کو ہر اس چیز سے پاک کرنے کی کوشش کرنا جو اسلام سے متصادم ہو۔

د. روایت اور جدیدیت کو یکجا کرنے والے گفتگو کے انداز میں تعمیری اجتہاد اور اختراع پر کام کرنا، یعنی ان فوری مفادات اور رسوم ورواج کی رعایت کرنے میں جو شریعت کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں مستقل اصولوں اور تبدیلیوں کو مد نظر رکھنا۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۶(۱۵/۲)

شرکتِ متناقصہ اور اس کے شرعی ضوابط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" شرکتِ متناقصہ اور اس کے شرعی ضوابط " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. **مشارکتِ متناقصہ:** لین دین کا ایک نیا طریقہ ہے جو دو فریقوں کے درمیان آمدنی والے پروجیکٹ میں شرکت پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ان میں سے ایک فریق، دوسرے فریق کے حصہ کو بتدریج خریدنے کا عہد کرتا ہے، خواہ خریداری کرنے والا آمدنی میں اپنے حصے سے خریداری کرے یا دوسرے ذرائع سے۔

۲. **مشارکتِ متناقصہ کے قیام کی بنیاد:** اس کی بنیاد ایسا معاہدہ ہوتا ہے جو فریقین مل کر منعقد کرتے ہیں اور ہر فریق کچھ راس المال شامل کرتا ہے، خواہ نقد کی شکل میں ہو یا تقویم کے بعد اعیان کی شکل میں، منافع کی تقسیم کے طریقہ کار کی وضاحت بھی کر دی جاتی ہے، جبکہ نقصان ہونے کی صورت میں ہر شریک شرکت میں اپنے حصے کے بقدر نقصان برداشت کرتا ہے۔

۳. مشارکتِ متناقصہ فریقین میں سے صرف کسی ایک فریق کی طرف سے یہ وعدہ ملزمہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے فریق کے حصہ کی ملکیت حاصل کرے گا، جبکہ دوسرے فریق کو خیار حاصل ہوتا ہے اور یہ (دوسرے فریق کے

حصہ کی ملکیت حاصل کرنا) ہر حصہ کی ملکیت حاصل کرتے ہوئے عقدِ بیع کے انعقاد کے ذریعہ ہوتا ہے۔ خواہ یہ عقدِ بیع ایجاب اور قبول کے نوٹسز کے تبادلہ کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو۔

۴. یہ جائز ہے کہ دونوں شرکاء میں سے ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ ایک طے شدہ اجرت مقرر کرے مخصوص مدت تک کے لئے کرائے پر حاصل کرلے اور دونوں شرکاء میں سے ہر ایک اپنے حصے کی حد تک اساسی دیکھ بھال کا بدستور ذمہ دار رہے گا۔

۵. مشارکتِ متناقصہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں شراکت داری کے عمومی احکام کا التزام کیا جائے اور درج ذیل ضوابط کی رعایت رکھی جائے:

أ. فریقین میں سے کوئی ایک یہ وعدہ نہ کرے کہ وہ دوسرے فریق کا حصہ اس قیمت پر خریدے گا جو شرکت قائم کرتے وقت حصے کی قیمتِ رسمیہ تھی۔ کیونکہ اس طرح ایک شریک دوسرے شریک کے حصے کا ضامن ہو جائے گا۔ بلکہ جس دن حصے کو بیچا جا رہا ہو اس دن کی بازاری قیمت کے مطابق قیمت کی تعیین کرلی جائے یا پھر بیچتے وقت جس قیمت پر فریقین کا اتفاق ہو جائے (اس قیمت پر فروختگی کرلی جائے)۔

ب. یہ شرط نہ لگائی جائے کہ فریقین میں سے کوئی ایک انشورنس یا دیکھ بھال کے اخراجات اور دیگر تمام اخراجات برداشت کرے گا۔ اس کے بجائے (تمام اخراجات) مجموعی مشارکت پر فریقین کے حصص کے تناسب سے ڈالے جائیں۔

ج. مشارکۃ کے شرکاء کے نفع کی تعیین ایک فیصدی تناسب سے طے کی جائے، نفع میں سے ایک متعین رقم کی شرط لگانا یا سرمایہ کے ایک فیصدی تناسب کی شرط لگانا جائز نہیں۔

د. مشارکہ سے متعلق عقود اور التزامات کو الگ الگ کیا جائے۔

ہ. یہ بات طے کرنا منع ہے کہ فریقین میں سے کسی ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے لگائے گئے سرمایہ کو واپس لے سکتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۷ (۱۵/۳)

اجارے کے صکوک (دستاویزات)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴تا۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" اجارے کے صکوک" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. بانڈز یا توریق (سیکوریٹائزیشن) کے ذریعہ اجارے کے قابلِ تداول صکوک جاری کرنے کا مقصد ایک نفع بخش سرمایہ کاری کا منصوبہ ہے۔ اجارہ کے صکوک کا مقصد اجارہ کے معاہدے سے متعلق جائیدادوں اور فوائد کو سیکیورٹیز (بانڈز) میں تبدیل کرنا ہوتا ہے جس پر ثانوی بازار میں تبادلہ ہو سکتا ہو۔ لہذا اس کی تعریف کچھ اسی طرح کی جاتی ہے: (اجارے کے صکوک ایسے مساوی قیمت کے بانڈز ہوتے ہیں جو اشیاء یا آمدنی والے منافع کی ملکیت میں مشترکہ حصص کی نمائندگی کرتے ہیں)۔

۲. اجارہ کا صک رقم کی ایک مخصوص مقدار کی نمائندگی نہیں کرتا اور نہ ہی یہ کسی معین فریق پر واجب الاداء قرض ہے، چاہے وہ فریق شخصِ حقیقی ہو یا قانونی، بلکہ یہ ایک سیکورٹی ہے جو کسی قابل استعمال چیز جیسے زمین، ہوائی جہاز یا بحری جہاز، یا قابل استعمال اشیاء کے ایک گروپ - ایک جیسی اشیاء ہوں یا مختلف - کی ملکیت کے مشترکہ حصے (حصص) کی نمائندگی کرتی ہے، اگر یہ اشیاء متعین اجرت کے عوض اجارے پر دی گئی ہوں۔

۳. اجارہ کے صکوک اسمی ہو سکتے ہیں، یعنی یہ ممکن ہے کہ صکوک کے مالک کا نام صکوک پر لکھا ہو، اور جب بھی ملکیت تبدیل ہو تو مخصوص رجسٹریشن میں اسے درج کیا جائے، یا نئے مالک کا نام صکوک پر لکھ دیا جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ صکوک اُسی کے ہوں جس کے پاس ہوں۔ ایسی صورت میں ملکیت کا انتقال قبضہ دے کر کیا جاتا ہے۔

۴. جو صکوک اجارے پر دی گئی اشیاء کی ملکیت کی نمائندہ کرتے ہوں، ان کو جاری کرنا اور ان کا لین دین کرنا جائز ہے، جبکہ ان اشیاء میں عقدِ اجارے کا محل بننے کی شرائط پائی جائیں جیسے زمین، ہوائی جہاز، بحری جہاز وغیرہ، (اور جواز کا یہ حکم اس وقت تک باقی رہے گا) جب تک وہ صکوک حقیقتاً اجارے پر دی گئی نفع بخش اشیاء کی ملکیت کی نمائندگی کرتے رہیں۔

۵. چیک یا صکوک کا مالک ان کو ثانوی بازار میں کسی بھی خریدار کو طے شدہ قیمت پر بیچ سکتا ہے، چاہے وہ قیمتِ خرید کے برابر ہو، اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ کیونکہ اشیاء کی قیمتیں مارکیٹ کے عوامل (طلب اور رسد) کے تابع ہوتی ہیں۔

۶. صکوک کا مالک صکوک کے اجراء کے وقت طے شدہ شرائط کے مطابق اپنے حصے کی آمدنی یعنی اجرت کا حقدار ہوتا ہے، جبکہ عقدِ اجارہ کے احکام کے مطابق موجر پر جو اخراجات آتے ہیں انہیں (اس آمدنی سے) منہا کر دیا گیا ہو۔

۷. وہ کرایہ دار جسے آگے کرایہ پر دینے کا حق حاصل ہو، اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اجارے کے ایسے صکوک جاری کرے جو ان منافع کی نمائندگی کرتے ہوں جن کا وہ آگے کرایہ پر دینے کے ارادے سے مالک بنا تھا۔ اس کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ کرایہ پر لینے والوں کے ساتھ (کرایہ داری کے) معاہدہ سے پہلے صکوک جاری کر دئے گئے ہوں، چاہے (آگے) کرایہ پر دینا اسی کرائے پر ہو جو پہلے معاہدہ کرایہ داری کا تھا، یا اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ البتہ اگر کرایہ پر لینے والوں سے کرایہ داری کا معاہدہ ہو چکا ہو تو اس کے بعد اجارے کے صکوک جاری کرنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ صکوک کرایہ پر لینے والوں کے ذمہ صکوک جاری کرنے والوں کے دین کی نمائندگی کر رہے ہوں گے۔

٨. صکوک جاری کرنے والے یا اس کا انتظام کرنے والے کے لیے صکوک کی دستاویز کی اصل قیمت یا اس کے نفع کا ضامن بننا جائز نہیں، اور جب اجارے پر دی گئی اشیاء مکمل یا جزوی طور پر ہلاک ہو جائیں تو اس کا ضمان صکوک کے حاملین ہی پر ہو گا۔

کونسل یہ سفارش کرتی ہے:

- صکوک الاجارہ کی چند وہ صورتیں جنہیں تحقیقی مقالوں میں پیش کیا گیا ہے لیکن یہ قرارداد ان صورتوں پر مشتمل نہیں ہے، ان کے بارے میں بحث کے لئے متعلقہ مالیاتی اداروں سے رابطہ میں رہتے ہوئے ایک خصوصی سیمینار کا انعقاد کیا جائے تاکہ کونسل اس خصوصی مجلس کے نتائج کی روشنی میں ان صورتوں کے بارے میں بھی اپنی قرارداد جاری کر سکے اور ان صورتوں میں سب سے نمایاں صورتیں درج ذیل ہیں:

١. کرائے پر دی گئی اشیاء کی ملکیت کی نمائندگی کرنے والے ایسے صکوک جاری کرنا جس میں ان اشیاء کی ملکیت انتہاءً اسی شخص کو دے دی جائے جس سے یہ اشیاء خریدی گئی ہوں۔

٢. موصوف فی الذمہ کے اجارے کے صکوک کے اجراء اور لین دین کا حکم۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۸(۱۵/۴)

نصابِ تعلیم کی اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنا

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴تا۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" نصابِ تعلیم کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل مندرجہ ذیل باتوں کی سفارشات پیش کرتی ہے:

سفارشات

۱. نصاب کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے عمل میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ انسانیت، کائنات اور زندگی کے بارے میں اسلام کا جامع تصور کیا ہے، اس کے مطابق تعلیمی نصاب مقاصد، مواد اور جانچنے کے طریقوں کو مقرر کیا جائے، جس کا مقصد ایک ایسے صالح شخص کو تیار کرنا ہو جو اپنے مذہب کی اقدار پر کاربند ہو اور جو زمین میں اسلامی نقطہ نظر کے مطابق خلافت کے مشن کو انجام دینے اور اس کی تعمیر کرنے کے قابل ہو۔

۲. تعلیمی عمل کا مقصد نوجوانوں کے دلوں میں اسلامی اقدار کو ابھارنا اور ان کو پختہ کرنا ہو، اور انہیں اس قابل بنانا ہو کہ وہ ان اقدار کی نمائندگی کریں اور اپنی عملی زندگی میں ان پر عمل کریں۔

۳. اسلامی تصور کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے تعلیمی موضوعات اور نصاب کا مسودہ تیار کرنا، جبکہ مواد کے مشتملات میں اسلامی نقطہ نظر (عقیدہ، شریعت اور زندگی کے منہج) کو اجاگر کرنے کے لیے کام کرنا۔

۴. تدریس اور تعلیم کے طریقوں اور اسالیب میں اسلامی طریقہ کار کو اپنانا، اس کے ساتھ ساتھ اس میدان کے جدید ذرائع اور فنون کو استعمال کرنا، نیز ایسے پروگرام نافذ کرنا جو مخصوص تشہیری مقاصد حاصل کر سکیں، جیسے تخلیقی اور اختراعی کام کرنے والوں کے لیے انعامات مختص کرنا۔

۵. تعلیمی عمل میں کارکردگی کا جائزہ لیتے وقت جدید طُرق سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ اسلامی اقدار سے وابستہ رہنا اور اسلامی ممالک کے درمیان مطلوب ہم آہنگی اور معلومات کے تبادلہ کو یقینی بنانا۔

۶. آزادانہ طور پر بیرونی مداخلت کے بغیر اسلامی دنیا میں رائج تعلیمی اور تربیتی نصاب پر اس انداز میں نظر ثانی کرنا اور اسے اس طرح تیار کرنا کہ اسلام کی اصل بھی برقرار رہے اور عصرِ حاضر کے تقاضے بھی پورے ہو جائیں۔

۷. تعلیم کے تمام مراحل میں عربی زبان کی تعلیم کو عام کرنا تاکہ قرآن و سنت کی زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس کے نتیجے میں شخصیتِ اسلامی محفوظ رہ سکے گی اور عربی زبان میں تحریر شدہ علمی ورثے سے جڑا رہنا ممکن ہو گا۔

۸. اسلامی اصولوں میں دخل اندازی کرنے والے اجنبی تصورات سے تمام مضامین کو پاک کیا جائے۔

۹. تعلیمی اور تدریسی عمل میں تخلیقی صلاحیتوں، اختراعات، تعمیری تنقید، مکالمے اور اعتدال کے جذبے کو تقویت دینا۔

۱۰. استاد کی تیاری پر، طرز عمل، علمی اور تربیتی لحاظ سے توجہ دینا، نیز اسلامی اصولوں اور اقدار سے مطابقت رکھنے والی کتابوں کو تیار کرنے کا اہتمام کرنا۔

۱۱. تمام اسلامی ممالک میں لازم اور مفت بنیادی تعلیم فراہم کرنا تاکہ ناخواندگی کا مقابلہ کیا جا سکے اور نوجوانوں کو اسلام کے اصولوں اور عصری ثقافت سے آگاہ کیا جا سکے۔

۱۲. موجودہ تعلیمی نظاموں میں اشتباہ کو ختم کرنے کے لیے کام کرنا تاکہ دورِ حاضر اور تخصص کے تقاضوں میں کسی خلل کو پیدا کیے بغیر، اسلامی تعلیم اور تربیت کے مواد کو جاری رکھا جا سکے اور سیکھنے والوں کو موجودہ اور مستقبل کے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے قابل بنایا جا سکے۔

۱۳. اسلامی تعلیم کے اصولوں اور بنیادوں کا خیال رکھنا تاکہ وہ تعلیمی عمل کے لیے مرکزی قطب نما ہو، اور اخلاقی تعلیم کو ضروری خیال رکھنا تاکہ متعلم اسلامی طرز عمل اور اقدار سے آراستہ ہو۔

۱۴. تعلیمی نصاب میں ایسے مواد کو شامل کرنا جو اسلامی اتحاد کو ابھارتا ہو اور اقوامِ عالم کے ساتھ مثبت بقائے باہمی کے کلچر کو فروغ دیتا ہو۔

۱۵. فقہ اکیڈمی کے جنرل سیکرٹریٹ کی خدمت میں درخواست پیش کی جاتی ہے کہ اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (ISESCO) اور دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر اس میدان میں سابقہ کوششوں سے استفادہ کرتے ہوئے "تعلیمی نصاب کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے" کے موضوع پر ایک خصوصی مجلس کا انعقاد کیا جائے، تاکہ اسلامی دنیا میں تعلیمی نصاب کی ترقی اور اسلامائزیشن کے لیے ایک جامع (اسٹریٹجک) وژن تیار کیا جائے، اور اس کے نتائج اسلامی ممالک کے وزرائے تعلیم کی نظر میں رکھنے کے لیے اسلامی کانفرنس کی تنظیم کو پیش کیا جائے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۳۹(۵/۱۵)

کریڈٹ کارڈ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولیکی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" کریڈٹ کارڈ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز کونسل نے اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی بغور سنا۔

اور اس موضوع پر کونسل کی طرف سے پہلے جاری کی گئی قراردادوں کو مستحضر کرتے ہوئے، یعنی قرارداد نمبر ۶۳(۱/۷) جس میں کریڈٹ کارڈز کی تعریف اور ان کی اقسام شامل ہیں، اور قرارداد ۱۰۸(۲/۱۲) جس میں کریڈٹ کارڈ جاری کرنے اور اس کے ذریعے معاملات کرنے، اس سے منسلک فیس، کارڈ قبول کرنے والے تاجروں اور خدمات فراہم کرنے والوں پر رعایت (کمیشن)، نقد رقم نکالنا، اور اس کے ذریعے سونے، چاندی یا کرنسیوں کی خریداری کا حکم شامل تھا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

أ. سیکیورڈ کریڈٹ کارڈز جاری کرنا اور ان کے ذریعے معاملات کرنا جائز ہے، اگر ان کی شرائط میں ادائیگی میں تاخیر پر سود دینا شامل نہ ہو۔

ب. قرارداد ۱۰۸(۲/۱۲) میں فیس، تاجروں اور خدمات فراہم کرنے والوں پر چھوٹ، اور نقد رقم نکالنے کے بارے میں جو کہا گیا ہے، قرارداد میں بیان کردہ ضوابط کے مطابق سیکیورڈ کریڈٹ کارڈ پر لاگو ہوگا۔

ج. سونا، چاندی یا کرنسیاں سیکیورڈ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خریدے جاسکتے ہیں۔

د. اداروں کی طرف سے کارڈ ہولڈرز کو ممنوعہ مراعات دینا جائز نہیں ہے، جیسے تجارتی بیمہ یا شرعاً ممنوع جگہوں میں داخل ہونا۔ جہاں تک کارڈ کے ذریعے غیر ممنوعہ مراعات دینے کا تعلق ہے جیسے خدمات تک ترجیحی رسائی یا قیمتوں میں کمی تو شرعاًاس میں کوئی مانع نہیں ہے۔

ہ. اسلامی مالیاتی ادارے جو کریڈٹ کارڈ کا متبادل پیش کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اس کے اجراء اور شرائط میں شرعی ضوابط کی پابندی کریں، اور سود کے شبہات اور سود کی طرف لے جانے والے راستوں سے بچیں، مثلاً دَین کو دَین کے بدلے فسخ کرنا

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۰(۱۵/۶)

وقف، اس کی پیداوار اور آمدنی میں سرمایہ کاری

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴تا۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" وقف، اس کی پیداوار اور آمدنی میں سرمایہ کاری " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا اور ان مجالس اور سیمینارز کی قراردادوں اور سفارشات کی طرف بھی رجوع کیا گیا، جو اسی موضوع پر منعقد کی گئی تھیں۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

أولاً: اموالِ وقف کی سرمایہ کاری

۱. اموالِ وقف کی سرمایہ کاری سے مراد سرمایہ کاری کے شرعاً مباح طُرُق اختیار کر کے اموالِ وقف کے اثاثوں یا آمدنی کو بڑھانا ہے۔

۲. وقف شدہ اعیان کو اس طریقے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے جس سے وہ اعیان باقی رہیں، اور ان کا نفع دائمی رہے۔

۳. وقف شدہ اثاثوں کی سرمایہ کاری کی جانی چاہیے، چاہے وہ غیر منقولہ ہوں یا منقولہ، جب تک کہ وہ ان کے براہ راست استعمال کرنے والوں کے لیے وقف نہ ہوں۔

۴.	اگر واقف یہ شرط لگائے کہ وقف کی آمدنی کے ایک حصے کو اصلِ وقف میں اضافہ کے لئے استعمال کیا جائے گا تو اس شرط پر عمل کیا جائے گا اور یہ وقف کے تقاضے کے خلاف شمار نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر وہ یہ شرط لگائے کہ تمام آمدنی وقف کے مصارف میں خرچ کی جائے تو اس شرط پر بھی عمل کیا جائے گا اور اس سے اصلِ وقف میں اضافہ کے لیے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

۵.	اگر واقف نے مطلقاً وقف کیا ہو اور وقف کی آمدنی کی سرمایہ کاری کی شرط نہ لگائی ہو تو اصل یہ ہے کہ وقف کی آمدنی کی سرمایہ کاری نہ کی جائے الا یہ کہ اگر خاندانی وقف ہو تو مستحقین کی اجازت سے ایسا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ خیراتی وقف میں اصلِ وقف میں اضافہ کے لیے کسی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے آمدنی کے کسی حصے کی سرمایہ کاری جائز ہے، لیکن اس میں ان ضوابط کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جنہیں آگے ذکر کیا جائے گا۔

۶.	مستحقین پر تقسیم کرنے اور اخراجات اور لاگتوں کی کٹوتی کے بعد جو زائد آمدنی باقی ہو تو اسے اصلِ وقف میں اضافہ یا آمدنی کے اضافہ کی غرض سے سرمایہ کاری کرنا جائز ہے، اسی طرح ان جمع شدہ اموال کی سرمایہ کاری بھی جائز ہے جن کے خرچ کرنے میں تاخیر ہو گئی ہو۔

۷.	آمدنی میں سے جو رقم جمع ہو گئی ہو اسے دیکھ بھال، تعمیر نو اور دیگر شرعاً جائز مقاصد کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔

۸.	واقف کی شرط کی خلاف ورزی کیے بغیر وقف کے مختلف فنڈز کی سرمایہ کاری کسی ایک جگہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ اوقاف پر واجب الاداء رقوم محفوظ ہوں۔

۹.	اموالِ وقف کی سرمایہ کاری میں درج ذیل ضوابط کی رعایت لازم ہے:

أ.	سرمایہ کاری کے لئے جائز طریقہ کار اور جائز جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہو۔

ب.	خطرات کم کرنے کے لیے سرمایہ کاری کے شعبوں کے تنوع کو مد نظر رکھتے ہوئے، ضمانتیں اور کفالتیں لینا، معاہدوں کی دستاویز بنانا اور سرمایہ کاری کے منصوبوں کے لیے ضروری اقتصادی جانچ پڑتال (دراسۃ الجدوی) کرنا۔

ج. سرمایہ کاری کے محفوظ ترین ذرائع کا انتخاب کرنا، اور تجارتی عرف میں جس سرمایہ کاری میں خطرات زیادہ ہوں ان سے اجتناب کرنا۔

د. اموالِ وقف کی سرمایہ کاری ان کے مناسب ایسے جائز طریقہ کار کے مطابق کی جانی چاہیے جو وقف، وقف شدہ اثاثوں اور موقوف علیہم (جن افراد پر وقف کیا گیا ہے) کے مفادات کو محفوظ رکھے۔ اس بنا پر اگر وقف کردہ اثاثے اعیان ہیں تو ان کی سرمایہ کاری اس طریقے سے ہوگی جس سے ان کی ملکیت ختم نہ ہو، اور اگر وہ نقد ہوں تو انہیں سرمایہ کاری کے تمام جائز ذرائع جیسے مضاربت، مرابحۃ اور استصناع وغیرہ میں لگایا جاسکتا ہے۔

ہ. سرمایہ کاری میں جو افعال انجام دئے گئے ہوں انہیں وقتاً فوقتاً ظاہر بھی کیا جائے، اور مروجہ طریقوں کے مطابق اس کی معلومات کی تشہیر کی جائے اور رپورٹس شائع کی جائیں۔

ثانیاً: نقود کا وقف

۱. شرعاً نقود کا وقف جائز ہے، کیونکہ وقف کا جو شرعی مقصد ہے کہ اصلِ وقف باقی رہے اور منفعت حاصل کی جائے، یہ اس میں حاصل ہو جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ نقود متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے، بلکہ نقود کا بدل اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

۲. نقود کو قرضِ حسنہ کے لیے وقف کرنا جائز ہے، اسی طرح سرمایہ کاری کے لیے بھی نقود کا وقف جائز ہے، خواہ یہ سرمایہ کاری براہ راست ہو یا ایک فنڈ میں متعدد وقف کرنے والوں کی شرکت کے ساتھ ہو۔ نقود کو اس طرح بھی وقف کیا جاسکتا ہے کہ وقف کی حوصلہ افزائی اور وقف میں اجتماعی شرکت کے لیے وقف کے نقد شیئرز جاری کئے جائیں۔

۳. اگر وقف شدہ نقد رقم اشیاء میں لگائی جائے، مثلاً ناظرِ وقف اس نقدی سے جائیداد خرید لے یا استصناع پر کسی چیز کو بنانے کا آرڈر دے دے، تو وہ اثاثے اور اشیاء نقد کی جگہ متعین اموال وقف نہیں بنیں گی۔ بلکہ سرمایہ کاری جاری رکھنے کے لیے ان کو فروخت کرنا جائز ہے، اور اور نقد رقم ہی اصلِ وقف شمار ہوگا ہے۔

اس کے بعد کونسل مندرجہ ذیل امور تجویز کرتی ہے:

(۱) مؤتمر اسلامی کے رکن ممالک اور غیر مسلم ممالک میں اسلامی معاشروں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اوقاف کو محفوظ رکھیں، اس کی دیکھ بھال کریں اور اس پر توجہ دیں، اور اسے ختم نہ کریں، اور چند اُن اوقاف کو بحال کریں، جنہیں بعض عرب ممالک کے قوانین نے ختم کر دیا ہے، جیسے خاندانی اوقاف۔

(۲) عرب اور اسلامی ممالک، اوقاف سے متعلقہ اداروں اور تنظیموں کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی خصوصی اداروں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ فلسطین میں بالعموم اور بیت المقدس میں بالخصوص اوقاف کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں اور ان کے تحفظ کی کوششیں کریں تاکہ ان کے امتیازات کو محفوظ رکھا جائے، نیز ان کی ترقی کا بھی مطالبہ کرتے ہیں تاکہ یہ اپنے مقاصد حاصل کر پائیں اور اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہیں۔

(۳) اسلامی حکومتوں کو یہ دعوت ہے کہ حتی الامکان مفادِ عامہ کے لئے وقف کے انتظامی اخراجات برداشت کریں، اس لیے کہ وہ عوام اور ملک کے مفادات کے ذمہ دار ہیں۔

(۴) مخصوص تنظیموں کو یہ دعوت ہے کہ وہ ناظرِ وقف کے کاموں کی مالی اور انتظامی مراجعۃ (آڈٹ) کے لیے شرعی اور اکاؤنٹنگ کے معیارات مقرر کریں، خواہ وہ کوئی فرد ہو، کوئی جماعت، کوئی ادارہ ہو یا کوئی وزارت۔ وقف کا انتظام شرعی، انتظامی، مالیاتی اور اکاؤنٹنگ کنٹرول کے قوانین کے تابع ہونا چاہیے۔

(۵) اوقافی اخراجات کے لیے معیاری ضوابط قائم کرنے کی ضرورت ہے، چاہے وہ اخراجات مارکیٹنگ کے ہوں، میڈیا کے ہوں، انتظامی ہوں، اجرتوں کے ہوں یا انعامات کے۔ تاکہ کارکردگی کی نگرانی، معائنہ اور جائزہ لیتے وقت یہ ضوابط مستدل بن سکیں۔

(۶) وقف کی تمام ان انواع کے احیاء کی دعوت دینا جن کا اسلامی تہذیب اور انسانی، سائنسی، سماجی اور اقتصادی ترقی میں بہت بڑا کردار تھا۔

(۷) بعض عرب و دیگر اسلامی ممالک میں اوقاف کے انتظام، تحفظ اور ترقی سے متعلق جو تجربات کئے گئے ہیں ان سے استفادہ کیا جائے۔

(۸) اسلامی ممالک کے اوقاف کی سرمایہ کاریوں کو ترجیحی بنیادوں پر انجام دینے کی ضرورت ہے۔

والله الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۱ (۱۵/۷)

مصالحِ مرسلہ اور ان کی عصری تطبیقات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" مصالحِ مرسلہ اور ان کی عصری تطبیقات " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا اور مسلمانوں کے اس بات پر اجماع کو بھی مدنظر رکھا گیا کہ احکامِ شریعت کی بنیاد جلبِ مصلحت اور دفعِ مفاسد پر ہے۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

(۱) مصلحت سے مراد شارع کے مقصود کی حفاظت کرنا ہے یعنی دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت۔
اور مصلحتِ مرسلہ: اسے کہتے ہیں جسے یا اس کی کسی نوع کے معتبر ہونے یا معتبر نہ ہونے کو شارع نے صراحت سے بیان نہ کیا ہو اور وہ مقاصدِ کلیہ کے تحت داخل ہو۔

(۲) فقیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصلحت کے ضوابط پائے جانے کی یقین دہانی کرلے اور وہ ضوابط یہ ہیں:

- مصلحت حقیقی ہو، وہمی نہ ہو۔
- کلی ہو، جزئی نہ ہو۔
- عام ہو، خاص نہ ہو۔
- اس سے بہتر یا مساوی کسی دوسری مصلحت سے متعارض نہ ہو۔

- مقاصدِ شریعت کے مناسب ہو۔

علماء نے مصالح کی انواع کے درمیان فرق کرنے اور ان میں ترجیح دینے کے لیے دقیق معیارات بیان کیے ہیں، لہذا علماء نے لوگوں کی زندگی سے تعلق کے اعتبار سے مصالح کی تین اقسام بیان کی ہیں اور انہیں ان کے درجات کے اعتبار سے مرتب کیا ہے اور وہ اقسام یہ ہیں:

- ضروریات
- حاجیات
- تحسینات

(۳) فقہ میں یہ اصول مسلّم ہے کہ ولی الامر حاکم کا رعایا پر تصرف مصلحت کے ساتھ مربوط ہو گا۔ لہذا حاکم پر رعایا کے امور کے انتظام میں اس اصول کی رعایت کرنا ضروری ہے اور امت پر اس کی اطاعت واجب ہے۔

(۴) معاشرے کے حالات کے بارے میں مصلحتِ مرسلہ کے حکم کی تنفیذ میں بڑی وسعت ہے۔ اسی طرح اقتصادی، سماجی، تربیتی، انتظامی اور عدالتی وغیرہ میدانوں میں بھی اس کی تنفیذ کی جاسکتی ہے۔

اس طرح شریعت کے دوام اور انسانی معاشروں کی ضروریات کے ساتھ اس کی ہم آہنگی ظاہر ہوتی ہے، جس کو اس مجلس میں پیش کردہ مقالوں میں بھی تحریر کیا گیا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۲(۸/۱۵)

طبیب / ڈاکٹر پر ضمان

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پندرہواں اجلاس مسقط، سلطنتِ عُمان میں، مؤرخہ ۱۴ تا ۱۹ محرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ تا ۱۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا۔

" طبیب / ڈاکٹر پر ضمان " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

أولاً: ضمان الطبیب

۱. علمِ طب ایک جدید علم ہے جو انسانیت کے لیے نافع ہے، یہ طبیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے فرض کی انجام دہی میں اللہ سبحانہ وتعالی کی ذاتِ عالی کا استحضار رکھے اور فنی اور سائنسی اصول کے مطابق اخلاص کے ساتھ اپنا فریضہ انجام دے۔

۲. مندرجہ ذیل صورتوں میں اگر مریض کو نقصان پہنچے تو طبیب ضامن ہوگا:

أ. جب طبیب جان بوجھ کر نقصان پہنچائے۔

ب. جب طبیب علمِ طب سے جاہل ہو، یا علمِ طب کے اس شعبہ سے ناواقف ہو جس میں اس نے طبی عمل انجام دیا ہے۔

ج. جب طبیب کو مخصوص مجاز ادارے کی طرف سے (علم طب کے پیشہ ورانہ کام کا) اجازت نامہ (لائسنس) نہ ملا ہو۔

د. جب مریض یا اس کے قائم مقام کی اجازت کے بغیر طبی عمل انجام دے (جیسا کہ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۶۷ (۵/۷) میں مذکور ہے)۔

ہ. جب وہ مریض کو دھوکہ دے۔

و. جب ایسی غلطی کا ارتکاب کرے جو عموما سرزد نہیں ہوتی اور نہ ہی پیشے کے اصول اس کو تسلیم کرتے ہیں، یا اس کی طرف سے غفلت یا کوتاہی کا ارتکاب ہو۔

ز. بغیر کسی معتبر سبب کے مریض کے راز فاش کرے (جیسا کے مجمع کی قرارداد نمبر ۷۹ (۸/۱۰) میں مذکور ہے)۔

ح. جب ایمرجنسی حالات (یعنی ضرورت کے حالات) میں طبیب اپنے طبی فرائضِ منصبی ادا کرنے سے رک جائے۔

۳. طبیب یا اس کا قائم مقام شخص سابقہ صورتوں میں سزا کا مستحق ہو گا جب کہ استحقاقِ سزا کی تمام شرائط پائی جائیں سوائے حالتِ خطا کے (فقرہ "و") لہذا حالتِ خطا میں مستحقِ سزا نہ ہو گا سوائے اس صورت کے جب کہ خطا بہت بڑی ہو۔

۴. اگر کسی ایک طبی عمل کو اطباء کی ایک پوری جماعت انجام دے رہی ہو تو اُن میں سے ہر ایک اپنی غلطی کا ذمہ دار ہو گا، اس قاعدے کی رُو سے کہ "جب براہِ راست ضرر بالواسطہ سبب کے ساتھ جمع ہو جائے تو براہِ راست نقصان پہچانے والا ضامن ہو گا جب تک کہ بالواسطہ سبب ذمہ داری میں اس سے بڑھ نہ جائے" اور اس طبی جماعت کا سربراہ اپنے معاونین کے افعال کا ضمنی ذمہ داری کی وجہ سے ضامن ہو گا جبکہ اس نے ان کی رہنمائی کرنے میں غلطی کی ہو یا ان کی نگرانی کرنے میں کوتاہی کی ہو۔

۵. ادارہ صحت (خواہ عام ہو یا خاص) اگر پنے انتظامات میں کوتاہی کا مرتکب ہو یا اس کی جانب سے ایسی ہدایات جاری کی گئی ہوں جن کا مریضوں کو نقصان پہنچا ہو اور ان کی تاویل ممکن نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں ادارہ صحت نقصان کا ذمہ دار ہو گا۔

کونسل مندرجہ ذیل سفارشات کرتی ہے:

سفارشات

ا. عاقلہ کے نظام کے عصری اطلاق کے مسائل پر تحقیق کرائی جائے اور قانونی طور پر قابلِ قبول متبادل تجویز کرنا۔

۲. عمومی طور پر ضمان کے معاملات میں معنوی نقصان اور اس کی تلافی کے مسائل پر تحقیق کرائی جائے۔

۳. اسلامی حکومتوں سے طبی کاموں، جیسے اسقاط حمل، دماغی موت، پوسٹ مارٹم کو منظم کرنے کے لیے قانون سازی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

۴. اسلامی ممالک کی یونیورسٹیوں سے میڈیکل اور نرسنگ کالجوں کے طلبہ کے لیے اخلاقیات اور فقہ الطب پر ایک خصوصی کورس بنانے کا مطالبہ۔

۵. اسلامی ممالک میں حکومتوں سے درخواست کرنا کہ وہ متبادل ادویات اور مقامی ادویات کے طریقوں کو منظم کریں اور ان کی نگرانی کریں اور ایسے ضوابط بنائیں جو معاشرے کو نقصان سے بچائیں۔

٦. صحت اور طبی شعبوں میں میڈیا کے پیغام کو کنٹرول کرنے کے لیے میڈیا پر زور دینا۔

۷. مسلم ڈاکٹروں کو سائنسی اور قانونی تحقیق اور تجربات کرنے کی ترغیب دینا۔

واللہ الموفق

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

مسئلہ فلسطین کا بیان

مجمع الفقہ الاسلامی غاصب صیہونیوں کے ہاتھوں فلسطین کی مقبوضہ سرزمین میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی نمائندگی کرتے ہوئے پوری دنیا سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ قابض حکام کی طرف سے کی جانے والی اس دہشت گردی کو روکے جو روزانہ معصوم بچوں، خواتین اور مردووں کے قتل کی صورت میں، اور بار بار بڑے پیمانے پر قتل عام کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ گھروں کو مسمار کرنے، ان کے لوگوں کو بے گھر کرنے، زمینوں کی غصب کرنے، فصلوں کو تباہ کرنے، اور پھل دار درختوں کو جو ایک خدائے قہار کی تسبیح کرتے ہیں، جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے اقدامات جاری ہیں۔ بلکہ وہ اس سے بھی مطمئن نہیں ہوا اور اس نے ایک علیحدگی کی دیوار بھی کھڑی کر دی جو فلسطینیوں کی زمینوں کو کاٹتی ہوئی اس کا ۲۵ فیصد رقبہ ہڑپ کر جاتی ہے۔ اس نسل پرست دیوار کو کھڑا کرنے کے لیے وہ لوگوں کے گھروں کو مسمار کرنے کے بعد تمام آسمانی مذاہب، انسانی اصولوں اور بین الاقوامی قوانین کی دفعات کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہوا ہے۔

قابض حکام ان سب کاروائیوں میں گروہوں اور ڈاکوؤں کو استعمال کرتے ہیں، اور وہ لوگوں کی مالی بچت چوری کرنے کے لیے ہتھیاروں سے بینکوں کو لوٹتے ہیں۔

یہ اجتماعی جرائم انسانیت کی تاریخ میں بے مثال ہیں، حتیٰ کہ تاریک ترین، انتہائی غیر منصفانہ اور انتہائی شدید حالات میں بھی نہیں۔ یہ سب کچھ قابض اسرائیلی حکام اپنے دفاع کی آڑ میں کرتے ہیں اور بہانہ یہ کرتے ہیں کہ فلسطینی تنظیمیں دہشت گرد تنظیمیں ہیں! وہ دہشت گرد کیسے ہو سکتی ہیں جب کہ وہ ایک غاصب قابض کے

سامنے اپنی سرزمین، عزت اور مال کا دفاع کر رہی ہیں جو انسانیت کی قدر نہیں کرتا؟ اگر یہ دعویٰ سچ ہوتا تو دنیا میں آزادی کی ساری تحریکیں دہشت گرد ہوتیں!

مجمع الفقہ الاسلامی کے علمائے کرام اس دہشت گردی کے مقابلے میں دنیا کے تماشائیوں کے اس موقف پر شدید حیرت کا اظہار کرنا چاہیں گے جس کا وہ روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ بین الاقوامی اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ناانصافی کو ختم کرنے اور آزادی، انصاف اور مساوات کے ان اصولوں کے حصول کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں جن کی وہ وکالت کرتے ہیں۔

مجمع الفقہ الاسلامی اس ماہ کے آخر میں تیونس میں ہونے والی عرب سربراہی کانفرنس کی مناسبت سے عرب ممالک سے بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کے نیچے اور اس کے ارد گرد اسرائیلی کھدائیوں کے معاملے پر بات کریں۔ اور وہ عمومی طور پر تمام اسلامی ممالک سے بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ خدا، اپنی قوم اور تاریخ کے سامنے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

صرف مذمت اور احتجاج ہی کافی نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ کرنا ضروری ہے جو یہ ممالک کر سکتے ہیں اور وہ مبارک فلسطین اور اس کے متعین لوگوں کی خاطر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ مادی امداد، انسانی امداد اور اسرائیلی قبضے کو ختم کرنے اور الاقصیٰ اور مقدس مقامات کو آزاد کرانے کے لیے سنجیدہ کام کر سکتے ہیں۔

عالم اسلام، حکومتوں اور عوام کو ان کھلی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے اپنی تاریخی ذمہ داریوں کو نبھانا چاہیے اور اس سنگین سانحے میں فلسطینی عوام کی ثابت قدمی اور مزاحمت میں ان کا ساتھ دینا چاہیے۔

اور اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں ہے اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

مسئلہ عراق کا بیان

مجمع الفقہ الاسلامی اپنے پندرہویں کانفرنس کے اجلاس میں جائزہ لے رہی ہے عراق میں رونما ہونے والے سنگین واقعات اور اس کے اتحاد کو متاثر کرنے کی خطرناک سازشوں کا اوران فرقہ وارانہ اور نسلی فسادات کو ہوا دینے کا جو اس کے لوگوں کی وجود اور ہم آہنگی کو تباہ کر رہے ہیں، اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی برائیوں اور فسادات کا جو ہر شاداب اور خشک زمین کو کھا رہے ہیں، اور اس خطے کو تقسیم اور تباہی کی آگ سے بھڑکا رہے ہیں اور اس قوم میں چھپے ہوئے دشمنوں کے لیے دروازے کھول رہے ہیں۔

مجمع الفقہ الاسلامی اپنے اسلامی موقف اور مشاہیر علماء کے فرض کے احساس کی بناپر عراق کے خلاف بُنی جانے والی ان تمام سازشوں کی شدید مذمت کرتی ہے۔ اور مجمع الفقہ الاسلامی عراقی عوام کے ساتھ اپنے موقف اور اس کی تمام افواج کی مضبوطی کا اعلان کرتا ہے جو اب بھی ہیں اور بغاوت کو روکنے، عراقی عوام کو متحد کرنے اور انہیں ظالمانہ قبضے کے اثرات سے نکالنے کے لیے، سب کے حقوق کے تحفظ اور ان کے حقوق کی بحالی کے امکانات کو مکمل کرنے کے لیے انصاف اور بھائی چارے کی بنیاد پر بھرپور کوشش کر رہی ہیں۔

کمیٹی سارے عراق کو صدا لگاتی ہے: اس کے عربوں، کردوں، ترکمانوں، اس کے سنی اور شیعہ، اس کے تمام فرقوں کو اور اس کی سیاسی اور قبائلی قوتوں کو کہ وہ باہم صف بستہ ہو کر اپنے ارد گرد کے خطرات سے بچنے کے لیے متحد ہو جائیں، اور دوبارہ پلٹ کر امت مسلمہ کے گلے لگ جائیں اور تمام علاقائی اور بین الاقوامی سطحوں پر انہیں سونپا گیا کردار ادا کریں۔

واللہ الموفق

قراردادیں اور سفارشات

سولھواں اجلاس

منعقدہ:

دبئی (متحدہ عرب امارات)

۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین، وعلي أله و صحبه أجمعین.

قرارداد نمبر ۱۴۳(۱/۱۶)

مقید اکاونٹس، اسلامی انشورنس وبیمہ کمپنیوں کے اکاونٹس اور سروس کے اختتامی فوائد پر زکوۃ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰صفر تا۵ربیع الاوال ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا۱۴اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

"مقید اکاونٹس، اسلامی انشورنس وبیمہ کمپنیوں کے اکاونٹس اور سروس کے اختتامی فوائد پر زکوۃ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

أولاً: سرمایہ کاری کے اکاؤنٹس پر زکوۃ

أ. اگر شرائط زکوۃ پائی جارہی ہوں تو سرمایہ کاری کے طویل المدتی یا قصیر المدتی اکاؤنٹس کے بیلنس اور نفع کی زکوٰۃ ان اکاؤنٹس کے مالکان پر واجب ہے، خواہ سرمایہ کاری کی طرف سے پابندی کی بناء پر یا اکاونٹ کے مالک کی طرف سے پابندی کی وجہ سے اکاونٹ سے رقم نہ نکالی جاسکتی ہو۔

ب. کرنٹ اکاؤنٹ کی رقم پر بھی زکوۃ واجب ہے۔ خواہ ان رقوم کو مالک کی ضروریات کے لیے یا سرمایہ کاری کے منصوبوں کے نفاذ کے لیے مختص کیا گیا ہو۔ البتہ اگر یہ رقوم مالک پر واجب الاداء دیون کی ادائیگی کے لئے مختص ہو تو ایسی صورت میں اس پر زکوٰۃ لازم نہیں۔

ثانیاً: ان اکاونٹس پر زکوٰۃ کا حکم جنہیں آپس کے تعامل کی توثیق کے لئے روک لیا گیا ہو

اً. ھامش الجدیہ کی مد کی رقم (جسے وعدۂ ملزمہ کو پختہ کرنے لیے پیشگی ادا کیا جاتا ہے تاکہ مقابل فریق اس کے ذریعے وعدہ خلافی کے نقصان کی تلافی کر سکے) اگر کسی استثماری اکاؤنٹ میں رکھوائی گئی ہو، اور ٹینڈرز میں داخل ہونے کی ابتدائی ضمانتوں کی رقم کو وہ شخص اپنے زکوٰۃ کے اثاثوں سے منہا کرے گا جس کے پاس یہ رقم جمع کرائی گئی ہو۔ اور (ان دونوں قسم کی رقوم کا) مالک اپنے دیگر اثاثوں کے ساتھ ان رقوم کی زکوٰۃ بھی ادا کرے گا۔ اور اگر ان رقوم کو ان کے مالک کو لوٹانے میں کئی سال گزر جائیں تو ایسی صورت میں رقم لوٹانے کے بعد صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ لیکن اگر یہ رقوم استثماری اکاونٹ میں رکھوائی گئی ہو تو ایسی صورت میں فقرہ (اولا / اً) لاگو ہو گا۔

ب. ٹینڈرز کے لیے بطورِ ضمانت رکھوائی گئی رقم، اور افراد اور اداروں کی طرف سے جو رقم مخصوص خدمات کے عوض رکھوائی گئی ہو مثلاً ٹیلی فون، بجلی اور اس جیسی دوسری خدمات یا عمارتوں یا مشنری کو کرایہ پر لینے کے لئے جو رقم رکھوائی گئی ہو، اس رقم کی ادائیگی کرنے والا جب اس رقم کو وصول کرے گا تو اس کی ایک سال کی زکوۃ ادا کرے گا۔

ج. فروخت کنندہ عربون کی رقم اپنے زکوٰۃ کے اثاثوں سے منہا نہیں کرے گا، بلکہ اس کی زکوۃ ادا کرنا فروخت کنندہ پر واجب ہو گا، کیونکہ وہ اس کا مالک ہے خواہ خریدار معاہدہ فسخ کر دے یا جاری رکھے۔

ثالثاً: قانونی ڈپاژٹ

یہ اس رقم کو کہتے ہیں جو کمپنی کو لائسنس دینے کے لیے مجاز حکام کو بینک میں جمع کروانا ضروری ہوتا ہے۔ اگر یہ رقم عارضی طور پر روکی گئی ہو تو کمپنی اپنے دیگر اثاثوں کے ساتھ اس کی زکوۃ ادا کرے گی، لیکن اگر اسے مستقل طور پر روکا گیا ہو تو واپس ملنے پر کمپنی اس کی ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے گی۔

رابعاً: وہ نفع جو کمپنی نے روک لیا ہو یا اسے دوبارہ سرمایہ کاری میں لگا دیا ہو

اگر زکوٰۃ کا حساب لگاتے ہوئے موجودہ اثاثوں کا طریقہ کار اختیار کیا جائے تو کمپنی اپنے دیگر اثاثوں کے ساتھ اس رقم کی زکوۃ بھی ادا کرے گی۔

خامساً: اسلامی انشورنس کمپنیوں کی زکوٰۃ

أ. تکنیکی احتیاطیات، ری بیمہ کنندگان کا کریڈٹ بیلنس، واجب الاداء دعاوی اور تصفیہ کے تحت کئے جانے والے دعاوی جیسے اموال کی زکوۃ کمپنی ادا نہیں کرے گی، بلکہ یہ رقوم قابلِ زکوٰۃ اثاثوں سے کٹوتی کی جائے گی، کیونکہ یہ رقوم کمپنی پر واجب الاداء ہیں۔

ب. ریزروز، پروویژن اور قابل اطلاق خطرات کے لیے الاؤنسز، اضافی پروویژن، لائف انشورنس ریزرو، اور ری بیمہ کے لیے روکی گئی رقوم زکوٰۃ کے اثاثوں سے نہیں کاٹی جائیں گی، بلکہ کمپنی ان کی زکوٰۃ ادا کرے گی، کیونکہ یہ رقوم کمپنی کی ملکیت سے نہیں نکلی ہیں۔

سادساً: خدمت کی انتہاء پر واجب الوصول رقم پر زکوٰۃ

أ. خدمت کی انتہاء پر ملنے والا انعام: یہ ایک مالی حق ہے جو قانون یا عقد کے تحت عمل کرنے والے یا ملازم کے لیے چند شرائط کے ساتھ مقرر ہوتا ہے۔ اس کا تخمینہ عمل کرنے والے اور ملازم کی مدتِ ملازمت اور اس کے اختتام کی وجہ، اور اس کی تنخواہ کو مدنظر رکھتے ہوئے لگایا جاتا ہے۔ اور کارکن اور ملازم کی ملازمت کی انتہاء پر اسے یا اس کے خاندان والوں کو یہ رقم دی جاتی ہے۔ چونکہ اس رقم کی ملکیت ملازم کی نہیں ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ اس ملازم پر واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس رقم کو متعین کرنے اور ایک ساتھ یا وقفہ وقفہ سے ملازم یا کارکن کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو تو اس رقم پر ملازم کی ملکیت تام ہو جائے گی اور ایسی صورت میں یہ رقم ملازم کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں میں شامل ہو گی۔

ب. پنشن: یہ وہ رقم ہے جو ملازم یا عامل کو ماہانہ بنیادوں پر ریاست یا مجاز ادارے کے قوانین، ضوابط اور کام کے معاہدوں کے مطابق اپنی سروس ختم کرنے کے بعد ملنے کا حق ہوتا ہے، اور اس کی زکوٰۃ اسی طرح ادا کی جائے گی جیسا "خدمت کی انتہاء پر ملنے والے انعام" فقرہ (سادسا / أ) میں بیان کیا گیا ہے۔

ج. ریٹائرمنٹ بونس: یہ ایک یکمشت مالی رقم ہے جو ریاست یا مجاز ادارے کی طرف سے سماجی انشورنس قانون کے تحت ملازم یا عامل کو ادا کی جاتی ہے بشرطیکہ ملازم پنشن کی وصولی کے استحقاق کی شرائط پوری نہ کرتا ہو۔ اور اس کی زکوۃ (سادسا/ أ) کے مطابق ادا کی جائے گی۔

د. بچت بونس: یہ تنخواہ یا اجرت سے کٹوتی کا ایک مخصوص فیصد ہے، جس میں ادارہ کی طرف سے ایک مخصوص فیصد شامل کیا جاتا ہے۔ اس کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے اور ملازم یا کارکن اپنی سروس کے اختتام پر یا رائج نظام کے مطابق ایک ساتھ پوری رقم کا حقدار ہوتا ہے۔

اس کی زکوۃ کا حکم اس اکاؤنٹ کی ماہیت کے اعتبار سے بدل جاتا ہے جس اکاونٹ میں یہ رقم جمع ہوتی ہے۔ اگر یہ کسی خاص اکاؤنٹ میں ملازم یا کارکن کے فائدے کے لیے جمع کرائی گئی ہو اور اسے اس کی سرمایہ کاری کے انتخاب کا حق حاصل ہو تو سال اور نصاب کو مدنظر رکھتے ہوئے اس رقم کو اکاونٹ ہولڈر کے قابلِ زکوۃ اثاثوں میں شامل کیا جائے گا۔ لیکن اگر ملازم کو اس اکاونٹ پر اختیارات حاصل نہ ہوں، تو ملکیتِ تامہ نہ ہونے کی بناء پر ملازم پر اس رقم کی زکوۃ نہیں ہے، البتہ اگر ملازم کو یہ رقم مل جائے تو وہ ایک سال کی زکوۃ ادا کرے گا۔

اداروں اور کمپنیوں کے لیے سروس کے اختتامی فوائد کے واجبات پر زکوۃ

پرائیویٹ اداروں یا کمپنیوں کے ساتھ اینڈ آف سروس گریجویٹی، ریٹائرمنٹ بونس اور ریٹائرمنٹ پنشن، اور بچت بونس جو نجی اداروں یا کمپنیوں کے اکاونٹس میں باقی ہو تو یہ رقوم ان اداروں کی ملکیت سے نہیں نکلتی لہذا اس رقم کو کمپنی کے قابلِ زکوۃ اثاثوں سے منہا نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس رقم کو ملا کر قابلِ زکوۃ اثاثوں کی زکوۃ ادا کی جائے گی، اور اگر یہ رقوم سرکاری (حکومتی) اداروں کے پاس ہیں تو ان پر زکوۃ نہیں ہے، کیونکہ یہ عوامی رقوم ہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۴(۱۶/۲)

شوہر اور ملازم پیشہ بیوی کے مابین اختلافات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

" شوہر اور ملازم پیشہ بیوی کے مابین اختلافات" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: میاں بیوی کے درمیان مالی ذمہ داری کی علیحدگی

بیوی کے پاس مکمل استطاعت اور مکمل آزادانہ مالیاتی ذمہ داری ہے، اور وہ اپنے کام سے جو کچھ کماتی ہے اس پر شریعت کی دفعات کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس کا مکمل حق ہے، اور اس کا اپنا مال ہے، اور اسے اپنے مملوکہ مال میں حقِ ملکیت اور حقِ تصرف حاصل ہے اور شوہر کو اس کے پیسوں پر کوئی اختیار نہیں ہے، اور اسے اپنی رقم کے مالک ہونے اور تصرف کرنے کے لیے شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

ثانیاً: ازدواجی کفالت

بیوی شوہر کی استطاعت کے مطابق اور شریعت کی طرف سے منظور شدہ صحیح رسم ورواج اور سماجی روایات کے مطابق مکمل ومقرر نفقہ کی حقدار ہے اور یہ نفقہ نشوز کی صورت کے علاوہ کسی صورت میں ساقط نہیں ہوتا۔

ثالثاً: بیوی کا گھر سے باہر کام

(۱) خاندان کی دیکھ بھال، اولاد کی پرورش اور آنے والی نسل کی نگہداشت بیوی کی بنیادی ذمہ داریوں میں داخل ہے، ضرورت پڑنے پر اسے گھر سے باہر ایسے کاموں میں مشغول ہونے کا حق حاصل ہے جو اس کی فطرت اور شرعی رسم و رواج کے مناسب، اس کی نوعیت اور اہلیت کے مطابق ہو، بشرطیکہ وہ دینی احکام، شرعی آداب کی پابند رہے اور اپنی بنیادی ذمہ داری کا خیال رکھے۔

(۲) بیوی کے کام کے لیے نکلنے سے اس کے لئے شوہر پر شرعاً جو نفقہ ضوابطِ شرعیہ کے مطابق واجب ہے وہ ساقط نہیں ہوتا، جب تک کہ اس نکلنے میں نشوز، جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے، کا ثبوت نہ ہو۔

رابعاً: خاندان کے اخراجات میں بیوی کی شرکت

(۱) بیوی شرعی طور پر ان اخراجات میں حصہ لینے کی پابند نہیں ہے جو ابتداءً شوہر پر واجب ہوتے ہیں اور یہ اخراجات بیوی پر لازم کرنا جائز نہیں۔

(۲) خاندان کے اخراجات میں بیوی کی رضاکارانہ شرکت شرعاً پسندیدہ معاملہ ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں میاں بیوی کے درمیان تعاون، ہم آہنگی اور باہمی الفت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) میاں بیوی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اس بات پر باہم مفاہمت کر لیں کہ بیوی کی کمائی کو کہاں خرچ کیا جائے گا۔

(۴) اگر بیوی کے کام پر جانے کے نتیجے میں کچھ اخراجات ہوں تو بیوی ان اخراجات کو برداشت کرے گی۔

خامساً: کام کی شرط لگانا

(۱) بیوی کے لیے عقد نکاح میں یہ شرط لگانا جائز ہے کہ وہ گھر سے باہر کام کرے گی اور اگر شوہر اس پر رضامند ہو تو وہ ایسا کرنے کا پابند ہوگا اور یہ شرط لگانا عقد میں واضح ہونا چاہیے۔

(۲) شوہر بیوی کو کام کی اجازت دینے کے بعد کام چھوڑنے کے لیے کہہ سکتا ہے، بشرطیکہ ملازمت کا چھوڑنا خاندان اور بچوں کے مفاد میں ہو۔

(۳) بیوی کے گھر سے باہر کام کرنے کی اجازت (یا شرط) کو اس بات کے ساتھ مربوط کرنا جائز نہیں کہ شوہر پر واجب نفقات (کے برداشت کرنے) میں (بیوی کا بھی) اشتراک ہو گا یا بیوی کی کمائی اور تنخواہ کا کچھ حصہ شوہر کو دیا جائے گا۔

(۴) شوہر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بیوی کو گھر سے باہر کام کرنے پر مجبور کرے۔

سادساً: جائیداد میں بیوی کی شرکت

اگر بیوی نے واقعتاً اپنی رقم یا اپنی کمائی سے گھر، جائیداد یا کسی تجارتی منصوبے کے لیے حصہ ڈالا ہے، تو بیوی کو اس گھر یا منصوبے میں اپنے لگائے ہوئے سرمائے کے بقدر ملکیت میں شریک ہونے کا حق ہے۔

سابعاً: کام کے بارے میں حق کا غلط استعمال

(۱) شادی کے تعلق میں میاں بیوی کے درمیان باہمی حقوق اور فرائض ہوتے ہیں، جو شرعاً مقرر ہیں۔ میاں بیوی کا رشتہ انصاف، یکجہتی، تعاون اور ہمدردی پر مبنی ہونا چاہیے اور اس کی خلاف ورزی شریعت میں ظلم اور حرام ہے۔

(۲) شوہر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ بیوی کو کام کرنے سے روکنے کے حق کا غلط استعمال کرے یا نقصان پہنچانے کے ارادے سے اس سے کام چھوڑنے کا مطالبہ کرے، الا یہ کہ بیوی کے کام کرنے سے متوقع مصلحت فاسد ہوتی ہو اور اسے نقصان پہنچتا ہو۔

(۳) مندرجہ بالا اصول بیوی پر بھی لاگو ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی ملازمت سے شوہر یا خاندان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہو یا اس کی ملازمت سے ہونے والا ضرر، ملازمت کے فوائد سے زیادہ ہو۔

سفارشات

- اکیڈمی گھر سے باہر بیوی کے کام کے نتیجے میں خاندان اور خود بیوی پر پڑنے والے اثرات کے سماجی، معاشی اور طبی تحقیق کی سفارش کرتی ہے۔ چونکہ اس تحقیق کے نتیجے میں موضوع کے حقائق واضح ہوتے ہیں۔ اس تحقیق کے لئے مختلف معاشروں سے نمونے حاصل کئے جائیں۔
- کونسل میاں بیوی کے درمیان سالمیت کے تصور کو پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتی ہے اور اسلام کی خواہش ہے کہ ان کے درمیان تعلق محبت اور رحم پر مبنی ہو۔

- کمیٹی ایک خصوصی سیمینار کے انعقاد کی سفارش بھی کرتی ہے جس میں مسلمان خواتین کے معاملات عمومی طور پر اور اسلامی معاشرے کی ترقی میں ان کے کردار کو خصوصی طور پر تہذیبی ترقی کے عمل کو مدنظر رکھتے ہوئے شرعی معیارات کے مطابق زیرِ بحث لایا جائے، تاکہ کمیٹی کے فیصلوں اور سفارشات کو تمام اسلامی حکومتیں اور ادارے خواتین اور آبادی سے متعلق بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنا سکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۵(۱۶/۳)

عاقلہ اور دیت برداشت کرنے میں اس کی عصری تطبیقات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰صفر تا۵ ربیع الاوال ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا۱۴اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

" عاقلہ اور دیت برداشت کرنے میں اس کی عصری تطبیقات" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: عاقلہ کی تعریف:

یہ وہ فریق ہے جو مجرم کی جانب سے قتلِ عمد کے علاوہ قتل کے خون بہا کی رقم کی ادائیگی برداشت کرتا ہے اور اسے اپنی ادا کردہ رقم کو مجرم سے وصول کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ اصلاً عاقلہ میں عصبات شامل ہوتے ہیں یا مجرم کی وہ جماعت جن میں باہم مدد اور ذمہ داری کا تعلق ہوتا ہے۔

ثانیاً: جن ادائیگیوں کو عاقلہ برداشت نہیں کرتی

قتلِ عمد کی دیتوں کو اور جو رقوم صلح یا اعتراف کے نتیجے میں واجب ہوں، عاقلہ ان کی برداشت نہیں کرتی۔

ثالثاً: عصری تطبیقات

اگر ایسے عصبات یا جماعت موجود نہ ہو جس کے ذمہ دیت کو برداشت کرنا ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں ضرورۃً درج ذیل کو ان کے قائم مقام بنایا جاسکتا ہے، اور اس کی بنیاد یہ حقیقت ہے کہ نظامِ عاقلہ کی بنیاد باہمی نصرت اور ذمہ داری پر ہے:

أ. اسلامی بیمہ (تعاونی یا تکافل) جس کی پالیسی میں بیمہ شدہ افراد کے مابین خون بہا کی رقم کی ادائیگی کی صراحت ہو۔

ب. سنڈیکیٹس اور فیڈریشنز جو ایک ہی پیشے کے افراد کے درمیان قائم ہوں، اگر ان کی ایسوسی ایشن کے بنیادی نظام میں تاوانوں کی ادائیگی میں تعاون حاصل کرنا شامل ہو۔

ج. سرکاری، عوامی اور نجی اداروں کے ملازمین کے درمیان یکجہتی اور تعاون حاصل کرنے کے لیے بنائے گئے خصوصی فنڈز۔

رابعاً: سفارشات

- اسلامک فقہ اکیڈمی مختلف حکومتوں اور اسلامی ممالک سے سفارش کرتی ہے کہ وہ اپنی قانون سازی کے متن میں اس بات کو یقینی بنائیں کہ دیات یعنی خون بہا ضائع نہ ہو، کیونکہ اسلام میں کوئی خون رایئگاں (یعنی ہدر) نہیں ہوتا۔
- متعلقہ اداروں کو ایسی جماعت اور گروہ سے تعلق رکھنے والے مختلف افراد کے مابین تعاون اور یکجہتی کے جذبے کو پھیلانے کے لیے کام کرنا چاہیے جن کے اراکین کا مابین سماجی تعلق قائم ہو۔

اور یہ ہدف اس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے:

أ. خون کی رقم کی ادائیگی کے اصول میں مختلف قواعد وضوابط کو شامل کرنا۔

ب. اسلامی دنیا کے مختلف ممالک میں اسلامی انشورنس کمپنیوں کا ایسی دستاویزات بنانا، جن میں حادثات کی کوریج اور دیت کی رقم کی آسان شرائط اور مناسب پریمیم کی ادائیگی شامل ہو۔

ج. اسلامی ممالک کا عاقلہ کی عدم موجودگی کی صورت میں خون بہا کی ادائیگی کو بیت المال (عوامی خزانے) میں شامل کرنے کا اقدام اٹھانا، تاکہ بیت المال کو سونپے گئے سماجی مقاصد اور اس کے معاشی کردار کو حاصل کیا جاسکے۔ دیت کی رقم کی ادائیگی بھی اسی میں شامل ہے۔

د. دنیا کے مختلف خطوں میں مسلم اقلیتوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ایسی تنظیمیں قائم کریں جو ان کے درمیان تعاون اور سماجی یکجہتی حاصل کریں، اور واضح طور پر یہ شرط رکھیں کہ قتل کے معاوضے کو شرعی نظام کے مطابق ادا کیا جائے۔

ہ. حکومتوں، اداروں، انجمنوں اور سماجی اداروں کو رفاہی اور خیراتی کاموں کو فعال کرنے کے لیے پیغامات بھیجنا، جن میں زکوٰۃ، اوقاف، وصیتیں اور عطیات شامل ہیں تاکہ قتلِ خطا کے نتیجے میں دیت کی رقم کو برداشت کرنے میں تعاون کیا جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۶(۱۶/۴)

قرآن کریم اور دینی نصوص کا نیا مطالعہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔" قرآن کریم اور دینی نصوص کا نیا مطالعہ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: جسے دینی نصوص کا نیا مطالعہ کہا جارہا ہے اگر اس سے مراد نصوص کے معانی میں تحریف ہو، خواہ وہ شاذ اقوال پر مبنی ہو، اس طرح کہ نصوص متفق علیہ آراء سے ہٹ جائیں اور شرعی حقائق سے متصادم ہو جائیں، تو یہ رجحان اسلامی معاشروں، ان کی ثقافت اور اقدار کے لیے ایک قابلِ ملامت بدعت اور عظیم خطرہ ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی نوٹ کیا گیا ہے کہ اس رجحان کے کچھ مہم جو تجدید کے اس میدان میں اس لئے داخل ہوئے ہیں کہ وہ تفسیر کے ضابطے کے معیارات سے لاعلم ہیں، یا انہیں ایسی تجدید کا جنون ہے جو شرعی ضوابط کے ساتھ منضبط نہ ہو۔

خطرے کے بڑھنے کے آثار کچھ یونیورسٹیوں کی طرف سے ان ریڈنگز کو اپنانے اور ان کے اقتباسات کو رپورٹنگ کے مختلف ذرائع سے پھیلانے، یونیورسٹی کے مقالوں میں ان کے موضوعات کو شامل کرنے کی ترغیب دینے، ان کے سرکردہ افراد کو لیکچر کے لیے مدعو کرنے، مشکوک سیمینارز میں حصہ لینے، ان کی لکھی ہوئی رائے کو غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ کرنے کا مطالبہ کرنے اور بعض اداروں کی جانب سے ان کی زہریلی کتابیں کو شائع کرنے کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

ثانیاً: ان مطالعوں کے چیلنج کا مقابلہ کرنا فرضِ کفایہ بن گیا ہے اور اس چیلنج کا مقابلہ کرنے اور اس کے خطرے کو دور کرنے کے ذرائع میں سے چند درج ذیل ہیں:

- اسلامی حکومتوں کو اس مہیب خطرے کا مقابلہ کرنے کی دعوت دینا اور رائے کی ذمہ دارانہ آزادی جس کا مقصد اصولوں کا احترام کرنا ہو اور بے لگام اور تباہ کن آزادی کے درمیان فرق کو واضح کرنا تاکہ یہ حکومتیں اسلامی اشاعتی اداروں، ثقافتی مراکز اور ذرائع ابلاغ کی تنظیموں کی نگرانی کر سکیں اور یونیورسٹی کے طلباء اور نوجوانوں کے دلوں میں اسلامی بیداری کو گہرا کرنے اور اجتہادِ شرعی کے معیارات، صحیح تفسیر اور حدیث نبوی کی تشریح کو متعارف کرانے کے لیے کام کریں۔
- شرعی علوم اور اس کی اصطلاحات کے گہرے مطالعہ کی طرف رہنمائی کے لیے اور ایسے اجتہادِ شرعی کی حوصلہ افزائی کے لیے جو شرعی قوانین، عربی زبان کے ماخذ اور اقسام کے ساتھ منضبط ہو، مناسب ذرائع (جیسے مباحث پر مشتمل سیمینار کا انعقاد) اختیار کرنا۔
- اس رجحان کے حاملین کے ساتھ مثبت منظم مکالمے کے میدان کو وسعت دینا۔
- اسلامی علوم کے ماہرین کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ سنجیدہ تردیدی اعمال کو تیز کریں اور مختلف شعبوں خصوصاً تعلیمی نصاب میں ان پر تبادلہ خیال کریں۔
- عقیدہ، حدیث اور شریعت میں پوسٹ گریجویٹ طلباء کو حقائق کی اشاعت اور ان کی آراء اور الزامات کا سنجیدگی سے جواب دینے کے لیے اپنی یونیورسٹی کے مقالوں کے عنوانات کا انتخاب کرنے کی ہدایت کرنا۔
- عالمِ اسلام کے اندر اور باہر کی مختلف تحقیقی تنظیموں میں سنجیدہ تحقیقات لکھنے کے پیش نظر اور محققین کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے جدہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی سے وابستہ عملی جماعتوں کی تشکیل کی جائے، نیز اس موضوع پر لٹریچر کی ایک جامع لائبریری کا قیام بھی عمل میں لایا جائے جو شائع شدہ مواد اور اس کے جوابات پر نظر رکھے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۷ (۱۶/۵)

بین الاقوامی اشیاءِ تجارت اور ان کی لین دین کے ضوابط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

" بین الاقوامی اشیاءِ تجارت اور ان کی لین دین کے ضوابط" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: مالیاتی بازار کے حوالے سے کونسل کی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) کو یاد رکھا جائے جس میں یہ کہا گیا تھا: منظم مالیاتی بازاروں میں اشیاء کی خرید و فروخت مندرجہ ذیل چار مختلف طریقوں سے وجود میں آسکتی ہے۔

پہلا طریقہ

پہلا طریقہ یہ ہے کہ فروخت کی جانے والی اشیاء یا ان کی نمائندگی کرنے والے کاغذات بائع کی ملکیت اور قبضے میں موجود ہوں اور عقد کے ذریعہ خریدار کو مبیع پر قبضہ کرنے اور بائع کو قیمت پر قبضہ کرنے کا حق فوری طور سے منتقل ہو جائے۔ یہ طریقہ عقد کی معروف شرائط کے مطابق شرعاً جائز ہے۔

دوسرا طریقہ

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عقد کے ذریعہ خریدار کو مبیع پر قبضہ کرنے کا اور بائع کو قیمت پر قبضہ کرنے کا حق فوری طور سے منتقل ہوجائے اور بازار کی انتظامیہ کی معرفت قبضے کی اس منتقلی کا امکان بھی موجود ہو۔ یہ طریقہ بھی بیع کی معروف شرائط کے مطابق شرعاً جائز ہے۔

تیسرا طریقہ

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ عقدِ بیع کے ذریعہ بائع طے شدہ اوصاف کی اشیاء آئندہ کسی تاریخ میں مشتری کے حوالے کرنا اپنے ذمہ لے لے، اور مشتری حوالگی میں قیمت کی ادائیگی اپنے ذمہ لے لے، اور معاہدے میں یہ بات طے ہو کہ یہ معاملہ بالاخر معین تاریخ پر واقعۃً اشیاء اور قیمت کے لین دین پر ختم ہوگا۔

یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ مبیع اور قیمت دونوں مؤجل (یعنی دونوں کی ادائیگی کو معاہدے کی رو سے موخر کردیا گیا ہے) البتہ اگر اس طریقہ کار میں ایسی ترمیم کردی جائے کہ عقدِ سلم کی معروف شرائط پوری ہوجائیں تو اس صورت میں یہ طریقہ جائز ہوجائے گا، لیکن جو چیز بیع سلم کے طور پر خریدی گئی ہو، جب تک خریدار اس پر قبضہ نہ کرلے اسے آگے کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

چوتھا طریقہ

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ عقدِ بیع کے ذریعہ بائع طے شدہ اوصاف کی اشیاء کو آئندہ کس تاریخ میں مشتری کے حوالے کرنا اپنے ذمہ لے لے، اور مشتری حوالگی کی تاریخ میں قیمت کی ادائیگی اپنے ذمہ لے لے، اور عقد میں یہ بات طے شدہ نہ ہو کہ یہ معاملہ بالآخر اشیاء اور قیمت کے عملی لین دین پر ختم ہوگا، بلکہ اس بات کی گنجائش ہو کہ معاملہ بالآخر ایک برعکس عقد پر ختم ہوجائے گا، (جس میں اشیاء کے حقیقی لین دین کے بجائے محض قیمتوں کے فرق سے ادائیگی کا تصفیہ ہوگا)

اشیاء کے منظم بازاروں میں یہی طریقہ زیادہ رائج ہے اور یہ عقد بالکل جائز نہیں۔

ثانیاً: پیش کردہ تحقیق کی روشنی میں کمیٹی نے اسلامی مالیاتی اداروں کی طرف سے کئے جانے والے لین دین کی متعدد صورتوں پر تبادلہ خیال کیا، جس سے یہ واضح ہوگیا کہ ان تطبیقات کی بہت سی شکلیں، متعدد پہلو اور ایسی تفصیلات ہیں جنہیں واضح کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ بین الاقوامی سامانِ تجارت اور

ان کی لین دین کے ضوابط میں حکمِ شرعی تک پہنچا جائے، لہذا کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ جنرل اسمبلی ایک خصوصی اجلاس منعقد کرے جس میں درج ذیل امور ہوں:

۱. بین الاقوامی اجناس کی منڈیوں میں اسلامی مالیاتی اداروں کے ذریعے کئے جانے والے حقیقی عقود پیش کرنا۔

۲. اسلامی مالیاتی اداروں کو لین دین میں جن ضوابط کو پورا کرنا اور ان کی رعایت کرنا ضروری ہے ان کے بارے میں جامع بحث کرنا۔

۳. بین الاقوامی اجناس کے مسائل پر غور کی تکمیل کے لیے اس لین دین کے مختلف پہلوؤں میں اضافی تحقیق تیار کرنا۔

ثالثاً: کونسل دبئی میں بین الاقوامی منڈی قائم کرنے کے حکومت دبئی کے ارادے کو سراہتی ہے۔اسے امید ہے کہ یہ منصوبہ اسلامی مالیاتی اداروں کو عالمی منڈیوں کے ممنوعہ امور سے بچنے کے قابل بنائے گا جس کی طرف پیش کردہ تحقیق میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور کمیٹی اس پروجیکٹ کے ذمہ داروں سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مارکیٹ کے کام کے لیے قوانین اور طریقہ کار تیار کرتے وقت شرعی پہلوؤں پر توجہ دیں۔ اور ایسے طریقہ کار کو تلاش کرنے کی کوشش کریں جو بازار میں اسلامی شریعت کی دفعات اور اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۸(۶/۱۶)

تجارتی کفالت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

" تجارتی کفالت" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔ اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً: تجارتی کفالت سے کیا مراد ہے

شرعی کفالت: دین، عین یا جان کے مطالبہ کی ذمہ داری کے بارے میں کفیل کے ذمہ کو مدیون کے ذمہ کے ساتھ ملانے کو کفالت کہتے ہیں۔ یہ صورت اس تجارتی کفالت کے علاوہ ہے جس کا مقصد ایسا معاہدہ ہوتا ہے جس میں ایک مقامی، کسی غیر ملکی کو پیشوں کے انجام دینے یا منصوبوں کے شروع کرنے کا لائسنس استعمال کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

ثانیاً: تجارتی ضمانت کی اہم ترین صورتیں

۱. کسی غیر ملکی کے لیے کاروباری لائسنس رکھنے والے مقامی فرد کا اس بات پر رضامند ہو جانا کہ وہ لائسنس کو اپنی سرگرمی کے لیے مکمل طور پر اپنے مالی وسائل کے بل بوتے پر استعمال کرے گا، اور مقامی فرد کسی مالی

تعاون یا کام کا ذمہ دار نہیں ہو گا۔ البتہ لائسنس کے تحت کام کی انجام دہی کے لیے حکومت کو جو طریقہ کار مطلوب ہو گا مقامی شخص اسے پورا کرے گا۔ اور اس پروجیکٹ میں مقامی فرد مالک کے طور پر ظاہر ہو گا۔

۲. اگر قانوناً درست ہو تو غیر ملکی کے ساتھ مقامی فرد شریک ہو جائے اور مقامی کو یکمشت یا وقفے وقفے سے اتنی رقم ملتی رہے جس پر مشترکہ سرگرمی یا پروجیکٹ میں لائسنس کے استعمال پر اتفاق کر لیا گیا ہو۔

ثالثاً: تجارتی کفالت کا حکم

ا. پہلی صورت (ایک غیر ملکی کا لائسنس کا استعمال) ایک نئی پیش آمدہ صورت ہے جو کہ معروف فقہی کفالت کے باب سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ "شرکت الوجوہ" کی قبیل سے ہے۔ بلکہ یہ مقامی شخص کا ایسا اخلاقی حق ہے جو قانوناً اسے ملتا ہے اور پھر وہ اس حق کو بلا معاوضہ یا بالمعاوضۃ، یا فروخت کر کے یا اجارے کے عوض دوسرے کو منتقل کرتا ہے۔ اگر کوئی ابہام، دھوکہ دہی اور ولی الامر کی خلاف ورزی نہ ہو تو اس لین دین میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

۲. دوسری صورت (لائسنس کے استعمال میں شراکت داری) یہ ہے کہ مقامی فرد یا تو لائسنس مہیا کرنے کے ساتھ مالی تعاون بھی کرے، یا وہ محض لائسنس مہیا کرے جبکہ منصفانہ طور پر لائسنس کی رقم کی تعیین اس طور پر کر لی گئی ہو جو عرفاً اخراجات اور کوششوں کی نمائندگی کرے، (اس تقویم کی ضرورت اس لئے ہے) تاکہ لائسنس جمع کروانے والے کے حصے کا تعین ہو جائے۔ دوسرے فریق (غیر ملکی) کا حصہ مالی شرکت کی صورت میں ہو گا، جس میں (مال کے ساتھ) اس کا عمل بھی شامل ہو گا، اور اس عمل کو منافع کی شرح طے کرتے وقت مد نظر رکھا جائے۔ تجارتی کفالت کے ساتھ یہ لین دین اس مقدار پر جائز ہے جس پر منافع کی شرح کے تعین میں اتفاق کیا گیا ہو، جبکہ حصص کے مطابق نقصان برداشت کیا جائے۔

سفارشات:

اکیڈمی کی کونسل تجویز کرتی ہے کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کو اپنے اقتصادی اداروں کے ذریعے اسلامی مشترکہ منڈی قائم کرنی چاہیے اور اسلامی ممالک کے درمیان رقوم، افراد اور تجارت کی نقل و حرکت کو آزاد

رکھنا چاہیے۔ تاکہ اسکے ذریعہ عالمی منڈیوں کی طرح مسلمانوں کے درمیان مطلوبہ اسلامی اتحاد اور باہمی فوائد کا حصول ممکن ہو پائے۔

واللہ أعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۴۹(۷/۱۶)

بیمہ صحت (ہیلتھ انشورنس)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا سولھواں اجلاس دبئی ،متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

"صحت بیمہ (ہیلتھ انشورنس)" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. ہیلتھ انشورنس کی تعریف

ہیلتھ انشورنس کنٹریکٹ: ایک معاہدہ ہوتا ہے جس کے تحت کوئی شخص یا ادارہ جو اپنی دیکھ بھال کا خیال کرتا ہے وہ کسی مخصوص ادارے کو ایک مخصوص رقم یا متعدد قسطیں ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ ادارہ ایک مخصوص مدت کے اندر علاج یا اس کے اخراجات کو پورا کرنے کا عہد کرے۔

۲. ہیلتھ انشورنس کے طریقے

ہیلتھ انشورنس یا تو علاج کے ادارے یعنی اسپتال کے ذریعے کیا جاتا ہے، یا ایک انشورنس کمپنی کے ذریعے جو بیمہ شدہ فرد اور علاج کے ادارے کے درمیان ایک ثالث کے طور پر کام کرتی ہے۔

۳. ہیلتھ انشورنس کا حکم

أ. اگر ہیلتھ انشورنس طبی ادارے کے ساتھ براہ راست ہے، تو یہ شرعی طور پر ان ضوابط کے ساتھ جائز ہوتی ہے جو غرر کو معمولی اور قابل تسامح بناتے ہیں، اور چونکہ اس کا تعلق جان، عقل اور نسل کی حفاظت کے ساتھ ہے لہٰذا حاجت بھی مکمل طور پر موجود ہے، اور یہ (جان، عقل اور نسل کی حفاظت) ان ضروریات میں سے ہیں جن کے تحفظ کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

جن ضوابط کی بات کی گئی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

- وہ قطعی تصریحات طے کرنا جو فریقین میں سے ہر ایک کی ذمہ داریوں کی وضاحت کرتی ہوں۔
- بیمہ شدہ فرد کی صحت کی حالت اور اس کے آئندہ پیش آنے والے امکانات کی تحقیق کرنا۔
- طبی ادارے کی طرف سے انشورنس کمپنی پر وہی مالی دعوے کیے جائیں جو حقیقتاً انجام دیے جانے والے کاموں سے متعلق ہوں نہ یہ کہ فرضی رقم کے دعوے کر دئے جائیں جیسا کہ تجارتی انشورنس کمپنیوں میں ہوتا ہے۔

ب. اگر ہیلتھ انشورنس کسی اسلامی انشورنس کمپنی (کوآپریٹو یا تکافل) کے ذریعے ہو جو اپنی سرگرمیاں فقہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۹ (۲/۹) میں انشورنس اور ری بیمہ کے حوالے سے منظور شدہ شرعی ضوابط کے مطابق کرتی ہو، تو یہ انشورنس جائز ہے۔

ج. اگر ہیلتھ انشورنس کمرشل انشورنس کمپنی کے ذریعے ہے تو یہ جائز نہیں ہے، جیسا کہ کمیٹی کے مذکورہ فیصلے میں بیان کیا گیا ہے۔

۴. نگرانی اور کنٹرول

متعلقہ اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے، ناانصافی اور استحصال کو دور کرنے اور بیمہ شدہ فرد کی حفاظت کے لیے ہیلتھ انشورنس کے افعال کی نگرانی اور کنٹرول کریں۔

سفارشات

کونسل کی کمیٹی مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرتی ہے:

۱. اسلامی حکومتوں، خیراتی اداروں اور اوقافی اداروں سے مطالبہ کرنا کہ وہ صحت کا بیمہ مفت فراہم کریں یا ان لوگوں کے لیے مناسب فیس مقرر کریں جو نجی شعبے سے انشورنس حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

۲. ہیلتھ کارڈز کو ان کے حاملین کے علاوہ کی طرف سے استعمال کرنے سے گریز کیا جائے، کیونکہ یہ معاہدوں کے تقاضوں کی خلاف ورزی ہے اور اس میں خیانت اور دھوکہ دہی شامل ہے۔

۳. ہیلتھ انشورنس کے غلط استعمال کے خلاف انتباہ دیا جائے، جیسے بیماری کا جھوٹا دعوی کرنا یا چھپانا، یا ایسی معلومات کا اندراج کرنا جو حقیقت سے متصادم ہو۔

۴. حالیہ کانفرنسوں اور سیمینارز کے نتائج اور کمیٹی کے سابقہ فیصلے کے جاری ہونے کے بعد سامنے آنے والی مختلف صورتوں کی روشنی میں کوآپریٹو انشورنس (اسلامی یا تکافل) کے مسئلے کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں میں شامل کرنا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۰ (۱۶/۸)

ہم اور دیگر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

"ہم اور دیگر" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. ایسے ذرائع اختیار کرنا جس سے مسلمان ممالک اور افراد کے درمیان اتحاد پیدا ہو، تاکہ اس دور میں ایک امت کے بارے میں بات کی جاسکے۔ اس کے لیے ضروری ہے تنازعات کو حل کیا جائے نیز مختلف اسلامی ممالک کے درمیان اقتصادی، ثقافتی، سائنسی اور سیاسی تعاون کو فعال کیا جائے، اس سلسلے میں اسلامی فقہ اکیڈمی کی متعدد قراردادوں کو عمل میں لایا جائے۔

۲. اسلام کے بارے میں میڈیا کے واضح پیغام کی تشکیل کے لیے اسلامی ممالک اور تنظیموں کے درمیان ہم آہنگی کی ضرورت ہے، تاکہ وہ متفقہ پیغام دوسرے کے ساتھ بات چیت کی بنیاد بن سکے، اس کے ساتھ میڈیا سے متعلق ایسی مسلمان پروفیشنلز کی نسلوں کو تیار کرنے کی ضرورت بھی ہے جو اس پیغام کو سمجھتے ہوں اور مختلف زندہ زبانوں میں اس کا اظہار کرنے کے قابل ہوں، تاکہ موجودہ وقت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میڈیا کی شدید مہمات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

۳.   اس کی بنیاد ایسے مشترکہ منصوبوں کے قیام پر ہونی چاہیے جو مالی امداد اور تحائف پر منحصر نہ ہوں، اور ان کی بنیاد مساوات اور سب کے مشترکہ مفادات کی ترقی پر ہو، تاکہ اسلامی ممالک اور دیگر ممالک کے درمیان مختلف اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور سیاسی میدان شعبوں میں تعاون کو معقول بنایا جاسکے۔

سفارشات:

۱.   کمیٹی رکن ممالک، تنظیموں، یونیورسٹیوں اور خصوصی اسلامی مراکز سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مختلف زندہ زبانوں میں کتابیں نشر کرنے، مطالعہ اور تحقیق شائع کرنے کے ایسے منصوبے تیار کریں جو زیرِ بحث مختلف موضوعات پر مشتمل ہوں تاکہ اسلام جو کہ دینِ کائنات وحیات ہے، اس کے حقائق کا اظہار کیا جائے اور اس سے عدمِ برداشت کی نفی کی جائے۔ اسلام کی اقدار اور امن پر زور دیا جائے اور غربت، بھوک اور بیماری سے نمٹنے کے لیے باہمی تعاون، دولت کے وسائل کو بڑھانے، سرمایہ کاری اور ایسے مشترکہ منصوبوں کے کرنے کی یہ کونسل تاکید کرتی ہے جن سے تمام انسانیت کو فائدہ ہو۔ اور ان سب کی اشاعت میں کمیٹی کے ساتھ رابطہ رکھا جائے۔

۲.   عالمی بین الاقوامی تنظیمیں جیسے اقوام متحدہ کی تنظیم اور بین الاقوامی تنظیم برائے تعلیم وثقافت (یونیسکو) اور بین الاقوامی اقتصادی اور صنعتی تنظیموں میں فعال موجودگی کے ذریعہ، حکومتی یا عوامی سطح پر بین الاقوامی تعلقات سے متعلقہ اداروں کو دعوت دینا تاکہ بین الاقوامی برادری کو ان اقدار اور اصول سے آگاہ کیا جائے جو اسلام انسانیت کو تعاون اور دنیا میں امن وسلامتی کی عمارتوں کے قیام کے لیے پیش کرتا ہے۔

اس کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے:

أ.   ان تنظیموں میں ممالک کی نمائندگی کے لئے آنے والے وفود میں یونیورسٹیوں، اسلامی اداروں یا دیگر ماہرین کو شامل کرنا، اس کے ساتھ ایسی نسلیں تیار کی جائیں جو اسلام اور اس کے امن اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو دقتِ نظر کے ساتھ سمجھتے ہوں۔

ب. عالمی مسائل کو صرف بین الا قوامی کانفرنسوں کے ذریعے منصفانہ طریقے سے حل کرنے پر زور دینا، اور ان مسائل کے حل کو اس دائرے (یعنی بین الا قوامی کانفرنسوں) سے باہر نکالنے کو تسلیم نہ کرنا۔ نیز حق کے کلمہ اور اسلام کے مبادی کے اعلاء کے لئے مختلف بین الا قوامی بلاکس کے ساتھ روابط رکھنا جو شریعت کی طرف سے مامور ہیں۔ اور تشریعاتِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ مغرب کی طرف سے انصاف اور قوانین کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق باہمی روابط رکھنا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۱(۹/۱۶)

مسلم اقلیتوں کا خیال رکھنا

منظمة التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سولہواں اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا۔

"مسلم اقلیتوں کا خیال رکھنا" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز اس موضوع سے متعلق مناقشات کو بھی کونسل نے بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. اسلامی دنیا سے باہر رہائش پذیر مسلمانوں کے لیے (اقلیتوں) یا (کمیونٹیز) کے نام کو ترک کر دینا چاہیے، کیونکہ یہ نام قانونی اصطلاحات ہیں جو اسلامی وجود کی اس حقیقت کا اظہار نہیں کرتیں جس میں جامعیت، اصلیت، استحکام اور دوسرے معاشروں کے ساتھ بقائے باہمی کی خصوصیات ہیں۔ اور اس کے متبادل مناسب نام یہ ہیں جیسے: (مغربی دنیا کے مسلمان) یا (اسلامی دنیا سے باہر کے مسلمان)۔

۲. اسلامی ممالک سے باہر مسلمانوں کے اسلامی وجود کو برقرار رکھنے اور ان کی مذہبی، تہذیبی اور ثقافتی خصوصیات کے دفاع کے لیے مختلف ذرائع اختیار کیے جائیں۔

۳. مغرب میں شہریت کے تقاضے اسلامی تشخص کے تحفظ اور اسلامی اقدار سے وابستگی سے مطابقت نہیں رکھتے۔

سفارشات

۱.   اسلامی دنیا سے باہر مسلمانوں کے حالات سے متعلق ایک علمی تحقیقی مرکز کا قیام، اور غیر مسلموں میں اسلامی تصور درست کرنا۔

۲.   اسلامی دنیا سے باہر مسلمانوں کو درپیش فقہی پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنے سے متعلق کونسل میں ایک شرعی کمیٹی کی تشکیل۔

۳.   کونسل، اسلامی اور دیگر ممالک کے متعلقہ حکام کے تعاون سے غیر مسلم ممالک میں ائمہ، مبلغین اور اسلامی مراکز کے منتظمین کے لیے خصوصی تربیتی کورسز کا انعقاد کرے۔

۴.   اسلامی ممالک سے باہر کے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اپنے اسلامی اصولوں کو برقرار رکھیں، فرقہ وارانہ اختلافات کو ترک کریں اور مذہبی رسومات میں اتحاد کی پابندی کریں۔

۵.   اسلامی ممالک سے باہر رہنے والے فد مسلمان ایسی تہذیبی مثال ہوں جو دوسروں کے ساتھ اپنے رویے اور معاملات میں اسلام کی نمائندگی کریں۔

۶.   منظمۃ التعاون الاسلامی کو دعوت دینا کہ وہ غیر ممبر ممالک میں مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں متعلقہ انتظامیہ کی مدد کرے، اور اس سلسلے میں تنظیم کے جاری کردہ فیصلوں کو فعال کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القدس اور مسجدِ اقصیٰ

الحمد الله رب العالمين والصلاة على سيدنا محمد الأمين وعلى آله الطاهرين وصحابته الغر الميامين ومن تبعهم واقتفى أثرهم بإحسان إلى يوم الدين وبعد

فلسطین میں انتہا پسند صہیونی گروہ، جن کی تعداد تیس سے زیادہ ہے، نے خیال کر لیا ہے کہ وہ طاقتور ہیں اور انہیں یہ وہم ہے کہ وہ قبلہ اول اور تیسری مبارک مسجد، جس کی طرف سفر کیا جاتا ہے، یعنی مسجدِ اقصیٰ کے بارے میں اپنے جارحانہ منصوبوں کو انجام دے سکتے ہیں، اوراس کو گرانے اور اس کے کھنڈرات پر نام نہاد ہیکل سلیمانی بنانے کی کوشش کر کے ان گروہوں نے اس بابرکت مسجد پر حملہ کرنے کے جواز اور بہانے ڈھونڈنا شروع کر دیے ہیں۔ اور اپنے جارحانہ عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اقصیٰ کے صحنوں پر دھاوا بول کر وہاں اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کی بار بار کوششیں کیں۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کا اجلاس دبئی، متحدہ عرب امارات میں، مؤرخہ ۳۰ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۵ء کو منعقد ہو رہا تھا۔ اس دوران اسے شہر القدس اور بالخصوص مسجد اقصیٰ کے خلاف انتہا پسندوں اور یہودی حکام کے جاری کردہ جارحانہ بیانات اور غیر منصفانہ منصوبوں سے آگاہی ہوئی، لہذا اس نے درج ذیل قرارداد جاری کی ہیں:

قرارداد:

۱. القدس شہر اور مسجد اقصیٰ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے مقدس ہیں، کیونکہ ان کا تعلق قرآن کریم میں بیان کردہ الاسراء اور المعراج کے معجزے سے ہے۔

۲. اس شہر اور اس کی بابرکت مسجد کے اسلامی ہونے کی تصدیق قرآن کے متن اور سنت نبوی سے ہوتی ہے۔ اور یہ کہ یہ مسئلہ نہ ویٹو ہو سکتا ہے، نہ ہی اس میں تبدیلی، سودے بازی، اور درمیانی حل کی کوئی گنجائش ہے۔ امت کے تمام فقہاء کا متفقہ طور پر اس بات پر اجماع ہے کہ غاصب دشمن کو مسلمانوں کی زمین کے غصب شدہ کسی بھی حصے پر برقرار رکھنا حرام ہے، خصوصا جبکہ اراضی مقدسہ کو غصب کیا گیا ہو۔

۳. مسجد اقصیٰ صرف مسلمانوں کے لیے ہے اور یہودیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس مسجد کے تقدس کو پامال کرنے کے خطرات سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ الاقصیٰ پر کسی بھی حملے کے لیے یہودی قابض حکام اور ان کی حمایت کرنے والے ممالک کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا، الاقصیٰ کو مذاکرات یا رعایت سے مشروط کرنا جائز نہیں ہے اور کسی کو بھی ایسا کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ یہ ان سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔

۴. القدس اور اس کی بابرکت مسجد پر یہودیوں کے قبضے کو ختم کیے بغیر اور فلسطین کو اس کے لوگوں کو واپس کیے بغیر خطے میں منصفانہ امن واستحکام حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

۵. یہ فلسطینی عوام کا حق ہے کہ وہ اپنی تمام سرزمین پر اپنی آزاد ریاست قائم کریں، جس کا دارالحکومت القدس ہو۔ اسے اپنے دفاع کرنے اور تمام دستیاب جائز ذرائع سے دشمن کے خلاف مزاحمت کرنے اور پناہ گزینوں کو اپنے وطن واپس جانے کا حق بھی حاصل ہے۔

آخر میں کمیٹی عرب اور اسلامی دنیا کے حکمرانوں اور عوام سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس مقبوضہ شہر اور اس کی بابرکت مسجد کے دفاع کے لیے اپنی مذہبی، قومی اور تاریخی ذمہ داری ادا کریں، اور دفاع کرنے والے افراد کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں اور وہاں اپنی موجودگی قائم کریں، اور صحت ، تعلیمی، سماجی اور وہاں کے دیگر اداروں کی مدد کریں۔ اس کا مقصد اس شہر کی یہودیت یا بین الاقوامیت کو روکنا ہے۔ یہودیت اور عالمگیریت دونوں ہی ہر صورت میں ناقابل برداشت اور ناقابل قبول ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسراء اور معراج کی سرزمین پر اسرائیلی قبضے کو ختم کرنے کے لیے سنجیدہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

واللہ ولی التوفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عراق کے احوال کے تناظر میں

الحمد الله رب العالمين والصلاة على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وصحبه اجمعين وبعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے: (من لم يهتم بأمر المسلمين فليس منهم) یعنی جو مسلمانوں کے امور کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں، مجمع الفقہ الاسلامی نے متحدہ عرب امارات، دبئی میں ۳۰ صفر سے ۵ ربیع الاول ۱۴۲۶ ہجری، بمطابق ۹-۱۴ اپریل ۲۰۰۵ عیسوی، اپنے اجلاس میں، مقبوضہ عراق میں رونما ہونے والے سانحات کی پیروی کی۔ پوری عراقی عوام جس کا شکار ہو گئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ناانصافی، جبر اور آمریت کا مقابلہ کیا اور جدوجہد کی اور آج وہی لوگ ناانصافی اور ظلم کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔ واضح ہو گیا کہ عراق پر جنگ کے لیے یکے بعد دیگرے بہانے بنائے گئے اور عراقی عوام کو بچانے کا اعلانیہ نعرہ بھی عملی جامہ نہ پہن سکا۔

اور اب عراق کی جنگ اور قبضے کو دو سال گزر چکے ہیں، اس دوران عراقی عوام نے تباہی کا تسلسل، توانائیوں کے ضیاع، علماء کے قتل اور اپنی ہی قوم کے بیٹوں کے درمیاں فرقہ وارانہ اور نسلی اختلافات کو ہوا دینے کی سازشوں کے نفاذ کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ اس سے صرف قابض کا اپنے سازشوں پر زیادہ اصرار بڑھے گا۔ کیونکہ اس قسم کے اقدامات سے دشمن اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور توڑنے کے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہوں گے۔

ہم، بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے اجلاس کے لیے دبئی میں جمع ہونے والے علماء، زخمی اور مقبوض عراق کے تمام بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور سازشوں کے مقابلے میں ایک ہو کر ڈٹ جائیں۔ عراق کی مکمل آزادی، اور خود مختاری کے حصول کے لیے تمام راستوں کو

اختیار کریں، نفرت انگیز فرقہ وارانہ اختلافات سے ہٹ کر ایک متحد اور خود مختار عراق کی تعمیر، محفوظ اور مضبوط، جس میں ظلم کے لیے کوئی جگہ نہ ہو، جو اسلام کے اعتدال اور انصاف کے سائے میں محفوظ ہو۔

اور ہم زمین پر فساد کی مذمت کرتے ہیں اور اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ کے سامنے ہر قسم کی جارحیت، ناانصافی اور بدعنوانی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، ہم علاقائی تنظیموں، اقوام متحدہ، اور ان تمام لوگوں سے جو اس دنیا میں امن، سلامتی، آزادی اور انصاف کو پسند کرتے ہیں، سے مطالبہ کرتے ہیں کہ عراق کو جن سانحات کا سامنا ہے، ان کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ختم کریں۔ اس صورتحال کو ختم کریں جس صورت حال میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے اور خطہ اور اس کے گردونواح کو خطرات لاحق ہیں۔

اسی وقت، ہم اپنے پیارے عراق میں ہونے والی تبدیلیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور آئینی اداروں کے قیام کا عزم کرتے ہیں ۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر عراقی عراق کے اتحاد، آزادی اور مکمل خود مختاری کا خواہاں ہو گا۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں عراقی عوام کو خیر اور کامیابی عطا فرمائے گا تاکہ وہ قبضے کے نتائج سے چھٹکارا پالے اور اپنے مقدر، اپنے مستقل آئین اور اپنے آئینی اداروں کو اپنی امید کے طور پر منتخب کرلے اور اپنی تباہ حال معیشت کو استوار کرلے اور ہمسایہ ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنالے اور اسلامی اور بین الاقوامی یکجہتی کے لیے میدان میں اپنا اہم کردار ادا کرے تاکہ عظیم امت اسلامیہ کے عالمی امن کے مقاصد کے حصول کی پورے عالم میں تکمیل ہو۔

واللہ ولی التوفیق

قراردادیں اور سفارشات

سترہواں اجلاس

منعقدہ:

عمان (اردن)

۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۲(۱/۱۷)

اسلام، وحدتِ امت، اور مختلف عقائدی، فقہی اور تربیتی مسالک

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا۔ " اسلام، وحدتِ امت، اور مختلف عقائدی، فقہی اور تربیتی مسالک " کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی، اور سن ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء میں منعقدہ بین الاقوامی اسلامی کانفرس کے قراردادوں پر نظر ڈالی گئی، جس میں پیغامِ عمان میں ذکر کردہ اقدار کا مطالعہ کرنے اور ان کو اپنانے کی دعوت دی گئی ہے، اور تیسرے خصوصی اسلامی سربراہی کانفرس کے تمہید کے طور پر مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والے علماء و مفکرین کے فورم میں بھی اپنایا گیا۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اس موضوع پر تیار کئے جانے والے تمام مقالات اسلام کے بنیادی عمومی قواعد سے موافقت رکھتے ہیں، اور مختلف عقائدی و فقہی و تربیتی مسالک کو دین پر عمل کو آسان بنانے کے لئے علماء اسلام کے فقہی اجتہادات گردانتے ہیں، اوران سب کا مقصد امت کی وحدت کا استحکام، اور فکری و تحقیقی اعتبار سے امت کی تقویت اور اسلام کے ابدی پیغام کا حصول ہے۔ نیز اس موضوع کے مقالات ان تحقیقات سے بھی ہم آہنگ ہیں جن میں (پیغامِ عمان) کے مندرجات کو پیش کیا گیا ہے، جو اسلام کی حقیقت اور عصر حاضر کے معاشرے میں اس کے کردار کو بیان کررہا ہے۔ بلاشبہ شاہ عبد اللہ الثانی ابن الحسین حفظہ اللہ کی عالمی اور وسیع پیمانہ اس پیغام کے اشاعت کی کوششیں اور کاوشیں لائق تحسین و تعریف ہیں۔

ثانیا عمان (اردن) میں منعقد ہونے والے "حقیقتِ اسلام اور اس کا موجودہ معاشرے میں کردار" کے عنوان سے عالمی اسلامی کانفرس سے صادر ہونے والے قراردادوں کی توثیق کی جاتی ہے، کیونکہ ان میں اور اس موضوع پر مقالات اور ہونے والے مباحثوں میں مطابقت ہے۔ ان قراردادوں کے ابتدائیہ میں ان کی تایید میں مختلف دار الافتاؤں اور اکابر علماء کرام کی جانب سے صادر ہونے والے مختلف مسالک سے متعلق فتاوی اور فیصلوں کا حوالہ بھی دیا گیاہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اہل سنت والجماعت کے چاروں مسالک (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) اور جعفری، زیدی، اباضی، ظاہری مسالک کے پیروکار مسلمان ہیں، انہیں کافر کہنا جائز نہیں ہے۔ ان کی جان ومال اور عزت آبرو کی پامالی حرام ہے۔ نیز جیسا کہ مفتی جامعہ ازہر کے فتوی میں ذکر ہے کہ اہل عقیدہ اشعریہ، اور حقیقی تصوف پر چلنے والے کی تکفیر بھی جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی صحیح سلفی مکتب فکر کی تکفیر درست ہے۔

(۲) مسالک کے مابین متفقہ امور مختلف فیہ امور سے کہیں زیادہ ہیں، آٹھوں مسالک کا اسلام کے بنیادی اصول میں اتفاق ہے، چنانچہ یہ تمام کے تمام اہل مسالک اللہ تعالی کی وحدانیت، قرآن کے اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہونے اور براہ راست اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت اور تحریف سے پاک ہونے، اور حضرت محمد ﷺ کے تمام نوع انسانیت کے لئے رسول ونبی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، اور ان کا اتفاق پانچوں ارکان اسلام (شہادتین، نماز، زکوۃ، رمضان کے روزے، حج) اور ارکان ایمان: اللہ تعالی، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان کو شامل ہے۔ باقی رہا ان مسالک کے علماء کا اختلاف تو وہ فروع اور کچھ اصولوں میں ہے اور یہ اختلاف رحمت ہے، اور قدیم مقولہ ہے کہ علماء کی آراء میں اختلاف رحمت واسعہ ہے۔

(۳) اسلامی مسالک کا اعتراف کرنے کا مطلب فتاوی کے باب میں کسی خاص منہج کا پابند ہونا ہے، لہذا کسی بھی شخص کے لئے مخصوص علمی اہلیتوں کے بغیر فتوی دینا روا نہیں ہے، نہ ہی مسالک کے مناہجِ فتوی کی پابندی کے بغیر فتوی صادر کرنا جائز ہے۔ نیز اجتہاد کی اہلیت کا دعوی کرنا اور اپنی نئی رائے بنانا یا ردشدہ فتاوی کو راجح قرار دینا بھی جائز نہیں ہے جسکے نتیجہ میں امت مسلمہ شریعت اسلامی کے بنیادی قواعد واساسیات، اور مذاہب معتبرہ سے منحرف ہوجائے۔

(۴) ۱۴۲۵ھ میں رمضان مبارک کی ستائیسویں شب کو صادر ہونے والے "پیامِ عمان" جسے مسجد الہاشمیین میں پڑھا گیا کا لب لباب یہ ہے کہ مسالک اوران کے مناہج کی پابندی کی جائے، کیونکہ بین المسالک مکالمہ وروابط ہی دراصل اعتدال ومیانہ روی ورواداری اور ہمدردی اور دوسروں کے ساتھ بات چیت کی کامیابی کے ضامن ہیں۔

(۵) ہم امت مسلمہ کے مابین اختلافات کے خاتمہ اور ان کے قولا وعملا اتحاد، باہمی احترام کی پختگی، اور مسلمان قوموں اور ممالک کے درمیان یکجہتی کے استحکام، اور حب فی اللہ پر مبنی بھائی چارے کے رشتوں کی مضبوطی کی دعوت دیتے ہیں، ساتھ ہی یہ گزارش کرتے ہیں کہ اتحاد کی راہ میں ہر مداخلت اور آپس جھگڑوں کے تمام ذرائع کا سد باب کریں، ارشاد باری تعالی ہے: (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ)[الحجرات: ۱۰]. ترجمہ: "سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں؛ اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو؛ تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

(٦) بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے شرکاء مسجد اقصی مبارک، اور مقبوضہ فلسطینی زمینوں کے پڑوس میں اردن کے دار الخلافہ عمان میں اجتماع کے موقع پر مسجد اقصی (اولی القبلتین، اور ثالث الحرمین الشریفین) کو درپیش خطرات اور مظالم کے خلاف اور اس کے تحفظ کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کار لانے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں، جو ناجائز قبضہ کے خاتمے اور مقدس مقامات کی آزادی کے بعد ہی ممکن ہے، نیز عراق اور دیگر جگہوں پر مقدس مقامات کے تحفظ کی بھی ضرورت ہے۔

(۷) شرکاء کانفرس اسلامی دنیا میں آزادی اور احترام رائے کے مفاہیم میں گہرائی پیدا کرنے پر زور دیتے ہیں۔

والحمد للہ وحدہ

ثالثا کونسل کی کونسل قرارداد ۹۸ (۱/۱۱) بابت اسلامی اتحاد ومتعلقہ سفارشات اور اس میں پیش کردہ اسلامی اتحاد کو ممکن بنانے کے مختلف طریقہ کار کی توثیق کی جاتی ہے جس کے خاتمہ میں اکیڈمی کی سیکرٹریٹ سے اکیڈمی کے اراکین وماہرین پر مشتمل کمیٹی بنانے کی گزارش کی گئی تھی جس کی تشکیل اور ذمہ داریوں کی تعیین تنظیم اسلامی کانفرنس کی جانب سے ہو۔ اس کمیٹی کا مقصد ایسی تحقیق پیش کرنا ہو جو قابل عمل ہو، اور ساتھ ساتھ

کمیٹی امت کے ثقافتی سماجی اقتصادی میدانوں میں اتحاد کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے تمام مراحل ولائحہ عمل وضع کرے۔

رابعا متفق علیہا موضوعات کے قواعد عامہ مرتب کئے جائیں اور ان کو واضح کیا جائے، اسی طرح مختلف فیہا امور کو شمار کرکے ان کے شرعی بنیادوں کے مطابق انہیں ترتیب دیا جائے، اور تمام مسالک کا متفقہ امور کی تعظیم اور مختلف فیہ امور کے احترام کے دائرہ میں رہتے ہوئے دیانت دارانہ اور غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے، اگر ترجیح دینی ہو تو محقق کے مسلک یا خطہ یا معاشرہ میں رائج مسلک کو مقدم نہ رکھا جائے بلکہ دلیل کی قوت اور مقاصد شریعت کی بہتر تکمیل کو سامنے رکھ کر ترجیح دی جائے۔

خامسا مڈل سکولز اور جامعات میں فقہِ اتحاد امت، آداب اختلاف، بامقصد مناظرہ کو باقاعدہ شامل درس کیا جائے، خصوصا اس بات کی تعلیم دی جائے کہ کسی رائے کو اختیار کرتے ہوئے دیگر آراء کی تنقیص و تحقیر نہ ہو۔

سادسا کتاب و سنت کے تقاضوں کے پابند تربیتی مسالک کا احیاء کیا جائے، کیونکہ یہ مسالک دراصل عصر حاضر میں چہار سو پھیلی مادیت کے زور کو توڑنے، اور مسلمانوں کو شریعت کے بنیادی اصول کو پس پشت ڈال کر کام کرنے والے نام نہاد صوفیانہ مسالک سے بچانے کا ذریعہ ہیں۔

سابعا تمام مسالک کے علماء کرام اعتدال ومیانہ روی کی آگاہی پیدا کرنے کے مختلف جہتوں سے کام کریں، باہمی ملاقاتیں ہوں، خصوصی علمی پروگرامز رکھے جائیں، عمومی کانفرنسیں منعقد کی جائیں، نیز اتحاد بین المسالک کے میدان میں کام کرنے والے اداروں سے اس سلسلے میں استفادہ کیا جائے، تاکہ لوگوں کی سوچیں ان عقائدی وفقہی وتربیتی مسالک سے متعلق مثبت بنائی جاسکیں، کیونکہ یہی مسالک دراصل شریعت اسلامی کے بنیادی اصول واحکام کو عملی شکل دینے کا نصاب ہیں، اور ان کے درمیان نظر آنے والا اختلاف دراصل تنوع ہے، تصادم نہیں۔ ساتھ ساتھ ان کا تعارف وخصوصیات وفوائد وآداب ومعارف کو بھی عام کرنا بھی ضروری امر ہے۔

ثامنا مسالک کا احترام ایسے بامقصد تنقید کے ہرگز منافی نہیں ہے جس سے مطلوب متفق علیہ امور کا دائرہ وسیع کرنا اور مختلف فیہ امور کا دائرہ تنگ کرنا ہو۔ نیز کتاب وسنت کی روشنی میں اتحاد امت کو مستحکم کرنے کی نیت سے بین المسالک تعمیری گفتگو کے مواقع بنانا بھی ضروری امر ہے۔

تاسعا کتاب وسنت کے تقاضوں سے متصادم نئے نئے مسالک اور فکری رجحانات کا سامنا کرنا ضروری ہے، کیونکہ جیسے افراط قابل قبول نہیں ہے، ایسے ہی ہر پکار پر (مشکوک نظر آنے کے باوجود) لبیک کہنے میں تفریط بھی جائز نہیں ہے۔ اسلام کے نام کی حقانیت کے تحفظ کے لئے ان امور کے اصول وضوابط کو منظر عام پر لانا بہت ضروری ہے۔

عاشرا عقائدی وفقہی وتربیتی مسالک ان کے نام پر ہونے والے کسی بھی غلط عمل مثلا بے گناہوں کا قتل، لوگوں کے اموال وجائدادوں کو نقصان پہنچانے اور عزتوں کی پامالی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

سفارشات

(۱) کونسل اکیڈمی کے سیکرٹریٹ کو سفارش کرتی ہے کہ ایسے سیمنارز اور اجلاسات کا انعقاد کیا جائے جن کا مقصد ایسے اسباب پر کام کرنا ہو جو مختلف مسالک کو پیروکاروں کے مابین بغض وعداوت کی وجہ بنا دیتے ہیں یہاں تک کہ خدشہ ہونے لگتا ہے کہ آگے چل کر یہی اسباب امت میں توڑ کے عوامل میں تبدیل نہ ہو جائیں۔ اور کام کا طریقہ یہ ہو کہ تمام ایسے اقتباسات اور نصوص جن کا غلط مفہوم لیا گیا ہو یا ان کی عملی تطبیق غلط کی گئی ہو یا ان کی غلط اسلوب سے دعوت چلائی گئی ہو، ان پر از سر نو تحقیق کی جائے۔ ذیل میں اس قبیل کے چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

(الف) ولاء وبراء کا مسئلہ۔

(ب) فرقہ ناجیہ سے متعلق حدیث، اور اس سے اخذ کردہ نتائج۔

(ج) کسی کو کافر یا فاسق یا بدعتی قرار دینے کے ضوابط (نہ اس میں غلو ہو نہ ہی تفریط کا شکار ہوں)

(د) ارتداد کا حکم لگانا، اور مرتد پر حد نافذ کرنے کی شرائط۔

(ھ) کبائر کے باب میں توسع، اور کسی پر اس کے ارتکاب کا حکم لگانے پر مرتب ہونے والے نتائج۔

(و) دین کے مکمل نفاذ نہ کرنے کی بنیاد پر مختلف احوال کی رعایت رکھے بغیر تکفیر کرنا۔

(۲) کونسل اسلامی ممالک میں متعلقہ اداروں سے سفارش کرتی ہے کہ وہ ایسی مطبوعات کی نشر وطباعت کو روکنے کے لئے اقدامات کریں جو فرقہ واریت کو بھڑکانے کا سبب بنتی ہوں یا کسی متفقہ جواز کے بغیر کچھ مسلمانوں کو کافر یا گمراہ قرار دیتی ہوں۔

(۳) کونسل متعلقہ اداروں سے سفارش کرتی ہے کہ وہ تمام قوانین اور عملدرآمدات میں شریعت اسلامی کو بنیادی اور مکمل ماخذ ومرجع بنانے پر کام جاری رکھیں۔ جیسا اکیڈمی اپنے گزشتہ سیمینارز کے قراردادوں اور سفارشات میں اس بات کی جانب اشارہ کرچکی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرار داد نمبر ۱۵۳(۲/۱۷)

افتاء: آداب وشرائط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "افتاء: آداب وشرائط" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:

قرار داد

اولا افتاء اور مفتی کی تعریف اور فتوی کی اہمیت:

کسی حکم شرعی کے متعلق پوچھے جانے پر اس کی وضاحت کرنے کو افتاء کہتے ہیں، البتہ کبھی کبھی لوگوں کے حالات اور طرز عمل کو درست کرنے کی غرض سے بغیر سوال پوچھے بھی فتوی صادر کیا جاسکتا ہے۔

مفتی وہ ہے جو شرعی احکام، مسائل، اور زمانے کو جانتا ہو، جسے اتنا علم اور صلاحیت عطا کی گئی ہو جن کی مدد سے دلائل شرعیہ سے احکام شرعیہ کو مستنبط کرسکے اور انہیں واقعات اور زمانے کے حوادث پر منطبق کرسکے۔

بلاشبہ فتوی بہت عظیم ذمہ داری ہے، کیونکہ یہ رب العالمین کے قانون کی تشریح ہے، اور مفتی در اصل اللہ تعالی کے حکمنامہ پر بطور نمائندہ دستخط کرتا ہے، اور احکام شریعت کی وضاحت کرنے میں حضور ﷺ کی نیابت کرتا ہے۔

ثانیا مفتی کے شرائط:

فتوی کا کام صرف وہی کر سکتا ہے جس میں کتب میں مذکور مفتی کے شرائط پائے جاتے ہوں، ان شرائط میں سے چند اہم شرائط درج ذیل ہیں:

(الف) کتاب وسنت اور ان دونوں سے متعلقہ علوم کا علم رکھتا ہو۔

(ب) اجماع واختلاف اور فقہی مسالک وآراء کا علم رکھتا ہو۔

(ج) اصول فقہ، مبادی فقہ، قواعد فقہ، مقاصد شریعت اور علوم آلیہ (مثلاً علم نحو، صرف، بلاغت، لغت، منطق وغیرہ) سے مکمل واقفیت ہو۔

(د) لوگوں کے حالات اوران کے عرف سے واقف ہو، ساتھ ہی زمانے کے مسائل ونت نئی تبدیلیوں کا بھی ادراک ہو، اور فتوی میں نصوص سے غیر متصادم عرف کی تبدیلیوں کا لحاظ بھی رکھتا ہو۔

(ھ) نصوص سے شرعی احکام کے استنباط کی اہلیت پائی جاتی ہو۔

(و) آمدہ سوالات کی حقیقت کو سمجھنے کے غرض سے مختلف میدانوں (مثلاً طب اور اقتصاد) کے ماہرین وتجربہ کار حضرات سے مراجعت رکھے۔

ثالثاً اجتماعی فتوی

چونکہ بہت سے عصری مسائل پیچیدہ اور مرکب نوعیت کے ہوتے ہیں، ان کو کماحقہ سمجھنے اور ان کے احکام کو جاننے کے لئے اجتماعی فتوی کی ضرورت ہوتی ہے، اور اجتماعی فتوی کے حصول کا ذریعہ مختلف فتوی کمیٹیاں اور فقہی اکیڈمیاں ہیں۔

رابعاً فتوی کی پابندی کرنا اور کروانا

فتوی کی اصل حیثیت یہ ہے کہ فتوی قضاءً (قانونی طور پر) لازم نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کسی فتوی کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ مستند ودرست ہے تو ایک مسلمان کے لئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں ہے۔ مالیاتی ادارے فقہی اکیڈمیوں کے دائرے میں اپنے شرعی کمیٹیوں کے فتاوی پر عمل اور ان کی پابندی کو یقینی بنائیں۔

خامساً کون فتوی کا اہل نہیں؟

(ا) جن کا اختصاص افتاء نہ ہو اور گزشتہ شرائط پر پورے نہ اترتے ہوں، ان سے فتوی نہیں لیا جائے گا۔

(۲) سوشل میڈیا میں نشر ہونے والے بہت سے فتاوی سائل کے حالات کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، دوسرے فرد کے لئے وہی جواب مناسب نہیں ہوتا، الا یہ کہ اس کے حالات وظروف بالکل سائل کی طرح ہوں۔

(۳) نصوص قطعیہ اور متفق علیہا فتاوی سے متصادم شاذ فتاوی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

سادسا   بعض آداب افتاء

مفتی کو چاہیئے کہ فتوی لکھنے میں اخلاص کو مد نظر رکھے، باوقار وپر سکون ہو، ارد گرد کے حالات پر نظر رکھے، اپنی ذات میں اللہ سے ڈرنے والا اور عفیف النفس ہو، اپنے فتاوی میں مذکورہ کرنے اور نہ کرنے کے اعمال پر خود کاربند ہو۔ شبہہ کی جگہوں سے دور رہے، تشابہات اور پیچیدہ مسائل کے جواب دینے میں جلد بازی سے کام نہ لے بلکہ خوب غور فکر کرے اور دیگر اہل علم حضرات سے مشورہ لیتا رہے، مطالعہ و تحصیل علم میں مستقل لگا رہے، لوگوں کے رازوں کا امین ہو، اللہ تعالی سے اپنے کارِ فتوی میں توفیق کا طلبگار رہے، جس مسئلہ کا علم نہ ہو یا تحقیق طلب ہو تو اس میں توقف کرے۔

سفارشات

(۱) نئے مسائل، پیش آمدہ واقعات پر مطلع رہنے کے لئے عالم اسلامی کے دار الافتاء وفتاوی کمیٹیاں باہم روابط رکھیں۔

(۲) علم افتاء ایک مستقل بالذات علم ہو، جسے یونیورسٹیوں، دینی مدارس، اور ججز وائمہ وخطباء تیار کرنے والے اداروں میں پڑھایا جائے۔

(۳) وقتاً فوقتاً نئے مسائل کے حل میں آسانی کے لئے سیمینارز کا انعقاد کیا جائے جن میں فتوی کی اہمیت، اور ضرورت کو بیان کیا جائے۔

(۴) کونسل کی قرارداد نمبر ۱۰۴ (۱۱/۷) بابت "فتاوی جات سے استفادہ کے طریقے" خصوصاوہاں مذکور مندرجہ ذیل سفارشات سے بھی استفادہ حاصل کرنے کی سفارش کرتی ہے:

(۱) جو فتاوی کسی اصل شرعی، یا مستند دلائل شرعیہ کے تحت نہ ہوں بلکہ کسی موہوم مصلحت کے تابع ہوں جو شرعا مردود ہو، اور مبنی بر خواہشات ہوں، خلاف شرع عرف اور حالات وظروف سے متاثر ہوں ان سے ہوشیار وچوکنا رہا جائے۔

(۲) عالم اسلام میں نظام فتاوی کو درست و مربوط ومتحد کرنے کے لئے اہل افتاء علماء، اداروں اور کمیٹیوں کو فقہی کونسلوں کے فیصلوں اور سفارشات کو مد نظر رکھنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۴(۱۷/۳)

غلو، انتہاپسندی اور دہشت گردی کے متعلق اسلام کا موقف

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا" غلو، انتہاپسندی اور دہشت گردی کے متعلق اسلام کا موقف" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔ ساتھ ہی قرارداد نمبر ۱۲۸ (۱۴/۲) بابت "انسانی حقوق اور عالمی شدت "کو پڑھا گیا جس میں دہشت گردی کی تعریف یوں کی گئی ہے:"انسان پر اس کے دین یا جان یا عزت یا عقل یا مال کے اعتبار سے حسی یا معنوی طور پر افراد یا گروہوں یا ممالک کی جانب سے ناروا سلوک اور فساد فی الارض کے متعدد صورتوں میں سے کسی صورت کو اختیار کرکے ناحق ظلم کرنا یا ڈرانا یا دھمکانا"۔ نیز مختلف عربی اور اسلامی رسمی وعوامی کانفرنسوں کی جانب سے دہشت گردی کے خلاف جاری کئے گئے مواد پر کونسل مطلع ہوئی جن میں دہشت گردی کے اسباب کے خاتمے اور دہشت گردوں پر راہیں مسدود کرنے پر بات کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ۱۴۲۵/۹/۲۶ھ مطابق ۲۰۰۴/۱۱/۹ء میں جاری شدہ "پیامِ عمان" کے مندرجات، اور مقبوضہ اقوام کے لئے مسلح مدافعت کے حق کی پالیسی سے مکمل اتفاق کیا گیا ہے۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

(۱) دہشت گردی کی تمام صورتیں اور سرگرمیاں حرام ہیں، اور انہیں سرانجام دینے والے جہاں بھی ہوں اور جو بھی ہوں ان کو مجرم اور ان کے کاموں کو لوٹ مار کے ضمن میں شمار کیا جائے گا۔ اور دہشت گردانہ کاروائیوں میں (بالواسطہ مالی تعاون اور سہولت کاری یا بلاواسطہ) کسی بھی قسم کا کردار ادا کرنے والے کو بھی دہشت گرد تصور کیا جائے گا، چاہے وہ فرد ہو یا گروہ ہو، یا کوئی ملک ہو، اور ایک یا ایک سے زائد ممالک کا دیگر ممالک کے خلاف اس نوعیت کے اقدام کو بھی دہشت گردی گردانا جائے گا۔

(۲) جبری قبضہ کے خلاف جائز طریقوں سے مزاحمت اور دہشت گردی دونوں الگ الگ ہیں، ان کے مابین فرق کو ملحوظ رکھا جائے، کیونکہ یہ مزاحمت ظلم کے خاتمہ اور حقوق کی بازیابی کے لئے کی جاتی ہے، اور یہ مظلوم کا حق ہے جسے شریعت اور عقل سلیم دونوں ہی مانتے ہیں، اور عالمی معاہدہ ناموں میں بھی اسے تسلیم کیا گیا ہے۔

(۳) دہشت گردی کے اسباب کا حل ضروری امر ہے، ان اسباب میں سرفہرست غلو، انتہا پسندی، تعصب، احکام شریعت سے ناواقفیت، انسانی حقوق کی پامالی، اور انسان کے سیاسی وفکری آزادی کا سلب ہونا، محرومیت، معاشی وسیاسی وسماجی زبوں حالی ہیں۔

(۴) گزشتہ فقروں میں مذکور امر کی مزید تاکید کی جاتی ہے کہ دینی عقیدہ کے دفاع میں جہاد، اور وطن کی حفاظت یا بیرونی جابرانہ طاقت کے قبضہ سے آزادی کے لئے جدوجہد جب تک شرعی احکام کی رعایت کے ساتھ ہوں اس وقت تک دہشت گردی کے زمرہ میں کسی طور سے نہیں ہیں۔

سفارشات

(۱) دہشت گردی کا قلع قمع اور اس کے اسباب کے سدباب کی لئے آگہی پھیلانے میں علماء ومفتیان کرام ومبلغین حضرات، اور عمومی وخصوصی علمی کمیٹیوں کے کردار کو فعال کیا جائے۔

(۲) تمام ذرائع ابلاغ خبریں نشر کرنے اور رپورٹیں پیش کرنے میں (خصوصا جو دہشت گردی سے متعلق ہوں) اطلاع کی صداقت کو یقینی بنائیں، اور دہشت گردی اور اسلام کو باہم نتھی کرنے سے گریز کیا جائے، کیونکہ دہشت گردی کی سرگرمیاں بعض دیگر ادیان وثقافتوں کے حامل افراد کی طرف سے انجام دیئے جاتے رہے ہیں، اور تاحال دیئے جارہے ہیں۔

(۳) تمام علمی و تعلیمی اداروں کو دعوت دی جائے کہ وہ اسلام کے تابناک چہرے کو سامنے لائیں اور اس کے رواداری، باہمی تعاون ورابطے سے متعلقہ پہلوؤں کو اجاگر کریں۔

(۴) اکیڈمی کے سیکریٹریٹ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس موضوع پر خاص توجہ دیتے ہوئے خصوصی سیمینارز، سیر حاصل لیکچرز اور تفصیلی علمی میٹنگز کے ذریعہ اپنی کوششیں جاری رکھے، تاکہ انسداد دہشت گردی، اور اسکا خاتمہ ممکن ہوسکے، اور ایک ایسا شرعی فریمورک تیار ہوسکے جو اس موضوع کی تمام جہتوں کو شامل ہو۔

(۵) اقوام متحدہ سے اپیل کی جاتی ہے کہ انسداد دہشت گردی کے سلسلے میں اپنی کوششوں کو بڑھائیں، اور عالمی سطح پر اس کے قلع قمع کے لئے باہمی تعاون زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور اس سلسلے میں مضبوط بین الممالک معیارات وضع کئے جائیں، تاکہ دہشت گردی کی مختلف النوع شکلوں کو ایک ہی پیمانہ اور ایک ہی معیار پر تولا جاسکے۔

(٦) تمام ممالک اور ان کی حکومتوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ باہمی امن وامان کو اپنی اولین ترجیحات میں رکھیں، اور دوسرے ملکوں پر جابرانہ قبضوں کو ختم کریں، اور وہاں کے عوام سے فیصلہ کا حق نہ چھینیں، اور باہمی تعلقات کو مساوات، امن اور انصاف کی بنیاد پر استوار کریں۔

(۷) مغربی ممالک سے اپیل کی جاتی ہے کہ تعلیمی نصابوں پر، اور ان میں شامل اسلام مخالف سوچ و نظریات پر نظر ثانی کریں، اور متعدد ذرائع ابلاغ سے نشر ہونے والے اسلام دشمن مواد پر روک لگائی جائے تاکہ باہمی پر امن زندگی اور پر امن گفتگو کو ممکن بنایا جاسکے۔ اور نفرت وظلم کی ثقافت کو بند کیا جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۵(۴/۱۷)

مسلّمہ شرعی احکام کی پابندی اور غیر اسلامی ممالک کی شہریت کے تقاضوں میں تطبیق

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "مسلّمہ شرعی احکام کی پابندی اور غیر اسلامی ممالک کی شہریت کے تقاضوں میں تطبیق" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔

چنانچہ کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا "شہریت" سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص ملک سے حقیقی اور زمینی حیثیت پر تعلق رکھنا۔ شرعی مسلّمات سے مراد عمل، عقیدہ اور اخلاق سے متعلقہ وہ احکام ہیں جو قطعی نصوص شرعیہ میں وارد ہوئی ہیں یا امت کا ان پر اجماع واتفاق ہے۔ ان میں ضروریاتِ خمسہ (دین، جان، عقل، نسل، مال) کی حفاظت سے متعلقہ امور بھی شامل ہیں۔

ثانیا مسلمانوں کے لئے غیر مسلم ممالک میں ایسے سماجی، سیاسی، معاشی سرگرمیوں کا حصہ بننے میں کوئی حرج نہیں جو مسلّماتِ شریعت سے متصادم نہ ہوں، خصوصًا جبکہ ان میں حصہ لینا شہریت کا تقاضہ بھی ہو۔ البتہ یہ دھیان رہے کہ ان میں شرکت کی وجہ سے ان کی اسلامی شناخت وتشخص کو ٹھیس نہ پہنچے۔

ثالثا اگر حق کے حصول اور ظلم کی روک تھام کے لئے ملکی عدلیہ کا دروازہ کھٹکانے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ نہ رہے تو مسلمانوں کا عدالت میں اپنا کیس لڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ ذاتی نوعیت کے معاملات (پرسنل لاء) میں ان کے لئے شرعی ثالثی، فتاوی، احکامِ شریعت کی پابندی لازمی ہے۔

رابعا فتاوی میں غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے لئے استثنائی صورت اسی وقت اختیار کی جائے گی جب ضرورت اتنی عام ہو جائے کہ مشقت کی اس حد کو پہنچ جائے جس میں "حاجت" اور "ضرورت" کے تمام شرعی شرائط پائے جاتے ہوں۔ نیز استثنائی حکم کو ضرورت وحاجت کے بقدر ہی محدود رکھا جائے گا۔

سفارشات

(۱) اکیڈمی غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے اور مسلم سوسائٹیوں و مسلم ممالک کے باہمی روابط کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔

(۲) اکیڈمی تمام اسلامی ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں تاکہ وہ اپنی جائے سکونت میں اپنے وجود کو مستحکم کر سکیں، چنانچہ تعلیمی ادارے اور اکیڈمیاں بنانے میں ان کی مدد کی جائے، جہاں دین اسلام اور زبان عربی کی تعلیم کا اہتمام ہو، اور ایسے جامعات قائم کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے جہاں مبلغین وائمہ کرام تیار کئے جائیں تاکہ اسلامی ممالک سے باہر اسلامی تشخص کی حفاظت ہو سکے۔

(۳) ایک جامع ڈیٹا سینٹر کا قیام ہو جس میں تنظیم اسلامی کانفرنس کے ممبر ممالک کے علاوہ دیگر ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے آبادیاتی ڈھانچے اور ان کی تاریخ، اور ملک میں ان کی پوزیشن ومقام سے متعلق تمام تفصیلات مذکور ہوں، اسی طرح اپنے اپنے میدانوں میں کام کرنے والی اسلامی تنظیموں کی سرگرمیاں بھی مذکور ہوں، اور یہ سب غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے حالات سے متعلق ایک جامع سروے کے تحت ہو۔

(۴) ایسے مبلغین کی تیاری کا اہتمام کیا جائے جو غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں اور مسلم سوسائیٹیوں کے زمینی حقائق سے واقف ہوں، اور ان کا سامنا کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں، اور وہاں کی

زبان پر انہیں عبور ہو، اور وہاں کی عادات ورواج کو سمجھتے ہوں اور وہاں کے سیاسی، فکری، معاشی، سماجی صورتحال سے واقف ہوں۔

(۵) غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کے مسائل میں دلچسپی رکھنے والے اسلامک سینٹرز کو متوجہ کیا جائے کہ وہ مقامی فتاوی کمیٹیوں اور فقہی اداروں سے رابطے رکھیں، کیونکہ ان فقہی اداروں کے اراکین اسی ماحول میں رہتے ہیں اور وہاں کے مسائل کے درمیان ہی جیتے ہیں، ان روابط سے ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ وہاں کے مسلمانوں کو اپنے دینی حقوق حاصل کرنے میں آسانی ہو گی، دوم یہ کہ اپنے حالات کے موافق شرعی سوالات کے جوابات بسہولت حاصل کر سکیں گے۔

(٦) غیر مسلم ممالک میں قائم فقہی اکیڈمیوں اور اداروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ "انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی" کے امت اسلامیہ کے علمی وفقہی مرجع کے درجہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے ساتھ باہمی ربط وتعاون بنائے رکھیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۶ (۱۷/۵)

صکوکِ مشارکہ: ان کے اثاثوں کے عناصر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا ''صکوکِ مشارکہ: ان کے اثاثوں کے عناصر'' کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔ اور مضاربہ دستاویزات سے اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۳۰ (۴/۵) کو زیر نظر لایا گیا جس میں صکوک سے متعلقہ عمومی بنیادی اصولوں اور صکوک کے مابین فرق کے لحاظ کو شامل کیا گیا ہے، نیز صکوکِ اجارہ سے متعلق اکیڈمی کے قرارداد نمبر ۱۳۷ (۱۵/۳) اور ادھاری دستاویزات کی ممانعت سے متعلق اکیڈمی کے قرارداد نمبر ۶۰ (۶/۱۱) پر بھی کونسل مطلع ہوئی بحوالہ (پیراگراف ''اولا''شق نمبر ۳)

اسی طرح متعدد سیمینارز اور کانفرنسوں کے جاری کردہ فتاوی سے واقفیت کی گئی، جن میں ''البرکہ'' کا بیسواں سیمینار ''الراجحی'' کمپنی کے پہلے اجتماع، اور ''اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے'' کے زیر اہتمام ورکشاپ، اور اسی آرگنائزیشن کی مجلس شرعی کی جانب سے جاری شدہ مالیاتی دستاویزات سے متعلق، اور سرمایہ کاری کی دستاویزات سے متعلق شرعی معیارات کو بھی زیر نظر لایا گیا۔

اور چونکہ اکیڈمی نے اپنے قرارداد میں ذکر کردہ وہ ضابطہ جاری نہیں کیا جس کا حوالہ مضاربہ دستاویزات سے متعلق قرارداد میں دیا گیا، اور وہ اسی صورت میں جب کہ صکوک اشیاء، منافع، نقد رقم اور قرضوں پر مشتمل اثاثہ جات کی نمائندگی کرتے ہوں۔ اور چونکہ بیشتر اسلامی مالیاتی اداروں کے اثاثہ جات میں اشیاء و منافع، نقدی اور قرضوں سے کم ہوتے ہیں اس لئے ان باتوں کے پیش نظر اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

مزید بحث و تحقیق کے لئے اس موضوع پر حتمی فیصلہ کو موخر کیا جاتا ہے، اور سفارش کی جاتی ہے کہ قرارداد نمبر ۳۰(۵/۴) میں جس ضابطہ کے جاری کرنے کا طے کیا گیا تھا اس کی تیاری کے سلسلے میں خصوصی سیمینار کا انعقاد کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۷(۱۷/۶)

عقود میں دوطرفہ وعدہ اور پیشگی اتفاق

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "عقود میں دو طرفہ وعدہ اور پیشگی اتفاق" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات، اور قرارداد نمبر ۴۰-۴۱ (۵/۲ اور ۵/۳) پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔

چنانچہ اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا دوطرفہ وعدہ میں اصل یہ ہے کہ یہ دیانتاً (بندے اور رب کے درمیان) لازم ہے، البتہ قضاءً (قانونی طور پر) لازم نہیں ہے۔

ثانیا سودی عقد میں حیلہ کرتے ہوئے فریقین کا باہمی وعدہ کرلینا، مثلا بیع عینہ پر پیشگی اتفاق، اور ایک ہی عقد میں فروخت و قرض کو شامل کرنے کا باہمی وعدہ کرلینا شرعا ممنوع ہے۔

ثالثا بعض ایسی صورتوں میں جن میں بائع کے مِلک میں مبیع کے نہ ہونے کی وجہ سے عقد بیع کرنا ممکن نہ ہو البتہ قانونی طور پر یا کسی اور اعتبار سے، یا عالمی تجارتی عرف کی رو سے فریقین پر مستقبل میں عقد لازم کرنے کی حاجت ہو۔ جیسا کہ مال امپورٹ کرنے کے لئے ڈاکومینٹری کریڈٹ کھلوائی جاتی ہے، تو ایسی صورتوں میں فریقین کو حکومتی قانون کے تحت یا معاہدہ نامہ کی تحریر میں دوطرفہ وعدہ کا پابند بنانا جائز ہے۔

رابعا دفعہ (ثالثا) میں ذکر کی گئی صورت میں لازم کئے جانے والے دوطرفہ وعدہ کو مستقبل کے بیع کا حکم نہیں دیا جائے گا، لہذا مشتری کی طرف مبیع کی ملکیت منتقل نہ ہوگی، نہ ہی اس کے ذمہ ثمن کی ادائیگی آئے گی۔ بیع کا انعقاد وقتِ مقررہ پر فریقین کے ایجاب وقبول کے ذریعہ ہی قرار پائے گا۔

خامسا اگر دفعہ (ثالثا) میں مذکورہ صورتوں کے دوطرفہ وعدہ میں فریقین میں سے کوئی اپنے وعدہ سے پھر گیا تو اسے قضاءً عقد کرنے پر، یا فریق ثانی کو اس کے وعدہ سے پھرنے سے پہنچنے والے حقیقی نقصان کی ادائیگی پر مجبور کیا جائے گا (البتہ اس دوران ضائع ہونے والے فائدہ کے مواقع کا اس میں شمار نہیں کیا جائے گا)۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۸(۱۷/۷)

دَین کی خرید وفروخت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "دَین کی خرید وفروخت" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی، اور ادھار اور قرض کے دستاویزات کی فروخت سے متعلق اکیڈمی کے قرارداد نمبر ۱۰۱(۱۱/۴) کو سامنے رکھا گیا جس میں یہ شق شامل ہے کہ "غیر مدیون کو دَین مؤجل (موخر ادھار) نقد معجل (فوری ادائیگی) کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے چاہے وہ اس کی جنس سے ہو یا نہ ہو۔۔۔الخ"۔

اور کریڈٹ کارڈز سے متعلق اکیڈمی کے قرارداد نمبر ۱۳۹(۱۵/۵) کو بھی سامنے رکھا گیا جس میں مذکور ہے کہ "اسلامی مالیاتی ادارے سود کے شبہات اور سود کی طرف لے جانے والے راستوں سے بچیں، مثلاً دَین کو دَین کے بدلے فسخ کرنا"۔

چنانچہ اکیڈمی نے ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا ہر وہ معاملہ جو دَین کی ادائیگی کی مہلت میں اضافہ کے مقابل مدیون پر اصل دَین کی مقدار میں اضافہ کردے یا اس کا ذریعہ بن رہا ہو وہ شرعاً ممنوع معاملہ "فسخ الدَین بالدَین" (دَین کو دَین کے بدلے فسخ کرنے) میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی صورتوں میں یہ بھی ہے کہ دین کو دین کے ذریعہ دائن ومدیون کے مابین ایسا معاملہ کرکے فسخ کردیا جائے جس کے تحت مدیون کے ذمہ میں فسخ شدہ دین کی مکمل یا جزوی ادائیگی کی غرض سے

ایک نیا دَین آجائے، قطع نظر اس کے کہ مدیون مال دار ہے یا تنگدست ہے۔ مثلاً مدیون دائن سے کوئی سامان ادھار قیمت پر خریدے پھر نقد قیمت پر دَین کی مکمل یا جزوی ادائیگی کے لئے اسے بیچ دے۔

ثانیاً ذیل میں دَین کی فروخت کی بعض جائز صورتیں بیان کی جاتی ہیں:

(۱) دائن اپنے دین کو مدیون کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو مندرجہ ذیل طریقوں سے بیچ دے:

(الف) دَین جس کرنسی میں ہے اس کرنسی کے علاوہ کسی دوسری کرنسی کے بدلے اسی دن کی قیمت کے حساب سے فروخت کرے۔

(ب) دَین کو کسی متعین سامان کے بدلے فروخت کرے۔

(ج) دَین کو کسی متعین سامان کے منفعت کے بدلے فروخت کرے۔

(۲) دَین کو ایسے مخلوط اشیاء کے ضمن میں فروخت کرے جن کا اغلب سامان اور منفعت ہو، اور وہی بیع سے مقصود ہوں۔

اکیڈمی کی طرف سے اس موضوع سے متعلق بقیہ مسائل اور ان کی عصری تطبیق پر گہرائی سے تحقیقات تیار کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۵۹ (۸/۱۷)

اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی حیثیتیں اور اس کا سماجی کردار

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی حیثیتیں اور اس کا سماجی کردار" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی، اور مسلم معاشرہ کی ترقی میں عورت کے کردار سے متعلق اسلامی اعلامیہ سے متعلق اکیڈمی کے قرارداد نمبر ۱۱۴ (۸/۱۲) کو سامنے رکھا گیا جس میں معتدل اسلامی معاشرے کی تعمیر میں مرد اور عورت دونوں کے مکمل کردار کو بیان کیا ہے، اور خاندان کو اس تعمیر کا سنگ بنیاد قرار دیا ہے، اور خاندان کی کسی بھی دوسری مبینہ تشریح کو مسترد کیا، ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ ماں بننا عورت کی زندگی کا سب سے اہم فطری ذمہ داری ہے، اور انسان ہونے کے ناطے مرد اور عورت احترام کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اور عورت کے حقوق اور اس کے فرائض اس کی ساخت، فطرت، صلاحیتوں کی مناسبت سے رکھے گئے ہیں۔

نیز تمام شعبوں میں عورت کے احترام پر زور دیا گیا اور اس کی شخصیت کی تحقیر اور وقار کی توہین کے ہر نعرے کو ناقابل قبول قرار دیا گیا، اور بعض حکومتوں کی جانب سے مسلم عورت کو اس کے مذہب پر عمل کرنے سے روکے جانے کے اقدام کی سختی سے تردید کی گئی۔

چنانچہ اکیڈمی نے ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا خواتین کے سیاسی، اقتصادی، سماجی، شہری اور ثقافتی حقوق کے حوالے سے منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنسز (ترقیاتی وآبادیاتی کانفرنسز) زندگی (بشمول تمام شعبہ جات) کو مذہب سے جدا رکھنے کے تصور پر منعقد کی جاتی ہیں، بلکہ بعض اسلامی مبادیات واحکام کو خواتین کے خلاف امتیازی سلوک گردانتی ہیں۔

ثانیا مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کے نعرے کو اسلام مخالف امور واعمال کے جواز کے طور پر استعمال کرنے سے ہوشیار رہنا ہوگا۔

ثالثا مسلم خواتین کو ان رسوم ورواج اور اعمال سے بچانے کی ضرورت ہے جو ان کے ساتھ ناانصافی کا باعث بنتی ہیں، اور ان کے مذہب، عزت، آبرو اور مال کے حقوق ودیگر حقوق کو ضائع کرتی ہیں جو شریعت اسلامی کے علاوہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی اصولوں کے تحت بھی مسلّم ہیں۔

رابعا ترقیاتی وآبادیاتی کانفرنسوں اور ان سے جاری شدہ معاہدوں نے روحانی مقاصد سے چشم پوشی کرتے ہوئے مادی پہلوؤں پر توجہ مرکوز رکھی، اور خاندان کی دیکھ بھال اور بچوں کی درست پرورش کی ذمہ داری کو نظر انداز کردیا جو خواتین کا فطری اور بنیادی کام ہے۔ بہرحال یہاں ان معاہدات کے مثبت پہلوؤں کی اہمیت کو کم کرنا مقصود نہیں ہے۔

خامسا ان کانفرنسوں نے معاشرے کے ڈھانچے میں خاندان کے کردار کو نظر انداز وپس پشت کیا، اور مختلف ناجائز تعلقات کی تمام صورتیں جائز کردیں۔

سادسا پے درپے ہونے والے بین الاقوامی پیش رفت کے پیش نظر، اکیڈمی سمجھتی ہے کہ ان پیش رفتوں سے ہم آہنگ رہنے اور اسلامی احکام پر انہیں پرکھتے رہنے، خواتین کے مسائل سے متعلق کانفرنسوں کے کام پر نظر رکھنے اور ممالک اور اسلامی تنظیموں کی کاوشوں کو یکجا کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ان کی قراردادیں اور فیصلے اسلامی شریعت کے اصول واحکام سے متصادم نہ ہوں۔

سفارشات

(۱) خواتین پر ہونے والے بین الاقوامی کانفرنسوں میں بھرپور شرکت ہو، اور معاشرتی مسائل میں اسلامی متبادل کو متعارف کروایا جائے۔

(۲)خواتین کے مسائل سے متعلق اسلام کے موقف کا تعارف کروانے کی ضرورت ہے، خصوصا ان کے حقوق و فرائض کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر کو ساری دنیا میں رائج زبانوں میں نشر کیا جائے۔

(۳)اکیڈمی کے سیکرٹریٹ کی جانب سے مندرجہ ذیل مطالعات کے لئے ورکشاپس یا سیمینار منعقد کروائے جائیں:

(الف) ترقی وآبادی اور خواتین سے متعلق بین الاقوامی کنونشنز اور معاہدے، تاکہ ان کے تمام مندرجات کے حوالے سے ایک متفقہ اسلامی موقف واضح ہو سکے۔

(ب)شرعی اصول واحکام کی روشنی میں خواتین کی سیاست میں شرکت اور اس کی حدود و قیود کا مسئلہ۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۰(۹/۱۷)

اسلامی ریاست کے دیگر ریاستوں اور بین الاقوامی معاہدوں سے تعلقات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "اسلامی مملکت کے دیگر ممالک اور بین الاقوامی معاہدوں سے تعلقات" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔

چنانچہ اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اسلامی ریاستوں اور دیگر بین الاقوامی برادری سے تشکیل کردہ ممالک کے درمیان تعلقات شرعی اصول واحکام کے دائرے میں رہتے ہوئے امن وامان، جنگ کی روک تھام، باہمی احترام اور انسانیت کے عمومی مفادات کے حصول میں تعاون پر مبنی ہیں۔

ثانیا اسلامی ریاست کسی دوسری ریاست سے صرف مذہب میں فرق کی بنیاد پر دشمنی نہیں رکھتی، بلکہ اس کی دشمنی صرف ان لوگوں سے ہے جو اس پر جارحیت میں پہل کرتے ہیں یا اس کے شعائر ومقدسات کی پامالی کرتے ہیں، کیونکہ اسلام میں جنگ اپنے دفاع اور کسی بھی جارحیت کو روکنے کے لئے اختیار کیا جانے والا سب سے آخری ذریعہ ہے۔

ثالثا اسلامی ممالک کے درمیان تمام میدانوں میں باہمی تعاون کی ضرورت ہے، مثلا اسلامی مشترکہ منڈی اور آزاد اقتصادی مقامات کا قیام ہو، اور مختلف بین الاقوامی شعبوں میں باہمی تعاون کے معاہدے کئے جائیں۔

رابعا ہر اس شعبے میں ایسے بین الاقوامی معاہدے کرنے میں شرعا کوئی مانع نہیں ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ ہو بشرطیکہ ان میں اسلامی اصول واحکام کی خلاف ورزی نہ ہو اور یہ معاہدے کسی بھی بین الاقوامی طاقت کے معاہدہ میں فریق ملک یا کسی اور ملک پر تسلط کا باعث نہ ہوں۔

سفارشات

(۱) اکیڈمی عرب اور اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں یونیورسٹیوں اور تحقیقی مراکز کو دعوت دیتی ہے کہ وہ بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے اسلام کے بنیادی اصولوں کو واضح کرنے اور اسلامی معاشروں میں غیر مسلموں کے حقوق کا احترام کرنے سے متعلق تحقیقات پر توجہ مبذول کریں۔

(۲) اکیڈمی اسلامی ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ بین الاقوامی فکری وثقافتی کانفرنسوں میں حصہ لینے والے وفود میں کانفرنسوں کے موضوعات کی مناسبت سے اسلامی ثقافت کے ماہرین بھی شامل کیا کریں۔

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۱(۱۷/۱۰)

انسانوں پر بائیو میڈیکل تحقیقات سے متعلق شرعی ضوابط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا "انسانوں پر بائیو میڈیکل تحقیقات سے متعلق شرعی ضوابط" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات، اور اسلامک آرگنائزیشن برائے میڈیکل سائنسز کی طرف سے شوال ۲۹ - ۲ ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ کے درمیانی عرصے میں قاہرہ میں ۱۱-۱۴ دسمبر ۲۰۰۴ء کے درمیان منعقدہ سیمینار کی طرف سے جاری کردہ دستاویز (بائیو میڈیکل ریسرچ کے لیے انسانی پہلوؤں سے متعلق اسلامی نقطہ نظر سے بین الاقوامی اخلاقی رہنما اصول) پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔

چنانچہ اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا دستاویز کے عمومی اصولوں کی توثیق

اکیڈمی حسب ذیل ان عمومی اصول اور بنیادی امور کی توثیق کرتی ہے جن پر حیاتیات تحقیق کی اخلاقیات کے رہنما ضابطے بنائے گئے ہیں:

(۱) افراد کا احترام اور بنی نوع انسان کا اکرام شریعت اسلامی کا بنیادی اصول ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ

خَلَقْنَا تَفْضِيلاً) (الإسرا: ٧٠) ترجمہ: "ہم نے اولاد آدم کو عزتِ بخشی ہے، ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سواری دی ہے، ان کو پاکیزہ و نفیس رزق عطا فرمائی ہے اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت سے نوازا ہے"۔ لہذا رضاکارانہ طور پر طبی تحقیقات کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والے کامل اہلیت رکھنے والے شخص کی آزادی کا احترام اور اسے اپنے متعلق فیصلہ کا اختیار دینا، اور اس کے لئے اس کی مکمل مرضی اور آزادی رائے کے ساتھ مناسب فیصلہ کرنا لازم ہے جس میں زبردستی، دھوکہ یا استحصال کا شائبہ بھی نہ ہو۔ کیونکہ شرعا طے ہے کہ (کسی شخص کے حق میں اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے لئے تصرف جائز نہیں ہے)۔

اس کے علاوہ اگر کوئی شخص اہلیت نہ رکھتا ہو یا ناقص اہلیت رکھتا ہو اس کے ساتھ ہونے والے بدسلوکی سے اسے بچانا اس کا حق ہے چاہے بدسلوکی کرنے والا اس کا سرپرست یا وصی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ عام فقہی قاعدہ اسی ضمن میں آیا ہے کہ "جس کا تصرف صحیح نہ ہو اس کے قول کا اعتبار نہیں ہوتا"۔ شریعت نے ایسے شخص کے لئے ولی یا وصی مقرر کیا ہے جو اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کے معاملات کے انتظام و انصرام کو اس طرح سے چلائے کہ اس کا فائدہ ہو، اور کوئی ایسا تصرف نہ کرے جس سے اس کا نقصان ہو یا نقصان کا اندیشہ ہو۔

(۲) فائدہ کا حصول شریعت اسلامی کا ایک بنیادی اصول ہے، جیسا کہ قاعدہ ہے کہ "اللہ کے بندوں کے فائدہ کا حصول ممکن بنایا جائے گا اور ان کے نقصان و ضرر کو دفع کیا جائے گا"۔ البتہ بعض ایسی صورتوں میں جن میں نقصان سے بچنا ممکن نہیں ہو تا بڑے نقصان سے بچنے کے لئے چھوٹے نقصان کو برداشت کر لیا جائے گا۔

(۳) انصاف کا حصول، جو کہ ہر فرد کے ساتھ اخلاقی طور پر پابند ہوتے ہوئے صحیح اور درست سلوک کرنے کا، اور ہر صاحب حق مرد ہو یا عورت، کو اس کا حق دینے کا نام ہے، اور یہ شریعت اسلامی میں ایک طے شدہ اصول ہے، اور عدل و انصاف کے قیام کے اصول کی ایک عملی شکل ہے جس کی اسلام نے بنیاد رکھی اور اسے زندگی میں راستبازی اور کامیابی کا محور بنایا ہے۔

(۴) احسان، جس کے بارے میں قرآن کریم کی سب سے جامع آیت وارد ہوئی ہے، جس میں تمام فائدوں کے حصول کی اور تمام نقصانات سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے، ارشاد باری تعالی ہے: (إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاء ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ) (النحل: ۹۰)

ترجمہ: ”بے شک اللہ عدل کا، احسان کا اور قرابت داروں کے ساتھ مالی اعانت کا حکم دیتے ہیں، بے حیائی، بری بات اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں، تم کو نصیحت فرماتے ہیں؛ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو“۔

ثانیا انسانوں پر بائیو میڈیکل (حیاتیاتی) تحقیق کے ضوابط

اکیڈمی انسانوں پر بائیو میڈیکل ریسرچ کے ان ضوابط کو مقرر کرنے کی توثیق کرتی ہے جو اس دستاویز میں شامل ہیں جس کا حوالہ قرارداد کی تمہید میں دیا گیا ہے، کیونکہ یہ ضوابط شریعت اسلامی کے اصول واحکام کے دائرہ کار میں حیاتیاتی تحقیقات کے عمل کو منظم کرتے ہیں۔ ساتھ ہی اسلامی آرگنائزیشن برائے میڈیکل سائنسز کو دعوت دی جاتی ہے کہ ڈاکٹرز اور فقہاء پر مشتمل ایک وسیع اجلاس کا انعقاد کیا جائے، تاکہ ان ضوابط کو گہرائی سے سمجھا جاسکے۔

سفارشات

(۱) اکیڈمی اسلامی ممالک کے حکام سے اپیل کرتی ہے کہ تحقیق و محققین کے لئے بقدر کفایت بجٹ مختص کریں، اور تحقیق کے لئے سازگار ماحول بناکر، ان کی علمی اور مادی ضروریات فراہم کرکے ان کے ساتھ تعاون کرنے پر توجہ دیں، تاکہ وہ اپنے ممالک کے لئے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے خود کو فارغ کرسکیں۔

(۲) اکیڈمی تجویز کرتی ہے کہ اسلامی ممالک تارکین وطن علماء کرام سے استفادہ کریں کہ وہ قوم کا بڑا اثاثہ ہیں، اور ان کے معاملات کو نمٹانے کے راستے بنائیں، اور اپنے ملی بھائیوں کے ساتھ اسلامی ممالک میں تحقیقی بنیادوں کو مضبوط بنانے کے مشن میں تعاون کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(۳) اکیڈمی کویت میں اسلامی آرگنائزیشن برائے میڈیکل سائنسز اور اسلامی ریاستوں میں صحت کی وزارتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ صحت وطب کے میدان میں کام کرنے والے افراد کے لئے فقہ الطب، پیشہ کی اخلاقیات، خصوصا سائنسی تحقیق کی اخلاقیات پر، اور اس قرارداد میں مذکورہ ضوابط سے متعلق تربیتی کورسز کا اہتمام کریں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۲(۱۱/۱۷)

ذیابیطس اور ماہ رمضان کے روزے

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا" ذیابیطس اور ماہ رمضان کے روزے" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی۔

چنانچہ اکیڈمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

مزید تحقیقات ومطالعات کی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع پر قرارداد کے اجراء کو موخر کیا جاتا ہے۔ اور اکیڈمی "اسلامی آرگنائزیشن برائے میڈیکل سائنسز، کویت" کو سفارش کرتی ہے کہ ذیابیطس اور ماہ رمضان کے روزوں سے اس کے تعلق کا جائزہ لینے کے لئے ڈاکٹروں اور فقہاء پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسطین، مسجد اقصی، عراق، صومالیہ کے حوالے سے انٹر نیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی کا اعلامیہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا سترہواں اجلاس عمان (اردن) میں مورخہ ۲۸ جمادی الاولی تا ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۴ تا ۲۸ جون ۲۰۰۶ء منعقد ہوا، تمام اسلامی ممالک و مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اور اہل اسلام کے مسائل میں دلچسپی رکھنے کے ناطے انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی فلسطین، مسجد اقصی، عراق، صومالیہ کے حوالے سے یہ اعلامیہ جاری کر رہا ہے۔

فلسطین اور مسجد اقصی

مقبوضہ فلسطین جس سخت تسلط، پر تشدد محاصرہ کے دور سے گزر رہی ہے، اور فلسطینیوں پر یہ حصار ہر دم بڑھایا جارہا ہے، اس کی وجہ ان کا یہ جرم ہے کہ انہوں نے اپنے فطری حق کا استعمال کرتے ہوئے اپنی حکومت اور قانون ساز کونسل کے انتخاب کرنے کی ہمت کی ہے، اسلامی فقہ اکیڈمی اہلیان فلسطین کی ان دردناک حقائق کا ادراک کرتے ہوئے عالم اسلام اور دنیا بھر کے تمام ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ مقبوضہ فلسطین کے عوام کے ساتھ ہونے والی ہر قسم کی ناانصافیوں اور مصیبتوں کے سدباب کے لئے اپنا تہذیبی اور انسانی فریضہ ادا کریں۔

انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی مقبوضہ فلسطین کے حالات کے پیش نظر دنیا بھر سے مطالبہ کرتی ہے کہ قابض قوتوں کی جانب سے کی جانے والی دہشت گردی کو روکا جائے جس کے نتیجہ میں روزانہ معصوم بچوں، عورتوں اور بے گناہ مردوں کا قتل ہو رہا ہے، اور یکے بعد دیگرے بڑے پیمانہ پر قتل عام کیا جارہا ہے، گھروں کو منہدم کیا جارہا ہے، لوگوں کو بے گھر کر کے نقل مکانی پر مجبور کیا جارہا ہے، زمینوں پر قبضے، فصلوں کو تباہ، پھل دار درختوں کو اکھاڑ پھینکا جارہا ہے، انہوں نے صرف اس پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اہلیان فلسطین کے گھروں کو منہدم کرنے کے بعد فلسطینی سرزمین پر ایک دیوار کھڑی کر کے ۲۵ فیصد فلسطینی زمینوں کو علیحدہ کر کے ہڑپ کر لیا ہے۔ اس

دیوار کی تعمیر کر کے انہوں نے آسمانی مذاہب، انسانی اصولوں اور بین الاقوامی قوانین اور بین الاقوامی عدالتِ انصاف کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی ہے۔

اور انٹر نیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی واضح کرتی ہے کہ ان جرائم و محاصروں کی انسانی تاریخ کے تاریک ترین دور میں اور بد ترین حالات میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ سب کچھ اسرائیلی قوتیں اپنی دفاع کی آڑ میں ، اور اپنے ناجائز قبضہ کے خلاف فلسطینی مزاحمت کو دہشت گردی وجارحیت کا عنوان دیکر کر رہی ہیں۔

نیز انٹر نیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی اپنے بیت المقدس کے حوالے سے اپنے سابقہ اعلامیوں کی توثیق کرتی ہے، اور اس اجلاس میں بیت المقدس شہر خصوصا مسجد اقصی کے خلاف انتہا پسند یہودی حکام کی جانب سے جاری کردہ جارحانہ بیانات اور غیر منصفانہ منصوبوں کا جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل امور کی توثیق کرتی ہے:

(۱) شہر بیت المقدس اور مسجد اقصی دنیا بھر کے مسلمانوں کے مقدسات میں سے ہیں، کیونکہ ان کا تعلق قرآن کریم میں مذکور معراج واسراء کے معجزہ نبوی سے ہے اور مسجد اقصی مسلمانوں کا قبلہ اول ہے۔

(۲) مسجد اقصی صرف مسلمانوں کا ہے، یہودیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اس مسجد کی حرمت کی پامالی کے خطرے سے لازما ہوشیار رہنا ہو گا، اور مسجد اقصی کے خلاف ہر جارحیت کی ذمہ داری یہودی قابض اور ان کو سپورٹ کرنے والے حکومتوں کی ہو گی۔ مسجد اقصی کے بارے میں کوئی مذاکرات یا ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا ہر گز قابل قبول نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی کو اس کی جرات کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ مسجد اقصی ان سب سے بلند وبالا ہے۔

(۳) خطے میں امن واستحکام کا حصول اس وقت تک ناممکن ہے جب تک بیت المقدس اور اس کی بابرکت مسجد پر سے یہودیوں کے تسلط کا خاتمہ نہیں ہوتا اور مقبوضہ فلسطین کے زمینوں کو ان کے اصل حق داروں کو واپس نہیں کر دیا جاتا۔

(۴) فلسطینی عوام کو اپنی آزاد ریاست قائم کرنے کا حق حاصل ہے جس کا دار الخلافہ القدس شہر ہو، ساتھ ہی انہیں اپنا دفاع کرنے اور دشمن کے خلاف ہر جائز ودستیاب ذریعہ سے مزاحمت کرنے کا حق، اور کیمپوں میں پناہ گزینوں کو اپنے وطن لوٹنے کا حق بھی حاصل ہے۔

(۵) حکومت اردن کی مسجد اقصی کی حفاظت اور شہر مقدس کی اسلامی وعربی شناخت کے تحفظ کے لئے زبردست کوششوں کو سراہا جاتا ہے، خصوصا اردن کے وزرات اوقاف ومذہبی امور ومقامات مقدسہ سے ملحق محکمہ اوقاف ومقدسات کی کاوشیں، اور تنظیم اسلامی کانفرس کے تحت بننے والی القدس کمیٹی کی زیر نگرانی بیت مال القدس ایجنسی کی کاوشیں، اسی طرح دیگر عرب اور اسلامی ممالک کی متعدد تنظیموں اور کاوشیں قابل قدر ہیں۔

اکیڈمی عالم عرب وعالم اسلام کی حکومتوں اور عوام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ فلسطینی بھائیوں کی حمایت، اور مقبوضہ بیت المقدس اور اسکی مبارک مسجد کے دفاع کے لئے اپنی دینی، قومی اور تاریخی ذمہ داری ادا کریں، وہاں جدوجہد کرنے والوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں، اور اپنی موجودگی کا ثبوت دیں، وہاں کی صحت، تعلیمی، تربیتی، انسانی ودیگر اداروں کے ساتھ تعاون کریں، تاکہ شہر کی یہودکاری اور یہودی ریاست بننے کے عمل کو روکا جاسکے، کیونکہ یہ دونوں ہی باتیں کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں۔

سرزمین عراق:

عراق آج سنگین بحرانوں سے دوچار اور زخموں سے چور ہے، جن سے اس کے وجود، وحدت، اور خودمختاری کو خطرہ درپیش ہے، عراق ناجائز قبضہ اور اس کے نتیجہ میں پیش آمدہ دشواریوں کے علاوہ بھی بہت سے مسائل کا شکار ہے، تشدد پسند دہشت گرد جماعتیں معصوم بچوں بوڑھوں اور عورتوں کے قتل، مساجد، عبادت گاہوں اور بازاروں میں دھماکوں اور ملک میں فساد مچانے میں بہت آگے نکل چکی ہیں۔

ان مصائب کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت بھی وجود میں آچکی ہے، جس کے سبب شناخت پر قتل کا بازار گرم ہے، اور اہل عراق میں دہشت کا عالم ہے، چنانچہ شہر بغداد جو کسی زمانے میں تہذیب وثقافت کا مرکز تھا، ہارون رشید وامین کا شہر اور امن کا گہوارہ تھا، آج فساد کی آماجگاہ، قتل گاہ اور کھنڈرات میں تبدیل ہوچکا ہے، جیلوں کی ہولناکیاں، اور بمباری وتباہی ایک طرف ہے تو دوسری طرف نہر دجلہ روزانہ درجنوں بے سر لاشوں اور بے لاش سروں کو سطحِ آب پر لئے بہہ رہا ہے، ساتھ ہی بھیڑ کی جگہوں، مزاروں، مساجد، بازاروں، بسوں اور اداروں میں اندھادھند دھماکے ہر وقت کا معمول بن گئے ہیں۔

ان اندوہناک سانحات کے باوجود اکیڈمی کو حالیہ انتخابات میں امید کی کرن نظر آرہی ہے جس کے باعث حکومت، ریاستی صدارت، پارلیمنٹ جیسے ریاستی ادارے وجود میں آئے ہیں۔

لہذا انٹرنیشنل اسلامی فقہ اکیڈمی بیرونی قبضے کے خاتمے کا مطالبہ کرتی ہے، تشدد و دہشت گردی اور فرقہ وارانہ فسادات اور مذہبی کشیدگی کو بڑھاوا دینے کی کوششوں کی مذمت کرتی ہے۔ شیعہ سنی رہنماؤں سے مداخلت کی اپیل کرتی ہے، اور ان سے درخواست کرتی ہے کہ اس خون ریزی کو روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں جس کی لپیٹ میں آنے سے ملک کی اغلبیت نہیں بچ سکے گی، فتنہ کی یہ آگ ہرے بھرے اور خشک ہر چیز کو جلا کر راکھ کردے گی، اسی لئے فرقہ وارانہ تنازعات اور مذہبی کشیدگی کا خاتمہ ہی سیاسی حل کو کامیابی سے ہمکنار کرے گا اور خطے کو سیاسی آزادی واستحکام وپیش رفت مہیا کرے گا۔

اس موقع پر اکیڈمی سارے عراقی عوام کو دعوت دیتی ہے کہ وہ سیاست میں سنجیدگی سے حصہ لیں، اداروں میں شامل ہوں، خصوصاوزارت داخلہ اور وزارت دفاع کا حصہ بنیں، تاکہ تمام عراقی طبقوں اور جماعتوں کے درمیان توازن قائم ہوسکے، اور دہشت گروہوں کی تحلیل میں حکومتی منصوبہ بندی کامیاب ہوسکے، اور رواداری، ہر ایک کے منصفانہ حقوق کی بنیاد پر قومی سطح پر مفاہمت کو ممکن بنایا جاسکے۔ اور یہ کوششیں اس وقت تک جاری رکھی جائیں جب تک سرزمین عراق اپنی خود مختاری بحال اور اتحاد کو یقینی نہ بنالے۔ تاکہ عراق پر قابض قوتوں کے لئے جبر وتسلط کے دوام کا کوئی جواز باقی نہ رہے اور عراق از سر نو عرب ومسلم اقوام کی صفوں میں اپنا کردار نبھانے کے لئے تیار ہوسکے۔

نیز اکیڈمی تمام اسلامی ممالک اور دوست ممالک سے پرزور اپیل کرتی ہے کہ وہ عراق کی اس بحران سے نکلنے اور دوبارہ اپنے مطلوبہ کردار کی طرف لوٹنے میں مدد کریں، اور متاثرہ عراقی علاقوں میں فوری امداد فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی اکیڈمی ان ممالک کی عراق کے دشوار حالات کے خاتمے کے لئے مفاہمت کی کوششوں کو سراہتی ہے اور خصوصا حکومت اردن کی جانب سے عراقی مذہبی رہنماؤں کو مذہبی حل پر متحد کرنے کی کاوش کو قدر و تحسین کی نگاہ سے دیکھتی ہے جو سیاسی حل کے لئے بنیادی درجہ رکھتی ہے۔

سرزمین صومالیہ:

صومالیہ اس وقت جن حالات سے گزر رہا ہے اس کے حوالے تنظیم اسلامی کانفرس کے تحت انٹر نیشنل فقہ اسلامی اکیڈمی، صومالیہ کے اصحاب فہم ودانش بھائیوں کو خواہ ان کا تعلق صدارت سے ہو یا حکومت سے یا اسلامی عدالتوں سے یا عوامی طبقہ سے ہو سنجیدہ اور موثر مفاہمت کی اپیل کرتی ہے، اور انہیں دعوت دیتی ہے کہ صومالیہ کے اعلی ترین مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں، اور مصالحت، اور ملکی امن واستحکام کی بحالی کی کوششوں کو متحد کرنے، اور جنگی تباہی کے بعد کے بعد وطن کی تعمیر نو کے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

نیز اکیڈمی کونسل عرب لیگ کی جانب سے صومالیہ کے لئے کی جانے والی بابرکت کوششوں کی تائید کرتی ہے، اور تنظیم اسلامی کانفرنس کے اس سلسلے میں کردار کی توثیق کرتی ہے۔ جس کی تائید تنظیم اسلامی کانفرنس کے محترم سیکریٹری جنرل، اور لیگ کے سیکرٹری جنرل، اور فالواپ کمیٹی برائی امور صومالیہ کی جانب سے کی گئی ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ یہ کوششیں کئی گنا بڑھائی جائیں گی، اور مسلسل جاری رہتے ہوئے صومالیہ کے اقتصادی سیاسی حفاظتی مفاد سے متعلقہ تمام شعبوں کو محیط ہو جائیں گی، جن کے نتیجہ میں سرزمین صومالیہ متحد ہو کر عالمی برادری کی صف میں شامل ہو جائے گی اور عرب، اسلامی اور بین الاقوامی تنظیموں میں اپنے مقام کو از سر نو بحال کرلے گی۔

اس کے ساتھ ہی اکیڈمی کونسل اسلامی حکومتوں اور مسلم اقوام سے پرزور اپیل کرتی کہ صومالیہ کی حمایت کی جائے اور اسے ہر شعبے میں مدد فراہم کی جائے، خصوصا جنگ کے عقب میں ہنگامی امداد، اور خشک سالی سے متاثرہ افراد کی مدد کی جائے۔ بلاشبہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی مدد سے ہاتھ ہٹاتا ہے نہ اسے کسی کے سپرد کرتا ہے، اور جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالی بندہ کی مدد کرتا رہتا ہے۔

واللہ الموفق

قراردادیں اور سفارشات

اٹھارواں اجلاس

منعقدہ:

پتراجایا (ملائشیا)

۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ

۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۳ (۱/۱۸)

نظام تہذیبِ اسلامی کی طرف واپسی کے سنگِ میل

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔" نظام تہذیبِ اسلامی کی طرف واپسی کے سنگِ میل" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، نیز موضوع پر تبادلہ خیال کی بغور سماعت کی گئی، اور یہ بھی سامنے لائی گئی کہ اسلام نے ہی پہلی ہدایت یافتہ حکومت کی بنیاد رکھی، اور پیغمبر اعظم ﷺ نے خطبہ وداع میں حقوق انسانی کے عالمی اعلامیہ صادر فرما کر، اور پہلے اسلامی معاشرہ میں رشتوں اور تعلقات کی حدبندی کر کے دستور مدینہ کو جاری فرمایا۔ چنانچہ اسلامی دستور (قرآن وحدیث) کی روشنی میں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل: ۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (النساء: ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہوں ان کی بھی۔

اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا بلاشبہ اسلامی تہذیب کا نظام ہی مسلمانوں کو اپنے کردار کو بحال کرنے اور انسانیت کو اپنا پیغام پہنچا کر انسانیت کی کشتی کو اس حد سے بڑھی مادیت کے بھنور سے سے نکالنے کا موقع فراہم کر سکتا ہے۔

ثانیا امت کی موجودہ پسماندگی کا حل سچے دین کی طرف سچے دل سے واپسی میں پوشیدہ ہے، کیونکہ ہمارے المناک صورتحال کی وجہ دراصل اسلامی تعلیمات سے روگردانی اور انسانی وضع کردہ نظاموں کو اختیار کرنا ہے۔

ثالثا اسلامی تہذیبی نظام جو کہ ٹھوس خطوط پر مبنی ہے، اسلامی ممالک واسلامی معاشروں کو تسلط، محکومیت، اور پسماندگی کے زنجیروں سے نجات دلائے گا۔

رابعا بلاشبہ اسلام کی صحیح سمجھ، اور اس کے احکام کی سنجیدگی سے پاسداری اور اس پر مکمل واعتدال سے عمل پیرا ہونا اسلامی نشاۃ ثانیۃ وترقی کے منصوبہ کے لازمی شرائط میں سے ہے۔

خامسا شورائیت کے اصول کو عملی اور نظریاتی طور پر مضبوط کیا جائے، کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے، وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (آل عمران: ۱۵۹)(ترجمہ: اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا کریں) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (شوری: ۳۸) (ترجمہ: اور ان کا یہ (اہم) کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے) نظام شوری اسلامی حکومت کے ڈھانچہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

سادسا ہر ادارے کو مستقل حیثیت دینا (اداروں کی تقسیم بندی): قانون نافذ کرنے والے، مقننہ، وعدلیہ کے ادارے، جس انداز پر تشریعی دور کے بعد امور ترتیب مستحکم ہوئی تھی۔ اور جس نہج پر حضور ﷺ کی عملی زندگی کی سرگرمیاں ہمیں رسالت وامامت وقضاء میں منقسم ملتی ہیں۔

سابعا شہریت کے حقوق کو بشمول غیر مسلمین تسلیم کیا جائے، اور اس میں شہری کی ذمہ داری بمقابلہ اس کے حقوق سے متعلق شرعی ضابطوں کی رعایت رکھی جائے۔

ثامنا عوامی سرگرمیوں میں عورت کو عورتوں کے احکام کی رعایت رکھتے ہوئے شامل کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْمُؤمِنونَ وَالْمُؤمِناتُ بَعضُهُم أَولِياءُ بَعضٍ، يَأمُرونَ بِالْمَعروفِ وَيَنهَونَ عَنِ الْمُنكَرِ (التوبة: ۷۱)

ترجمہ: اور ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک باتوں کا (آپس میں) حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے رہتے ہیں۔

تاسعا مسلمانوں کولاحق منفی صورتحال سے چھٹکاراپانے کی راہیں اختیار کرنالازم ہے، خصوصا درپیش چیلنجز پر قابو پانا، مثلا:

(الف) مذہبی تعصب، جو منظم تجدید کے دھارے کی راہ میں رکاوٹ بن رہاہے۔

(ب) فکری انتہا پسندی اور طرز عمل کی انتہاء پسندی جو معاشرے میں مسائل اور انتہاء پسند تحریکوں کو جنم دے رہی ہیں۔

(ج) لادینیت یا الحاد، جو دین کو دنیا سے الگ کرنے کا مذہب بیزار تصور ہے۔

(د) یک جہتی (جزوی) علم، جس کی وجہ سے انسان مسائل کی حقیقی جہتوں کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔

(ھ) وقت کی قیمت کا ادراک نہ ہونا، اور اس بات کا احساس مٹ جانا کہ مسلمانوں کی ناکامیوں اور پیچھے رہ جانے کی وجہ درحقیقت وقت کی ناقدری ہے۔

سفارشات

نیز اکیڈمی کی طرف سے درج ذیل سفارشات کی جاتی ہیں:

(الف) ایمان کو راسخ اور اعمال صالحہ کو مضبوط کیا جائے، اس اعتبار سے کہ یہی دو چیزیں اسلامی تہذیب کے انسانی تہذیب کی تعمیر وترقی میں گزشتہ کردار کی واپسی کے سفر میں مطلوب مسلمان شخصیت کی سود مند تربیت کی کوششوں کا ابتدائی قدم ہیں۔

(ب) اس بات پر زور ہو کہ اسلامی تہذیب کا نظام اسلامی اخلاقی اقدار کے مستحکم کرنے پر مبنی ہے۔

(ج) ملائشیا کے منصوبہ "نظامِ اسلامی تہذیب" کو اپنانے کے اقدام کو سراہا جائے، اور انہیں اسلامی تہذیبی حقائق کو اجاگر کرنے اور اس کے ابدی پیغام کے مندرجات کو واضح کرنے کے لئے بین الاقوامی علمی کانفرنس منعقد کرنے کی دعوت دی جائے، تاکہ اس علمی کانفرس کے نتائج اسلامی ممالک کے مفکرین اور رہنماؤں کے زیر غور آسکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۴(۲/۱۸)

عالمِ اسلامی میں انسانی وسائل کی ترقی

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پتر اجایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ "عالمِ اسلامی میں انسانی وسائل کی ترقی" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا "انسانی وسائل" سے مراد انسانی توانائیاں و تجربے ہیں، کیونکہ انسان ہی ترقی کے عمل کا محور اور اس کو انجام دینے والا ہے، اور زمین پر خلافت الٰہیہ کی ذمہ داری کا بوجھ اس کے کاندھوں پر ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا (هود: ٦١)

ترجمہ: اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا۔

نیز ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرة: ٣٠)

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔

ثانیا انسانی وسائل کی ترقی کا اسلامی تصور اسلام کے ایک مقصد سے پیدا ہوتا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ زمین کی آبادی اور اس پر خلافت الٰہیہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کے لئے ایسے انسان تیار کرنا لازم ہے جو ان ذمہ داریوں کو موثر طریقہ سے انجام دے سکے، نیز اس کو جسمانی، ذہنی، نفسیاتی مختلف جہتوں سے اس کی صلاحیتوں کو مہمیز کر کے، اس کی توانائیوں اور قابلیت کو پروان چڑھا کر اس جانشینی کا اہل بنایا جائے۔

ثالثا اسلامی مفہوم کے تحت مکمل ترقی کے ہدف کا حصول انسانی عنصر کی ترقی کا واحد راستہ تربیت و تعلیم واہلیتیں پیدا کرنا ہے، اسی ضمن میں کونسل اپنی قرارداد ۱۳۸ (۱۵/۴) بابت نصاب تعلیم کی اسلامائزیشن کی توثیق کرتی ہے، جس میں چند امور کی سفارشات مندرج تھیں، ان میں سے چند اہم امور یہ ہیں:

- اسلامی تصور کے دائرے میں رہ کر تعلیمی موضوعات و نصاب تیار کئے جائیں، ساتھ ہی اسلامی نقطہ نظر (عقیدہ و شریعت و نصاب زندگی) کو اجاگر کرنے کے لئے کام کیا جائے۔
- عالم اسلام میں مروجہ تعلیمی و تربیتی نصاب کی اصلاح و بہتری اس طرز پر کی جائے کہ اسلامی روح اور عصری تقاضے دونوں جمع ہو جائیں، اور یہ کام نجی بنیادوں پر بغیر کسی خارجی مداخلت کے کیا جائے۔
- ہر شعبے کے علوم و فنون کو اسلامی اصولوں سے مطابقت نہ رکھنے والے خارجی تصورات سے پاک کیا جائے۔
- ناخواندگی کو ختم کرنے اور نسل نو کو اسلامی مبادیات و عصری ثقافت سے بہرہ ور کرنے کے لئے بنیادی تعلیم کو تمام اسلامی ممالک میں لازمی و مفت بنایا جائے۔
- حالیہ تعلیمی نظاموں میں دوہری تعلیم کو ختم کرنے پر اس طرح کام کیا جائے کہ تعلیم و تربیت کا آغاز اسلامی خطوط پر ہو، زمانے کے تقاضوں، اور اسپیشلائزیشن کی ضرورتوں میں رخنہ نہ آئے، اور طلباء کو حالیہ اور مستقبل کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بنایا جا سکے۔
- فقہ اکیڈمی کی جنرل سیکرٹریٹ سے درخواست کی جائے کہ (اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (ISESCO) و دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر) اسلامی ممالک میں تعلیمی و تربیتی نصابوں میں بہتری لانے کے لئے ایک خصوصی سیمینار کا انعقاد کیا جائے، اور اس میدان میں کی گئی سابقہ کوششوں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے، مقصد اس سیمینار کا یہ ہو کہ عالم اسلام میں تعلیمی نصابوں کی ترقی کے لئے

ایک جامع تصور (حکمت عملی) وضع کیا جائے۔ اور اس سیمینار کے نتائج آرگنائزیشن اسلامی کانفرس کو پیش کئے جائیں، تاکہ انہیں اسلامی ممالک کے وزرائے تعلیم کے زیر نظر لایا جاسکے۔

رابعا علم نافع کے مفہوم کو دینی علوم تک محدود نہ کیا جائے، بلکہ علم نافع کے مفہوم میں علوم دینیہ بھی ہیں اور دنیاوی وہ علوم بھی شامل ہیں جو امت وانسانیت کے لئے سود مند ہیں، اور وہ جس حد تک امت کے لئے نافع ہیں اس حد تک میں ان کا حصول فرض کفایہ کا درجہ رکھتا ہے۔

خامسا انسانی توانائیوں کو ترقی دینے کے لئے مرتب کردہ نصابوں میں ایسے اقدار وتہذیبی مبادیات شامل کئے جائیں جو امت کے عقیدہ اور اس کی بنیادوں سے نکلے ہوں، جن کی بدولت مسلمان کے اندر نیک کام کی حرص پیدا ہو، اور اس میں امید کی کرن روشن رہے، اور ان اسلامی اقدار ومبادیات میں سرفہرست یہ ہیں: بلند ہمتی، ذمہ داری کا احساس، کام کا شوق، مشورہ کرنے کی تربیت، ٹیم ورک، وقت کی قدر، خود اعتمادی، تعمیری ومثبت گفتگو، دوسرے کی رائے کا احترام، بامقصد تنقید، دوسرے کے میدان مہارت (اسپیشلائزیشن) کا احترام، علم کی قدر، محنت کی حوصلہ افزائی، تخلیقی توانائیوں کو ابھارنا، ذمہ دارانہ آزادی، انصاف، امانت داری، زمانے سے قدم ملا کر چلنا، مستقبل کی جستجو، کام کے اصولوں کی پابندی۔

سادسا تعلیمی ادارے تعلیمی عمل کی منصوبہ بندی کریں، اور اسلامی معاشرے کی ضرورتوں کے اعتبار سے نصابوں کو مستقبل کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مرتب کریں، تاکہ ان نصابوں کے ذریعہ نسل انسانی کی معتدل وجامع ارتقاء کی منزل تک رسائی ہوسکے، جس کے نتیجہ میں اسلامی نقطہ نظر سے ہمہ گیر ترقی کے مقاصد کا حصول ممکن ہو۔

سابعا امت کے لئے درکار مختلف شعبوں میں تعلیمی وتربیتی اداروں کو ترقی وفروغ دینے کے لئے قیادتوں کو اہل وفعال بنانے پر توجہ دینا لازمی ہے، اور اس کام کی بنیاد تو حکومت کے دو ستونوں پر رکھی جائے: طاقت وامانت داری، ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (القصص: ٢٦)

ترجمہ: آپ کسی سے اجرت پر کام لیں تو اس کے لیے بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور بھی ہو، امانت دار بھی

نیز ارشاد ہے:

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ (يوسف:٥٥)

ترجمہ: (یوسف نے) کہا مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے کیونکہ میں حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اس کام سے واقف ہوں۔

نیز حضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

إنك ضعيف وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزي وندامة إلا من أخذها بحقها وأدى الذي عليه فيها

(أخرجه الإمام مسلم في صحيحه)

ترجمہ: اے ابوذر! تم ناتواں ہو اور یہ سرداری (خدا کی طرف سے) ایک امانت ہے، جس کے ساتھ بندوں کے حقوق متعلق ہیں اور اس میں خیانت نہیں کرنی چاہئے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ سرداری قیامت کے دن رسوائی و پشیمانی کا باعث ہو گی الا یہ کہ جس شخص نے اس (سرداری) کو حق کے ساتھ حاصل کیا اور اس حق کو ادا کیا جو اس سرداری کے تئیں اس پر ہے (یعنی جو شخص مستحق ہونے کی وجہ سے سردار بنایا گیا اور پھر اس نے اپنے زمانہ میں حکومت میں عدل و انصاف کا نام روشن کیا اور رعایا کے ساتھ احسان و خیر خواہی کا برتاؤ کیا تو وہ سرداری اس کے لئے رسوائی اور وبال کا باعث نہیں ہو گی)۔ (ترجمہ از مظاہر حق ص ۶۴۴ ج سوم)

(مسلم)

ثامنا علمی تحقیق کا اہتمام کیا جائے، اور ایسے انسانی نسل جو کہ فعال اور امت کے لئے کار آمدہ ہو، کے ارتقاء کے لئے لازمی اس شعبہ کے ساتھ اس طرح تعاون ہو کہ اس پر خرچ کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے، تاکہ اس کے ذریعہ امت کی تمام ضرورتوں کی تکمیل اور دائرہ کار کا احاطہ ہو سکے۔

تاسعا اسلامی ممالک کے بعض علاقوں میں عورتوں میں ناخواندگی کی بڑھی ہوئی شرح کو مد نظر رکھتے ہوئے اکیڈمی خصوصی طور پر تاکید کرتی ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلانا، اوران کو پڑھا لکھا بنانا، ان کو مسلم معاشرہ کی ترقی و بہتری میں اپنے کردار کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے کا اہل بنانا لازم ہے۔ اس بابت اکیڈمی "اسلامی معاشرہ کی ترقی میں عورت کا کردار" سے متعلق قرارداد نمبر ۱۱۴ (۱۲/۸) اور اس موضوع سے متعلق تمام قراردادوں کی توثیق کرتی ہے۔

عاشرا تعلیمی پروگرامز کے اہداف کے حصول وجامع ترقی تک رسائی کو آسان بنانے کے لئے انسانی عنصر کی ہمہ جہت بہتری کا سب سے موثر وسیلہ یہ ہے کہ اس عنصر کی ترقی کے ساتھ ساتھ دیگر عناصر کی ترقی کی بھی فکر کی جائے، ان میں سے اہم عناصر یہ ہیں:

(الف) مختلف شعبوں میں شریعت کو نافذ کیا جائے، اس بابت اکیڈمی نفاذ شریعت اسلامی سے متعلق اپنی قرارداد ۴۸(۵/۱۰)توثیق کرتی ہے۔

(ب) ذمہ داری کے ساتھ آزادی، انصاف، امن وامان کو ان کے وسیع مفاہیم کے ساتھ عام کیا جائے، تسلط وخود مختاری کے باب کو بند کیا جائے، بنیادی انسانی حقوق کا احترام ہو، انہی اسلامی مقاصد شریعت وکلیات کو بنیاد بناکر جن کے تحت اکیڈمی نے اسلامی دستور عمل برائے انسانی حقوق جاری کیا ہے۔

حادی عشر ملائیشیا و دیگر اسلامی ممالک کی پیروی کرتے ہوئے دیگر اسلامی ممالک میں بھی انسانی تہذیب کی ترقی کی کوششوں، اور شعبہ انسانی وسائل کی بہتری وفروغ کے ضمن میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کی حوصلہ افزائی، اور ان کی قدر کی جائے۔

سفارشات

(۱) مسلم ہنر مند افراد کا مسلم ممالک سے دیگر ممالک نقل مکانی کے رجحان، اس رجحان کے اسباب، اس مسئلہ کا سامنا کرنے کے طریقوں، اس کے حل اور اس سے ہونے والے نقصانات کو کم کرنے کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے خصوصی تحقیقات کروائی جائیں، اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔

(۲) اسلامی ممالک کے مابین تعلیمی وثقافتی وتربیتی شعبوں اور مفید ونافع تجربوں کے حصول کے سلسلے میں ہم آہنگی وباہمی تعاون وانضمام ضروری امر ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (المائدة: ۲) ترجمہ: اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر، اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اسی بابت اسلامی اتحاد سے متعلق قرارداد ۹۸(۱۱/۱۱) کی توثیق کی جاتی ہے۔

(۳) نسل انسانی کی بہتری وترقی ، اور باصلاحیت و تخلیقی ذہن کے حاملین افراد کا خیال رکھنے والے اختصاصی تعلیمی اداروں، تحقیق گاہوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(۴) ٹیکنالوجی کے مراکز اسلامی ممالک میں بنانے اور منتقل کرنے کے اور الیکٹرونک تعلیم کے اہتمام کے موضوع پر خصوصی سیمینارز کا انعقاد کیا جائے۔

(۵) بعض اسلامی ممالک کے انسداد ناخواندگی، وفروغ تکنیکی وپیشہ ورانہ تعلیم کے میدانوں کی مہارت و تجربات سے استفادہ کیا جائے۔

(٦) عالم اسلام اور باہر کے مقیم علماء کے درمیان تعاون وباہم رابطوں کی راہیں بنائی جائیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۵ (۱۸/۳)

غربت کے خاتمہ کے لئے زکوۃ کا کردار

اور فقہی اجتہادات سے استفادہ کرتے ہوئے زکوۃ کی وصولی وادائیگی

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ "غربت کے خاتمہ کے لئے زکوۃ کا کرداراور فقہی اجتہادات سے استفادہ کرتے ہوئے زکوۃ کی وصولی وادائیگی" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اوران مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا ایسے اموال جن کی زکوۃ کے متعلق نصوص شرعیہ موجود نہیں ہیں ان کی زکوۃ کی ادائیگی کا وجوب وعدم وجوب اجتہاد کے ذریعہ طے کیا جائے گا، بشرطیکہ اجتہاد میں شرعی اصول وشرائط پائے جاتے ہوں۔

ثانیا ادائیگی زکوۃ کے وقت زکوۃ ادا کرنے والے پر آٹھوں مصارفِ زکوۃ میں زکوۃ ادا کرنا لازمی نہیں ہے، البتہ اگر حاکم یا اس کا قائم مقام زکوۃ کی ادائیگی کے فرائض انجام دے رہا ہو تو اگر مال اتنا ہو کہ کافی ہو جائے اور ضرورت بھی ہو، اوران مصارف تک رسائی ممکن ہو تو تمام مصارف میں مال زکوۃ کو تقسیم کیا جائے گا۔

ثالثا اصل حکم یہ ہے کہ جیسے ہی زکوۃ فرض ہو فوری ادائیگی کر دی جائے، لیکن کسی مصلحت کے تحت، یا مستحق رشتہ دار کے انتظار میں، یا معذور فقراء کی وقفہ جاتی ضروریات زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے تاخیر کی جاسکتی ہے۔

رابعا مصرفِ فقراء ومساکین:

- فقراء ومساکین کو اتنا دیا جائے کہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے، اور ان کے ماتحت اہل وعیال کو قدر امکان کافی ہو جائے۔ اور اس میں متعلقہ اداروں کی رائے کو مد نظر رکھا جائے۔
- پیشہ ور مستحق کو اس کے ہنر سے متعلق اوزار خریدنے کے لئے پیسے دیئے جائیں۔ اور اگر مستحق زکوۃ کو کاروبار کی مہارت ہو تو اسے تجارت کے لئے کچھ دے دیا جائے، اگر کھیتی باڑی کا کام جانتا ہو تو اسے کھیت دے دیا جائے جو اس کی ضرورت کے لئے مستقل طور پر کافی ہو جائے۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے اموال زکوۃ کو مختلف چھوٹے چھوٹے منصوبوں میں لگایا جاسکتا ہے، مثلا ٹیکسٹائل ،گھریلو سلائی، و دیگر پیشوں کے چھوٹے کارخانے، اور یہ فقراء ومساکین کی ملکیت ہوں۔
- مال زکوۃ سے صنعتی وخدماتی منصوبوں کا آغاز کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ میں اکیڈمی کی قرارداد ۱۵(۳/۳) میں ہے۔

خامسا دیگر مصارف زکاۃ:

(الف) زکوۃ پر کام کرنے والے افراد

(۱) ''زکوۃ پر کام کرنے والوں'' کے زمرے میں اس زمانے میں وہ تمام ادارے اور محکمے اور ان کے مجاز سہولت کار شامل ہیں جو مالداروں سے زکوۃ کی وصولی اور پھر انہیں غریبوں و مستحقین میں شرعی اصولوں کی روشنی میں تقسیم کے عمل میں شامل رہتے ہیں۔

(۲) محکمہ زکوۃ کو مالی وانتظامی طور پر دیگر اداروں سے علیحدہ اور خود مختار رکھا جائے، ساتھ ہی محکمہ میں شفافیت اور انتظامی ضوابط وہدایات کی پاسداری کو یقینی بنانے کے لیے اسے زیر نگرانی رکھا جائے۔

(۳) زکوۃ کی وصولی پر مامور اداروں کے پاس اموال کی حیثیت امانت کی ہے، لہذا مال کے بلا عمد و کوتاہی تلف ہونے کی صورت میں وہ ضامن نہ ہوں گے نیز زکوۃ ادا کرنے والے کی ذمہ داری ان اداروں کو زکوۃ کی حوالگی کے بعد پوری ہو جائے گی۔

(ب) مصرفِ مولفۃ قلوب:

(۱) جب تک نظام ہائے زندگی ہے مولفۃ قلوب کا حصہ حسب حاجت و مصلحت اموال زکوۃ میں غیر منسوخ و برقرار ہے، لہذا جہاں مصلحت ہو یا ضرورت پڑے وہاں اس حصہ کے تقاضا کو پورا کرنا ہو گا۔

(۲) نو مسلم کے تالیف قلب کے لئے اس کو زکوۃ ادا کرنا جائز ہے، تاکہ اس کا ایمان قلبی راسخ ہو اور قدم ڈگمگانے سے بچایا جاسکے، اور ایمان لانے کی پاداش میں جو اس نے کھویا ہے اس کی تلافی ہو سکے۔ اسی طرح اگر کسی کافر کے اسلام لانے کی امید نظر آتی ہو، یا کسی کافر کے شر کو مسلمانوں سے دفع کرنے کی حاجت ہو تو ان صورتوں میں بھی زکوۃ کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

(۳) زلزلوں، سیلابوں، حادثات وآفات اور وقحط سالی سے متاثرہ علاقوں میں مصیبت زدگان غیر مسلموں کا زکوۃ سے تعاون کیا جاسکتا ہے۔

(ج) گردنوں کو چھڑانے کا مصرف

(۱) گردنوں کو چھڑانے کا مفہوم مسلمان قیدیوں کے فدیہ کو بھی شامل ہے۔

(۲) اغوا شدہ مسلمانوں کی رہائی کے لئے تاوان کے طور پر زکوۃ ادا کی جاسکتی ہے۔

(د) قرض دار

قرضداروں کے مصرف میں ہر وہ قرض دار شامل ہے جس نے ذاتی ضرورت کے لئے قرض لیا ہو، یا شرعی دائرے میں لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے لیا ہو، ساتھ ساتھ اس قرض میں ایسے قاتلین بھی شامل ہیں جن سے قتل خطا ہوا ہو، اور ان کی طرف سے خون بہا ادا کرنے والا (عاقلہ) نہ ہو، اسی طرح اس مصرف میں ایسے میت کے قرض بھی شامل ہیں جس نے قرض کے بقدر میراث نہ چھوڑی ہو اور بیت المال کی طرف سے اس کی ادائیگی نہ کی گئی ہو۔

(ہ) راہِ خدا میں

اس مصرف میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے، اپنے ممالک کا دفاع کرنے والے، اور دیگر جائز جنگی مصلحتیں شامل ہیں۔

(و) مسافر

(۱) اس مصرف میں ایسا مسافر داخل ہے جو سفر گناہ میں نہ ہو، اور اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس کی مدد سے وہ واپس اپنے وطن پہنچ سکے، اگرچہ اپنے وطن میں وہ مالدار شمار ہوتا ہو۔

(۲) اپنے ملک کے اندر و باہر جنگ و سیلاب و قحط سالی و زلزلوں وغیرہ سے متاثر بے گھر افراد کے لئے وقف فنڈ کے قیام کے ذریعہ مالی امداد فراہم کی جائے۔

(۳) اپنے ملک سے دور بلا وظیفہ مستحق طلبہ، جو ناداری کے سبب بے آسرا رہ گئے، انہیں وطن واپسی کے لئے تعاون کے طور پر زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

(۴) غیر قانونی طور پر دیار غیر میں مقیم پھنسے ہوئے تارکین وطن افراد کو وطن واپسی کے لئے زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

(۵) ایسے طلبہ اور مسافر جن کے پاس خود پر خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو، ان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

سفارشات

امت اسلامیہ کی زکوۃ کو ادارہ کی سطح پر شرعی و عصری بنیادوں پر جمع و وصولی کو منظم کرنے کی ضرورت کے پیش نظر اکیڈمی کونسل عالم اسلام کے زکوۃ سے متعلقہ اداروں کو باہمی تعاون و ہم آہنگی، اور فقراء و مساکین کی امداد کے سلسلے میں مشترکہ منصوبوں پر مل کر کام کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

نیز مندرجہ ذیل سفارشات پیش کرتا ہے:

(۱) عوام الناس کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ مستحقین تک زکوۃ کے پہنچنے کو یقینی بنانے کے لئے، اور زکوۃ کے دینی اور ترقیاتی اور معاشرتی واقتصادی کردار کو فعال بنانے کے لئے اپنی زکوۃ ریاستوں کی اجازت سے قائم کردہ اداروں کو ادا کریں۔

(۲) زکوۃ کے ابلاغی پہلو پر توجہ دی جائے، اس سلسلے میں معاشرے میں زکوۃ کی اہمیت، اور معاشی وسماجی پہلوؤں کی اصلاح میں تعمیری کردار سے آگہی پیدا کرنے کے لئے تمام سمعی بصری وسائل ابلاغ کو بروئے کار لایا جائے۔

(۳) زکوۃ کی وصولی پر مامور افراد کے لئے قانونی ومحاسباتی معیارات وضع کئے جائیں۔

(۴) زکوۃ اکاؤنٹنگ ماڈلز تیار کئے جائیں، جو ہر زکوۃ کے حساب کتاب کے لئے رہنما خطوط پیش کریں، جن کی روشنی میں زکوۃ کے شرعی معیارات کی عملی تطبیق آسان ہو جائے۔

(۵) انفارمیشن انڈسٹری، کمیونیکیشن نیٹ ورکس اور سیٹیلائٹ چینلز جیسی ٹیکنالوجیز سے استفادہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو زکوۃ کے عصری مسائل اور امت اسلامیہ کی سطح پر سماجی واقتصادی ترقی کے حصول میں اس کے کردار سے روشناس کرایا جائے۔

(٦) ممالک کو زکوۃ کی ادائیگی کرنے والوں کے لئے ٹیکس کم کرنے کی ترغیب دی جائے، اداشدہ زکوۃ کی ان پر عائد ٹیکسوں میں سے کٹوتی کی جائے، اس طرح مسلمانوں کے امیروں کو اپنے اموال کے زکوۃ کی ادائیگی کی حوصلہ افزائی ہو گی۔

(۷) یونیورسٹیوں وتعلیمی اداروں میں زکوۃ اور اس کے حساب کتاب کا طریقہ اسلام کے بڑے ارکان میں سے تیسرے رکن کے طور پڑھایا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۶(۴/۱۸)

اسلامو فوبیا: چیلنجز اور محاذ آرائیاں

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ "اسلاموفوبیا: چیلنجز اور محاذ آرائیاں" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی کونسل نے بغور سماعت کی۔

نیز اسلام کے خلاف دہشت پھیلانے کے رجحان (اسلاموفوبیا) کے منفی اثرات کا ذکر آیا جس کی وجہ سے اسلام سے نفرت کی لہریں پھیل رہی ہیں، اور کئی ممالک میں مسلمانوں پر دباؤ ڈالا گیا، ان سب کے اسباب درحقیقت ماضی کے متعدد واقعات، اور ذرائع ابلاغ کی تحریف کاری، اور اسلام کے چہرے کو بین الاقوامی حلقوں میں صحیح طور سے متعارف کرانے میں کوتاہی ہے۔

چونکہ اکیڈمی اس رجحان سے وجود میں آنے والے برے اثرات سے آگاہی رکھتی ہے، لہذا مندرجہ ذیل قراردادیں طے کی جاتی ہیں:

قرارداد

اولا اسلاموفوبیا کا مقابلہ کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک، بین الاقوامی اسلامی تنظیموں، غیر اسلامی سرزمینوں پر اسلامی ممالک کی نمائندہ تنظیموں کی جانب سے منصوبہ بندی کے تحت کام کیا جائے، اور یہ منصوبہ بندی ایسے مضبوط حکمت عملی واقدامات پر مبنی ہو جو ابلاغی سیاسی اقتصادی وسماجی پہلوؤں کو شامل ہو، ساتھ ساتھ دین اسلام کو متعارف کروانے کے لئے ایک واضح میڈیا پیغام مرتب کیا جائے، اور تمام حقائق واصولوں اور ان بلند اقدار کو بیان کیا جائے جن کی بنیاد پر دین کی عمارت قائم ہے، اور اس پیغام کو

مختلف ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ پر نشر کیا جائے، اور اس عمل میں بین الاقوامی اثر ورسوخ کے حامل ذرائع ابلاغ اپنا حصہ ڈالیں۔

ثانیا امت اسلامیہ اور اسکے شعائر کے خلاف چلائی جانے والی شکوک وشبہات کی مہمات وتوہین کی کاروائیوں کا جواب دینے کے لئے مناسب فیصلوں واقدامات کے سلسلے میں اسلامی ممالک وبین الاقوامی اسلامی تنظیموں میں باہم مشاورت وہم آہنگی کی ضروری امر ہے۔

ثالثا اسلام اور مسلمانوں پر اس شدید یلغار کا مقابلہ کرنے، قوموں کے درمیان تعاون ومحبت کی ثقافت کو عام کرنے اور نفرت وتشدد کے ختم کرنے، اور انسانیت کی بھلائی کے کاموں میں اشتراک کے کام میں عالمی برادری کو اسلامی ممالک، تنظیموں اور عوام کے ساتھ تعاون اور ہم آہنگی کی دعوت دینا۔

رابعا اسلامی سرزمینوں سے باہر مقیم مسلم کمیونیٹیز کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ امن وسلامتی کے پیمبر، اور مختلف ممالک واقوام تک دین کے خالص وپاکیزہ پیغام کو پہنچانے والے بنیں، اسلام کو گزند پہنچانے والے اعمال وطرز عمل سے دور رہیں، اسلامی اقدار ومبادیات کی زبردست پاسداری کریں۔

خامسا ان تحریروں اور کتب کی فہرست مرتب کی جائے جن میں اسلاموفوبیا کو موضوع بنایا گیا ہے، اور دیگر زبانوں میں روانی رکھنے والے مسلمان مفکرین کو ترغیب دی جائے کہ وہ ان سے بات چیت ومکالمہ کریں، اور اسلام ومسلمانوں کی مسخ شدہ تصویر کو اندرون وبیرون ممالک میں درست کرنے پر کام کریں۔

سادسا غیر مسلم ممالک میں آنے والے مبلغین کو ان ممالک کی زبانوں پر مہارت کی تربیت دی جائے، اور مبلغین تربیت سے متعلق موجودہ قائم اداروں کی حوصلہ افزائی ہو، یا اگر پہلے سے قائم نہ ہوں تو قائم کئے جائیں، تاکہ یہ اسلام کو کے اپنے افعال، رویوں، معاملات کے ذریعہ متعارف کرانے میں نمونہ بن سکیں۔

سابعا ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات باہمی احترام کی بنیاد پر استوار کئے جائیں، تاکہ افہام وتفہیم اور اسلام کا پاکیزہ پیغام پہنچانا آسان ہو، اور تعلیمی نصابوں کے ذریعہ اس بات کا شعور اجاگر کیا جائے۔

سفارشات

(۱) اکیڈمی کے بنیادی قانون کے دفعہ ۴، فقرہ ۶ میں طے شدہ امور (عالم اسلام سے باہر بعض مرکزی علاقوں میں اسلامی تحقیق گاہوں کا قیام، اکیڈمی کے اہداف کی تکمیل کیلیئے قائم شدہ مراکز کا تعاون حاصل کرنا، اور اپنے دائرہ کار میں آنے والے علاقوں میں اسلام سے متعلق نشر ہونے والے مواد پر نظر رکھنا اور پھیلائے جانے والے شبہات کا جواب دینا) کو فعال کیا جائے، تاکہ یہ مراکز مغرب کے گہرے مطالعہ کے بعد تحقیق تیار کریں، اور ساتھ ہی مناسب لائحہ عمل کا تعین کردیں جن کی روشنی میں ہمارے ممالک واقوام مختلف مغربی ممالک اور ان پر اور مغربی اقوام پر اپنا اثر رسوخ رکھنے والی دیگر طاقتوں سے معاملات کرسکیں اور نمٹ سکیں۔

(۲) مغربی ذرائع ابلاغ میں اسلام سے متعلق موضوعات پر نظر رکھنے اور مغربی تعلیمی نصابوں میں اسلام کی تصویر کو درست کرنے پر کام کرنے کے لئے اور اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تنظیم اسلامی کانفرس کی جانب سے قائم کردہ رصد گاہ کے ساتھ تعاون واشتراک کی ضرورت۔

(۳) مسلم علماء وغیر مسلم اسکالرز کے مابین علمی وفکری سیمینارز کا انعقاد کیا جائے، تاکہ باہمی بے تکلفی کی فضاء بنے، اور آپس میں افہام وتفہیم کے روابط استوار کئے جاسکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرار داد نمبر ۱۶۷(۵/۱۸)

مقاصد شریعت اور احکام کے استنباط میں ان کا کردار

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پتراجایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ "مقاصد شریعت اور احکام کے استنباط میں ان کا کردار" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا مقاصد شریعت سے مراد وہ مفاہیم و عمومی حکمتیں واہداف ہیں جن کے حصول کو مد نظر رکھتے ہوئے شریعت نے بندوں کے دنیاوآخرت کے فائدے و مصلحت کی غرض سے احکام جاری کئے۔

ثانیا اجتہاد میں مقاصد کو پیش نظر رکھنے سے کئی کام ہوتے ہیں، مثلا:

(۱) شرعی نصوص واحکام پر جامع نظر۔

(۲) مقاصد شریعت کی رعایت رکھنا ان امور ترجیح میں سے ہے جن کو اختلاف فقہاء میں مد نظر رکھنا چاہئے۔

(۳) مکلفین کے افعال کے نتائج پر بصیرانہ نگاہ رکھنا، اور ان پر احکام شریعت کو منطبق کرنا۔

ثالثا مقاصد شریعت کو اس کے مختلف درجات کے ساتھ حقوق انسان کے لئے بنیادی اور مناسب دائرہ کار کے طور پر تسلیم کیا جائے۔

رابعا اجتہاد میں مقاصد شریعت کی اہمیت کو سامنے رکھا جائے۔

خامسا مقاصد شریعت کی صحیح تطبیق سے شرعی نصوص کی دلالت واجماع صحیح کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

سادسا مقاصد شریعت کے مختلف زاویوں کا سماجی واقتصادی وتربیتی وسیاسی پہلوؤں سے مطالعہ کی اہمیت اجاگر کی جائے۔

سابعا شرعی نصوص کی درست سمجھ میں مقاصد شریعت کو سامنے رکھنے کی بڑی تاثیر ہے۔

ثامنا احکام شرعیہ کی جدید مالی معاملات وغیرہ کی صورتوں پر تطبیق کے عمل میں مقاصد شریعت کو بروئے کار لانا اہم ہے، تاکہ اسلامی صیغے وپراڈکٹس مروجہ صیغوں سے بہتر اور مستقل حیثیت کے حامل ہوں۔

سفارشات

(۱) اکیڈمی سیکرٹریٹ کو دعوت دی جاتی ہے کہ مقاصد شریعت سے متعارف کرانے اور اس بابت علماء ومحققین کی کاوشوں وکوششوں کو منظر عام پر لانے کے لئے اس موضوع پر مزید مطالعات وتحقیقات کروائی جائیں۔

(۲) علمی اداروں ومراکز کو اپنے تعلیمی نصابوں میں مقاصد شریعت کو شامل کرنے کی دعوت دی جائے۔

واللہ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۸(۶/۱۸)

سن بلوغت کی تعیین اور تکلیف شرعی پر اس کا اثر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ ''سن بلوغت کی تعیین اور تکلیف شرعی پر اس کا اثر'' کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

نیز یہ بات سامنے آئی کہ عقل ہی وہ معیار ہے جس کی بدولت انسان مکلف بنتا ہے، اور بچے کو اس وقت تک شرعا مکلف نہیں بنایا جائے گا جب تک وہ عقل کے مناسب درجے اور مکمل ادراک کے مرحلہ تک نہ پہنچ جائے، اس کی کچھ علامتیں ایسی ہیں جو جسمانی ہیں، لیکن اگر قدرتی بلوغت جسمانی علامتوں کے ذریعہ معلوم نہ کیا جاسکے تو ایک عمر کو بلوغت کی تعیین کے لئے مقرر کرنا مقاصد شریعت واصول دین کی رو سے درست ہے، نیز شریعت نے حدود کے نفاذ کو شبہ کی بنیاد پر رد کرنے کی احتیاط اپنائی ہے۔

چنانچہ ان تحقیقات وگفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا بلوغت سے ماقبل شعور کی عمر سات سال ہے، اس سے پہلے کے افعال وتصرفات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ البتہ سات سال کی شعوری عمر کے بعد کے مالی تصرفات کی تقسیم کچھ یوں ہے: ایسے تصرفات کو نافذ العمل قرار دیا جائے گا جو مفید ہوں، اور ایسے تصرفات جن میں نفع ونقصان دونوں پائے جائیں، انہیں اس کی اجازت پر

موقوف سمجھا جائے گا جس کی اجازت معتبر ہو، اور ایسے تصرفات جن میں سراسر نقصان کا پہلو ہو ان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

ثانیا چونکہ بلوغت کا تعلق جسم کی افزائش اور ایک خاص مرحلہ تک پہنچنے سے جڑا ہوا ہے جس میں مکمل ادراک حاصل ہو جاتا ہے، اس لئے قدرتی بلوغت کا اعتبار عبادات کے باب میں جسمانی علاماتِ بلوغت کی بنیاد پر یا عمر کی بنیاد پر (پندرہ سال مکمل ہونے پر) کیا جائے گا، جبکہ مالی و قانونی تصرفات کے باب میں ولی کو اختیار ہے کہ وہ زمانی و مکانی وماحولیاتی امور کی بناء پر مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک خاص عمر کی تعیین کر دے۔

ثالثا قصاص اور حد کی سزا نابالغ کو دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ولی امر اس کے لئے تعزیر یا کسی اور سزا کو اس کی عمر کو پیش نظر رکھتے ہوئے طے کرے گا۔

رابعا نابالغ سے مالی ذمہ داریاں مثلا چیزیں تلف کرنا، دیت وغیرہ ساقط نہیں ہیں، ان میں شرعی طور پر جو اس کے ذمہ ہے وہ ادا کرے گا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۶۹(۱۸/۷)

مسلمان عورت کے حقوق وذمہ داریاں

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ ’’مسلمان عورت کے حقوق وذمہ داریاں‘‘ کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اوران مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

نیز یہ بات سامنے آئی کہ اسلام نے عورت کو اس کا صحیح مقام عنایت کیا ہے، اور اسے گھر کی بنیاد قرار دیا ہے، اور اس کے دائرہ کار کو وسیع کیا ہے، اور اس کے لئے پھلنے پھولنے کا ماحول سازگار کیا، اور اسے تخلیقی جواہر دکھانے اورامور میں اپنا حصہ شامل کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اور اس کا اپنے ہدایات وارشادات میں خاص خیال رکھا، اس کے تمام حقوق اسے دیئے، اسے ماں، بہن، بیٹی، بیوی کا مقام عطا فرما کر اوروں کو اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ اللہ تعالی کے ہاں درجات حاصل کرنے کا حق رکھنے میں، اور عقائد وفرض عبادات جیسے امور میں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، نیک اعمال، ذمہ داری وجزا، حق تعلیم اور مالی تصرفات میں اسے مرد کے برابر رکھا۔ اور ان میں شرعی اصول وقواعد طے کردیئے۔ اور بنیادی اصول یہ ہے کہ بعض ایسے احکام جو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ خاص ہیں، انہیں چھوڑ کر باقی تمام احکام عمومی طور پر دونوں کی طرف متوجہ ہیں۔

چنانچہ ان تحقیقات وگفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا عورت ملکیت سے متعلق اصول وضوابط کے تحت جس قدر چاہے جائیدادوں اور اشیائے منقولہ کی مالک بن سکتی ہے۔

ثانیا عورت کا پیشہ ورانہ کام شرعی اصول وضوابط کے تحت ہوگا۔ اور اس کی ایسے سیکٹروں میں کام کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی جہاں اس کو فطری طور پر برتری حاصل ہو، اس بناء پر بہتر کارکردگی دکھا سکتی ہو، مثلاً شعبہ تربیت و تعلیم، بچوں و عورتوں کے امراض کے طب میں مہارت، اور سماجی خدمات۔

ثالثا مسلمان عورت کو ایسی سماجی ثقافتی تربیتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے، جو شرعی احکام واصول سے متصادم نہ ہوں۔

رابعا اکیڈمی عورت سے متعلق اپنے گزشتہ قرارداد نمبر ۱۱۴(۸/ ۱۲)اور قرارداد نمبر ۱۵۹(۸ /۱۷) کی توثیق کرتی ہے۔

سفارشات

اکیڈمی مندرجہ ذیل سفارشات کرتی ہے:

(۱) خواتین کے امور سے متعلق بین الاقوامی اسلامی ادارے کا قیام، جس کا دائرہ کار خواتین کے مسائل کی پیروی کرنا، اور خواتین کے امور سے متعلق کانفرنسوں کے بارے میں واقف رہنا اور ان میں شرکت کرنا ہو۔

(۲) عالمی اداروں کے ساتھ خاندان، عورت، بچوں کی ان کو درپیش خطروں سے حفاظت کے سلسلے میں تعاون کرنا۔

(۳) تمام رکن ممالک کو دعوت دی جائے کہ بین الاقوامی معاہدوں کی ایسی دفعات جن میں شرعی خلاف ورزیاں ہیں ان پر اپنے تحفظات واحتجاج ریکارڈ کروائیں۔

(۴) اکیڈمی عورت کے سیاسی وعدلی وعمومی دائرہ اختیار سے متعلقہ حقوق کی بابت مزید تحقیق ومطالعہ کی تجویز پیش کرتی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷۰(۱۸/۸)

میعادی ملکیت کا عقد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پتر اجایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ ”میعادی ملکیت کا معاہدہ“ کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا مشترکہ میعادی ملکیت کے عقد کی تعریف:

یہ مشترکہ حصص کے مالک ہونے کا معاہدہ ہے، چاہے کسی متعین چیز کو مشترکہ طور پر خریدا جائے، یا کسی متعین چیز کی منفعت کو کرایہ پر یکے بعد دیگرے مدتوں کے لئے لیا جائے۔ یا کسی متعین چیز کی منفعت کو کرایہ پر ایک متعین وقت کے لئے اس طرح لیا جائے کہ اس خریدی ہوئی چیز یا اجرت پر لی گئی منفعت کو زمانی یا مکانی تقسیم (مہایأة) کی بنیاد پر استعمال کیا جائے، ساتھ ساتھ تعیین کا یہ اختیار بھی لاگو ہو کہ بعض صورتوں میں ہر حصہ دار کے لئے کچھ متعین مدت خاص ہوگی۔

ثانیا مشترکہ میعادی ملکیت کی اقسام:

(۱) مکمل ملکیت (چیز اور اس کی منفعت) کا حصول، اور یہ اس چیز کے حصہ کو مشترکہ خرید کر حاصل ہوتی ہے، پھر یکے بعد دیگرے مدتوں کے لئے باری باری اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) ناقص ملکیت (صرف منفعت کی ملکیت) کا حصول، اور یہ اس چیز کی منفعت کو مشترکہ کرایہ پر لے کر حاصل ہوتی ہے، پھر یکے بعد دیگرے مدتوں کے لئے باری باری اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

ثالثاً مشترکہ میعادی ملکیت کے تصور کا شرعی حکم

(الف) کسی چیز کے فیصدی حصہ کی خریداری، اور فیصدی حصہ کو کسی خاص منفعت کے حصول کی غرض سے متعینہ مدت کے لئے کرایہ پر لینا، ساتھ ہی چیز کے مالکوں یا اجرت پر لینے والوں کا اسے استعمال کے لئے مہایأۃ زمانی ومکانی (منافع کی زمانی یا مکانی تقسیم) شرعا جائز ہے، چاہے مالکوں یا اجرت پر لینے والوں کے درمیان یہ تقسیم براہ راست ہو، یا ثالثی کررہا ہو جسے اس شے کی مشترکہ ملکیت کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری سونپی گئی ہو۔ نیز مشاع حصہ کی بیع وشراء وہبہ (گفٹ) ومیراث میں منتقلی، وگروی رکھنا ودیگر تصرفات شرعیہ میں بھی کسی قسم کے شرعی مانع نہ ہونے کی وجہ سے شرعا کوئی حرج نہیں ہے۔

(ب) مندرجہ بالا تصور کو لاگو کرنے کے لئے لازمی ہے کہ بیع ہو یا اجارہ ہو ہر دوصورتوں میں عقد کے تمام شرعی تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

(ج) اگر اجارہ ہو تو اجرت پر دینے والے کے ذمہ لازم ہے کہ دیکھ بھال کے بنیادی اخراجات جن پر چیز سے منفعت کے حصول کا دارومدار ہے ان کی ادائیگی اپنے ذمہ لے، البتہ چیز کے وقفہ جاتی دیکھ بھال، اور استعمال کے اخراجات اجرت پر لینے والے کے ذمہ ہوں گے، اور اگر ان کی ادائیگیاں اجرت پر دینے والا ہی کرے تو اجرت پر لینے والے کے ذمہ صرف اخراجات کی بازار کی قیمت ہی لازم ہوگی، یا وہی مقدار لازم ہوگی جس پر فریقین متفق ہو چکے ہوں۔

اور اگر بیع ہو تو مالک ان سب اخراجات کو برداشت کرے گا کیونکہ یہ ملکیت کے تحت آتے ہیں، البتہ ان میں اس کا حصہ اتنے فیصد ہی ہوگا جتنا اس کا مشترکہ ملکیت میں زمانی ومکانی حصہ ہے۔

(د) مشترکہ میعادی ملکیت میں اجرت پر لینے والوں، یا شے کے خریداروں کے مابین فیصدی حصص کے باہمی تبادلوں میں شرعا کوئی مانع نہیں ہے، چاہے یہ تبادلے براہ راست خریدار خود کریں، یا بذریعہ تبادلہ کمپنیاں کریں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷۱ (۹/۱۸)

سہولیاتی حقوق، اور ان کے مشترک املاک میں عصری تطبیق

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پتراجایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ ” سہولیاتی حقوق، اور ان کے مشترک املاک میں عصری تطبیق“ کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا سہولیاتی حقوق کی تعریف:

سہولیاتی حقوق: کسی جائیداد کے دوسرے جائیداد کے اور واجب ہونے والے ہر قسم کے حقوق جو منفعت کی قبیل سے تعلق رکھتے ہوں، اور ان میں شراکت ممکن ہو۔

ثانیا سہولیاتی حقوق کی اقسام:

سہولیات کی کئی اقسام ہیں، جن میں اضافہ و کمی ہوتی رہتی ہے، ان میں سے وہ جنہیں فقہائے کرام گزشتہ زمانوں میں بیان کرچکے ہیں درج ذیل ہیں:

(۱) پانی کا حق: کھیتوں کی سیرابی، جانوروں کو پانی پلانے، اور ایک زمین سے دوسری زمین میں پانی گزارنے کے لئے پانی سے استفادہ کرنے کی باری کو کہا جاتا ہے۔

(۲) پانی بہانے کا حق: ضرورت سے زائد پانی یا ناقابل استعمال پانی کو اونچی زمین سے حق والی زمین کی طرف بہانے یا اس سے گزارتے ہوئے عمومی نالہ کی طرف بہادینے کا حق۔

(۳) گزرنے کا حق: کسی زمین تک جانے کے لئے پڑوسی زمین سے گزرنے کا حق جو پڑوسی زمین پر لاگو ہوتا ہے۔

(۴) اوپری کا حق: دومنزلہ عمارت یا اس سے زائد عمارت کے بالائی حصوں کا نچلے حصے جو کہ ملکیتِ غیر ہو پر حق کہ وہ اس کے اوپر ہو کر برقرار رہے۔

ثالثا سہولیاتی حقوق کے وجود میں آنے کے اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) مالک کی طرف سے اموال خاصہ میں بالمعاوضہ یا بلا معاوضہ اجازت ہونا۔

(۲) ضرورت۔

(۳) بنجر زمینوں کی زرخیزی۔

(۴) پڑوس اور شراکت۔

(۵) یہ ممکن ہے کہ کچھ نئی نوعیت کے سہولیاتی حقوق سامنے آئیں، تو اگر وہ شرعی نصوص واصول وضوابط سے نہ ٹکراتے ہوں تو ان کا شرعا اعتبار کیا جائے گا، مثلا تاریں بچھانا، نکاسی کے نالے نکالنا اور پائپ لائنز ڈالنا۔

رابعا احکام

(۱) سہولیاتی حقوق کا عمومی قاعدہ یہ ہے کہ فائدہ مند چیزیں جائز ہیں، اور مضر چیزیں ناجائز ہیں۔ باقی اگر کسی کا جمع شدہ ذاتی پانی ہو تو اس میں کسی کا استحقاق سوائے بصورت حاجت شدیدہ نہیں ہوگا، اور اس میں بھی اس کی بازاری قیمت فائدہ حاصل کرنے کو ادا کرنی ہوگی۔

(۲) پانی کی باری کا حق، یا اسے گزارنے اور بہانے کا حق زمینوں اور کھیتوں وغیرہ کو عرف وعادت کے مطابق ہی دیا جائے گا۔ اسی ضمن میں فیکٹریوں، لیبارٹریوں کے چلانے یا نکاسی کی غرض سے بچھائے جانے والی پائپ لائنیں ہیں، اور ان سب میں نقصان نہ پہنچانا شرط ہے۔

(۳) بالائی حصے کے مالک کا حق معتبر ہے، اور اسے اس میں عوض یا بلا عوض متعلقہ احکام کی روشنی میں تصرف کی اجازت ہے۔

خامسا عصر حاضر کے سہولیاتی حقوق

نئے زمانے کے عرف میں جو امور سہولیاتی حقوق تسلیم کئے جاتے ہیں ان میں عوامی سہولیات کے متعلقہ وسائل کی تنصیبات مثلاً کنکشنز، بجلی، پانی، گیس، نکاسی، سینٹرل ایئر کنڈیشننگ کی تاریں، پائپ لائنز وغیرہ شامل ہیں۔

سادسا عصر حاضر کے سہولیاتی حقوق کے احکام

پارکنگ کے مقامات اگر عمومی نہ ہو، مثلاً عمارتوں بازاروں اور دکانوں کی ہوں تو اسی شے کے تابع ہوں گے جس شے کی وجہ سے وہاں سواری وہاں پارک کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷۲(۱۰/۱۸)

ہنگامی صورتحال میں سرجری کی اجازت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ "ہنگامی صورتحال میں سرجری کی اجازت کے سقوط" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا مندرجہ ذیل صوتوں میں مریض یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر ہنگامی حالات میں طبی تدابیر پر عملدرآمد کیا جاسکتا ہے:

(الف) مریض شدید بیہوشی کی حالت میں یا ایسی حالت میں پہنچ جائے جس میں کسی طبی تدبیر سے پہلے رضامندی حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔

(ب) مریض کی صورتحال اتنی نازک ہو کہ موت کا خدشہ ہو، اجازت حاصل کرنے سے پہلے ہی طبی تدبیر اختیار کرنا ناگزیر ہو جائے۔

(ج) مریض کے ہمراہ اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو جسے اجازت دینے کا حق حاصل ہو، اور وقت بھی تنگ ہو۔

ثانیا ان صورتوں میں طبی تدابیر اختیار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) مریض کے لئے طے کیا جانے والا علاج متعلقہ صحت کے اداروں سے منظور شدہ اور تسلیم شدہ ہو۔

(۲) مجوزہ تشخیص اور علاج کی منظوری کے لئے کم از کم تین ڈاکٹروں کی ٹیم میں ایک ماہر ڈاکٹر کا ہونا لازمی ہے، جو اپنے دستخطوں کے ساتھ رپورٹ تیار کر کے پیش کریں۔

(۳) علاج کے متوقع فوائد علاج کے نقصانات سے زیادہ ہونے چاہئیں، اور ممکنہ حد تک خطرات کو کم کرنے کی کوشش ہو۔

(۴) مریض کے بیدار ہونے کے بعد معالج اسے علاج کی پوری تفصیل بتائے۔

(۵) علاج مفت ہو، اگر علاج کے اخراجات ہوں تو اس کا تعین غیر جانبدار خصوصی اتھارٹی کرے گا۔

ثالثاً درج ذیل صورتوں کے متعلق فیصلوں کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا گیا ہے:

(۱) فوری آپریشنز جیسے سوجن والے اپینڈکس میں اگر مریض اجازت دینے سے انکار کر دے۔

(۲) بچے کی نال اگر گردن میں لپٹی ہوئی ہو، اور اسے بچانے کے لئے بذریعہ آپریشن ولادت کرانے کی اجازت نہ ملے۔

(۳) اگر مریض بچے کو اندرونی طبی آپریشن کی ضرورت ہو، مثلاً اپنڈی سائٹس یا ڈائیلاسز اور خون کی منتقلی، اور سرپرست اس سے انکار کر رہا ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷۳(۱۱/۱۸)

پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پترا جایا(ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔" پلاسٹک سرجری اور اس کے احکام" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں:

قرارداد

اولا پلاسٹک سرجری کی تعریف:

پلاسٹک سرجری وہ سرجری کہلاتی ہے جس میں انسانی جسم کے کسی ایک یا اس سے زیادہ ظاہری حصوں میں بہتری (و ترمیم) یا ان میں اہم خرابی کی صورت میں ان کے عمل کو دوبارہ بحال کیا جاتا ہے۔

ثانیا پلاسٹک سرجری سے متعلق عمومی اصول اور شرائط:

(۱) سرجری کا مقصود کوئی ایسی ضرورت ہو جو شرعا معتبر ہو، مثلا عضو کے عمل کی بحالی، عیب کی درستی، قدرتی بناوٹ پر واپس لانا۔

(۲) سرجری کے نتیجہ میں سرجری سے متوقع فائدہ سے زیادہ نقصان نہ آرہا ہو۔ اور اس کا فیصلہ قابل اعتماد ماہرین فن کریں گے۔

(۳) سرجری کا کام اسپیشلسٹ اور اہل معالج انجام دے، بصورت دیگر اسے اکیڈمی کے قرارداد ۱۴۲ (۱۵/۸) کے مطابق ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

(۴) سرجری مریض (سرجری کروانے والے) کی اجازت سے ہو۔

(۵) معالج مریض کو سرجری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ممکنہ خطرات اور پیچیدگیوں سے آگاہ کرے۔

(٦) سرجری کے علاوہ علاج کا کوئی دوسرا ایسا طریقہ نہ ہو جس میں جسم پر اثر اندازی سرجری کی نسبت کم ہو۔

(۷) اس میں کسی شرعی نصوص کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو، مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کا فرمان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں:

لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيّرات خلق الله) رواه البخاري

ترجمہ: لعنت کی اللہ نے گودنے والیوں اور گدانے والیوں پر اور منہ کے بال نکالنے والیوں پر اور نکلوانے والیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوبصورتی کے لیے (تاکہ کمسن معلوم ہوں) اللہ کی خلقت بدلنے والیوں پر۔ (بخاری)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء. رواه أبو داود.

ترجمہ: لعنت کی گئی جوڑ لگانے والی اور لگوانے والی پر اور منہ کے بال نکالنے اور نکلوانے والی پر اور گودنے والی اور گدوانے والی پر بلا کسی بیماری کے۔ (ابوداود)

نیز حضور ﷺ کی عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنے اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے ممانعت، اسی طرح دیگر اقوام سے مشابہت کی ممانعت، اہل فسق وفجور سے مشابہت کی ممانعت کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو۔

(۸) علاج ومعالجہ کے شرعی قواعد واحکام کی رعایت رکھی جائے، مثلاً بلا ضرورت وحاجت شرعی کے نامحرم کے ساتھ خلوت نہ ہو، اور ستر کھولنے کے احکام کی رعایت ہو۔

ثالثاً شرعی احکام:

(۱) اگر ضرورت وحاجت درپیش ہو تو مندرجہ ذیل مقاصد کے حصول کے لئے پلاسٹک سرجری کرنے کی اجازت ہے:

(الف) انسانی عضو کی شکل کو دوبارہ اس کی اصل خلقت کی طرف لوٹانا، ارشاد باری تعالی ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (التین: ۴) ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین انداز کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

(ب) جسم کے عضو کی کارکردگی کو بحال کرنا۔

(ج) پیدائشی نقائص کو دور کرنا، مثلا کٹے ہونٹ، حد سے زیادہ ٹیڑھی ناک، پیدائشی نشانات، اضافی انگلیاں اور اضافی دانت، انگلیوں کا ایک دوسرے سے اس طرح جڑا ہوا ہونا کہ اس کی وجہ سے کوئی بڑا جسمانی یا جذباتی نقصان ہورہا ہو۔

(د) جلنے، بیماری، حادثات وغیرہ سے پیدا ہونے والے غیر پیدائشی عیوب کی اصلاح، مثلا جلد کی پیوند کاری، پستان اگر بالکل ہی ختم ہوگئے ہوں تو اسے دوبارہ مکمل طور پر لگانا، اور اگر ان کا حجم چھوٹا یا بڑا ہونے کی وجہ کسی مرض کے لاحق ہونے کا خطرہ ہو تو جزوی طور پر تبدیلی کرنا، اور بال گرنے کی صورت میں بالوں کی پیوند کاری، خصوصا خواتین کے لئے۔

(ھ) ایسی بدشکلی اور بھدے پن کو دور کرنا جس کی وجہ سے آدمی کو نفسیاتی یا جسمانی تکلیف ہورہی ہو۔
(قرارداد نمبر: ۲۶(۱/۴) مجمع الفقہ الاسلامی)

(۲) خوبصورتی کی غرض سے کروائے جانے والے پلاسٹک سرجری کی وہ صورتیں جائز نہیں ہیں جو طبی علاج کے تحت نہیں آتی ہیں، اور اس سے سوائے نفسانی خواہش پوری کرتے ہوئے اور دوسروں کی تقلید کرتے ہوئے انسانی خلقت کو تبدیل کرنے کے کچھ اور نہ مقصود ہو، مثلاً کسی خاص انداز میں ظاہر ہونے کے لئے یا عدالت کو گمراہ کرنے کے لئے چہرے کی بناوٹ میں ترمیم کرنا اور ناک کی ساخت کو بدلنا، ہونٹوں کو چھوٹا بڑا کرنا، آنکھوں کی ساخت بدلنا، رخساروں کو بڑا کرنا۔

(۳) علمی معتبر طریقوں سے وزن میں کمی کی جاسکتی ہے، ان میں سے ایک طریقہ سرجری (لیپوسکشن) ہے، بشرطیکہ وزن کی زیادتی بیماری بن رہی ہو اور سرجری کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ نہ ہو، اور اس طریقہ علاج میں ضرر نہ پایا جائے۔

(۴) سرجری یا انجیکشن کے ذریعہ جھریوں کو ختم کروانا جائز نہیں ہے، البتہ بیماری بن رہی ہو تو نقصان دہ نہ ہونے کی صورت میں گنجائش ہے۔

(۵) اگر پردہ بکارت حادثہ، عصمت دری یا زنا بالجبر کی وجہ زائل ہو گیا ہو تو اسے بحال کروانا جائز ہے، اور اگر زنا کی وجہ سے پردہ بکارت زائل ہو جائے تو ایسی صورت میں اسے بحال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی تاکہ فساد اور تلبیس کا راستہ بند ہو۔ اور بہتر ہے کہ اس کام کو خواتین ڈاکٹرز انجام دیں۔

(٦) ماہر ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ اپنے طبی کاموں میں شرعی اصول وضوابط کو ملحوظ رکھے، اور خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کروانے کے خواہشمندوں کے لئے خیر خواہ بنیں (کیونکہ دین سراسر خیر خواہی ہے)

سفارشات

(۱) ہسپتالوں اور پرائیوٹ کلینکوں اور ڈاکٹروں کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرتے رہیں، اور ناجائز نوع کے آپریشنز کرنے سے بچیں۔

(۲) سرجنوں اور ڈاکٹروں کے لئے لازمی ہے کہ اپنے طبی پریکٹس سے متعلق احکامات کا علم حاصل کریں، خصوصا پلاسٹک سرجری کے احکامات کو سیکھیں، آپریشن کا شرعی حکم جانے بغیر محض مادی نفع کے لئے آپریشنز کرنے سے بچیں، اور حقائق سے پرے اشتہار بازی سے کام لینے سے اجتناب برتیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷۴ (۱۸/۱۲)

روزہ توڑنے والی اشیاء پر نظر ثانی

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اٹھارواں اجلاس پتر اجایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا۔ " روزہ توڑنے والی اشیاء پر نظر ثانی" کے موضوع پر موصول ہونے والے دو مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کی بھی کونسل نے بغور سماعت کی۔

چنانچہ ان تحقیقات و گفتگو کی روشنی میں مجمع نے اکیڈمی کے فیصلہ نمبر ۹۳ (۱۰/۱) بابت علاج و معالجہ سے متعلق روزہ توڑنے والی اشیاء سے ملحق کرتے ہوئے درج ذیل قرارداد منظور کیا:

قرارداد

اس موضوع پر مزید تحقیق کی غرض سے اسے آئندہ سیمینار تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

انیسواں اجلاس

منعقدہ: شارجہ متحدہ عرب امارات

۱تا۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

۲۶تا۳۰ اپریل ۲۰۰۹م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين.وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر: ۱۷۵(۱/۱۹)

شریعت اسلامی میں مذہبی آزادی کی جہات وضوابط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا انیسواں اجلاس یکم سے ۵ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م متحدہ عرب امارات کے شہر شارجہ میں منعقد ہوا۔

مجمع (کونسل) میں پیش کردہ "اسلامی قانون میں مذہبی آزادی کی جہات وضوابط" سے متعلقہ موضوع پر تحقیقات پر مطلع ہونے اور ایک فقہی اور اسلامی مرجع ہونے کی حیثیت سے مجمع کی طرف سے مذہبی آزادی کے موضوع پر بحث کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور اسلامی ممالک کے اندر اور باہر مجمع کے موقف کی پہچان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کونسل نے اس موضوع پر تیار کی گئی تحقیقات اور مقالات پر مجمع میں ہونے والی بحث ومناقشے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً مذہبی آزادی شریعتِ اسلامیہ میں ایک طے شدہ فطری اصول ہے جس میں (آزادی کے ساتھ ساتھ) اسلام میں ذمہ داری بھی ہے، اس کے شریعت میں کئی ضوابط ہیں جن کی انتہاء انسانی عظمت کو ثابت کرنا ہے۔

ثانیاً معاشرے میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے، اور اسے ان خطرات اور آنے والے خیالات اور ہر قسم کے مذہبییا غیر مذہبی جنگی صورتوں سے بچانا ضروری ہے، جو امت کی اسلامی تشخص کو نشانہ بناتے ہوں۔

ثالثاً بلاشبہ مسلمان لا اِکراہ فی الدین (دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے) کے قرآنی اصول پر عمل کرتے ہیں اور پوری تاریخ میں انہوں نے رواداری اور ان لوگوں کو قبول کرنے کی مشق کی ہے جو اسلامی ریاست کے ماتحت رہتے تھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ غیر مسلم اسلامی شعائر کا احترام کریں اور رسولِ اسلام ﷺ اور اسلامی مقدسات پر زبان درازی اور حملوں کے واقعات روکے جائیں۔

رابعاً مذہبی اور فقہی تنوّع ایک فطری حالت ہے، اور مسلمانوں کے مابین مختلف مذاہب ہونے کے باوجود ان کے درمیان باہمی تعاون ایک شرعی فریضہ ہے، اس پر قرآن وسنت کی تصریحات موجود ہیں، لیکن دوسری طرف اسلام اس بات کو اساس اور بنیاد بناکر عقیدۂ توحید اور کلمۂ توحید کی دعوت دیتا ہے کہ متفق علیہ امور میں ایک دوسرے کا تعاون کیا جائے اور مختلف فیہ چیزوں میں ایک دوسرے کو عذر پیش کیا جائے۔

خامساً اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی جنرل کونسل کی طرف سے اسلامی اصولوں اور قواعد کے بارے میں الجھن پیدا کرنے اور دین کے معلوم امور میں شکوک پیدا کرنے کی حد مقرر کی جائے، کیوں کہ یہ بات مذہب اور معاشرے کے لیے خطرہ پیدا کر رہی ہے اور ان غلط و مسترد طریقوں کی روک تھام یقینی بنائی جائے کہ جن کو مذہبی آزادی کے نام لیوا انجام دیتے ہیں، اسی میں معاشرے کی حفاظت اور اس کے دین اور فکر کا امن ہے اور غیر مسلموں کو اس (ناسور) کا بیج بونے سے روکنے کا یہی ذریعہ ہے۔

سادساً مرتد ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ جاری کرنے کا مرجع معتبر اہلِ علم ہیں بشرطیکہ قضاء وعدالت کی طرف سے شرعی معتبر مصلحت کے لئے توبہ اور شبہات کے ازالے کے لئے فقہاء کی مقرر کردہ مدت کو پورا کرنے کا التزام کیا جائے۔

سابعاً کھلم کھلا عوامی سطح پر ارتداد اسلامی معاشرے کی وحدت اور مسلمانوں کے عقیدے کے لیے خطرہ بنتا ہے اور غیر مسلموں اور منافقوں کی اس میں حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ وہ اس کا استعمال شک پیدا کرنے کے لیے کریں ۔ اس کا ارتکاب کرنے والے کو قضاءِ قاضی سے ہی سزا دی جائے نہ کہ کسی اور طریقے سے تاکہ اس کے خطرے کو دفع کیا جائے اور معاشرے اور اس کے امن کا تحفظ کیا جائے، اور یہ حکم اس مذہبی آزادی

سے (بالکل) متصادم نہیں ہے جس کی ضمانت اسلام نے اس شخص کے لیے دی ہے جو دینی شعائر اور معاشرتی اقدار اور عام نظام کا احترام کرتا ہو۔

سفارش

مسلم حکمرانوں سے مطالبہ ہے کہ وہ معاشرے کی بنیادی ضروریات بشمول ذمہ دارانہ آزادی، خوراک کی مکمل فراہمی، رہائش، علاج، تعلیم، روزگار کے مواقع، اور دیگر تمام ضروریات جو نسل کو ان مادّیے راہ رویوں وغیرہ کے اثرات سے محفوظ رکھتے ہیں جو اسلامی اقدار کے مخالف افکار کو فروغ دینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر:۱۷۶(۲/۱۹)

آزادیِ اظہارِ رائے اور اس کے ضوابط اور احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا انیسواں اجلاس یکم تا ۵ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م متحدہ عرب امارات کے شہر شارجہ میں منعقد ہوا۔اس اجلاس میں آزادی اظہار رائے اور اس کے ضوابط واحکام کے خاص موضوع سے متعلق کونسل میں پیش ہونے والے علمی تحقیقات پر اطلاع یابی اور بحث ومناقشہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً آزادی اظہارِرائے سے مقصود یہ ہے کہ انسان اس بات کا فائدہ اٹھالے کہ وہ جوکچھ صحیح سمجھتا ہے اپنی رائے میں اور اپنی ذات اور معاشرے کے لیے مفید سمجھتا ہے اپنی اس رائے کا مکمل اور کھلم کھلا اظہار کرے چاہے اس کا تعلق نجی معاملات سے ہو یا عوامی مسائل سے۔

ثانیاً آزادیِ اظہارِرائے شرعی ضوابط کے دائرۂ کار میں اسلام کے اندر ایک محفوظ حق ہے۔

ثالثاً آزادیِ اظہارِرائے کی عملی تطبیق کے لیے اہم ضوابطِ شرعیہ درج ذیل ہیں:

أ. دوسرے کے ساتھ ایسا کوئی بُرا برتاؤ نہ کرنا جس سے اس کی زندگی، اس کی عزت، اس کی شہرت یا اس کے ادبی مقام و مرتبہ کو ٹھیس پہنچے جیسے، اسے بدنام کرنا، عیب جوئی کرنا، مذاق اڑانا اور پھر اس بات کو کسی بھی طریقے سے پھیلانا۔

ب. معروضیت، سچائی کا التزام (ایمانداری)، سالمیت اور خواہشات سے دور ہونے (غیر جانبداری) کی ضرورت۔

ج. ذمہ داری کا نبھانا اور معاشرے کے مفادات اور اقدار کا تحفظ کرنا۔

د. یہ کہ اظہارِ رائے کا ذریعہ مشروع (شریعت کی طرف سے جائز) ہو، لہٰذا اظہارِ رائے اگرچہ صحیح ہو وہ ایسے طریقے سے نہیں کیا جاسکتا جس میں کوئی مفسدہ (خرابی) ہو یا وہ حیا (اخلاقیات) کو مجروح کردے یا اقدار کو ٹھیس پہنچائے۔ چنانچہ (قاعدہ ہے کہ) جائز مقصد ناجائز ذریعہ کو جائز نہیں کرتا۔

ہ. اظہارِ رائے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور مسلمانوں کی خدمت اور مفادات ہوں چاہے وہ مصالح و مفادات نجی ہوں یا عمومی ہوں۔

و. ان نتائج اور اثرات کو مدِ نظر رکھنا جو رائے کے اظہار سے رفتہ رفتہ پیدا ہو سکتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ مفادات اور خرابیوں کے درمیان توازن اور ایک کا دوسرے پر غالب آنے کے قاعدہ کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

ز. ظاہر کی گئی رائے قابلِ اعتماد ذرائع پر مبنی ہونی چاہیے، اور اسے افواہیں پھیلانے سے محفوظ ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تعمیل کرتے ہوئے: "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچاؤ اور پھر اپنے کیئے پر پچھتاؤ" [الحجرات:٦]

ح. اس آزادیِ اظہارِ رائے میں مذہب یا اس کے رسومات (عبادات)، احکامات اور مقدّسات پر کوئی حملہ نہ ہو۔

ط. آزادیِ اظہارِ رائے امّت کے عمومی نظام میں کوئی خلل نہ ڈالے (امن عام کو متاثر نہ کرے) اور مسلمانوں کے درمیان تفریق کا باعث نہ ہو۔

سفارش

آزادیِ اظہارِ رائے کے تحفظ کے لیے قانون سازی کر کے احکامات جاری کیے جائیں اور عادلانہ فیصلے کے ذریعے ایسے مناسب ضمانتوں کا تحفظ کیا جائے جو کہ شریعت کے زیرِ انتظام ہوں اور اس میں ذمہ داری کی رعایت اور احترام ہو اور اس سے اس کی حفاظت ہو سکے۔ اسلام کے اصولوں اور مقدّسات کو مجروح کرنے اور مسلمانوں کے درمیان فتنہ ڈالنے کے لیے آزادیِ اظہارِ رائے کو بطورِ ذریعہ استعمال کرنے سے روکنے کے لیے تمام دستیاب ذرائع کو یکجا کر کے کام میں لایا جائے۔

عالمی معاہدات یعنی ان پابندیوں کو بروئے کار لانا جو مذاہب اور ان کی علامتوں کو مجروح کرنے سے روکتی ہیں، ساتھ اس بات کو مستبعد سمجھتے ہوئے کہ عالمی برادری اسلامی وغیر اسلامی معاملات کے ساتھ یکساں رویّہ رکھے۔

اسلامی ممالک ایک عالمی قانون جاری کریں جو دینی رسوم اور مقدّسات کا عمومی تحفظ کرے، تاکہ فن (عملی تطبیق) اور آزادیِ اظہارِ رائے کے پردے میں ان (مقدّسات) پر حملہ نہ کیا جائے، ان کا مذاق نہ اڑایا جائے اور ان کو مسخ نہ کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر:۱۷۷(۱۹/۳)

اسلامی بینکوں کے کام کو کنٹرول کرنے میں شرعی نگرانی کے کردار سے متعلق اس کی اہمیت، حالات اور عملی طریقہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا اجلاس یکم تا ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کی تاریخوں میں شارجہ متحدہ عرب امارات میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں "اسلامی بینکوں کے کام کو کنٹرول کرنے میں شرعی نگرانی کے کردار، اس کی اہمیت، حالات اور عمل کا طریقہ "کے خاص موضوع سے متعلق کونسل میں پیش ہونے والے علمی تحقیقات پر اطلاع یابی اور کونسل میں ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً شرعی نگرانی کا مطلب ہے مالیاتی اداروں کی سرگرمیوں سے متعلق قانونی فتوے اور احکامات جاری کرنا، ان کے نفاذ پر عمل کرنا، اور ان کی درست تطبیق کو یقینی بنانا۔

ثانیاً شرعی نگرانی تین اہم اجزاء پر مشتمل ہے:

(۱) شرعی نگران بورڈ

یہ فقہ اسلامی اور خاص طور پر فقہ المعاملات میں اختصاص (مہارت) رکھنے والے علماء کا ایک گروہ ہے، جن کی تعداد تین سے کم نہیں ہوتا، جن میں علمی صلاحیت اور حقیقی عملی سمجھ بوجھ ہوتا ہے، جو جائزہ لے کر اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ اس مالی ادارے کے تمام معاملات شرعی اصولوں اور احکام کے موافق ہیں اور اس کے متعلق عوامی طور پر فتاویٰ اور قرارداد جاری کرتے ہیں اور ان کی قراردادیں لازم سمجھی جاتی ہیں۔

۱/۱. شرعی نگران بورڈ خود مختار ہونا چاہیے اور اس کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل باتوں کو مدِ نظر رکھنا چاہیے:

(أ) شرعی بورڈز کے ارکان کی تقرری اور سبکدوشی اور ان کی تنخواہیں مالی ادارے کی جنرل اسمبلی کی طرف سے ہوں اور اس کی منظوری و توثیق مرکزی شرعیہ بورڈ یا اس کے قائم مقام کی طرف سے ہو۔

(ب) اس بورڈ کا رکن اس مالی ادارے میں عملی منتظم (ایگزیکٹیو ڈائریکٹر) یا ملازم نہ ہو یا اس کے لیے ایسی کوئی ذمہ داری انجام نہ دیتا ہو جو اس بورڈ میں اس کے کام کے برعکس ہو۔

(ج) وہ متعلقہ بینک یا مالی ادارے میں شیئر ہولڈر نہ ہو۔

۱/۲. شرعیہ بورڈز میں اجتہاد اور فتویٰ کے ضابطے

مجمع الفقہ الاسلامی کے قراردادوں پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ، دیگر کونسلوں اور اجتماعی اجتہاد کے اداروں کے فیصلوں کی رعایت رکھی جائے، مگر یہ کہ وہ مجمع الفقہ الاسلامی سے جاری شدہ فیصلوں سے متعارض نہ ہوں۔

(ج) شرعی حکم بیان کرتے وقت شریعت کے مقاصد اور کام کے نتائج کو مدِ نظر رکھا جائے۔

(د) بین الاقوامی فقہ اسلامی اکیڈمی کی کونسل سے فتویٰ کے ضوابط کے متعلق جاری شدہ قرارداد نمبر ۱۵۳(۲/۱۷) کو مدِ نظر رکھا جائے۔

(۲) داخلی نگران شرعیہ بورڈ

یہ وہ ادارہ ہے جو کہ ان تمام طے شدہ قوانین کو عملی شکل دیتا ہے جو شرعیہ بورڈ کے قراردادوں کی تطبیقِ صحیح کا ضامن ہیں، ان تمام معاملات میں جن کو بینک / مالی ادارہ نافذ کرتا ہے، اور یہ درجِ ذیل عناصر پر مشتمل ہے:

(أ) شریعہ سپروائزری (نگران) بورڈ کے فتووں کے مطابق اعمال کے نفاذ کو یقینی بنانے کے شواہد اور طریقہ کار کا جائزہ۔

(ب) ادارے کے ملازمین کو اس قابل بنانا کہ وہ شرعی اور پیشہ ورانہ نقطہ نظر سے اپنے کام کو صحیح طریقے سے انجام دے سکیں۔

(ج) ایک کمیٹی بنائیں جو اندرونی شرعی آڈٹ کرے جو کہ علمی اور عملی قابلیت سے فائدہ اٹھائے اور آزاد ہو اور یہ ادارے کے تنظیمی ڈھانچے کے اندر ایک اعلیٰ اتھارٹی کو رپورٹ کرے، جیسے آڈٹ کمیٹی یا بورڈ آف ڈائریکٹرز، اور اس کا تقرر اور معزولی شرعیہ بورڈ کے نظام اور ترتیب سے جُڑا ہو۔

(۳) مرکزی نگران شرعیہ بورڈ

یہ ملک میں نگران حکام کی سطح پر ایک شرعی کنٹرول کا ادارہ ہے، اور یہ دو اہم کام انجام دیتی ہے:

اپنے نگران اتھارٹی کے کاموں کو دیکھنا جو کہ اس کے تابع ہے۔

(ب) مالی اداروں میں شرعیہ سپروائزری بورڈ کے اثر انداز ہونے کو یقینی بنانا اور یہ شرعیہ بورڈ اور داخلی شرعیہ نگران بورڈ کے آپریشنز کے آڈٹ سے ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے قوانین اور معیارات مقرر کیے جائیں جو کہ شرعیہ نگران بورڈ کے آپریشنز کو اس طرح سے ترتیب دے کہ جس میں ارکان کا تقرر و تنزل، ان کی اہلیت، ان کی تعداد اور وہ مالی ادارہ جس کے بورڈ کے وہ ارکان ہیں اس کی تاثیر کو بیان کرے۔

سفارش

(أ)   نگران حکام شرعیہ سپروائزری بورڈ کے تمام اعمال کی تنظیم کے لیے ہر ملک میں احکام جاری کرے اور قانون سازی کرے اور اسے ایک آزاد ادارے میں تبدیل کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

(ب)   اسلامی ریٹنگ ایجنسیاں ان پروڈکٹس کی ریٹنگ نہ کریں جس سے کونسل نے منع کیا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۷۸(۱۹/۴)

اسلامی صکوک (بانڈز)، ان کی تطبیقاتِ معاصرہ اور تجارت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں اسلامی صکوک، ان کی معاصر تطبیقات اوران کے تبادلہ (سرکولیشن)" کے خاص موضوع سے متعلق کونسل میں پیش کردہ علمی تحقیقات پر اطلاع یابی اور کونسل میں ہونے والے مناقشہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً توریق (دستاویزات جاری کرنا) اور صکوک جاری کرنے کا مقصد

روایتی توریق: اس طرح ہوتی ہے کہ قرضوں کو ان مالی دستاویزات میں تبدیل کر دیا جاتا ہے جن کی قیمت ایک دوسرے کے برابر ہو، یہ دستاویزات صکوک کے مالکان کے حق میں صکوک جاری کرنے والے کے ذمہ قرض اور سود کی نمائندگی کرتے ہیں، شرعاً ان بانڈز کا اجراء اور تبادلہ جائز نہیں ہے۔

تصکیک (توریقِ اسلامی) ان وثائق یا مالی شہادات کا اجراء ہے جن کی قیمت ایک دوسرے کے برابر ہو، اور جو موجود اثاثوں (اشیاء، منافع، حقوق، یا اشیاء، منافع، رقوم اور قرضوں کے مرکب حصے) میں ایک متناسب حصے کی

ملکیت کی نمائندگی کریں، خواہ وہ اثاثے اس وقت موجود ہوں یا ممبر شپ کی فیس کے ذریعے وجود میں آئیں، یہ ایک جائز شرعی عقد کے مطابق جاری کئے جاتے ہیں اور ان صکوک پر اسی عقد کے شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔

ثانیاً صکوک کی خصوصیات

۱. ہر سرٹیفیکیٹ ملکِ حقیقی میں ایک متناسب حصہ کی نمائندگی کرتا ہے۔

۲. سرٹیفکیٹ ایک عقدِ شرعی کی بنیاد پر جاری کیا جاتا ہے اور اسی کے احکام اس پر لاگو ہوتے ہیں۔

۳. منتظم (مضارب، وکیل یا شریک منیجر) کی ضمانت کی عدم موجودگی۔

۴. تمام صکوک متعینہ فیصدی حصہ کے اعتبار سے نفع کے استحقاق میں مشترک ہوتے ہیں، البتہ نقصان اس حصے کے بقدر برداشت کیا جائے گا جس کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں، اور مالک کا حاصل شدہ قیمت سے پہلے متعین فی صد یا مقررہ رقم لینا منع ہے۔

۵. سرمایہ کاری کا مکمل خطرہ صکوک (کے مالکان) اٹھاتے ہیں۔

۶. ان تمام بوجھ اور ذمہ داریوں کو برداشت کیا جائے جو کہ صکوک میں موجود اثاثوں کی ملکیت سے پیدا ہوں، چاہے یہ بوجھ سرمایہ کاری کے اخراجات ہوں یا قیمت میں کمی یا حفاظت کے اخراجات ہوں یا انشورنس کے پریمیمز ہوں۔

ثالثاً صکوک کے احکام

۱. صکوک کے منتظم کے لئے صکوک ہولڈرز کو قرض دینے یا حقیقی منافع کے متوقع منافع سے کم ہونے کی صورت میں تبرع (وچندہ کچھ دینے) کا التزام کرنا جائز نہیں، البتہ اس کے لئے یہ جائز ہے کہ سرمایہ کاری کا نتیجہ ظاہر ہونے کے بعد حقیقی منافع اور متوقع منافع کے فرق کا عطیہ کر دے یا اسے قرض دے دے، اور جو چیز معروف ہو جائے اسے بھی التزام کرنا سمجھا جائے گا۔

۲. صکوک کا منتظم امین ہے جو صکوک کی قیمت کا ضامن نہیں ہوتا، البتہ تعدّی، غفلت و کوتاہی یا مضاربت، مشارکہ اور وکالۃ الاستثمار کی شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں وہ ضامن ہوگا۔

۳۔ صکوک کو اس کی فیس ویلیو (لکھی گئی قیمت) پر ختم کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کا ختم کرنا اسکی مارکیٹ ویلیو پر ہو گا، یا اس قیمت پر ہو گا جس پر ختم کرنے کے وقت اتفاق ہو جائے۔

۴۔ صکوک میں تجارت کے قابل ہونے کے اعتبار سے ان تمام ضوابط کی پابندی ضروری ہے جو اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کے قرارداد نمبر (۳۰/۵/۴) میں بیان کئے گئے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

أ. جب تک صکوک کے اجزاء نقود کی شکل میں ہوں، ان پر بیع صرف کے احکام جاری ہوں گے۔

ب. جب صکوک کے اجزاء موجودات (اعیان / سامان) میں بدل جائیں تو یہ دین بن جائیں گے جیسا کہ بیع مرابحہ میں ہوتا ہے تو (اس صورت میں) صکوک کی تجارت پر دین کے احکام جاری ہوں گے اور یہ فروختگی ممنوع ہو گی الا یہ کہ ان کا تبادلہ حوالہ کے طور پر مثل کے عوض کیا جائے۔

ج. اگر قرض کے مال میں نقود، دیون، اثاثے اور منافع سب ہوں تو ایسے قرض کے صکوک کی تجارت باہمی رضامندی سے طے کردہ قیمت پر جائز ہو گی، بشرطیکہ اس صورت میں غالب اعیان (اثاثے) اور منافع ہوں، لیکن اگر غالب نقود اور دیون ہوں تو اس میں ان تمام احکامِ شرعیہ کی رعایت ضروری ہے جو ایک فہرست کی شکل میں کونسل کے اگلے دورہ میں پیش کئے جائیں گے۔ اور تمام معاملات میں صکوک جاری کرنے والے ادارہ کے ریکارڈ میں یہ تجارت باقاعدہ رجسٹرڈ ہونی چاہیے۔

رابعاً جواز کے (درج بالا) قول کو دیون کے صکوک بنانے اور ان کی تجارت کا ذریعہ اور حیلہ نہ بنایا جائے، مثال کے طور پر یہ نہ کیا جائے کہ فنڈز کے افعال کو ان دیون کی تجارت کی طرف منتقل کر دیا جائے جو اجناس سے پیدا ہوئے ہیں، اور فنڈ میں موجود اجناس میں سے کسی چیز کو تجارت کے لیے حیلہ بنا دیا جائے۔

خامساً صکوک کی معاصر تطبیقات

جیسا کہ یہ بات مسلم ہے کہ اسلامی شریعت نئی ایجادات کے احاطہ کی صلاحیت رکھتی ہے، اور انہی میں سے ہر نئی ایجاد کا حل پیش کرنا اور ہر ترقی پذیر شئ کا حکم معلوم کرنا اور اس حقیقت کی بنیاد پر کہ اسلامی صکوک شرعی سرمایہ کاری کے ذرائع میں ایک نئی ایجاد سمجھی جاتی ہے جو بڑی معاشی طاقتوں (صلاحیتوں) کا مکمل احاطہ کرتا ہے، صکوک

کے استعمال کے متعدد شعبے بن گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا مؤثر مانیٹری پالیسی کے آلے کے طور پر استعمال ، یا اسلامی بینکوں کی سرمایہ کاری کی جگہوں میں یا ان کی زائد لیکویڈیٹی میں، وقف املاک کی تعمیر میں ، سرکاری منصوبوں کی سرمایہ کاری میں اور ان صکوک کی عارضی نجکاری میں استعمال کو ممکن بنانا، بشرطیکہ ان تمام صکوک کی آمدنی نفع بخش اثاثوں سے پیدا ہو۔

سفارش

۱. اسلامی بینکوں کا لوگوں کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے بارے میں تحقیقات کرنے کی ضرورت اور شرعی احکام کا التزام کرنا۔

۲. چونکہ صکوک جاری کرنے کے عمل کے لیے قانونی دائرۂ کار ان بنیادی عناصر میں سے ایک ہے جو صکوک کے عمل کی کامیابی میں ایک حیات بخش کردار ادا کرتا ہے، لہٰذا اس کردار کو وجود میں لانے والے عناصر میں سے یہ ہے کہ تمام ممبر ممالک میں بااختیار قانونی (و شرعی) افسران وارکان قائم کیے جائیں جو کہ مناسب قانونی دائرۂ کار اور مناسب قانونی ماحول میں عملِ تصکیک کے لیے فیصلہ دے سکتے ہوں، اس دوران صکوک کے عمل کے لیے ایسے قانونی دفعات کا اجراء کیا جائے جو صکوک کی سرگرمیوں کی مختلف جوانب سے نگرانی رکھیں اور معاشی طور پر (سودی دستاویزات کے ساتھ) ہم پلہ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت کے احکام کے موافق بھی ہوں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر: ۱۷۹(۱۹/۵)

تورّق کی حقیقت، اس کی اقسام (یعنی وہ تورق جو فقہاء کے یہاں معروف ہے اور وہ تورقِ منظم جو بینکاری میں رائج ہے)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں "تورّق کی حقیقت اوراس کی اقسام (معروف فقہی اور منظم مصرفی)" کے موضوع سے متعلق کونسل میں پیش کردہ علمی تحقیقات پر اطلاع یابی اور کونسل میں ہونے والے مناقشہ کو سننے اوراس سلسلے میں عالم اسلامی کی فقہ اکیڈمی کونسل جو کہ منظمۃ التعاون الاسلامی مکہ مکرمہ کے تابع ہے کے فیصلوں کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً تورّق کے انواع اور احکام

۱. **تورق فقہاء کی اصطلاح میں:** کوئی شخص (مستورق) کسی چیز کو ادھار رقم کے عوض خریدے تاکہ وہ اکثر اوقات اس خریدی گئی چیز کو نقد میں کم ثمن پر بیچنے والے شخص کے علاوہ کسی اور کو بیچے، جس سے اس کا مقصد نقد رقم حاصل کرنا ہو۔ یہ تورق شرعاً جائز ہے بشرطیکہ یہ عقد، عقدِ بیع کی مقرر کردہ تمام شرائط کو جامع ہو۔

۲. **تورقِ منظم معاصر اصطلاح میں:** مستورق کا ملکی یا بین الاقوامی یا ان کے مشابہ منڈیوں سے کوئی چیز ثمنِ مؤجّل کے عوض خریدنا، جس کی صورت یہ ہو کہ فروخت کنندہ (یعنی تمویل فراہم کرنے والا) اس فروختگی کی ترتیب کی ذمہ داری اٹھائے یا تو خود یا کسی اور کو وکیل بنا کر۔ یا یہ صورت ہو کہ مستورق اور فروخت کنندہ کی اس بات پر موافقت ہو جائے۔ اور یہ معاملہ اکثر نقد میں کم قیمت پر ہوتا ہے۔

(۳) تورّق عکسی

یہ منظّم تورّق کی وہ صورت ہے جس میں مستورق مالیاتی ادارہ ہوتا ہے، جبکہ گاہک تمویل فراہم کرنے والا ہوتا ہے۔

ثانیاً تورّق کی یہ دونوں قسمیں (منظم اور عکسی) جائز نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سرمایہ دار اور مستورق کا صراحۃً یا ضمناً یا عرفاً ذمّہ میں واجب الاداء رقم سے زیادہ موجود نقد حاصل کرنے کے حیلہ پر رضامندی اور موافقت ہوتی ہے جو کہ ربا (سود) ہے۔

سفارش

أ. اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کو اس بات کی تاکید ہے کہ وہ اپنی تمام سرگرمیوں میں جائز سرمایہ کاری اور جائز منافع حاصل کرنے کے طریقوں کو استعمال کریں اور شرعی ضابطوں کی پابندی کرتے ہوئے حرام اور مشکوک فارمولوں سے بچیں جو شریعت مطہرہ کے مقاصد کو ثابت کرے اور اسلامی معیشت کی فضیلت کو موجودہ دنیا کے لیے اجاگر کرے جو کہ معاشی اتار چڑھاؤ اور یکے بعد دیگرے تلخ معاشی حوادث سے دوچار ہے۔

ب. وہ محتاج لوگوں کو اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے تورق کو پناہ گاہ بنانے سے دور رکھنے کے لئے قرضِ حسنہ کی حوصلہ افزائی کرنا اور اسلامی مالیاتی اداروں کا قرضِ حسنہ کے فنڈ قائم کرنا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸۰(۱۹/۶)

خاندانی تشدّد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں خاندانی تشدّد کے مسئلے پر کونسل میں جمع کردہ تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور اس میں ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے اور اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ دین سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ خاندانی ضوابط کو پیار اور محبت کی عظیم بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے، اور ایسے احکام وضع کئے گئے ہیں جو استحکام اور اطمینان کا باعث ہیں اور یہ کہ اس طرزِ زندگی سے نظریں پھیرنا خاندانی ماحول میں تشدّد پھیلانے کا باعث بنتا ہے، درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً خاندانی تشدّد کا مفہوم

تشدّد سے مراد وہ ظالمانہ اور متشدّدانہ افعال یا اقوال ہیں جو خاندان کے کسی ایک فرد سے دوسرے کے خلاف صادر ہوتے ہیں جس سے جسمانی یا اخلاقی تکلیف پہنچے اور یہ ایک حرام رویہ ہے کیونکہ یہ روح اور ذہن کو محفوظ رکھنے کے شریعت کے مقاصد سے متصادم ہے اور اس ربّانی اصول کے خلاف ہے جو نیکی اور احسان کے ساتھ رہنے کی بنیاد پر قائم ہے۔

ثانیاً اسلامی نقطۂ نظر میں یہ (درج ذیل صورتیں) تشدّد اور امتیاز میں نہیں آتیں:

اَ. ازدواجی معاشرے کو جوڑنے والے شرعی احکام کی پابندی کرنا اور غیر شرعی جوڑ کی صورتوں سے رک جانا۔

ب. غیر شادی شدہ جوڑوں کو مانعِ حمل ادویات فراہم نہ کرنا / غیر شادی شدہ جوڑوں تک مانعِ حمل ادویات کی رسائی کا فقدان۔

ج. شرعاً مقرر کردہ استثنائی طبّی صورتوں کے علاوہ اسقاطِ حمل کی روک تھام کرنا۔

د. ہم جنس پرستی کو جرم قرار دینا۔

ہ. شوہر کا بیوی کو اپنی اجازت اور شرعی ضوابط کے بغیر تنہا سفر سے روکنا۔

و. میاں بیوی کا غیر موجودگی اور رغبت نہ ہونے کی صورت میں بھی عفّت اور پاک دامنی کے حقوقِ شرعیہ کو برقرار رکھنا

ز. عورت کا ماں ہونے اور شادی والے گھر کی دیکھ بھال میں اپنا کردار ادا کرنا اور مرد کا معاشی ضروریات کی ذمّہ داری اٹھانا۔

ح. ولی کا شادی کے معاملہ میں باکرہ لڑکی پر ولایت کا ہونا۔

ط. میراث اور وصیت کے جو حصے شریعت نے مقرر کئے ہیں ان کی پاسداری۔

ي. شریعت کے مقررہ ضوابط کے تحت طلاق دینا۔

ک. انصاف کی بنیاد پر متعدد شادیاں کرنا۔

ثالثاً ازدواجی اختلافات کو حل کرنے میں اسلام کا طریقہ کار

ازدواجی جھگڑوں اور خصوصاً بیوی کی نافرمانی اور شوہر کی اطاعت کو چھوڑ دینے سے متعلق ہوں ان سے نمٹنے کے وقت درج ذیل شرعی ضوابط کی رعایت کی جائے:

۱) گالم گلوچ و تذلیل (توہین) سے بچنا۔

۲) بیوی کے ساتھ کسی معاملہ میں نمٹنے کے وقت معتبر شرعی طریقے کی پابندی کی جائے۔ جس کی ابتداء نصیحت سے ہو، پھر علیحدگی اختیار کی جائے اور سب سے آخری درجہ مارنے کا ہے، جبکہ وہ مار ایسی ہو کہ اس سے نشان نہ پڑے، اور محض مارنے کا اشارہ ہو جائے، حقیقی مارنا نہ ہو۔ مارپیٹ کو اختیار کرنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ جناب نبی کریم ﷺ کا قول ہے: " ولن یضرب خیارکم " (تمہارے اچھے لوگ مارپیٹ نہیں کرتے)، اور جناب نبی کریم ﷺ کے فعل کی اقتداء کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی عورت کو نہیں مارا۔

۳) تنازعہ بڑھنے پر دو ثالثوں سے رجوع کرنا۔

۴) شریعت کے مقررہ قواعد کے موافق طلاق کے نظام کی طرف رجوع کرنااس کے درجات کو پیشِ نظر رکھ کر (رجعی ،بائن بینونتِ کبریٰ کے ساتھ، بائن بینونتِ صغریٰ کے ساتھ اور طلاق دینے کے اوقات کو دیکھنا) اور اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔

رابعاً کونسل زور دیتا ہے مندرجہ ذیل امور پر:

۱) خاندانی سطح پر

أ. ایمانی تربیت، جو کہ معاشی پرورش کا ایک ذریعہ ہے، پر توجہ مرکوز کرنا۔

ب. خاندانی تعمیر سے متعلق شرعی اصولوں پر مضبوطی سے کاربندہونےیعنی باہمی تعاون، محبت، شفقت، راحت وانسیت، نیکی اور احسان اور میاں بیوی کو حُسنِ سلوک کے ساتھ رہنے پر زور دینا۔

ج. اندرونی خاندانی مسائل کو حل کرنے کے لیے باہمی مکالمے (گفتگو) کو اپنانا۔

۲) سرکاری محکموں اور اداروں کی سطح پر

أ. خاندان کو تشدد کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے کورسز اور ورکشاپس منعقد کرنااور یہ کہ (صلح کے لیے) مکالمے کا راستہ اصل ہے۔

ب. تربیتی اداروں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ گھریلو (خاندانی) تشدّد کے مسائل کو مختلف طریقوں اور صورتوں سے حل کرنے کے طریقے پڑھائیں۔

ج. متعلقہ وزارتوں اور محکموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا تاکہ ایک متفقہ پالیسی اپنالیں اور خاندان سے متعلق مغربی رجحانات کے مقابلہ میں قوم کے مستحکم اصولوں کی حفاظت میں باہم متضاد نہ ہوں۔

د. ذرائعِ ابلاغ (میڈیا) کو ایک کامیاب معاشرے کو پروان چڑھانے کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی ہدایت کرنا۔

۳) اسلامی ممالک کی سطح پر

اَ. عورتوں اور بچوں کے ساتھ مخصوص عالمی معاہدات کے انعقاد سے قبل ان معاہدات کو اور تمام قانونی احکامات کو اہلِ اختصاص علماءاور قانونی ماہرین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ انہیں شرعی پیمانے پر پرکھا جائے اور جو معاہدات شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور مقاصد سے متصادم ہوں ان کو مسترد کیا جائے، اوراسلامی حکومتوں کو دعوت دینا کہ وہ ان دستخط و تصدیق شدہ معاہدوں پر نظر ثانی کریں تاکہ وہ اِن معاہدات کی اُن شقوں پر مطلع ہوں جو شریعت کے احکامات سے متعارض ہیں اور پھر ان شقوں کو مسترد کیا جائے، البتہ اس کے ضمن میں وہ معاہدہ جن مثبت شقوں کو شامل ہو اور وہ شریعت کے موافق ہوں ان میں کوئی خلل نہ ڈالا جائے۔

ب. بین الاقوامی معاہدات اور چارٹروں میں جو دفعات اسلامی قانون سے متصادم ہو،اوروہ قوانین جو معاشرے میں مرد اور عورت کے کردار کے مابین فطری اختلافات کے خاتمے کا تقاضا کرتے ہوں، اور وہ قوانین جو وراثت کی تمام صورتوں میں مرد عورت کے درمیان مکمل مساوات کا مطالبہ کرتے ہوں اور شریعت کے طلاق کے نظام کو غلط استعمال کرتے ہوں اور خاندان میں مردوں کی سرپرستی اور اسلامی قانون میں قائم دیگر چیزوں کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہوں ان سب کو مسترد کرنا۔

ج. معاہدات کی ان تمام شقوں کو مسترد کرنا جو شرعی اور فطری قوانین کی مخالفت کی اجازت دیتے ہوں، جیسے ہم جنس کی شادی کو جائز قرار دینا، شرعی نکاح سے ہٹ کر جنسی تعلقات قائم کرنا، اس

طریقے سے اختلاط کرنا جو شرعاً ممنوع ہیں اور اس کے علاوہ وہ تمام شقیں (مسترد کرنے کے قابل ہیں) جو شرعی احکام سے ٹکراتی ہوں۔

د. قانون نافذ کرنے والے اداروں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ایسے قوانین جاری کریں جو خاندان کے افراد کے درمیان تشدّد کی تمام صورتوں کو جرم قرار دیں کیونکہ شریعت نے انہیں حرام کیا ہے۔

ہ. قوانین کی تنفیذ کا اختیار مجاز عدالتوں اور حکام تک محدود کرنا۔

و. اسلامی ثقافت کی خصوصیت اور شرعی احکام کا التزام کرنے اور ان تمام تحفظات کا احترام کرنے پر زور دینا جن کا اظہار اسلامی حکومت اور ان کے نمائندے خاندان سے متعلق عالمی معاہدات اور چارٹروں میں شریعت کے متعارض شقوں پر کرتے ہوں۔

ز. ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایک مدوّنہ (جامع دفتر، رجسٹر) تیار کرے جس میں خاندان کے افراد اور ان کی ذمہ داریوں کو لکھا جائے، جس کے نتیجے میں خاندانی قانون کا مسودہ تیار ہو جو شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین .والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین. وعلی آلہ و صحبہ أجمعین.

قرارداد نمبر:۱۸۱(۷/۱۹)

حصص، صکوک، حقوق معنویہ اور منافع کا وقف

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا۵جمادی الاولیٰ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶تا۳۰اپریل۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں حصص (شیئرز)،صکوک، حقوقِ معنویہ اور منافع کے وقف کے مسئلے پر کونسل میں جمع کردہ تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور اس میں ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً وقف فقہ کے وسیع ابواب میں سے ایک ہے جو کہ اجتہاد پر مبنی ہے، اجتہاد اس عقلی تصرف کو کہتے ہیں جو مقاصد شریعت سے مربوط ہو، جس کا مقصد واقف (وقف کرنے والے) اور موقوف علیہم (جن پر وقف کیا گیا ہے) کے مفادات کو ثابت کرنا ہے۔

ثانیاً شیئرز، صکوک اور حقوقِ معنویہ، منافع اور سرمایہ کاری فنڈ کے یونٹس کا وقف:

۱) شریعت میں وقف سے متعلق جو نصوص وارد ہیں وہ مطلق ہیں جس میں وقفِ مؤقّت اور مؤبّد، وقف مفرز اور مشاع، اعیان، منافع، نقود، زمین اور منقول سب شامل ہیں، اس لیے کہ یہ تبرّع کے وسیع و مطلوب و مرغوب باب سے متعلق ہے۔

۲) کمپنیوں کے ان حصص کا وقف جائز ہے جن کی ملکیت شرعاً جائز ہے، نیز صکوک، حقوق معنویہ منافع اور سرمایہ کاری کے یونٹس کا وقف جائز ہے، کیوں کہ یہ سب شرعاً معتبر اموال ہیں۔

۳) حصص، صکوک، حقوق اور منافع وغیرہ پر بہت سارے احکام مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے اہم احکام درج ذیل ہیں:

أ. وقف کے حصص میں اصل یہ ہے کہ عین کو باقی رکھا جائے اور اس کی آمدنی کو وقف کے مقاصد میں استعمال کیا جائے اور فائنانشل مارکیٹ میں اسے تجارت کا معقود علیہ نہ بنایا جائے، لہٰذا وقف کے نگران کو وقف میں تصرف صرف ترجیحی مصلحت یا واقف کی شرط کی بناء پر کرنے کی اجازت ہے، اور اس صورت میں بھی استبدال کے معروف شرعی احکام کی اتباع لازم ہوگی۔

ب. اگر کمپنی کا تصفیہ کیا جائے یا صکوک کی قیمت ادا کی جائے تو (اس صورت میں) واقف کی شرط یا وقف کے ترجیحی مفاد کی خاطر اس کا استبدال دوسرے اصول سے جائز ہے، جیسے زمینوں، شیئرز یا دوسرے صکوک سے استبدال کرنا۔

ج. جب واقف کی نیت کے مطابق وقف مؤقّت ہو تو اس کا تصفیہ اس کی شرط کے مطابق ہوگا۔

د. اگر وقف رقم کو کاروبار میں لگایا گیا اور اس سے شیئرز یا صکوک وغیرہ خریدے تو وہ شیئرز اور صکوک بعینہٖ نقود کی جگہ وقف نہیں ہوں گے، جب تک کہ واقف اس کی تصریح نہ کرے اور اس صورت میں وقف کی مصلحت اور مزید سرمایہ اور فوائد حاصل کرنے کے لیے ان کی بیع جائز ہے، البتہ اصل مبلغ رقم وقف ہوگی اور اس کو خرچ نہیں کیا جائے گا۔

ہ. منافع، خدمات اور نقود کا وقف جائز ہے، جیسے ہسپتالوں، یونیورسٹیوں، سائنسی ادارے، ٹیلیفون اور بجلی کی خدمات، گھروں، پلوں اور راستوں کی خدمات کا وقف۔

و. منفعت کو ایک مقررہ مدّت تک وقف کرنا مالک کے اپنے مملوک عین پر تصرف کرنے پر اثر انداز نہیں ہوتا، اس لئے کہ اسے ہر قسم کے جائز تصرف کا حق حاصل ہے، بشرطیکہ وقف کے حقِ منفعت کی حفاظت ہو۔

ز. حقوقِ معنویہ کا وقف ان کی مقررہ قانونی مدّت کے پورا ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔

ح. توقیت سے مرادیہ ہے کہ وقف کی ایک مدّت ہو جس کے ختم ہونے سے وقف ختم ہو اور وقف کی تمام قسموں میں واقف کی نیت سے توقیت (وقت مقرر کرنا) جائز ہے۔

ط. جس نے اپنے پاس مشتبہ اور ایسے حرام مال جمع کیے ہوں جن کے مالک معلوم نہ ہوں تو اپنے ذمہ کو بری کرنے کے لیے اور اس کے خبث سے چھٹکارا پانے کے لیے اسے ثواب کی نیت کیے بغیر عام نیکی کے کاموں میں وقف کر سکتا ہے، جیسے مسجدوں کی تعمیر میں یا مصحف (قرآن کریم) کی طباعت میں۔ اور یہ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہو کہ سودی بینک اور روایتی انشورنس کمپنیوں کے شئیرز کا مالک بننا حرام ہے۔

ي. جس کے پاس مالِ حرام ہو اور اس سے کوئی آمدنی آتی ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے راس المال کو بعینہٖ وقف کرے اور اس کی آمدنی اسے ملے گی اور اس آمدنی کا حکم نیکی کے کام میں وقف شدہ مال کی آمدنی کا ہو گا، اس لئے کہ اگر اس حرام کمائی کو اصل مالک کو لوٹانا ممکن نہ ہو تو اس آمدنی اور اس قسم کے مال کا مصرف فقراء اور مساکین اور رفاہ عامہ کے امور ہیں، اور وقف کے متولّی پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد ان اموال کو ایسے اموال سے تبدیل کریں جو شرعاً حلال ہوں اگرچہ یہ واقف کی شرط کے مخالف ہو، کیوں کہ واقف کی شرط جب نصِ شرعی کی مخالف ہو تو وہ معتبر نہیں۔

سفارش

۱) اسلامی ممالک میں حکومتوں اور قانون سازوں سے مطالبہ کرنا کہ وہ مجمع الفقہ الاسلامی کے فیصلوں کے مطابق وقف کے نظام اور قانون میں ترمیم کریں۔

۲) وزارتِ تعلیم اور یونیورسٹیوں سے مطالبہ ہے کہ وہ ایسے مخصوص تعلیمی تدریسی مجالس اور کلاسز کا انعقاد کریں جو وقف کو باقاعدہ موضوع بنا کر اس کی تدریس و تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔

۳) کونسل آنے والی مجالس میں وقف کے ادارہ، اس کی بنیادیں، اس کے نظم وضبط و قوانین، انتظامیہ کے انتخاب اور استقرار کے معیارات کے حوالے سے بحث کرے اور اس مسئلے کو اوقاف اور ان کی سرمایہ کاری کی کامیابی اور تجدید نو کی بنیاد کے طور پر خصوصی توجہ دی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر:۱۸۲(۱۹/۸)

اوقاف اور عوامی سہولیات کی تعمیر کے لئے عقود البناء والتشغیل والاعادہ یعنی تعمیر، چلانا اور پھر واپس کرنا(B.O.T)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں اوقاف اور عوامی سہولیات کے بنانے میں عقود البناء والتشغیل والاعادہ یعنی تعمیر، چلانا اور پھر واپس کرنا (B.O.T) کے موضوع پر کونسل میں جمع کردہ تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

(۱) عقد البناء، والتشغیل والاعادۃ (B.O.T) سے مراد یہ ہے کہ مالک یا اس کا نمائندہ تمویل فراہم کرنے والی کمپنی کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ تمویل فراہم کرنے والا ایک سہولت (فیسیلیٹی) کو قائم کرے گا، اور اس کا انتظام سنبھالے گا، اور ایک معینہ مدت تک حاصل شدہ نفع یا تو کلی طور پر یا حسبِ معاہدہ وصول کرے گا، جس سے اس کا قصد یہ ہوگا کہ وہ اپنا لگایا گیا سرمایہ ایک معقول آمدنی کے ساتھ واپس حاصل کر لے، اور آخر میں اس سہولت (فیسیلیٹی) کو مالک کے حوالے کر دے گا۔

(۲) عقد البناء والتشغیل والإعادۃ ایک نیا عقد ہے، اس لئے اگرچہ یہ فقہ میں معروف عقود اور سرمایہ کاری کے مختلف ذرائع کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، مگر ان میں سے کسی ایک کے بھی بالکل مطابق نہیں ہے۔

(۳) عوامی سہولیات اور اوقاف کی تعمیر میں عقد البناء والتشغیل والإعادۃ کرنا جائز ہے۔

سفارش

عقود البناء والتشغیل والإعادۃ (B.O.T یعنی تعمیر کرنا، پھر اس کو کام میں لانا اور پھر واپس کرنا) کے مختلف احکام کو یکجا کر کے اور نصوص پر پرکھ کر اس کی تمام صورتوں سے متعلق ایک فقہی تحقیق مرتّب کی جائے تاکہ ان کا تصفیہ کرنے اور حکم لگانے کے وقت ان عبارات کی طرف رجوع کیا جاسکے اور اس پر احکام کی بنیاد پر رکھی جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸۳(۱۹/۹)

ذیابیطس (شوگر) کا مرض اور روزہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں اسلامک آرگنائزیشن فار میڈیکل سائنسز اور فقہ اسلامی اکیڈمی کی کونسل کے درمیان باہمی تعاون کی دستاویزات کی بنیاد پر اور دونوں فریقوں کے مابین طے پانے والے معاہدے کی بنیاد پر، اور کونسل کی طرف سے تنظیم کو ایک تحقیقی مطالعہ (ذیابیطس اور رمضان کے روزے) تفویض کیے جانے کے بعد اور ۲ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق ۳ نومبر ۲۰۰۷ء اور ۱۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو تنظیم کے زیر اہتمام دو سیمیناروں (سمپوزیم) کے نتائج (واعداد و شمار) کی بنیاد پر اور ذیابیطس اور روزے کے موضوع پر کونسل میں جمع کردہ تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور اس میں ہونے والے مناقشے اور کونسل میں روزے کے شوگر کے مریضوں پر ہونے والے اثر کے فقہی اور طبی پہلوؤں کو پیش کرنے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً ذیابیطس کی مختصر تعریف

یہ بلڈ شوگر لیول (خون میں مٹھاس کی نسبت) میں بوجہ مرض کے خلل پیدا ہونے کو کہتے ہیں، خاص طور پر: شوگر کا تناسب معتدل فطری تناسب سے زیادہ ہو جانا، ذیابیطس انسولین کے ہارمون، جسے لبلبے کے خاص خلیے (بی سیلز)

الگ کرتے ہیں، کے ختم ہو جانے کے نتیجے میں یا اس کی مقدار کی کمی سے یا بعض صورتوں میں جسم کے خلیوں کی کارکردگی میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

ثانیاً ذیابیطس کی اقسام

جن بیماریوں کو ذیابیطس کہا جاتا ہے، ان کی کئی اقسام ہیں، جو اسباب اور علاج کے طریقوں میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں، اور ذیابیطس میں مہارت رکھنے والے بین الاقوامی طبی ادارے نے اس مرض کے جن ناموں اور مراتب پر اتفاق کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱) ذیابیطس کی پہلی قسم (Diabetes Mellitus type I) جس میں انسولین کا سہارا لیا جاتا ہے، اور ہر روز متعدد خوراکیں لینی ہوتی ہیں۔

۲) ذیابیطس کی دوسری قسم (Diabetes Type II) جس میں انسولین پر انحصار نہیں کیا جاتا۔

۳) حمل کا شوگر (Gestational Diabetes)

۴) اس کے علاوہ دیگر اقسام:

أ. لبلبے کی بعض بیماریوں سے پیدا ہونے والا ذیابیطس

ب. ہارمونز میں عدم توازن اور خرابیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والا شوگر اور خاص طور پر غدود نخامیہ (انڈوکرائن) اور غدود کظریہ (ایڈرینل غدود) اور لبلبے کے خلیوں میں عدمِ توازن کے نتیجے میں۔

ج. کچھ ادویات کی وجہ سے پیدا ہو جانے والا ذیابیطس۔

ثالثاً شوگر کے مریضوں کی طبی درجہ بندی

طبی لحاظ سے شوگر کے مریضوں کی درجہ بندی چار جماعتوں میں درج ذیل طریقے سے کی گئی ہے۔

پہلی قسم

طبی طور پر تصدیق شدہ سنگین پیچیدہ صورتوں کے بہت زیادہ امکانات والے مریض، اور ان کی بیماری کی حالتیں مندرجہ ذیل میں سے ایک یا زیادہ خصوصیات رکھتی ہیں:

- رمضان سے پہلے کے تین مہینوں میں شوگر کا بہت کم ہو جانا۔
- وہ مریض جن کو اکثر کم اور ہائی بلڈ شوگر ہوتا ہے۔
- وہ مریض جو (ہائپو گلیسیمیا (شوگر) کے احساس میں کمی) ایسی حالت کا شکار ہوتے ہیں جو ذیابیطس کے کچھ مریضوں کو متاثر کرتی ہے، خاص طور پر پہلی قسم کے ان افراد کو جنہیں طویل عرصے تک شدید ہائپو گلیسیمیا کا بار بار ابتلاء ہوتا رہا ہو۔
- وہ مریض جنہیں طویل عرصے تک ذیابیطس پر قابو پانے میں دشواری کا سامنا ہے۔
- رمضان سے پہلے کے تین مہینوں کے دوران کیٹوجینک ایسیڈوسس ذیابیطس یا کوما ذیابیطس کا ہونا۔
- ذیابیطس کی پہلی قسم۔
- ذیابیطس سے وابستہ دیگر شدید بیماریاں۔
- ذیابیطس کے وہ مریض جو سخت جسمانی کام کرتے ہیں۔
- ذیابیطس کے وہ مریض جو ڈائلیسس سے گزر رہے ہیں۔
- حمل کے دوران ذیابیطس میں مبتلا ہونے والی خواتین۔

دوسری قسم

ذیل میں ان مریضوں کی تفصیل درج کی جاتی ہے جن کے بارے میں اس بات کا امکان زیادہ ہے کہ وہ روزے کے نتیجے میں امراض کی پیچیدگیوں میں مبتلا ہوں گے، اور جن کا امراض کا شکار ہونے کا اطباء کو غالب گمان ہے، اور ان کے طبی حالات مندرجہ ذیل میں سے ایک یا اس سے زیادہ شکل اختیار کرتے ہیں:

- وہ مریض جو بلڈ شوگر کی زیادتی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوں مثلاً نسبت (۱۸۰-۳۰۰ ملی گرام) (۱۰ ملی میٹر-۱۶.۵ ملی میٹر) ہو اور جمع شدہ (نشہ آور) ہیموگلوبین کی نسبت ۱۰٪ سے تجاوز کر جائے۔

- وہ افراد جن کے گردے ناکام ہو چکے ہوں۔
- وہ افراد جنہیں بڑی شریانوں کی بیماری ہو (جیسے دل اور شریانوں کی بیماری)۔
- وہ افراد جو اکیلے رہتے ہیں اور لبلبے میں انسولین کے انجیکشن یا شوگر کم کرنے والے دوسرے ایسے آلات سے علاج کرتے ہیں جو ایسے خلیوں کو بڑھاتے ہیں جس سے لبلبے میں انسولین پیدا ہو۔
- جو دیگر بیماریوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اضافی خطرات کا شکار ہو سکتے ہیں۔
- بوڑھے لوگ جو دیگر بیماریوں میں مبتلا ہیں۔
- وہ مریض جو ایسے ادویات استعمال کر رہے ہیں جن کا عقل پر اثر ہے۔

پہلی اور دوسری قسموں کا حکم

ان دو جماعتوں کے حالات اس بات پر مبنی ہیں کہ ماہر اور قابلِ اعتماد طبیب کی طرف سے اس بات کی یقین دہانی کرائی جائے کہ اس صورتحال میں سنگین نقصان ہونے کا یقین یا غالب گمان ہے۔ لہذا جس مریض پر درج بالا میں سے کوئی حالت پیش آئی ہو اس پر خود سے ضرر کو دور کرنے کی غرض سے لازم ہے کہ وہ افطار کرے، اس کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولا تلقوا بأیدیکم إلی التھلکۃ" تم اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو خود ہلاکت میں نہ ڈالو" [البقرہ:۱۹۵] اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ولا تقتلوا أنفسکم إن اللہ کان بکم رحیما" اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے"۔ نیز معالج ڈاکٹر پر بھی لازم ہے کہ وہ اس قسم کے مریضوں کو روزہ رکھنے کے خطرات سے آگاہ کر دے اور مرض کے مزید بڑھنے کے ان بڑے بڑے امکانات کو واضح کر دے جو غالب گمان کے مطابق عام طور پر صحت یا زندگی کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں، نیز ڈاکٹر پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ مریض کو کسی تکلیف میں ڈالے بغیر ان تمام طبی طریقوں کو اپنائے جن سے مریض روزہ رکھنے کے قابل ہو۔

مرض کی وجہ سے پہلی اور دوسری قسم کے مریضوں کا رمضان میں روزہ نہ رکھنے پر افطار کے تمام احکام لاگو ہوتے ہیں، اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل ہے کہ "فمن کان منکم مریضا أو علی سفر فعدۃ من أیام

أخر وعلى الذين يطيقونہ فدية طعام مسكين "اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر (روزے کا) فدیہ ادا کردیں"۔[البقرہ:۱۸۴]

اور جو شخص روزہ سے ضرر پہنچنے کے اندیشے کے باوجود روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ درست ہو جائے گا مگر وہ گناہ گار ہوگا۔

تیسری قسم

روزے کے نتیجے میں درمیانی قسم کی پیچیدگیاں لاحق ہونے والے مریض اور اس میں ذیابیطس کے مستقل یا عارضی وہ مریض شامل ہیں جو شوگر کو کم کرنے کی ایسی دوائیاں لیتے ہیں جو انسولین پیدا کرنے والے لبلبے کے خلیوں کو متحرک کرے۔

چوتھی قسم

وہ مریض جن کو روزے کے نتیجے میں کم پیچیدگیاں ہوتی ہیں اس میں عارضی یا مستقل شوگر کے وہ مریض شامل ہیں جو محض غذائی احتیاط سے شوگر کو کنٹرول کرلیں، یا ایسی دوائیوں کے استعمال سے شوگر کنٹرول ہو جائے جو لبلبے کے خلیوں میں انسولین کی مقدار کو نہ بڑھائیں، بلکہ جو انسولین موجود ہے اس کی محض تاثیر کو بڑھاتیں ہوں۔

تیسری اور چوتھی قسم کا حکم

ان دونوں قسموں کے مریضوں کے لیے روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ طبی اعداد و شمار کے مطابق روزہ رکھنے سے ایسے مریضوں کے مرض میں کوئی ایسی ضرر رساں پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی جو ان کی صحت یا زندگی کے لئے نقصان دہ ہو، بلکہ ان میں سے اکثر کو روزہ رکھنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

طبیب پر لازم ہے کہ وہ اس حکم پر عمل کرے، اور ہر صورتحال کے لئے اس کے مناسب علاج تجویز کرے۔

سفارش

۱) معالجین سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اس موضوع سے متعلق شرعی احکام کا معتد بہ علم رکھیں، اور اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ متعلقہ حکام ان معلومات کی فراہمی کو یقینی بنائیں، اور اسے متعلقہ افراد میں عام کریں۔

۲) فقہاء اور مبلغین سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ان مریضوں کو رہنمائی فراہم کریں، جو ان سے اپنے علاج سے متعلق شرعی رہنمائی مانگیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے معالجین ڈاکٹرز سے مشورہ لیا جائے جو روزے کے طبّی اور فقہی پہلوؤں سے واقف ہوں اور حالت کے مناسب مشورہ دیتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔

۳) مریضوں کی صحت اور زندگیوں پر ذیابیطس کی پیچیدگیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بڑے حقیقی خطرات کے پیش نظر، مریضوں کو آگاہی دینے کے لیے ہدایت اور تعلیم کے تمام ممکنہ ذرائع بشمول مسجد کے خطبات اور مختلف ذرائع ابلاغ پر عمل کرنا ضروری ہے، کیونکہ بیماری کی بہتر آگہی اور اس سے نمٹنے کے اصول اس کے اثرات کو بہت کم کرتے ہیں، اور شرعی احکام اور طبی مشورے کو قبول کرنے کے عمل کو آسان بناتے ہیں۔

۴) اسلامی تنظیم برائے میڈیکل سائنسز، بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے تعاون سے عربی میں اس موضوع پر ایک ہدایت نامہ جاری کرے اور اطباء اور فقہاء کے درمیان اس کو پھیلانے پر کام کیا جائے اور اس کے علمی (وسائنسی) مواد کو انٹرنیٹ پر ڈالا جائے تاکہ مریض اس سے آگاہ ہو کر اس سے استفادہ کر سکیں۔

۵) اسلامی ممالک میں وزارت صحت سے مطالبہ ہے کہ وہ ذیابیطس کی روک تھام، علاج اور آگاہی اور اس کے شرعی احکامات کے میدان میں قومی پروگراموں کو فعال کریں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين.وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸۴ (۱۰/۱۹)

فوری طبّی کاروائیوں میں اجازت کا حاصل کرنا

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا انیسواں اجلاس یکم تا ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا۔

اس سے قبل کونسل نے ادویات کے احکام سے متعلق جدّہ سعودی عرب میں ۷ تا ۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲م میں اپنے ساتویں اجلاس میں قرارداد نمبر ۶۷ (۵/۷) جاری کی تھی۔ اور اپنے اٹھارہویں دورہ جو ملائیشیا کے شہر پتر جایا میں منعقد ہوئی میں " ایمرجنسی صورتحال (ایمرجنسی میڈیسن) میں ضروری طبی تدابیر اختیار کرنے کے بارے میں " قرارداد نمبر ۱۷۲ (۱۰/۱۸) جاری کی تھی، اور فوری طبی حالات میں تاخیر کو ختم کرنے سے متعلق مکمل بحث کی۔

چنانچہ کونسل نے فوری طبی کاروائیوں میں اجازت کے حاصل کرنے کے موضوع پر کونسل میں جمع کردہ تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور اس میں ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱) **فوری معاملات سے مراد:** وہ طبی حالات ہیں جن میں مرض کی سنگینی کے پیشِ نظر کسی تاخیر کے بغیر علاج یا عملِ جراحی کے طریقہ کار کو اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ مریض کی جان یا اس کے کسی عضو کو تلف ہونے سے بچایا جاسکے۔ مثلاً:

أ. وہ حالات جن میں زندگی بچانے کے لیے سیزیرین ڈیلیوری (عملِ جراحی کے ذریعے ولادت) درکار ہوتی ہے ماں یا جنین یا دونوں کی جان بچانے کے لیے جیسا کہ نال کے جکڑ جانے اور بچے کی پیدائش کے دوران رحم ٹوٹنے کی صورت میں یہ ضرورت پیش آتی ہے۔

ب. وہ حالات جن میں عملِ جراحی کا تقاضا پیش آئے جیسے سوجن والے اپینڈکس کی صورت میں۔

ج. وہ حالات جو فوری علاج کا تقاضا کرتے ہیں جیسے ڈائیلاسز اور خون کی منتقلی۔

۲) اگر مریض مکمل طور پر بیدار ہے اور اس میں اس بات کی صلاحیت ہے کہ وہ سمجھ سکے اور بغیر جبر کے فیصلے کر سکے، اور أطباء کی رائے یہ ہے کہ اس کی حالت فوری ہے اور اسے فوری طریقۂ علاج یا عملِ جراحی کی ضرورت ہے تو یہ ایک ضروری معاملہ ہو جائے گا، کیوں کہ مریض کا اپنے علاج کی اجازت دینا شرعاً واجب ہے، ایسا نہ کرنے سے وہ گناہ گار ہو گا۔

اور طبیب کے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ مریض کے اس حد تک علاج کرنے میں دخل اندازی کر لے جو مریض کی جان بچانے کے لئے ضروری ہو، اس کی بنیاد شریعت میں ضرورت کے موقع کے احکام ہیں۔

۳) اگر مریض نااہل ہے اور اس کا سرپرست اس کے علاج کی طبی اجازت دینے سے انکار کرتا ہے تو ہنگامی صورتوں میں اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس صورت میں اجازت کا حق صاحب اختیار و اقتدار (قاضی) کو منتقل ہو جائے گا یا ملک کے بااختیار اداروں کی جانب سے جو والی کا نائب ہو (اسے اجازت کا حق ہو گا)۔

۴) جب بچہ یا ماں کی جان بچانے کے لئے سیزیرین (عملِ جراحی کے ذریعے ولادت) کی ضرورت ہو، اور اس صورت میں میاں بیوی یا ان میں سے کوئی ایک اس کی اجازت نہ دے، تو اس انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا اور اس صورت میں اس آپریشن کی اجازت دینے کا حق والی یا اس کے نائب کو حاصل ہو گا۔

۵) ہنگامی صورتوں میں طبی مداخلت کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

أ. طبیب مریض یا اس کے سرپرست کو طبی علاج کی اہمیت اور بیماری کے تشویش ناک ہونے اور علاج نہ کرنے کی صورت میں اس پر آنے والے اثرات کی وضاحت کرے اور ان کے انکار پر اصرار کی صورت میں اس پر مزید تاکید کرے۔

ب. طبیب کو اس بات کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ مریض اور اس کے اہلِ خانہ کو اس بات پر قائل کرے کہ وہ اجازت دینے سے انکار کرنے سے رجوع کرلیں، تاکہ مریض کی حالت مزید بگڑنے سے بچائی جاسکے۔

ج. کم از کم تین ماہرین معالجین کی طبی جماعت اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ وہ مرض کی تشخیص کرے، اس کے لئے علاج تجویز کرے، اور فریق کی طرف سے دستخط شدہ رپورٹ تیار کرے اور ہسپتال کی انتظامیہ کو اس سے باخبر کرے۔

د. علاج مفت ہو، یا ایک غیر جانبدار ادارہ علاج کے اخراجات اٹھائے۔

سفارش

- مجمع کی طرف سے اسلامی ممالک کی حکومتوں کو اس بات کی تجویز ہے کہ وہ ایسی قانون سازی کریں جس کے نتیجے میں ہنگامی صورتحال کے تمام امراض کی حالتوں میں کون سے طبی افعال انجام دئے جانے چاہئیں ان کی طبی مشق کو منظم کردیا جائے، تاکہ کونسل کے تمام فیصلوں کی طبی امور میں تطبیق کیا جانا ممکن ہو۔
- ایسے حالات سے بچنے کے لیے مریض کو صحت مند زندگی کی افادیت سے آگاہی دینے پر کام کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين.وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸۵(۱۹/۱۱)

ماحولیات اور اسلامی نقطہ نظر سے اسکا تحفظ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل نے یکم تا۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کو شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہونے والے اپنے انیسویں اجلاس میں "ماحولیات اور اس کا تحفظ اسلامی نقطۂ نظر سے" کے موضوع پر کونسل میں جمع کردہ تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور اس میں ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. یہ بات حرام ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں کوئی نقصان دہ کچرا پھینکا جائے، اور جو ملک اس کچرے کو پیدا کرتے ہیں ان کو پابند کرنا لازم ہے کہ وہ اپنے ہی ملک میں ان کو ٹھکانے لگادیں اور اس طریقے سے (ٹھکانے لگائیں) کہ جس سے ماحول کو نقصان نہ پہنچے، نیز اسلامی ممالک کو پابند کیا جائے کہ وہ کچرے کے لیے اپنے ملک میں کوئی ایسی جگہ نہ بنائیں جہاں اسے پھینکا یا دفن کیا جاسکے۔

۲. ان شرعی قوانین پر عمل کرتے ہوئے جو نقصان (ضرر) کو دور کرنے کے ساتھ خاص ہیں، ان تمام کاموں اور اقدامات کی ممانعت ہے جو ماحول کو کوئی نقصان پہنچاتے ہیں یا اس کو خراب کرتے ہیں، جیسے وہ اقدامات اور وہ کام جو ماحول میں عدمِ توازن کا باعث بنتے ہیں، یا وسائل کو نشانہ بناتے ہیں یا ان کا ایسا ناجائز استعمال کرتے ہیں جو کہ آنے والی نسلوں کے مفادات کو مدِّ نظر نہیں رکھتا۔

۳. عالمی سطح پر تباہی کے ہتھیاروں کو ختم کرنے کی ضرورت ہے اور ہر اس چیز کی ممانعت کی ضرورت ہے جو گیسوں کے رساؤ کا باعث بنتی ہے جو کہ اوزون کی تہہ میں سوراخ کو بڑھانے اور ماحول کو آلودہ کرنے میں مدد دیتی ہے، اس میں ان ضروری قوانین کا سہارا لیا جائے جو نقصان کو روکنے کے لیے خاص ہیں۔

سفارش

١. ماحول کو اس کے زمینی، آبی اور فضائی عناصر سے محفوظ رکھنے میں وقف کی حوصلہ افزائی کرنا۔

٢. بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی میں اسلامی نقطۂ نظر سے ماحولیاتی مطالعات کے لیے ایک کمیٹی قائم کی جائے جو ماحولیات سے متعلق تمام تحقیقات، معاہدوں اور مسائل کی نگرانی کرے کے لیے خاص ہو۔

٣. ماحول کی حفاظت اور اس کو آلودگی سے بچانے کے لیے بین الاقوامی اکیڈمی سے تعاون کرنا اور ان بین الاقوامی معاہدوں میں شامل ہونا جو ملکوں نے ماحولیاتی آلودگی اور نقصان سے بچانے کے لیے طے کئے ہیں، بشرطیکہ یہ شریعت کی شقوں سے متصادم نہ ہوں یا اسلامی ممالک کو نقصان نہ پہنچائیں۔

٤. اسلامی ممالک کو ترغیب دی جائے کہ وہ اسلامی کانفرنس اور اس سے وابستہ اداروں کی طرف سے تشکیل دی گئی ماحولیاتی تنظیموں کو فعال کریں، ساتھ ساتھ ماحولیات کے ساتھ مختص عرب تعاون کونسل اور خلیجی تعاون کونسل جو اس کا اہتمام کرتی ہے کے ساتھ تعاون کی بھی ضرورت ہے۔

٥. (ماحول دوست) صنعتوں کو بڑھانا اور ہر ممکن طریقے سے ان کی مدد کرنا۔

٦. اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے رکن ممالک کو ماحولیات اور ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ کے متعلق منظم قوانین اور منصوبوں کا اجراء کرنے کی تاکید کی جاتی ہے، ساتھ فوجداری قانون کا اختیار دیا جائے کہ وہ ماحول کو نقصان پہنچانے پر سزائیں عائد کرے، اور مختلف کاموں اور اقدامات پر نگرانی کرنے والے اداروں کو سخت کرے جو ماحول، پانی، ہوا یا مٹی کے کسی بھی عنصر کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

۷.	اسلامی ممالک میں مذہبی امور سے متعلقہ اداروں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اماموں اور مبلغین کو ماحولیاتی معلومات فراہم کریں، اور ماحولیات اور اس کی حفاظت سے متعلقہ وسائل سے متعلق تحقیق اور مطالعات شائع کریں۔

۸.	ماحولیاتی ثقافت کو مختلف طریقوں سے پھیلائیں جو ماحول کو صاف کرنے اور اسے تمام خطرات سے بچانے کے لیے ان (درج ذیل) میں سے کسی ذریعہ کو استعمال کرے:

أ. میڈیا (ذرائع ابلاغ) میں ماحولیاتی خطرات کی منظم نشریات کے ذریعے۔

ب. مناسب تربیت، چاہے گھروں کے اندر ہو یا مختلف تعلیمی نصابوں میں ہو۔

ج. اسلامی تعلیم گاہوں میں "فقہ البیئۃ" کی تعلیمات کا اہتمام کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کا بیان

جو فلسطین کے حالات اور خاص طور پر مبارک مسجد اقصیٰ پر حملوں سے متعلق نیز عراق، صومالیہ اور سوڈان کی صورت حال پر کونسل کے کانفرنس کے شارجہ میں منعقد ہونے والے انیسویں اجلاس کے موقع پر جاری کیا گیا.

الحمدللہ رب العلمین .والصلاة والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین.وعلی آله وصحبه أجمعین.

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی جنرل کونسل کا انیسواں اجلاس یکم تا ۵ جمادی الاولیٰ ۲۶ تا ۳۰ اپریل ۲۰۰۹م کے دوران شارجہ (متحدہ عرب امارات) میں منعقد ہوا، کونسل نے امّتِ مسلمہ کے لیے ایک فقہی مرجع ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اور امت کے لیے تمام چلینجوں اور خطرات کے پیشِ نظر اپنے فرائض کو نبھاتے ہوئے خاص طور پر وہ (خطرات اور چیلنجز) جو فلسطین، عراق، صومالیہ اور سوڈان سے متعلق (امت کو درپیش ہیں) درج ذیل تاکیدات پیش کیں:

بیان

اولاً فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی ہر اس چیز کی مذمت کرتی ہے جو قابلِ فخر فلسطینی عوام کو درپیش ہے کہ وہ صہیونی دشمن کے ساتھ تلخ کشمکش میں مصروف ہیں جو کہ ظالم اور متکبر ہے جسے انسانی حقوق کے احترام کی ذرا بھی پرواہ نہیں، خاص طور پر غزہ کی پٹی پر حالیہ جارحیت میں جو کچھ ہوا، اور جو نقل مکانی، فاقہ کشی، بدامنی، محاصرہ اور قتل

وقتال ہوا، وہ ایک بوڑھے شخص، بچے، عورت اور ایک معذور آدمی کے درمیان فرق نہیں کرتا، اس کے ساتھ اس نے بنیادی سامان اور خوراک وادویات اورانسانی چھوٹی چھوٹی ضروریات کی چیزوں کوروک دیا۔ ان گھناؤنے جرائم کے پیش نظر کونسل پوری دنیا سے اور عالم اسلام کے ممالک سے بالخصوص مطالبہ کرتی ہے کہ وہ فلسطینی عوام کے دکھوں کو دور کرنے اور ان کی امداداور بنیادی ضروریات فراہم کرنے کے لیے اپنا برادرانہ شرعی اور انسانی فریضہ انجام دیں۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل فلسطینی عوام کے تمام دھڑوں اوران کی سول سوسائٹی کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو صفوں میں متحد ہونے اور خطرات سے بچنے، حقوق کے تحفظ اور قبضے کو ختم کرنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دیتی ہے۔ جیسا کہ کونسل ظالمانہ قبضہ اور صہیونی دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے ایک مضبوط قوت بن کر ردّ عمل کی دعوت دیتی ہے۔

نیز کونسل شہر (قدس شریف) کی عربی اور اسلامی شناخت کو مٹانے، مسجد اقصیٰ کو گرانے کی کوششوں اور بیت المقدس (یروشلم) کے اصل مسلمان اور عیسائی باشندوں کو تنگ کرنے کے لیے یہودیوں کی کارروائیوں پر اپنی گہری تشویش اور تحفظ کا اظہار کرتا ہے۔ اور کونسل اس بات پر زور دیتی ہے کہ شہر القدس اور مسجد اقصیٰ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کے لیے مقدس ہیں، اور اس لیے کہ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے لیے پہلا قبلہ ہے، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند آسمانوں پر معراج اور رات کے سفر کی جگہ ہے۔ اور یہ کہ مسجد اقصیٰ صرف مسلمانوں کے لیے ہے، اور یہودیوں کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، اور یہ کہ اس مسجد کے تقدس کو پامال کرنے کے خطرات سے ہوشیار رہیں اوراس پر قبضہ سے باز رہیں اور وہ ممالک جو اس کی حمایت کرتے ہیں وہ الاقصیٰ اور مقدس شہر القدس پر ہر قسم کے حملے کے ذمہ دار ہیں۔ اوران کا مذاکرات اور مراعات کے سامنے جھکنا جائز نہیں ہے اور کسی کواس طرح کے اقدام کا اختیار نہیں، (کیونکہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجدِ اقصیٰ اس سے بہت بلند اور باعزت ہے۔

کونسل عرب اور اسلامی دنیا کے تمام رہنماؤں اور جماعتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مظلوم فلسطینی عوام کی حمایت کریں، اور مقبوضہ شہر یروشلم اور اس کی مبارک مسجد کے دفاع کے لیے اپنی مذہبی، قومی اور تاریخی ذمہ داری قبول کریں اور وہاں اپنی موجودگی قائم کریں۔ شہر کو یہودی اور یہودی ممالک میں جوڑنے سے روکنے کے لیے، کیوں کہ یہ دونوں لاقانونیت ہیں جو کسی بھی طرح قابل قبول نہیں ہیں۔

ثانیاً عراقی جمہوریہ

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی نے عراق کے تمام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ عراق کے اتحاد، آزادی اور خود مختاری کو اپنی زمینوں پر محفوظ رکھنے کے لیے سنجیدہ اور مخلصانہ کام میں حصہ لیں اور عراقی عوام کے تمام جماعتوں اور قوموں کے درمیان حقیقی توازن حاصل کریں، رواداری اور سب کے لیے عادلانہ حقوق کی بنیاد پر قومی مفاہمت حاصل کریں اور غیر ملکی افواج کی موجودگی کو ختم کریں اور عراق کو امت عربیہ اور اسلامیہ میں ایک مؤثر کردار کے طور پر واپس لے آئیں۔

ثالثاً صومالیہ

اس وقت صومالیہ میں جو ہو رہا ہے اس کے حوالے سے کونسل صومالیہ کے بھائیوں، صدر، حکومت اور عوام سے مخلصانہ مفاہمت کی اپیل کرتی ہے، لڑائی اور فرقہ بازی سے باز رہنے کی اپیل کرتی ہے، اور صومالی عوام کے مفاد کو ذاتی مفادات پر ترجیح دینے کی دعوت دیتی ہے، اور ان سے اپیل کرتی ہے کہ وہ شرعی حکومت کی نگرانی میں مفاہمت کے اس مناسب موقع سے محروم نہ ہوں۔

اوران خرابیوں کو قبول نہ کریں جو صفوں کو چیر دیتی ہیں اور ان مخلصانہ کوششوں کو منتشر کرتی ہیں جن کی صومالیہ کو اپنی تاریخ کے اس اہم مرحلے پر ضرورت ہے، صومالیوں کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی دعوت دیتا ہے جو تعمیر کرتا ہے اور تباہ نہیں کرتا، متحد کرتا ہے، متفرق نہیں، جو اٹھتا ہے بیٹھتا نہیں، تاکہ ملک میں سلامتی اور استحکام کو بحال کیا جاسکے، اور جنگوں سے جو کچھ تباہ ہوا اسے دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ اور اس سلسلے میں کونسل صومالی ساحلوں اور سمندری قزاقیوں کی شدید مذمت کرتی ہے جو سمندری جہاز رانی کی حفاظت اور بحیرہ

احمر کی سلامتی کو خطرے میں ڈال رہی ہے۔ اور کونسل تاکید کرتی ہے کہ یہ سمندری قزاقی (ڈاکہ زنی) فقہ اسلامی میں ممنوع وناجائز ڈاکہ کی ایک قسم ہے۔

رابعاً جمہوریہ سوڈان

کونسل فوجداری عدالت کی جانب سے سوڈان کے صدر لیفٹیننٹ جنرل عمر البشیر پر لگائے گئے الزامات کی مذمت کرتی ہے اس وقت جب کہ وہ پورے سوڈان میں امن کے قیام اور استحکام کو پھیلانے کے لیے اپنی کوششیں کر رہے ہیں، اور دنیا اس وقت غزہ، مغربی کنارے اور دنیا کے دیگر حصوں میں انسانیت کے خلاف ہونے والے جرائم پر آنکھیں بند کی ہوئی ہے، جو کہ بین الاقوامی معاشرے میں معیارات اور انتخاب کی یکسانیت کے برعکس ہے اور کونسل اس یکسانیت کے خاتمہ کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور کونسل اس بات پر زور دیتی ہے کہ دارفور کے مسئلہ کو سوڈان کے اتحاد اور اور اپنی زمینوں پر قائم رہنے کی بنیاد پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ کونسل اسلامی کانفرنس کی تنظیم کی جانب سے ان تمام معاملات میں اور اس کے علاوہ تمام معاشی، سیاسی اور امن کی کوششوں کی تائید کرتی ہے جو اس کے سیکرٹری کی جنرل پروفیسر ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوغلی کے تعاون سے ہوئیں۔ اسی طرح وہ ان تمام کوششوں کی تائید کرتی ہے جو اسلامی ممالک نے اس سلسلے میں سرانجام دیں اور ہمیں امید ہے کہ ان کوششوں میں مزید اضافہ ہوگا اور وسعت آئے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امّت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور اس کے لیے بھلائی کا راستہ مہیا فرمادے، بے شک وہ توفیق دینے والا ہے۔

قراردادیں اور سفارشات

بیسواں اجلاس

منعقدہ: اوران عوامی جمہوریہ الجزائر

۲۶ شوال تا ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ

۱۳ تا ۱۸ دسمبر ۲۰۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

قرارداد نمبر ۱۸۶(۱/۲۰)

اعسار اور افلاس سے متعلق شرعی احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس اوران (عوامی جمہوریہ، الجزائر) میں مؤرخہ ۲۶ شوال تا ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔

شریعت اسلامیہ اور موجودہ نظاموں میں اعسار اور افلاس کے احکام کے موضوع سے متعلق موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے بحث مباحثہ کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قراردار

اوّلاً تنگدستی اور تنگدست مقروض کی تعریف

۱. مہلت کو ثابت کرنے والے اعسار کے ضابطے سے متعلق کونسل کی قرارداد نمبر ۶۴(۲/۷) کے ساتویں پیرا گراف کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اعسار ایک ایسا وصفِ عارض ہے جس کے لاحق ہونے کی وجہ سے وہ شخص اپنے ذمہ واجب نفقات (خرچ) اور قرضوں کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اس وصف کے ساتھ متصف ہو اسے "معسِر" کہتے ہیں۔

٢. افلاس کا ضابطہ: مدیون کے مال کا اس کے ذمہ واجب قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہونے کو افلاس کہا جاتا ہے، اور ایسے شخص کو مفلس کہا جاتا ہے۔

ثانیاً فقہاء کے یہاں اعسار اور افلاس میں واضح فرق

١. اعسار سے پہلے کبھی خوشحالی ہوتی ہے، کبھی نہیں ہوتی، جبکہ افلاس اسی وقت ہوتا ہے جب اس سے پہلے خوشحالی ہو۔

٢. مفلِس پر افلاس کا حکم لگانے کے بعد اس پر پابندی لگائی جائے گی، جبکہ معسر کا اعسار شرعی طریقے سے ثابت ہونے کے بعد اسے مال دار ہونے تک مہلت دی جائے گی، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ﴾[البقرة: ٢٨٠](اور اگر کوئی تنگدست (قرض دار) ہو تو اس کا ہاتھ کھلنے تک مہلت دینی ہے)

٣. معسر کا اعسار ثابت ہونے پر قاضی اس کو قید کرنے کا حکم نہیں دے گا، جبکہ مفلس کی طرف سے مکّاری، دھوکہ بازی یا غفلت اور کوتاہی کی صورت میں اس کو تعزیراً قید کیا جائے گا۔

٤. اعسار کبھی قرض کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی کسی شرعی حق کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے نان ونفقہ کی ذمہ داری، جبکہ افلاس صرف قرض کی صورت میں ہوتا ہے۔

ثالثاً فقہ اسلامی میں افلاس کے احکام

١. مفلس کو اپنے مال میں ہر ایسے تصرف سے روکا جائے گا جس سے قرضخواہوں کا نقصان ہو۔ اور یہ تصرف سے روکنا قاضی کے حکم سے ہوگا۔

٢. جس سفر سے واضح طور پر قرضخواہوں کے حقوق کا نقصان ہو، اس سے مفلس کو روکنا جائز ہے۔

۳. مفلس سے دین مؤجل کی مدتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔

۴. مفلس کے اثاثوں کو فروخت کرنے اوران کی قیمتوں کو تقسیم کرنے کے لیے ایک خاص قاضی مقرر کیا جائے جو قرض خواہ، قرض دار اور قیمت کی تقسیم میں زیادہ موزوں اور نافع ہو۔ اور اگر مفلس کے پاس سے کوئی نیا مال نکل آئے تو قرض خواہوں کا اپنے باقی قرض کی ادائیگی کے لیے اس مال سے مطالبہ کرنا جائز ہے۔

۵. مفلس کے مال میں اپنی کوئی چیز پانے کی صورت میں دائن کو اسے واپس لینے کا حق حاصل ہے، جب کہ وہ چیز اپنی حالت پر باقی ہو اور دائن نے اب تک اس کی قیمت وصول نہ کی ہو۔

رابعاً ٹال مٹول کرنے والے مال دار مقروض پر جرمانہ عائد کرنا

کونسل اپنی سابقہ قرار داد نمبر ۵۱ (۶/۲) کے تیسرے اور چوتھے دفعہ میں بیان کی گئی تفصیل کی تاکید کرتی ہے کہ قسطوں پر خرید و فروخت کی صورت میں ٹال مٹول کرنے والے مالدار پر جرمانہ عائد کرنا یا معاوضہ کی شرط لگانا شرعاً حرام ہے، البتہ عدالتی اخراجات وصول کرنا جائز ہے۔

خامساً مجمع کی رائے یہ ہے کہ اعسار وافلاس کے موضوع سے متعلق درج ذیل مباحث میں غور وفکر کرنے کو کونسل کے اگلے اجلاس تک مؤخر کر دیا جائے:

۱. اسلامی مالیاتی اداروں کے تحفظ سے متعلق فقہی مسائل، دیون پر بیمہ کا مسئلہ اور التزامِ تبرع کا مسئلہ۔

۲. شبہ کے زمانے میں مفلس اور معسر کے تصرفات سے متعلق احکام

۳. معاصر نظاموں کی روشنی میں کمپنیوں اور مالیاتی اداروں کے دیوالیہ ہونے سے متعلق احکام.

۴. شہری و قانونی اعسار کے موضوع میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اعسار کی اصطلاح کا اطلاق بعض موجودہ قوانین میں فقہ اسلامی کے اعسار وافلاس دونوں اصطلاحوں پر کیا گیا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸۷(۲/۲۰)

بیمۂ امداد باہمی اوراس کے شرعی ضوابط واحکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس اوران (عوامی جمہوریہ، الجزائر) میں مؤرخہ ۲۶ شوال تا ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔

اس اجلاس اور سابقہ اجلاسوں میں بیمۂ تعاونی اوراس کے شرعی ضوابط واحکام کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے اوراُردن یونیورسٹی، اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (ایسیسکو) اورادارۂ تحقیق وتربیت (رکنِ اسلامی ترقیاتی بینک) کے تعاون سے "بیمۂ امداد باہمی اس کی جہات واطراف اوراس میں شریعتِ اسلامیہ کا موقف" کے عنوان پر ۲۶ تا ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۳ اپریل ۲۰۱۰ء میں عالمی فقہ اکیڈمی کی طرف سے منعقد کردہ اجلاس میں پیش کردہ سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً کونسل نے اس بات کی تاکید کی کہ بیمہ اوراس کے منافع سے متعلق کونسل کی قرارداد نمبر: ۹(۲/۹) میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق انشورنس کمپنیوں میں رائج مقررہ اقساط پر مشتمل تجارتی بیمہ ایک ایسا عقدِ معاوضہ ہے جوکہ زیادہ غرر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے عقد کو فاسد کرتا ہے، چنانچہ یہ شرعاً

حرام ہے اوراسلامی تجارت کے اصولوں کے مطابق اس کا جو متبادل ذکر کیا گیا ہے وہ تامین تعاونی(بیمۂ امداد باہمی) ہے جو کہ تبرّع اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہے۔

ثانیاً اسلامی بیمہ کمپنیوں اور قانونی اداروں اوراس سے متعلقہ نگران اداروں میں پیش کردہ تطبیقات کے نتیجے میں سامنے آنے والے اشکالات پر غور کرنے سے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ بیمۂ تعاونی کے بارے میں ایک مکمل ومربوط تصور پیش کیا جائے۔

اسی بنیاد پر اکیڈمی درج ذیل سفارشات کرتی ہے:

سفارش

اوّلاً کونسل کے جنرل سیکریٹریٹ (ذمہ دار شعبہ / صدارت) کو متعلقہ تحقیقی مراکز کے تعاون سے فقہاء اور ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دینے کا کام تفویض کیا جاتا ہے، تاکہ بیمۂ تعاونی کے اصولوں پر مبنی ایک مکمل قانونی طریقہ کار کو حاصل کیا جائے جو شرعی ضوابط واحکام پر مشتمل ہو، بشرطیکہ یہ تمام ضوابط شرعاً مقبول ہوں اوران کی عملی تطبیق میں لچک موجود ہو۔ یہ احکام وضوابط درج ذیل ہیں:

1. شرعی نقطۂ نظر سے بیمۂ تعاونی کا مفہوم اوراس کی حقیقت۔
2. بیمۂ تعاونی اور تجارتی بیمہ کے درمیان موازنہ:
   - أ. شرعی طور پر منظور شدہ بیمۂ تعاونی اور تعاون کے بین الاقوامی اصولوں کے درمیان موازنہ۔
   - ب. شرعاً منظور شدہ بیمۂ تعاونی اور تجارتی بیمہ کے اصولوں کے درمیان موازنہ۔
3. بیمۂ تعاونی کے اطراف کے درمیان تعلق اور اس کے اوصاف، خصوصاً ایک فنڈ میں شریک افراد کے مابین تعلق کی حیثیت، نیز فنڈ اوراس کے مدیر کے مابین تعلق کی تفصیلات
4. فنڈ کے مدیر کے لئے واجبُ الاداء معاوضہ کے احکام اوراس کی تحدید کے معیارات
5. انشورنس سرپلس اور خسارے کے موجود ہونے کی صورت میں ان کے احکام
6. بیمۂ تعاونی کے فنڈ میں شریک ہونے یا اس سے نکلنے کے شرعی ضوابط

۷. بیمۂ تعاونی کے فنڈ کے تصفیہ کے شرعی احکام

۸. ری انشورنس کے احکام اور اس کے شرعی ضابطے۔

۹. باہمی شرکت میں نفع ونقصان کا اصول

۱۰. حلول اور اس کے متعلقات کے مبادیات

۱۱. ذمہ داری اور اس کے متعلقات کے مبادیات

ثانیاً کمیٹی جس فیصلے تک پہنچ جائے، اس کا ایک مسوّدہ کونسل کے اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے، تا کہ اوپر ذکر کردہ دوسرے پیراگراف کی روشنی میں اس کی قرارداد تیار کی جا سکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین. وعلی آله و صحبه أجمعین.

قرارداد نمبر ۱۸۸(۲۰/۳)

اسلامی صکوک کے موضوع کی تکمیل

منظمة التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس اوران(عوامی جمہوریہ، الجزائر) میں مؤرخہ ۲۶شوال تا ۲ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳تا۱۸ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔ کونسل نے اسلامی صکوک کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے اور "اسلامی صکوک: عرض وتقویم" کے موضوع پر ایک مجلس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ مجلس بین الاقوامی فقہ اسلامی اکیڈمی جدّہ نے ادارہ تحقیقاتِ اقتصاد اسلامی (جامعہ ملک عبدالعزیز) میں اس کے اوراسلامی سائنسی و تحقیقی ادارہ(جواسلامی ترقیاتی بینک کارُکن ہے) کے تعاون سے ۱۰،۱۱جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۴،۲۵مئی ۲۰۱۰ء کو منعقد ہوئی۔ اس مجلس کی سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد، نیز کونسل نے اپنے سابقہ قرارداد اور بطورِ خاص اپنے انیسویں اجلاس میں اسلامی صکوک (توریق)، اس کی معاصر تطبیقات اور تبادلہ کے عنوان پر جاری کردہ قرارداد نمبر ۱۷۸(۱۹/۴) کو مدّ ِنظر رکھتے ہوئے مجلس میں اس پر مناقشہ کیااوراس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً عام ضوابط

۱. ترقی کو فروغ دینے، حقیقی سرگرمیوں کو بڑھانے اور فریقین کے درمیان انصاف کے قیام کے لیے صکوکِ اسلامیہ کا مقاصدِ شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

۲. صکوک میں شرعاً اور قانوناً ملکیت (جس کے نتیجے میں تصرّف اور ضمان کی ذمہ داری اٹھانے کی قدرت حاصل ہوتی ہے) کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ صکوک کے معاہدے اپنے حقیقی مقتضیٰ

کے مطابق ہوں، ایسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ عقد چالوں اور دھوکوں اور ان کے اسباب سے پاک ہو۔

۳. صکوک کے ضوابط کی شرعی تطبیق، حیلوں اور دھوکوں سے خالی ہونے کو یقینی بنانے اور ممکنہ نقصان و کمی سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ صکوک کے دستاویز میں متعلقہ ضروری طریقہ کار موجود ہو۔ نیز وقتاً فوقتاً یہ جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ صکوک کی آمدنی اسی مقصد میں استعمال ہو رہی ہے یا نہیں جس مقصد کے لئے صکوک کو جاری کیا گیا تھا، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عقود کے تمام مقتضیات کا نفاذ مقصودِ شرع کے مطابق کیا جائے۔

۴. یہ ضروری ہے کہ اسلامی صکوک ظاہری صورت ، ڈھانچہ اور ترکیب کے اعتبار سے سودی دستاویزات سے جوہری طور پر مختلف ہوں، اور یہ فرق صکوک کی مارکیٹنگ اور تقویم کے نظام میں بھی ظاہر ہونا چاہئے۔

ثانیاً التزامات

مضارب، شریک یا وکیل کے لیے درج ذیل کاموں میں سے کوئی کام انجام دینا جائز نہیں:

أ. صکوک یا اس کے کے اثاثوں کو ان کی لکھی گئی قیمت (فیس ویلیو) یا پہلے سے مقرر کردہ ادھاری قیمت پر خریدنا جس سے راس المال کا ضمان لازم آئے یا نقد کے بدلے زیادہ ادھار پر معاملہ لازم آئے، البتہ اس سے تعدّی اور کوتاہی کی وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں حاملینِ صکوک کے حقوق کا ضمان لازم آتا ہو۔

ب. صکوک کی اصل آمدنی اگر توقع سے کم ہو تو ایسی صورت میں اصحابِ صکوک کا اس طرح قرض دینا جس سے بیک وقت بیع اور قرض یا سودی قرض کا معاملہ کرنا پڑے، البتہ ممکنہ نقصان کو پورا کرنے کے لیے احتیاطی نفع (ریزرو) رکھنا جائز ہے۔

۲. صکوک اور دیگر سرمایہ کاری کے مواقع میں میں سرمائے کو شریعتِ مطہرہ کے قواعد کی بنیاد پر منضبط شدہ بیمہ تعاونی یا تکافلی کے ذریعہ خطرات سے بچانے کی تدابیر کرنا جائز ہے۔

ثالثاً کسی اثاثے کو اس کے فروخت کنندہ ہی کو واپس کرائے پر دینا

کسی اثاثے کو نقد ثمن کے عوض اس شرط پر بیچنا جائز نہیں ہے کہ فروخت کنندہ اس اثاثے کو کرائے پر لے گا، نیز اس کرائے داری کے معاملے کے ساتھ یہ وعدہ بھی ہو کہ اس اثاثے کی ملکیت دوبارہ فروخت کنندہ کی طرف منتقل کر دی جائے گی۔ جبکہ فروخت کنندہ سے لی جانے والی اجرت اور تملیک کے ثمن کا مجموعہ (پہلی فروختگی میں ادا کردہ) نقد ثمن سے زائد ہو۔ چاہے یہ شرط صریح ہو یا ضمنی ہو، کیوں یہ شرعی اعتبار سے عینہ کی ناجائز صورت ہے، اسی وجہ سے اس صورت کی بنیاد پر صکوک کا اجراء جائز نہیں ہے۔

رابعاً غیر متعین مواصفات کے ذریعہ محدد اشیاء کو کرائے پر دینا

۱. مواصفات کے ذریعہ محدد اشیاء کو کرائے پر دینا جائز ہے، بشرطیکہ عقد شرعی معاملات اور قواعدِ شرعیہ کے مخالف نہ ہو اور اس کی بنیاد پر صکوک جاری کرنا بھی جائز ہے۔

۲. اس معاملے کی صورت دو امور پر مرکوز ہے:

أ. اجرت کی ادائیگی کو مجلسِ عقد سے مؤخر کرنے کا حکم

ب. مواصفات کے ذریعہ محدد اشیاء کے اجارے کے صکوک کا محلِّ اجارہ کی تعیین سے قبل تبادلہ کرنے کا شرعی حکم

سفارش

کونسل یہ سفارش کرتی ہے کہ ما قبل میں مذکور امور کی روشنی میں اس معاملہ کی فقہی و علمی تحقیق کے لیے کونسل کی جنرل سیکریٹیریٹ علماء اور ماہرین کی ایک جماعت تشکیل دے، تاکہ وہ کونسل کے اگلے اجلاس سے پہلے ایک تفصیلی علمی تحقیق تیار کر کے کونسل کو پیش کریں۔

خامساً صکوک، حصص اور اکائیوں کی شکل میں مالی دستاویز کی تجارت

۱. اگر مالی دستاویز صرف نقود اور دیون کی شکل میں ہوں تو ان کی تجارت میں بیعِ صرف اور بیع الدین کے احکام لاگو ہوں گے۔

۲. اگر مالی دستاویز میں اعیان، منافع اور حقوق ہوں تو ان کی تجارت متفقہ قیمت پر کرنا جائز ہے۔

۳. مالی دستاویز نقود، دیون، اعیان، منافع اور حقوق سے مخلوط ہوں تو اس کی دو صورتیں ہوں گی:

أ. نقود اور دیون ایسی چیز کے تابع ہوں جس کا ان کے لیے متبوع بننا درست ہو اور مالی دستاویز متبوع کی ملکیت کو متضمن ہو، تو ایسی صورت میں موجود اثاثوں کے مقابلے میں نقود اور دیون کے تناسب کو دیکھے بغیر مالی دستاویز کی تجارت کرنا جائز ہے۔

ب. نقود اور دیون کسی چیز کے تابع نہ ہوں یا مالی دستاویز میں متبوع کی ملکیت شامل نہ ہو تو ایسی صورت میں تجارت ان میں سے غالب کے احکام پر مبنی ہو گی۔

۴. مالی دستاویز جس کمپنی یا منصوبے کی نمائندگی کر رہے ہوں اگر اس پر اب تک حقیقی طور پر کام شروع نہ ہوا ہو، یا اس کا تصفیہ ہو رہا ہو تو ان صورتوں میں بھی تجارت غالب کے احکام کے اعتبار سے ہو گی۔

۵. پیش کردہ تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ تابع ہونا اکثر کام میں لگائی گئی چیز یا کام یا اس کی سرگرمی سے واضح ہوتا ہے، نیز یہ بات بھی کھل کے سامنے آگئی کہ غلبہ کا معیار بہت وسیع ہے۔

سفارش

تبعیت (تابع ہونا) اور غلبہ کے معیار مقرر کرنے اور ان کی صورتوں کو واضح کرنے کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے کونسل یہ سفارش کرتی ہے کہ کونسل کا ذمہ دار شعبہ (صدارتی و مرکزی دفتر) علماء اور ماہرین کی ایک جماعت بنائے تاکہ وہ سابقہ قراردادوں کی روشنی میں ان معیارات کی تحقیق کریں اور کونسل کے اگلے اجلاس میں ایک تفصیلی علمی تحقیق پیش کریں۔

سادساً ان قراردادوں کا سابقہ معاملات پر اثر

ا. کونسل سے جو قراردادیں پاس ہوئی ہیں وہ سابقہ معاملات بشمول ان صکوک کے جو کسی شرعی اجتہاد یا معتبر فتوے کی روشنی میں جاری کئے گئے ہوں، ان پر اثر انداز نہیں ہوں گی، بلکہ یہ قراردادیں اپنے اجراء کے وقت سے ہی قابلِ عمل ہوں گی۔

۲. مسلمانوں پر اپنی طاقت اور وُسعت کے مطابق اپنے تمام اعمال اور سرگرمیوں میں شریعتِ مطہرہ کی پیروی کرنا واجب ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"فاتقوا الله ما استطعتم" (التغابن:۱۶) [اور جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو]

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:" لايكلف الله نفسا إلا وسعها" (البقرة: ۲۸۶) [اللہ کسی بھی شخص کو اس کی وسعت زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا]۔ یہی مضمون دیگر نصوص میں بھی مذکور ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جس چیز کے کرنے سے مکلفین عاجز ہوں اسے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس بات کی پوری کوشش کریں کہ ان کا عاجز ہونا ختم ہو اور ضرورت کی بناء پر مشروع کئے گئے احکام سے خلاصی حاصل ہو، تاکہ شریعت کی حکمتوں کی تکمیل ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں پر مسلم معاشرہ کی زندگیاں استوار کی جا سکیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۸۹(۴/۲۰)

عقدِ صیانت کے موضوع کا تکملہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس اوران (عوامی جمہوریہ، الجزائر) میں مؤرخہ ۲۶ شوال تا ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔

عقدِ صیانت کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاعِ یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد اور عقدِ صیانت پر ہونے والے گیارہویں اجلاس میں جاری کردہ قرارداد نمبر ۱۰۳(۱۱/۶) کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً کونسل نے اس بات کی تصدیق کی کہ ماقبل میں ذکر کردہ قرارداد نمبر ۱۰۳(۱۱/۶) کے مطابق عقدِ صیانت کے نتیجے میں ایک فریق یہ التزام کرتا ہے کہ وہ ایک متعین عوض کے بدلے ایک طے معلوم مدت تک آلات وغیرہ کی وقتاً فوقتاً یا اچانک پیش آجانے والے والی درستگی کرے گا، اس میں کبھی توصائن (عقد صیانت کرنے والا) محض عمل کا التزام کرتا ہے اور کبھی عمل اور مواد دونوں کا التزام کرتا ہے۔

ثانیاً عقدِ صیانت کی صورتوں کو دیکھتے ہوئے کونسل نے ماقبل میں ذکر کردہ اپنی قرارداد میں اس سے متعلق فیصلے کو مؤخّر کیا تھا، اب کونسل یہ مناسب سمجھتی ہے کہ اس کی مختلف صورتوں کی وضاحت اوراس

کے احکام بیان کرنے اور اس میں مزید مناقشہ اور تحقیق کے لیے اس کے فیصلے کو اگلے اجلاس تک مؤخّر کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۰(۵/۲۰)

اسلامی مالیاتی اداروں کی رہنمائی کے لیے فقہی اکیڈمیوں کا کردار: ذرائع وضوابط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس اوران(عوامی جمہوریہ،الجزائر)میں مؤرخہ ۲۶ شوال تا ۲ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ تا۱۸ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔ اسلامی مالیاتی اداروں کی رہنمائی کے لیے فقہی اکیڈمیوں کا کردار: ذرائع وضوابط" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاعِ یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے اس بات کی تاکید کی کہ فقہی اکیڈمیاں، اسلامی مالیاتی ادارے اوراسلامی بینک دورِ حاضر کی عظیم کامیابیوں میں سے ہیں، نیز اسلامی مالیاتی نظام کے دوبارہ احیاء اور اس نظام پر اعتماد بیدار کرنے میں شریعہ بورڈز اور اسلامی مالیاتی اداروں کی کوششیں قابلِ قدر ہیں۔

تجاویز

۱. اسلامی مالیاتی اداروں کے نگران بورڈ اور فقہ اکیڈمیوں کے درمیان باہم ربط اور تبادلۂ خیال کے لیے باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔
۲. مالیاتی اداروں کے شرعی نگران بورڈز کا باہم ربط ہونا ضروری ہے۔
۳. کونسل نظامِ شریعت کے نفاذ، مسائل اور بحرانوں کا مناسب حل تلاش کرنے میں اسلامی مالیاتی اداروں کے کردار کو مستحکم کرنے کے لیے مفید علمی تحقیقات تیار کرے۔

۴. کونسل اسلامی معاملات کے لیے جامع قانون سازی کرے، تاکہ وہ ایک رہنما اصول کے طور پر معاملات رہنمائی فراہم کر سکے۔

۵. صکوکِ اسلامیہ کے موضوع کی تکمیل سے متعلق سابقہ قرارداد ۱۸۸(۳/۲۰) کے چھٹے فقرے کے مطابق کونسل سے جو قرارداد منظور ہو گی وہ اپنے اجراء کے وقت سے ہی مؤثر ہو گی، اس سے پہلے کے معاملات جو کسی اجتہاد یا معتبر شرعی فتویٰ سے ہوئے ہوں ان میں یہ قرارداد مؤثر نہیں ہو گی۔

سفارش

۱. اسلامی ممالک میں مرکزی بینک اور نگران ادارے مسلسل بات چیت جاری رکھیں، تاکہ معاشی اور قومی ترقی کے لیے اسلامی مالیاتی اداروں کے کردار کو نگرانی کے قوانین کے تحت اور اسلامی مالیاتی طریقۂ کار کے مطابق تقویت دی جا سکے۔

۲. کونسل کی قراردادوں کو تمام اسلامی مالیاتی اداروں، اسلامی بینکوں، اسلامی سائنسی و ٹیکنالوجی کے اداروں اور مقامی و بین الاقوامی تحقیقی مراکز تک پہنچایا جائے اور سوشل میڈیا اور دیگر ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے انہیں عام کیا جائے۔

۳. اسلامی مالیاتی اداروں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ فقہی کونسلوں کی قراردادوں پر عمل پیرا ہوں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۱ (۶/۲۰)

فقہ اسلامی میں قیدیوں کے حقوق

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس اوران (عوامی جمہوریہ، الجزائر) میں مؤرخہ ۲۶ شوال تا ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ء کو منعقد ہوا۔ قیدیوں کے حقوق سے متعلقہ موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. کونسل رکن ممالک کے ماہرین کے تعاون سے قیدیوں کے حقوق سے متعلق ایک قانونی دستاویز تیار کرے۔

۲. ہر ملک میں جیلوں کی نگرانی ایک آزاد ادارہ کرے جو جیلوں کی نگرانی سمیت قیدیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے انتھک کوشش کرے اور ان حقوق کو پامال کرنے والوں کی سرزنش کی جائے.

۳. مختلف اسلامی ممالک جیلوں کی تعمیر اس طریقہ کار کے مطابق کرے جس کے تحت انسانی حقوق اور وقار کی حفاظت ہو سکے، نیز قیدیوں کی حفاظت اور ان کے حقوق کی ضمانت کے تمام وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔

۴. افراد کی آزادی کو مقید نہ کیا جائے، البتہ جس صورت میں انصاف کے اثبات اور ظلم و تشدد سے اجتناب کی غرض سے جاری کردہ عدالتی فیصلہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۵. قیدیوں کے معاشی پہلوؤں کا خیال رکھا جائے اور ان کی تربیت کرکے انہیں مفید ہنر کا ماہر بنایا جائے جس سے وہ اپنی سزا کے دورانیہ میں اور سزا کے ختم ہونے کے بعد فائدہ اٹھا سکیں اور ان کی ان محنتوں کے بدلے میں ان کے لئے مناسب اجرت کا انتظام کیا جائے۔

۶. قیدی کے ساتھ عام طور پر رہنے والے اقرباء اور احباء کے ساتھ اس کے سماجی تعلقات اور حقوق کو بحال کیا جائے، شوہر اور بیوی کے درمیان ملاقات کی اجازت فراہم کی جائے اور ساتھ ساتھ ان کی رازداری کا تحفظ بھی کیا جائے۔

۷. شریعت کی طرف سے قیدیوں کے لیے قائم کردہ تمام حقوق بشمول مناسب خوراک، لباس اور صاف ستھرے وضو خانے / بیت الخلاء سے وابستہ حقوق کو یقینی بنایا جائے اور اس کے ساتھ قیدیوں کو پاکی کا موقع بھی دیا جائے۔

۸. قیدیوں کو عمومی طور پر تعلیم دے کر اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی مذہبی رسومات کو آزادانہ طور پر ادا کر سکیں، اور مذہبی تعلیم پر توجہ مرکوز کر کے جیلوں کے اندر انہیں مبلغین اور ناصحین کے ساتھ رابطے کی سہولت فراہم کی جائے۔

۹. جس حد تک ممکن ہو ایسی سزاوں سے بچا جائے جو آزادی کو سلب کرنے والی ہوں۔ اور اس کے بجائے ایسی بدنی سزائیں مقرر کی جائیں جو قید کا متبادل ہوں، تاکہ ایسے نتائج سے اجتناب ہو سکے جو آزادی کو سلب کرنے والے ہوں۔

۱۰. عدالتی فیصلے کے بغیر حراست وحوالات میں رکھنے اور گرفتاری کی دیگر صورتوں کو نہ بڑھنے دیا جائے، نیز گرفتاری کے لیے مطلوب افراد کے حقوق کے لیے قوانین سازی کی جائے اور حراست میں روکے رکھنے کی انتہائی حد مقرر کی جائے۔

۱۱. مختلف اسلامی ممالک میں ایسے قیدیوں کو معاوضہ دینے کے لیے قانون سازی کی جائے جن کی بے گناہی ثابت ہو چکی ہو، اور جن پر زیادتی کی گئی ہو، نیز ان برے افعال کرنے کے ذمہ دار افراد کا محاسبہ کیا جائے۔

۱۲. قیدیوں اور جیل کے اہلکاروں کے لیے کورسز کا اہتمام کیا جائے، تاکہ ان میں سے ہر ایک کو اس کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کیا جائے اور ہر کوتاہی کرنے والے اور ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کرنے والے کو اس کی کوتاہی پر جو ممکن ہو سزا دی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۲(۲۰/۷)

اسلام کا نظریۂ سزائے موت

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کی بیسویں کانفرنس اوران (عوامی جمہوریہ الجزائر) میں ۲۶ شوال سے ۲ ذی القعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ء کے درمیان منعقد ہوئی۔

کونسل نے اسلامی نقطۂ نظر میں سزائے موت کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع پائی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سنا۔ اس بات پر تاکید کی کہ اسلام نے انسانی حقوق کا تحفظ کرنے والے اپنے اخلاقی اصولوں کے نقطہ نظر سے پھانسیوں کی تعداد کو کم کرنے اور ختم کرنے میں ایک مؤثر تاریخی کردار ادا کیا ہے، خاص طور پر ان ظالمانہ حالات میں جو بہت سی قوموں میں پھیلے ہوئے تھے، اوراس میں مختلف قواعد کو بنیاد بنایا گیا جن میں خون کی حرمت، حدود کا شبہات سے مندفع ہو جانے اور قتل کرنے میں احتیاط کے قواعد شامل ہیں۔ اس کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

قرارداد

۱. سزائے موت انسانی معاشروں میں اعلیٰ مفادات کے تحفظ کے لیے ضروری تعزیری نظام کے عناصر میں سے ایک لازمی عنصر ہے اور شرعی ضابطوں کے مطابق مجرم سے صادر ہونے والے دیگر جرائم کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے، اسی وجہ سے اس سے متعلق جن شبہات سے صرفِ نظر کرنے کا مطالبہ کیا گیا وہ مطلق تھے، ان کا کوئی شرعی اور عقلی جواز نہیں تھا۔

۲. سزائے موت ایک منصفانہ عدالتی فیصلے کے ذریعے مجرم کو زندگی کے حق سے محروم کرنے کا نام ہے۔

۳. سزائے موت کا فیصلہ اس وقت تک نہیں دیا جاسکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مجرم نے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جو شریعت کے مقررہ اصولوں کے مطابق سزائے موت کا سبب ہے۔

۴. یہ بھی ضروری ہے کہ سزائے موت کو واجب کرنے والے جرم کا حکم شریعتِ اسلامیہ کی صریح نص پر مبنی ہو۔

۵. ان احکام کو نافذ کرنے میں ہونے والی غلطی یا زیادتی کو روکنے والے ضمانات کو یقینی بنایا جائے۔

۶. سزائے موت کا سبب بننے والے تمام جرائم کو روکنے کے لیے مناسب اقدامات کرنا ضروری ہے تاکہ مجرم کے پاس سزا جاری کرنے کے وقت کوئی عذر نہ ہو۔

۷. سزائے موت پر عمل درآمد کے ذرائع کا انتخاب اسلامی ممالک کے قانون ساز اداروں پر چھوڑ دیا جائے جو شریعت اسلامیہ کے عمومی قواعد اور مقاصد کے دائرہ میں رہ کر کام کرتے ہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد:۱۹۳(۸/۲۰)

اسلامی نقطہ نظر سے جینیاتی انجینئرنگ اور فطری انسانی جینوم

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسویں اجلاس اوران (عوامی جمہوریہ الجزائر) میں ۲۶ شوال سے ۲ ذی القعدہ ۱۴۳۳ ہجری بمطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ء کے درمیان منعقد ہوئی۔

کونسل نے اسلامی نقطہ نظر سے جینیاتی انجینئرنگ اور فطری انسانی جینوم پر موصول ہونے والے تحقیقی مقالات اور اس موضوع پر سن ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۸ کو کویت کی اسلامی طبی تنظیم اور عالمی فقہ اسلامی اکیڈمی کی کونسل کے تعاون سے منعقد ہونے والے گیارہویں طبی فقہ سمپوزیم / اجلاس کی جاری کردہ سفارشات کا جائزہ لینے اوراس پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے درج ذیل قرار داد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً اس معاملے پر قطعی فیصلے کو اکیڈمی کے آئندہ اجلاس تک ملتوی کیا جائے۔

ثانیاً اکیڈمی کی صدارت کو ایک خصوصی سمپوزیم / اجلاس منعقد کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے تاکہ اس موضوع کا گہرا مطالعہ کیا جاسکے، اور جو سفارشات سامنے آئیں وہ انہیں کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين. وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد: ۱۹۴(۹/۲۰)

قرائن اور علامات سے ثبوت (جدید صورتیں)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بیسواں اجلاس عوامی جمہوریہ الجزائر کے شہر اوران میں ۲۶ شوال سے ۲ ذی القعدہ ۱۴۳۳ ہجری بمطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲ م میں منعقد ہوئی۔

کونسل نے قرائن اور علامات سے ثبوت کی جدید صورتوں کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً تعریف القرینۃ:

قرینہ اس امر ظاہر کو کہا جاتا ہے جس سے کسی نامعلوم چیز کی معرفت میں فائدہ اٹھایا جائے۔

ثانیاً انواع القرائن:

قرینہ کا ایک وسیع مفہوم ہے جو مختلف اعتبارات سے کئی اقسام پر مشتمل ہے۔ سائنسی ترقیات کی وجہ سے قرائن کی کئی نئی صورتیں اور قسمیں سامنے آئی ہیں، جیسے کہ انگوٹھے کا نشان، تصویر، آڈیو ریکارڈنگ، الیکٹرانک دستخط، برقی پیغامات وغیرہ

ثالثاً بنیادی اصول یہ ہے کہ فیصلہ کسی ایسی شرعی دلیل کے ساتھ کیا جائے جو حق کو واضح کردے یعنی اقرار، گواہی یا قسم کے ساتھ فیصلہ کیا جائے، لیکن اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہو تو قطعی قرائن پر عمل کرنا جائز ہے، خواہ وہ قرائن نص سے ثابت ہوں یا قضا سے، اسی بنیاد پر درج ذیل احکام کا اجرا ہوگا:

۱. مالی حقوق اور حدود و قصاص کے علاوہ دیگر جرائم کے ثبوت میں جدید قطعی قرائن پر اعتماد کرنا جائز ہے۔
۲. معاملات کے قیام میں قرائن پر اس وقت تک اعتماد کرنا جائز ہے، جب تک کہ ان کا کوئی باطل کرنے والا نہ ہو۔
۳. حقوق وغیرہ کو ثابت کرنے کے لیے غیر قطعی قرائن سے ایسی صورت میں استیناس کیا جاسکتا ہے جب کہ فیصلہ میں دیگر قابلِ اطمینان دلائل موجود ہوں۔

رابعاً جینیاتی نقوش

سائنسی نقطۂ نظر سے جینیاتی نقوش ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں حیاتیاتی تولید اور شخصیت کی تصدیق کے ثبوت میں، خصوصاً طبِ شرعی کے میدان میں عموماً غلطی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس کا درجہ ان قوی قرائن تک پہنچا ہوا ہے جن کو اکثر فقہاء شرعی حدود کے علاوہ دیگر فیصلوں میں اپناتے ہیں اور یہ دورِ حاضر میں قیافہ شناسی (جس کا جمہور مذاہبِ فقہیہ متنازع نسب کے ثبوت میں سہارا لیتے ہیں) کے میدان میں ایک زبردست اور جدید اضافہ ہے، ہاں، شرط یہ ہے کہ یہ مختلف لیبارٹریوں سے لیا گیا ہو۔

جن صورتوں میں قیافہ پر عمل کیا جاتا ہے، ان میں جینیاتی نقوش سے نسب ثابت کرنے کے معاملہ میں بطریقہ اولیٰ استیناس کیا جاسکتا ہے اور یہ درج ذیل حالات ہیں:

۱. فقہاء کرام کی مجہول النسب سے متعلق ذکر کردہ تنازع کی مختلف الانواع تمام صورتوں میں۔
۲. ہسپتالوں اور نوزائیدہ بچوں کی نگہداشت کے مراکز وغیرہ میں مشتبہ پیدائش کے معاملات میں، نیز ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے اشتباہ کی صورت میں۔

۳. حادثات اور آفات کی وجہ سے بچوں کے کھو جانے اور مخلوط ہونے کے واقعات میں جبکہ بچوں کی شناخت ممکن نہ ہو، نیز ان صورتوں میں جب جنگوں یا دیگر وجوہات کی بناء پر ملی ہوئی لاشیں ناقابلِ شناخت ہوں۔

خامساً نسب کی نفی اور لعان کرنے میں جینیاتی علامات پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم

نبی اعظم ﷺ کی شان میں امریکہ میں بنائے گئے گستاخانہ فلم کے متعلق عالمی اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على رسول الله سيدنا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين،

وبعد،

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کی کونسل نے اپنا بیسواں اجلاس عوامی جمہوریہ الجزائر کے شہر اوران الباہیہ میں ۲۶ شوال تا یکم ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۸ دسمبر ۲۰۱۲م منعقد کیا۔ کونسل نے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بعض دشمنانِ اسلام کی طرف سے نبی اعظم حضرت محمد ﷺ کی شانِ اقدس کو مجروح کرنے کی غرض سے بنائے گئے فلم پر انتہائی تشویش کا اظہار کیا۔

یہ عمل، جو کہ آسمانی قوانین، بین الاقوامی منشور اور انسانی اقدار سے متصادم ہے، ملت اسلامیہ کے جذبات کو اس کی مقدس ترین ہستی کے بارے میں بھڑکاتا ہے، اور وہ مقدس ہستی نبی محترم، رسول معظم حضرت محمد ﷺ ہیں جو تمام جہانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ نیز یہ عمل امتِ اسلامیہ کے علاوہ دیگر زندہ ضمیر رکھنے والی اقوام کو بھی برانگیختہ کرتا ہے۔ یہ عمل امن و سلامتی کی خدمت نہیں ہے، بلکہ اس سے انتہاء پسندی پروان چڑھتی ہے اور ایسے نتائج سامنے آتے ہیں جو قابلِ تعریف نہیں۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اس اشتعال انگیز عمل اور قابلِ مذمت رویے اور برے رویوں کے حامل لوگوں سے صادر ہونے والی دیگر تمام چیزوں کی مذمت کرتے ہوئے درج ذیل قرارداد منظور کی:

اوّلاً آزادی ایک مطلق قابلِ قدر چیز نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق ذمہ داری سے ہے، اور اس کی شرط یہ ہے کہ یہ دوسروں کے اخلاقی اور مادی حقوق پر اثر انداز نہ ہو۔ چنانچہ مذاہب کے مقدّسات اور ان کے متّبعین کی شان میں گستاخی کی جرات کرنے کی آزادی کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے؟ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک سے زیادہ مواقع میں اس کی تاکید کی ہے، چنانچہ اس نے اپنی انسٹھویں کانفرنس، جو گیارہ نومبر سن ۲۰۰۴ء میں منعقد ہوئی، میں مذاہب کے درمیان مکالمہ کے حوالے سے ایک قرارداد جاری کی، جس میں مذاہب کی شکل کو بگاڑنے کا مقابلہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ مذاہب کے درمیان باہمی مشورہ اور مکالمے تہذیبوں اور امن کی ثقافت کی دو اہم جہتیں ہیں۔

حقوق انسانی کمیٹی (۶۱ ویں سیشن) میں کچھ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں اور فرقوں پر ہونے والی تکلیفوں، میڈیا میں اسلام کی منفی تصویر کشی اور مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک پر مبنی قوانین کے نفاذ اور مسلمانوں کو نشانہ بنانے کا حوالہ دیا گیا۔ اور کمیٹی نے مذاہب کی شکل بگاڑنے کا مقابلہ کرنے کے لیے متعلقہ فیصلوں کو اپنانے پر قرارداد جاری کی، نیز کمیٹی نے عالمی ممالک سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ کسی بھی مذہب اور اس کے پیروں کاروں کے خلاف نسل پرستی اور زینو فوبیا پر مبنی خیالات اور مواد کے پھیلاؤ اور امتیازی سلوک، عداوت اور ظلم پر برانگیختہ کرنے والی چیزوں کو روکنے کے لیے سخت اقدامات کریں۔

اس قرارداد کے سب سے اہم پہلوؤں میں یہ دعویٰ ہے کہ مذاہب کی شبیہ کو مسخ کرنا باہمی اور اجتماعی نفرت کا باعث ہے اور انسانی حقوق کو پامال کرنے کا باعث بنتا ہے، نیز یہ مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان پرُامن معاشرے اور باہمی احترام پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔

ثانیاً کونسل اسلام اور مسلمانوں کے مسائل سے نمٹنے کے لیے انتخابی عمل کو مسترد کرتی ہے، اور جن ممالک میں یہ گھناؤنے اقدامات کیے گئے تھے ان ممالک کی قیادت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان اقدامات کے پھیلاؤ کو روکا جائے اور صرف ایسی مذمت پر اکتفاء نہ کیا جائے جس میں مجرموں کا مواخذہ کرنے اور انہیں روکنے کے لیے کوئی حقیقی کارروائی نہ ہو۔

ثالثاً کونسل اسلامی ممالک کے رہنماؤں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ہتک آمیز واقعات کے خلاف سخت موقف اختیار کریں اور ان ممالک کی قیادت کو ان ممالک کے مفادات اور قوم اوران کی ثقافت کے درمیان تعلقات کے مستقبل پر پڑنے والے اثرات سے خبر دار کریں۔

رابعاً کونسل مغربی سول سوسائٹی کی تنظیموں، معزز عالمی لوگوں اورزندہ ضمیروں کواس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ اس غیر معمولی رویّے کی مذمت کریں اوراہلِ مذاہب کے عقائد اوران کی مقدّس علامات کی حفاظت کرنے والے مہذّب اقدار کوزندہ کرنے کے لیے اکھٹے ہو جائیں۔

کونسل اقوامِ متّحدہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اسلام، اس کے شعائر، اور مقدّسات کے خلاف اکسانے والے اقدامات کے خلاف چند ایسے فیصلوں کا اجراء کرے جن میں ان کو جرم قرار دیا جائے۔

خامساً اکیڈمک کونسل مسلمانوں سے ان مشتبہ حالات کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتی ہے، اور یہ کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کا اظہار شریعت کے اصولوں کے ساتھ اچھی طرح نظم وضبط کے ساتھ پرُامن انداز میں ہو، جس میں جانوں اوراملاک کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور سفارتی وسیاسی مِشنوں کی مخالفت نہ کی جائے، بلکہ تمام معاہدات اور وعدوں اوراسلامی تعلیمات اور اقدار کا پاس رکھا جائے۔

سادساً کونسل کی جنرل اکیڈمی مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے واضح راستے پر چلتے ہوئے غمخواری کولازم پکڑنے اورآپ کے راہ نماہونے کوزمین پر ایک مجسم شکل دینے اور آپ ﷺ کے پیغام کو پھیلانے کے لئے محنت کرنے کی ترغیب دیتی ہے، کیوں کہ آپ ﷺ دنیا کے مختلف انسانوں کے لیے رحمت بناکر بھیجے گئے ہیں۔ اس بات کو متعارف کرایا جائے اور اس غلط تصویر کو درست کیا جائے جس کو اسلام دشمن اپنارہے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کے دلوں میں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کا دین محفوظ ہے اوراسلام ہی غالب ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل اپنے کلمے کوبلند کرتے ہیں اور اپنے نبی کی مدد کرتے ہیں اوران کی دعوت کو تمام جہاں پر ظاہر کرکے ان کے دشمن کو پسپا کر دیتے ہیں، جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: إنا كفينك المستهزئين (الحجر:٩٥)[یقین رکھو کہ ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں سے نمٹنے کے لیے کافی

ہیں جو(تمہارا) مذاق اڑاتے ہیں]اور دوسری جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:إن شانئك هو الأبتر(الکوثر:۳)[یقین جانو! تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے)۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القدس شہر اور مسجد اقصیٰ کے بارے میں بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل کا بیان

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على رسول الله سيدنا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل نے اپنا بیسواں اجلاس عوامی جمہوریہ الجزائر کے شہر اوران الباہیہ میں ۲۶ شوال تا یکم ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۸ دسمبر ۲۰۱۲ م میں منعقد کیا۔

اسرائیلی قابض حکام القدس شہر کو یہودی بنانے اور اس کی بابرکت مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنے کی پیہم کوشش کر رہے ہیں اور مسجد اقصیٰ کے اردگرد کے وسیع اراضی پر بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کر کے مسلسل قبضے کر رہے ہیں، چنانچہ جنوبی جانب سے مسجد اقصیٰ سے سلوان محلہ، اور مغربی جانب سے پرانے شہر کو مسجد اقصیٰ سے الگ کیا جارہاہے، اسی طرح جنوبی جانب سے مسجد اقصی کی نگرانی میں جو زمینیں ہیں ان میں متوہم قبروں کی کھدائی کی گئی ہے اور مسجد اقصیٰ کے احاطے اور سامنے والی مرکزی عمارت کے نچلے حصے میں مسلسل کھدائی کی جارہی ہے جو کہ عمارت کے گرنے کا سبب بن سکتا ہے، یہ تمام مندرجہ بالا امور کونسل کے مدنظر ہیں، نیز کونسل ان تمام کارروائیوں کو انتہائی تشویش کے ساتھ دیکھ رہی ہے اوران مجرمانہ اقدامات کی بالکل ایسی ہی شدید مذمّت کرتی ہے جیسا کہ وہ مسجد کو زمانی اور مکانی طور پر تقسیم کرنے اوراس میں نئی حقیقت مسلّط کرنے کے لیے قابض حکام کی طرف سے مسجد کے صحنوں پر بار بار دراندازی کی مذمّت کرتی ہے، خواہ وہ قابض حکومت کے عہدیداروں کی طرف سے ہو یا انتہا پسند یہودی گروہوں کی طرف سے ہو۔

ان تمام باتوں کی مذمت کرتے ہوئے کونسل نے عوامی جمہوریہ الجزائر کے شہر اوران میں منعقدہ اپنے بیسویں اجلاس میں اس بات کی تصدیق کی کہ:

مسجد اقصیٰ اپنی تمام تر سہولیات، میدانوں اور علاقوں کے ساتھ صرف مسلمانوں کے لیے ہے اور کسی کو اس کے کسی بھی حصے میں تصرّف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، نیز وہ مسجد اقصیٰ کے تقدّس کی پامالی کا ذمہ دار قابض حکام کو ہی ٹھہراتی ہے اور وہ زمین کے مشرق اور مغرب کے مسلمانوں، حکومتوں اور قوموں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ القدس شہر اور مسجد اقصیٰ کے سلسلے میں اپنی دینی ذمہ داری قبول کریں۔ وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرب جمہوریہ شام کے حالیہ واقعات پر بین الاقوامی فقہ اکیڈمی کونسل کا بیان

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على رسول الله سيدنا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين

وبعد:

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل نے عوامی جمہوریہ الجزائر کے شہر اوران میں ۲۶ شوال ۱۴۳۳ ہجری بمطابق ۹/ ۱۳/ ۲۰۱۲ء کو منعقد کیا۔

کونسل کے مدنظر وہ واقعات و حوادث ہیں جو گذشتہ اٹھارہ ماہ سے زائد عرصے کے دوران جمہوریہ عربیہ سوریہ میں واقع ہوئے ہیں، کونسل کی نظر میں آزادی، وقار اور ناانصافی ختم کرنے کے وہ مطالبات بھی ہیں جو شام کی عوام کی طرف سے کئے جا رہے ہیں۔ ان مطالبات کا آغاز پرامن مظاہروں سے ہوا، لیکن اس سے نمٹنے کے لئے حکومت نے قتل، اور اموال، عزت اور گھروں کو تباہ کرنے کے طریقوں کا سہارا لیا، ان مظالم کی مذمت کرنے کے لیے کونسل یہ اعلان کرتی ہے:

اوّلاً کونسل شامی عوام کی آزادی، وقار اور عزت کے مطالبات میں اس کے ساتھ اپنی حمایت کا اعلان کرتی ہے۔

ثانیاً کونسل کی طرف سے اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ شامی ریاست متحد ہے، اور گروہ بندی، تفرقہ اور تقسیم کی ہر آواز کی مذمت کرتی ہے۔

ثالثاً پرامن مظاہرین کے خلاف وحشیانہ جارحیت، ان کا قتل اوران کے ساتھ درندگی کے معاملات کی مذمت کرتی ہے، اور ساتھ ساتھ شہروں اور دیہاتوں کی تباہی اور کھیتوں اور نسل کی ہلاکت کی مذمّت کرتی ہے۔

رابعاً   شامی حکومت سے جارحیت اور قتل وغارت، خونریزی اور تمام مسلح مظاہروں کو فوری بند کرنے کا مطالبہ کرتی ہے۔

خامساً   گرفتار قیدیوں کی جلد از جلد رہائی کا مطالبہ کرتی ہے۔

سادساً   شامی حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ زخمیوں کے علاج اور غذا و دوا سے محروم لوگوں کی امداد کے لیے متعلقہ تمام اداروں کو فعال کرے۔

سابعاً   عالمی برادری اور دنیا کے تمام ممالک سے اپیل ہے کہ وہ شامی عوام کا ساتھ دینے اور ان کے مفادات کے لیے ایک صف میں کھڑے ہوں۔

ثامناً   دنیا کے تمام ممالک اور عوام سے اپیل ہے کہ شام کے لوگوں کو انسانی بنیادوں پر امداد فراہم کرنے، شہریوں کی حفاظت اور پناہ گزینوں، بے گھر افراد اور زخمیوں کو جلد از جلد امداد فراہم کریں۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین

قراردادیں اور سفارشات

اکیسواں اجلاس

منعقدہ: ریاض سعودی عرب

۱۵تا۱۹محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

۱۸تا۲۲نومبر ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۵(۱/۲۱)

مالی معاملات میں ہیجنگ (کَور)

منظمة التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

"مالی معاملات میں ہیجنگ" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس موضوع پر قرارداد کے اجراء کو مزید تحقیق اور مطالعہ کے لیے مؤخر کیا جارہا ہے، تاکہ آنے والی تحقیقات اور مطالعات اسلامی مالیاتی اداروں کے ہیجنگ اور کنونشل ہیجنگ کے شرعی متبادل کو شامل ہوں۔

واللہ الموفّق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۶(۲/۲۱)

اسلامی صکوک کے موضوع کا تکملہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

"اسلامی صکوک کے موضوع کی تکمیل" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور خاص طور پر اجارہ موصوفہ فی الذمہ میں اجرت کو مؤجّل کرنے کے احکام اور محلِ عقد کی تعیین سے قبل اجارہ موصوفہ فی الذمہ کے صکوک کی تجارت کا حکم، اور تبعیت اور غلبہ کے معیارات اور ان کی صورتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد اور مجلس میں ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:

قرارداد

اولا اجارہ موصوفہ فی الذمہ میں اجرت کو مؤجّل (ادھار) کرنے کا حکم

۱۷. مواصفات کے ذریعہ محدّد منافع کو کرائے پر دینے کی صورت میں اجرت کو معجّل (کیش) کرنا ، مؤجّل (مؤخّر) کرنا اور قسط وار مقرر کرنا جائز ہے۔

۱۸. مواصفات کے ذریعہ محدّد اشیاء کو کرائے پر دینے کی صورت میں اجرت کا استحقاق اس وقت ہو گا جب مستاجر کو منفعت کے استعمال پر قدرت دی جائے، لہٰذا اگر طے شدہ مدّت میں مستاجر کو منفعت سے فائدہ اٹھانے (اور استعمال کرنے) پر قدرت نہیں دی گئی تو اجرت کا استحقاق ثابت نہ ہو گا۔

۱۹. خدَمات کے اجارہ (جس میں عمل بھی ہو) میں اجرت کو معجّل، مؤجّل اور قسط وار مقرر کرنا جائز ہے۔

۲۰. ما قبل میں ذکر کردہ ان تمام معاملات میں یہ ضروری ہے کہ بیع الدین بالدین، ربح مالم یضمن یا ایسی چیز کی بیع لازم نہ آئے جو بائع کے پاس نہ ہو، کیوں کہ یہ سب شرعاً ممنوع ہیں۔

ثانیا محلّ عقد متعین کرنے سے پہلے اجارہ موصوفہ فی الذمہ کے صکوک کی تجارت کا حکم

۱. کونسل اپنی قرارداد نمبر ۱۸۸ (۳/۲۰) کی تاکید کرتی ہے۔

۲. جس عین کی منفعت حاصل کرنا مقصود ہو، اس عین کی تعیین سے پہلے اعیان موصوفہ فی الذمّہ (غیر متعین مواصفات کے ساتھ محدّد اشیاء) کے منافع کی ملکیت کے صکوک کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے۔

۳. جن خدمات کا مواصفات کے ساتھ محدد فریق سے لیا جانا طے ہو، اس فریق کی تعیین سے پہلے ان خدمات کی ملکیت کے صکوک کا تبادلہ جائز نہیں ہے، الا یہ کہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی رعایت رکھی جائے۔ البتہ فریق کے تعیّن کے بعد ان صکوک کی تجارت جائز ہے۔

۴. جو صکوک ایسے اعیان کی نمائندگی کرتے ہیں جنہیں بنوایا جائے گا اور اجارہ موصوفہ فی الذمہ کے طور پر کرائے پر بھی دیا جائے گا، ان کی تجارت شیءِ مستصنع میں باقاعدہ کام شروع ہونے سے پہلے جائز نہیں ہے۔

ثالثا صکوک جاری کرنے کی بعض صورتیں

۱. کونسل اپنی قرارداد نمبر ۱۸۸ (۳/۲۰) کی تاکید کرتی ہے۔

۲. اگر صکوک کسی منصوبے کے اثاثوں یا کسی معین سرمایہ کاری کی سرگرمی کی نمائندگی کرتے ہوں جس میں نقود، دیون، اعیان اور منافع سب مخلوط ہوتے ہیں، تو اس پر قرارداد نمبر ۱۸۸ کی پانچویں شق کی دفعہ (۳، أ) درج ذیل تفصیل کے مطابق لاگو ہوگی۔

۵. اگر دیون اور نقود معین اثاثوں، منافع، انتظامی آلات اور معاشی سرگرمیوں سے آزاد ہوں، تو ان کے صکوک اور اکائیوں کا اجراء اور ان کی تجارت جائز نہیں، الا یہ کہ ان میں اعیان (اثاثے) اور منافع غالب ہوں۔

۶. جب حاملینِ صکوک کی ملکیت یا کسی معاشی سرگرمی سے جڑے انتظامی آلات کے یونٹس میں نقود اور دیون پیدا کرنے والے عناصر شامل ہوں اوران کا کوئی مستقل قانونی اور شرعی وجود بن چکا ہو، تو اس صورت میں ان صکوک اوراکائیوں کا اجراء اور ان کی تجارت تبعیت (تابع ہونے) کے اصول کی بنیاد پر جائز ہے۔

۷. سابقہ فقرہ میں بیان کردہ معاشی سرگرمی سے مراد وہ عمل ہے جو جائز طریقے کے مطابق نقود اور دیون پیدا کرے۔

۳. ماقبل میں جس قرارداد کا ذکر کیا گیا کونسل اس کے چھٹے پیراگراف میں بیان کردہ تفصیل کی تاکید کرتی ہے۔ اوروہ یہ ہے کہ: کونسل سے جو قراردادیں جاری ہوتی ہیں وہ اپنے جاری ہونے کے وقت سے ہی مؤثر ہوں گی، ان قراردادوں کے جاری ہونے سے پہلے جو معاملات ہوئے ہوں بشمول ان صکوک کے جو کسی اجتہاد یا معتبر شرعی فتویٰ کی بنیاد پر جاری کیے گئے ہوں ان میں یہ قراردادیں مؤثر نہیں ہوں گی۔

۴. غلبہ اور تبعیت کی مناسبت سے کونسل یہ رائے دیتی ہے کہ ان (غلبہ اور تبعیت) کے متعلق قرارداد جاری کرنے کو مؤخّر کیا جائے اور کونسل ان کے متعلق تحقیقات کو قیدِ تحریر میں محفوظ کرنے کی سفارش کرتی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۷(۲۱/۳)

تیز رفتاری اور لاپرواہی کی وجہ سے گاڑی چلانے والوں کی مجرمانہ ذمہ داری

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

"تیز رفتاری اور لاپرواہی کی وجہ سے گاڑی چلانے والوں کی مجرمانہ ذمہ داری" ایک اہم اور قابلِ توجہ موضوع ہے اور خاص طور پر سواریوں کے حادثات اور افراد و سوسائٹی پر ان کے برے اثرات میں اضافہ کو دیکھتے ہوئے کونسل نے اس پر غور و فکر اور مناقشہ کیا اور ان مناقشوں اور پیش کردہ علمی تحقیقات پر مطلع ہونے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً کونسل ٹریفک حادثات کے موضوع پر اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس میں جاری کردہ اپنی اس قرارداد ۷۱(۸/۲) کو دہراتی اور اس کی تاکید کرتی ہے جو یکم تا ۷ محرم ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ جون ۱۹۹۳م کو دارالسلام برونائی کے شہر بندر سیری بگاوان میں ہونے والے اجلاس میں پیش کی گئی تھی۔

ثانیاً ٹریفک کے جن اصولوں سے مفاد عام وابستہ ہے ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

ثالثاً گاڑی کے ڈرائیور کے لیے ایسا کام کرنا کہ جس سے خود اسے یا کسی اور کو نقصان پہنچے ناجائز ہے، اور ایسے کام کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا وہ ضامن ہو گا، مثلاً:

أ. لال بتّی کی خلاف ورزی کرنا.

ب. حد سے زیادہ تیز رفتاری.

ج. جائزہ لینے کے لیے گاڑی دوڑانا یا غیر قانونی طور پر مسابقہ کرنا

د. گاڑی کی حفاظت اور چلانے میں لاپرواہی اور غفلت برتنے کے نتیجے میں نقصان ہونا

ان کاموں کے نتیجے میں کوئی جانی یا مالی نقصان ہو جائے تو صورتحال کے مطابق عمد، شبہ عمد یا خطا کی صورت میں اس کی مجرمانہ ذمہ داری اٹھانی پڑے گی اور حاکم (قاضی) اپنی صوابدید کے مطابق اسے مناسب سزا دے سکتا ہے۔

رابعاً کونسل اسلامی ممالک میں متعلّقہ حکام سے سفارش کرتی ہے کہ وہ ٹریفک قوانین کی پابندی کی اہمیت کو پھیلانے اور ان قوانین کی خلاف ورزی کے نتیجے میں فرد اور معاشرے پر ہونے والے اس کے برے اثرات سے متعلق آگاہی پیدا کرنے کی مہم چلائیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۸(۲۱/۴)

غذاء اور دواء میں استحالہ (حالت کی تبدیلی) اور استہلاک (ہلاک ہونا)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳م کو منعقد ہوا۔

اسلامک آرگنائزیشن فار میڈیکل سائنسز کی طرف سے کویت میں بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کے تعاون اور حسن ثانی فاؤنڈیشن برائے سائنسی اور طبی تحقیق بمتعلق رمضان المبارک، اسلامی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (ISESCO) اور عالمی ادارہ صحت کے علاقائی دفتر کی شراکت سے "صحت کے بعض مسائل سے متعلق اسلام کا نظریہ" کے موضوع پر ۸ تا ۱۱ صفر ۱۴۱۸ھ، بمطابق ۱۴ تا ۱۷ جون ۱۹۹۷م کو مراکش کے شہر کازابلانکا میں منعقدہ طبی فقہی سمپوزیم کی سفارشات کا جائزہ لینے اور کونسل میں اس پر ہونے والے مناقشات کو سننے کے بعد اور خاص طور پر استحالہ واستہلاک اور غذاء ودواء میں اضافی اشیاء شامل کرنے سے متعلق غور وفکر کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

قرارداد

اوّلاً ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ شریعت کے احکام کی پابندی کرے، خاص طور پر غذاء اور دواء کے معاملات میں، تاکہ اس کا کھانا، پینا اور علاج پاکیزہ ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انسان کے لیے اتباعِ شریعت کو آسان کر دیا ہے، کیوں کہ اتباع شریعت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانی ضرورت اور حاجت کی رعایت رکھی ہے اور اس کے لیے شرعاً کئی اصول مقرر کر دیئے گئے ہیں، ذیل میں چند بنیادی اصول ملاحظہ فرمائیں:

- الضرورات تبيح المحظورات (ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں)

- الحاجة تنزل منزل الضرورة عامة کانت أو خاصة(**حاجت خواہ عام ہو یا خاص، ضرورت کے قائم مقام ہو جاتی ہے**)
- الأصل في المنافع الاباحة مالم یقم دلیل معتبر علی الحرمة (**منافع میں اصل اباحت ہے، جب تک کہ حرمت پر کوئی معتبر دلیل قائم نہ ہو**)
- الأصل فی الاشیاء الطهارة، مالم یقم دلیل معتبر علی النجاسة (**اسی طرح اشیاء میں اصل طہارت ہے، جب تک کہ نجاست پر کوئی معتبر دلیل قائم نہ ہو جائے**)
- لایعتبر تحریم أکل الشيء أو شربه حکماً بنجاسته شرعاً(**کسی چیز کے کھانے پینے کو محض اس کی نجاست کی وجہ سے شرعاً حرام نہیں قرار دیا جاسکتا**)

ثانیاً حرام یا نجس چیزیں اپنے آپ یا غذاء اور دواؤں میں شامل کرنے سے شرعاً دو طریقوں سے مباح مادوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں:

أ. استحالہ

فقہی اصطلاح میں استحالہ: ناپاک یا حرام چیز کی حقیقت اور عین کا دوسری ایسی چیز سے تبدیل ہو جانا جو اپنے نام، خصوصیات اور صفات میں پہلی سے مختلف ہو۔

اور عام سائنسی اصطلاح میں اِسے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مکمل کیمیائی تبدیلی ہے، جیسا کہ تیل اور چربیوں کو مختلف ذرائع سے حاصل ہونے کے باوجود صابن میں تبدیل کرنا، اسی طرح مادے کا اپنے مختلف اجزاء میں مل کر گل جانا، جیسے تیل اور چکنائیوں کو ترش چکنے مادوں اور گلیسرین میں بدل دیا جانا۔

کیمیائی تبدیلی جیسا کہ فنّی سائنسی ذرائع کو اسی مقصد کے لیے استعمال کرنے سے ہوتی ہے، ایسا ہی – پوشیدہ اور غیر محسوس طریقے سے -ان صورتوں میں بھی ہوتی ہے، جن کو فقہاء نے بطورِ مثال ذکر کیا ہے، جیسا کہ:

- سرکہ بن جانا
- دباغت
- جلانا

البتہ اگر کیمیائی تبدیلی جزوی طور پر ہو تو اسے استحالہ نہیں قرار دیا جاتا، اور ایسی صورت میں اگر وہ چیز ناپاک و نجس ہو تو وہ اپنی نجس حالت پر برقرار رہتی ہے اور اس کا استعمال جائز نہیں ہوتا۔

اسی اصول پر درج ذیل احکام متفرع ہیں:

۱. حرام یا ناپاک جانور کے اضافی مرکبات میں اگر استحالہ ہو جائے تو سابقہ اصطلاح کے مطابق وہ پاک سمجھی جائیں گی اور غذا و دواء میں ان کا استعمال حلال ہو گا۔

۲. ناپاک یا حرام مادوں سے نکالے گئے کیمیائی مرکبات، جیسا کہ بہتا ہوا خون، سیورتیج کا پانی، یا جن میں حسبِ اصطلاح سابق استحالہ نہ ہوا ہو تو ایسے مرکّبات کا خوراک اور دواؤں میں استعمال جائز نہیں ہے، جیسے خونی سا سیج، خونی دلیہ (سیاہ پڈنگ)، خونی ہیم برگر، خون پر مشتمل بچوں کی غذائیں، خون کا پاستہ، خون ملا سوپ وغیرہ، یہ سب ناپاک شمار ہوں گے اور ان کا کھانا حرام ہے کیوں کہ ان میں ایسا بہتا ہوا خون شامل ہے جس کا استحالہ نہیں ہوا ہے۔

جہاں تک خون کے پلازما کا تعلق ہے - جسے انڈے کی سفیدی کا سستا متبادل سمجھا جاتا ہے - اور اس کا پائی، سوپ، سا سیج، ہیم برگر اور ہر قسم کی پیسٹری (بیکری آئٹم) جیسے کیک، بسکٹ، پڈنگ، روٹی، دودھ کی مصنوعات، بچوں کی ادویات اور غذاؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح اس کو آٹے میں بھی ملایا جاتا ہے، چنانچہ یہ حلال ہے، کیوں کہ نام، خصوصیات اور صفات میں خون سے مختلف ہے، لہٰذا اس پر خون کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

ب. استہلاک

کونسل نے اس بات پر اتفاق کیا کہ استہلاک سے متعلق فیصلے کو مزید تحقیق کی غرض سے مؤخّر کیا جائے۔

سفارش

۱. غذاؤں اور دواؤں میں استعمال ہونے والی جیلاٹین نکالنے کے لیے شرعی طریقے سے ذبح شدہ جانوروں کی کھال اور ہڈیوں سے فائدہ اٹھایا جائے، تاکہ قومی دولت محفوظ ہو اور ایسی مشتبہ چیزوں کے استعمال سے بچا جاسکے جو شرعاً غیر مقبول آخذ سے حاصل کئے جاتے ہوں۔

۲. اسلامی ممالک کے حکام سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ دواؤں اور غذاؤں کی صنعتوں (فیکٹریوں) کا مشاہدہ کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ خام مال اور تیاری کے طریقے شرعاً منظور شدہ شرائط اور مواصفات کے مطابق ہوں۔

۳. اسلامی ممالک کے حکام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اشیاء خورد ونوش تیار کرنے اور محفوظ کر کے درآمد کرنے والی کمپنیوں پر یہ لازم کر دیں کہ وہ ہر پیکج کے تمام اجزاء کو تفصیل سے واضح طور پر قومی زبان میں لکھ دیں۔

۴. کویت کی اسلامی تنظیم برائے میڈیکل سائنسز سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ خوراک اور ادویات کے شعبے میں ہونے والی نئی پیش رفت کی پیروی کرے اور ان پیش رفتوں کا جائزہ لینے اور ان کے شرعی احکام کو واضح کرنے کے لیے اکیڈمی کے ساتھ ایک مجلس کے انعقاد پر تعاون کرے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۱۹۹(۲۱/۵)

فنکاری کے کاموں میں انبیاء کرام اور صحابۂ کرام کے مجسمے بنانا

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

"فنکاری کے کاموں میں انبیاء کرام اور صحابۂ عظام کے مجسمے بنانا" کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ تحقیقات پر اطلاع یابی اور اس پر غور و فکر اور مناقشے کے بعد کونسل نے اپنی قرارداد میں اس بات پر اتفاق کیا کہ اس موضوع کو مزید غور و فکر اور تحقیق کے لیے اگلے اجلاس تک مؤخر کیا جائے۔

واللہ الموفّق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلي أله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۰(۲۱/۶)

بیمۂ تعاونی کی بنیادوں سے متعلق شرعی احکام اور ضابطے

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵تا۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳م کو منعقد ہوا۔

بیمۂ تعاونی کی بنیادوں سے متعلق شرعی احکام اور ضوابط" کے موضوع سے متعلق کونسل نے ۲۰اور ۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۳۰ اپریل و یکم مئی ۲۰۱۳م کو جدّہ شہر میں ایک سیمینار منعقد کیا، جس کا مقصد ۲۶ شوال تا ۲ ذوالعقدہ ۱۴۳۳ھ، مطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲م کو اوران شہر (عوامی جمہوریہ الجزائر) میں ہونے والے کونسل کے بیسویں اجلاس میں منظور شدہ قرارداد نمبر ۱۸۷(۲۰/۲) کی تنفیذ تھا، چنانچہ کونسل نے اس سیمینار کی سفارشات کا جائزہ لینے اور کونسل میں اس پر ہونے والی بحث اور مناقشہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

بیمۂ تعاونی ایک جدید عقد ہے اور یہ قرآن وسنّت سے ماخوذ تعاون کے اصول پر مبنی ہے۔

انشورنس (بیمہ) کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

الاول تجارتی بیمہ (کمرشل انشورنس)

اس کا مقصد انشورنس کی پالیسی میں خطرات پر معاوضہ کے طریقہ کار کے مطابق نفع حاصل کرنا ہے اور جہاں تک کمپنی سے اس کے انتظام کا تعلق ہے تو کمپنی کا مقصد بھی نفع حاصل کرنا ہوتا ہے۔

الثانی غیر تجارتی بیمہ (اسلامک انشورنس)

اس کا مقصد نفع کا حصول نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد اس میں شریک افراد کا نقصان برداشت کرنے اور اس کا ازالہ کرنے میں حصہ لینے کا مفاد حاصل کرنا ہے۔

بیمہ کی اس دوسری قسم پر مختلف اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں:

- تامین تعاونی (بیمۂ تعاونی)
- تامین تکافلی (بیمۂ تکافلی)
- تامین تبادلی (بیمۂ تبادلی)
- تامین اسلامی (بیمۂ اسلامی)

بیمۂ تعاونی (اسلامی انشورنس) اور تجارتی بیمہ (کمرشل انشورنس) میں چند فرق ہیں، جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

١. تامین تعاونی اسلامی ایک جماعت یا مختلف سماجی جماعتوں کے درمیان خطرات کو برداشت کرنے میں شرکت وتعاون کو کہا جاتا ہے، اس میں نفع حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا، اسی وجہ سے اسے عقود معاوضہ میں شمار نہیں کیا جاتا اور اس میں غرر معاف کر دیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں تک تجارتی بیمہ (کمرشل انشورنس) کا تعلق ہے، تو وہ ایک عقد معاوضہ ہے جس کا مقصد انشورنس لینے والے سے معاوضہ لے کر اس کے خطرات انشورنس کمپنی کو منتقل کرنا ہے۔ اور اس پر ان معاملات ومعاوضاتِ مالیہ کے احکام منطبق ہوتے ہیں جن میں غرر مؤثر ہوتا ہے۔

٢. بیمۂ تعاونی کے اطراف کے درمیان تعلق: بیمۂ تعاونی کے فنڈ میں شریک افراد اور انتظامی ادارہ اس کے اطراف ہیں، اور تجارتی بیمہ کے اطراف کمپنی اور حاملینِ دستاویزات (Policy holder) ہیں۔

٣. فنڈ: کے اثاثے، پالیسی ہولڈر، ان کے سرمایہ کے منافع اور منظور شدہ ریزرو فنڈ کے مجموعے سے بنتے ہیں۔ جہاں تک کمرشل انشورنس کا تعلق ہے تو اس میں اس طرح کا فنڈ نہیں ہوتا۔

۴. منتظم کمپنی: یہ وہ ادارہ ہے جس کی ذمہ داریوں میں انشورنس کی پالیسی بنانا،انشورنس کی سرگرمیوں، فنڈ کے اثاثوں کی منافع بخش سرمایہ کاری کا انتظام سنبھالنا ہے۔ کمرشل انشورنس میں کمپنی ہی انشورنس کرتی ہے اور انشورنس کی تمام قسطیں اسی کی ملکیت ہوتی ہیں اور نفع اور سرپلس کمرشل انشورنس کمپنی کا ہوتا ہے۔

۵. بیمۂ تعاونی میں پالیسی ہولڈر اور بیمہ لینے والا در حقیقت ایک ہی ہوتا ہے، لیکن اس کی دو الگ حیثیتیں ہوتی ہیں، جبکہ تجارتی بیمہ میں یہ مکمل طور پر دو الگ الگ افراد ہوتے ہیں: شرکاء بیمہ حاصل کرنے والے ہوتے ہیں اور انشورنس کمپنی بیمہ دینے والی ہوتی ہے۔

٦. بیمۂ تعاونی میں منتظم ادارہ فنڈ میں شریک افراد (پالیسی لینے والوں) کی طرف سے باہمی عقد کا وکیل ہوتا ہے، خواہ ادارہ شرکاء میں سے کچھ منتخب لوگوں کی کمیٹی ہو یا کوئی خاص کمپنی ہو یا عام مالیاتی ادارہ ہو اور اسے اس وکالت کے بدلے اجرت لینے کا حق حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ وہ تجارتی بیمہ میں ایک فریق اصلی ہے اور عقد اسی کے نام سے ہوتا ہے۔

۷. بیمۂ تعاونی میں بیمہ کمپنی قسطوں (مشترکہ حصص) کی مالک نہیں ہوتی، اس لئے کہ تمام اقساط شرکاء (پالیسی ہولڈرز) کے فنڈ کی ملکیت ہوتی ہیں لیکن تجارتی بیمہ میں کمپنی (ادارہ) ہی تمام قسطوں کی مالک ہوتی ہے، کیوں کہ وہ کلیم کی مقدار (کی ادائیگی) کے التزام کے عوض اقساط کی مالک ہو جاتی ہے۔

۸. اخراجات اور معاوضوں کی کٹوتی کے بعد جو منافع اور اقساط باقی رہ جائیں وہ فنڈ کے اکاؤنٹ کی ملکیت ہوتی ہیں، اور یہ اضافی رقم (سرپلس) ہوتی ہے، جس میں تصرف فنڈ کے ضوابط کے مطابق کیا جاسکتا ہے، لیکن تجارتی بیمہ میں اس کا کوئی تصوّر نہیں ہے، کیوں کہ وہاں عقد اور قبضے سے تمام قسطیں کمپنی کی ملکیت ہو جاتی ہیں اور تجارتی بیمہ میں اُسی کو آمدنی اور نفع سمجھا جاتا ہے۔

۹. منتظمہ کمپنی کے اخراجات کاٹنے کے بعد اصل اقساط کے سرمایہ سے حاصل شدہ آمدنی بیمۂ تعاونی کی پالیسی لینے والوں کے مشترکہ فنڈ کو ملتے ہیں، اور تجارتی بیمہ میں یہ منافع بیمہ کمپنی کو ملتے ہیں۔

۱۰. تامینِ تعاونی کے فنڈ کے تصفیہ کی صورت میں فنڈ میں موجود رقم کو یا تو فلاحی کاموں میں خرچ کیا جائے گا یا اس وقت جو شرکاء ہوں گے انہیں دیا جائے گا (جیسا کہ مادہ نمبر تیرہ میں بیان ہوا ہے) اور تجارتی بیمہ میں یہ سرمایہ اس کے حصہ داروں کو ملے گا۔

۱۱. بیمۂ تعاونی میں کمپنی شریعت کے احکام اور شرعی اداروں کے فتاوٰی کی پابند ہوتی ہے، جبکہ تجارتی بیمہ اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

۱۲. چند بنیادی اصول بیمۂ تعاونی اور تجارتی بیمہ میں مشترک ہیں، اور یہ درج ذیل ہیں:

أ. **انشورنس کی مصلحت (مفاد) کا اصول:** یہ بیمہ کرانے والے اور بیمہ شدہ مال کے درمیان قانونی طور پر ایک مالی تعلق کی بنیاد پر وجود میں آنے والا حق ہے۔

ب. **نیک نیتی کا اصول:** جس خطرے کے پیشِ نظر بیمہ کرایا گیا ہے اس سے متعلق تمام مادی حقائق کو باریک بینی اور مکمل طور پر درست ظاہر کئے جانے کی مثبت اور رضاکارانہ ذمہ داری، خواہ اس کی درخواست کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔

ج. **براہِ راست سبب قریب کا اصول:** یہ وہ مؤثر سبب ہے جو خود حوادث کے سلسلہ کا سبب ہو اور یہ سبب ایسا ہو کہ وہ کسی مستقل نئے ذریعہ سے پیدا ہونے والے عامل کی مداخلت کے بغیر ان حوادث سے حاصل ہونے والے نتیجہ کا سبب بنے۔

د. **معاوضہ کا اصول**

ہ. **باہمی شرکت کا اصول**

و. **حل اور حقوق کا اصول**

اور بیمۂ تعاونی اپنے چند اصولوں میں تجارتی بیمہ سے منفرد ہے، ان میں سے بعض اصول یہ ہیں:

أ. تمام معاملات اور عقود میں شرعی احکام کی پاسداری کرنا۔

ب. حرام اور ممنوع چیزوں اور معاملات میں بیمہ نہ کرنا۔

ج. کسی بھی سودی لین دین میں ملوّث نہ ہونا۔

ذیل میں **بیمۂ تعاونی** اسلامی کے بنیادی اصول وضوابط کا ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

پہلا مادّہ بیمۂ تعاونی کی تعریف

بیمۂ تعاونی یہ ہے کہ شریعت کے منظم احکامات اور مستحکم معاہدوں کے مطابق چند ایسے لوگوں کا جنہیں کوئی خاص قسم **کا خطرہ** یا مختلف قسم کے خطرات لاحق ہوں، اس معین خطرے کے نتیجے میں لاحق ہونے والے نقصانات کے بدلے میں بطورِ تعاون فنڈ میں ایک مبلغ معیّن (متعین رقم) دے کر شریک ہونا، جس میں مقصد نفع کا حصول نہیں ہوتا۔

دوسرا مادّہ بیمۂ تعاونی کے فنڈ کے انتظام کی شکلیں

بیمۂ تعاونی کا انتظام ایک مستقل جماعت سنبھال لے جو شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرے، اور یہ جماعت درج ذیل طریقے اپنا سکتی ہے، جن میں سے اہم یہ ہیں:

أ. پالیسی ہولڈرز میں سے ایک بااختیار کمیٹی ہو۔

ب. تامین کی تنظیم کے لیے ایک مخصوص کمپنی ہو۔

ج. ریاست یا مختلف ممالک کے ایک گروپ کی جانب سے ایک عمومی ادارہ قائم کیا جائے، جو اسی کے تابع ہو۔

تیسرا مادّہ فنڈ اور متعلقہ ادارہ کے درمیان تعلق

بیمہ کے فنڈ اور منتظمہ ادارہ کے درمیان تعلق درج ذیل کے مطابق ہونا چاہیے:

أ. بیمہ کی سرگرمیوں کے انتظام کے وقت ان کا آپس میں تعلق اجرت کے عوض یا بلا اجرت وکالت کا ہوتا ہے۔

ب. سرمایہ کاری کی صورت میں ان کا آپس میں تعلق عقدِ وکالت اور عقدِ مضاربت کے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔

وکالت کی صورت میں یا تو وکالت بالاجرۃ ہوگی یا وکالۃ بلا اجرۃ ہوگی اور مضاربہ کی صورت میں منتظمہ ادارہ آپس میں طے شدہ تناسب کے مطابق نفع کا حقدار ہوتا ہے، لیکن نقصان رب المال کے ذمہ ہوتا ہے، بشرطیکہ وہاں کوئی تعدّی یا غفلت اور نظام یا شرائط کی مخالفت نہ پائی جائے۔

چوتھا مادّہ　　　اجرت ادارہ کے ذمہ واجب ہے

اجرت ادارہ پر دو صورتوں میں ہو گی:

أ. بیمۂ تعاونی کی سرگرمیوں کا انتظام جب عقدِ وکالت کے احکام کے مطابق ہو تو منتظم ادارہ اس کے بدلے میں جو اجرت اور معاوضہ لے گا وہ یا تو یکمشت متعین رقم کی صورت میں ہو یا مشترکہ حصوں کے فیصدی تناسب سے ہو۔

ب. عقدِ مضاربت کے مطابق شرکاء کے فنڈ کے اثاثوں کی سرمایہ کاری کے انتظام کی صورت میں منتظم ادارہ (مضارِب) نفع میں فیصدی حصہ لے سکتا ہے۔ اور اگر سرمایہ کاری عقدِ وکالت کے احکام کے مطابق ہو، تو اس صورت میں اجرت اور معاوضہ یا تو یکمشت متعین رقم ہو یا سرمایہ کے تناسب سے ہو۔

پانچواں مادّہ　　　مشترکہ اثاثوں کی ملکیت اور سرمایہ کے منافع (آمدنی)

مشترکہ اثاثے اور سرمایہ کاری سے حاصل شدہ خالص آمدنی بیمۂ تعاونی کے فنڈ کا حق ہیں اور اس میں پالیسی ہولڈرز کے حقوق بیمہ کے نظام، معاوضہ میں استحقاق کی شرائط اور سرپلس کے مطابق مقرر کیے جائیں۔

چھٹا مادّہ　　　بیمہ کی سرگرمیوں کا انتظام کرنے والے ادارہ کی اجرت مقرر کرنے کا اصول

بیمہ کے منتظم کے معاوضہ اور اجرت کی تعیین بیمہ کے ادراہ سے آزاد ایک ادارہ مثلاً بیمہ کی نگرانی کرنے والے ادارہ کی جانب سے مقرر کردہ یا فنڈ کے نمائندوں یا کسی بھی ایسی کمیٹی کے ساتھ منتظمہ ادارے کی بات چیت کے دوران سامنے آنے والے منصفانہ معیارات کے مطابق کرنی چاہیے۔

ساتواں مادّہ　　　فنڈ کی ذمہ داری

امدادی فنڈ ہر قسم کے مالی نقصان کو برداشت کرے گی، خواہ وہ سرمایہ کاری سے متعلق ہو یا بیمہ کی سرگرمیوں سے متعلق ہو، البتہ اگر نقصانات کسی تعدّی، غفلت و کوتاہی اور شرائط یا منتظمہ ادارہ کی جانب سے مقررہ نظاموں کی مخالفت کی وجہ سے ہوں، تو اس صورت میں ادارہ ہی ان کا ذمہ دار ہو گا۔

آٹھواں مادّہ　　　فنڈ کا سرپلس (اضافی رقم)

فنڈ کا سرپلس وہ مالی بیلنس ہے جو جمع شدہ فنڈ کے مجموعے، کاروبار کے منافع، تمام معاوضات کو ادا کرنے، تمام

اخراجات کی کٹوتی، سرمایہ کا کوٹہ، ضروری ریزرو، اور فنڈ پر واجب الاداء ذمہ داریوں کو نکالنے کے بعد باقی رہ جائے۔

اور مکمل سرپلس (اضافی رقم) کو فنڈ کے لیے محفوظ کرنا یا مکمل سرپلس یا اس کے کچھ حصے کو پالیسی ہولڈرز پر انصاف کے تقاضوں اور فنڈ کے اصولوں کے مطابق تقسیم کرنا درست ہے۔

نواں مادّہ　　بیمۂ تعاونی کے فنڈ کے عاجز ہو جانے کی صورتیں

بیمۂ تعاونی کے فنڈ کا واجب الاداء ذمہ داریوں کی ادائیگی سے عاجز ہونے کی صورت میں منتظم کمپنی غیر ضروری طور پر مندرجہ ذیل امور میں سے کسی ایک یا کئی کا سہارا لے سکتی ہے:

أ. کسی تیسری فریق سے قرضہ لینا.

ب. منتظمہ ادارے کی جانب سے فنڈ کو قرض حسن دینا.

ج. شراکت کی رقم کو بڑھانا، جبکہ شرکاء راضی ہوں.

د. معاوضے سے فائدہ اٹھانے والوں کے ساتھ معاوضے کی رقم کو کم کرنے یا انہیں قسطوں میں ادا کرنے پر اتفاق کرنا.

نیز شرعی نگران ادارہ کی منظوری کے بعد دیگر مناسب اختیارات کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔

دسواں مادّہ　　ری انشورنس (انشورنس کمپنی کا آگے بیمہ کرانا)

۱. بیمۂ تعاونی کمپنی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ری انشورنس (یعنی آگے کسی اور بیمہ کمپنی سے بیمہ کرانے) سے متعلق عقود کو یقینی بنائے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ ری بیمۂ تعاونی متعلق تمام جاری شدہ اور موصول شدہ سرگرمیاں شرعی احکام اور شرعیہ بورڈ کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہوں۔

۲. بیمہ کمپنیاں اس بات کو یقینی بنالیں کہ ری بیمہ کرنا اسلامی ری بیمہ کمپنیوں کے ساتھ ہو، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو معقول وجوہات کی بنا پر ضرورت کے مطابق روایتی (کنونشنل) بیمہ کمپنیوں سے ری بیمہ کرایا جاسکتا ہے، بشرطیکہ یہ شرعیہ بورڈ کے مقرر کردہ دیگر مناسب ضوابط کے مطابق ہو۔

چند ضوابط یہ ہیں:

أ. روایتی ری انشورنس کمپنیوں کو تفویض کردہ بیمہ کم سے کم کیا جائے۔

ب. بیمۂ تعاونی کا مدیر ادارہ منطبقہ شرعی صورتوں کے علاوہ ادا کردہ ری بیمہ کی قسطوں کو کاروبار میں نہ لگائے، اسی طرح بیمہ کے ادارہ کے لیے ان کمپنیوں کے کاروبار کی آمدنی سے حصہ کا مطالبہ کرنا بھی جائز نہیں ہے، جب وہ شریعت کے خلاف ہو، نیز وہ ان کمپنیوں کو کاروبار سے ہونے والے نقصان کا ذمہ دار بھی نہیں ہے۔

ج. بیمۂ تعاونی کا ادارہ روایتی (کنونشل) ری انشورنس کمپنیوں کے پاس محفوظ کردہ اپنی رقم پر کوئی سود نہ دے، اور وہ خود بھی اپنی محفوظ رقم کے بدلے میں کوئی سود نہ لے، بشرطیکہ یہ رقم کی حفاظت بیمۂ تعاونی کی کمپنیوں میں ہو، ری بیمہ کمپنیوں میں نہ ہو۔

د. روایتی انشورنس کمپنیوں کے ساتھ یہ معاہدہ ممکنہ طور پر کم سے کم مدّت کے لیے ہو۔

گیارہواں مادّہ شریعت اسلامیہ کے احکام کی پابندی

بیمہ کمپنی پر لازم ہے کہ وہ اپنے تمام اقدامات، سرگرمیاں اور کاروبار و سرمایہ کاری میں شریعت کے احکام کی پابندی کرے۔

بارہواں مادّہ شرعی نگرانی

بیمۂ تعاونی کے فرم / ادارہ پر لازم ہے کہ وہ "اسلامی بینکوں کی سرگرمیوں سے متعلق شرعی نگرانی کے کردار کی اہمیت، شرائط اور عملی طریقۂ کار" کے موضوع سے متعلق عالمی فقہ اکیڈمی کی کونسل کی قرارداد نمبر ۱۷۷ (۱۹/۳) کے مطابق اپنے ہاں ایک شرعیہ بورڈ مقرر کرے اور شرعی آڈٹ سسٹم بنائے۔

تیرہواں مادّہ فنڈ کا تصفیہ

تامین تعاونی کے فنڈ کے تصفیہ کی صورت میں فنی اور قانونی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد اس کے تمام اثاثے فنڈ کے اصولوں اور شرعیہ بورڈ کی جنرل کمیٹی کے اصولوں کے مطابق رفاہی کاموں یا شرکاء میں منصفانہ بنیادوں پر تقسیم کیے جائیں گے اور کوئی بھی چیز فنڈ کے مدیر کو دینا جائز نہیں ہے۔

چودھواں مادّہ جھگڑوں کو حل کرنا

بیمۂ تعاونی کے ادارے اور پالیسی ہولڈرز کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات موجودہ قوانین اور اصولوں کی روشنی میں نمٹائے جائیں اور جھگڑا ہونے کی صورت میں سب سے پہلے صلح اور پھر تحکیم (ثالثی) کا سہارا لیا جائے، لیکن اگر یہ مشکل ہو تو تنازعہ مجاز و مختص عدالتی حکام کو بھیج دیا جائے۔

پندرہواں مادّہ   تامینِ تعاونی کے فنڈ کے شرکاء کے درمیان تعلق

بیمۂ تعاونی کے فنڈ کے شرکاء کے باہمی تعلق کی حقیقت یہ ہے کہ چند افراد کی جماعت کا فائدہ حاصل کرنے یا خود کو لاحق ہونے والے نقصان سے بچنے کے پیشِ نظر ایک مخصوص رقم دے کر آپس میں ایک تعاونی رشتہ قائم ہے اور یہ تعاون معاوضہ، تنگی اور نفع کے حصول پر مبنی نہیں ہے، بلکہ معافی، ہمدردی اور ایک دوسرے کو حقوق کی اجازت دینے پر مبنی ہے۔ اور اس طرح کے معاملات میں غررِ کثیر سے بھی صرفِ نظر کیا جاتا ہے اور اس میں سود بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ شریعت میں اس کے کئی شواہد ہیں:

اوّلاً   تقویٰ اور نیکی میں تعاون کا حکم

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وتعاونوا على البر والتقوى" [المائدة: ٢] (اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقوی پر)

ثانیاً   اشعریین کی حدیث

عن أبي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ان الأشعريين إذا أرملوا في الغزو أو قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسموه بينهم في اناء واحد بالسوية فهم مني وأنا منهم" (متفق عليه)

حضرت ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جنگ کے دوران اشعریوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا یا (فرمایا کہ) ان کے اہل و عیال کا مدینہ میں کھانا کم ہو گیا، تو جو کچھ ان کے پاس تھا انہوں نے وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیا پھر اپنے آپس میں اسے برابر برابر تقسیم کر لیا، سو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

علاّمہ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس حدیث میں اشعریوں کی فضیلت کا بیان ہے اور اس کے ساتھ قربانی، ہمدردی، دورانِ سفر زادِ راہ کو ملانے اور حضر میں کھانے کے کم ہونے کی صورت میں

اسے کسی چیز میں اکٹھا کر کے تقسیم کرنے کی فضیلتیں بیان کی جارہی ہیں۔البتہ اس تقسیم سے کتبِ فقہ میں بیان کردہ مخصوص شرائط کے ساتھ معروف تقسیم مراد نہیں ہے،جو اموالِ ربویہ میں منع ہے اوراس میں مواسات وغیرہ کی شرط نہیں ہے،بلکہ اس سے مراد ایک دوسرے کے لیے اپنامال مباح کردینا اور جو کچھ موجود ہے اس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنا ہے(شرح النووی علی مسلم:١٦ / ٦٢)۔

ثالثاً نہد اور مناہدہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے لیے ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے:" كتاب الشدكة، باب :الشركة فى الطعام، والنهد والعروض ،وكيف قسمة مايكال ويوزن مجازفة أو قبضة لما لم ير المسلمون فى النهد بأساً أن ياكل هذا بعضا وهذا بعضا ، وكذلک مجازفة الذهب والفضة و القرانُ في التمر"(کتاب الشرکت،باب: کھانے،نہد اور سامان میں شرکت،اور جو چیزیں اندازے یا قبضے سے کیل اوروزن کی جاتی ہیں ان کی تقسیم کا طریقہ،مسلمانوں نے نہد میں کوئی حرج نہیں سمجھا کہ کچھ یہ کھالے اور کچھ وہ کھالے،اسی طرح سونے اور چاندی اور کھجوروں کو ملانے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھا)اور نہد سے مقصود مسافروں کی کسی جماعت کا سفر کے اخراجات میں شریک ہو جانا اور پھر اسے سب پر تقسیم کرنا ہے۔علاّمہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: نہد نون کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ ہے اس کا معنٰی ہے کہ کسی قوم / جماعت کا اپنے اخراجات اپنے ساتھیوں کی تعداد کے مطابق نکالنا،کہا جاتا ہے : تناھدوا اور ناھد بعضہم بعضا۔اور عام طور پر یہ سامان اور کھانے میں باہمی شرکت ہوتی ہے،جس میں اموالِ ربویہ بھی داخل ہوتے ہیں،لیکن نہد میں اس سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے،کیوں کہ اس کے جواز پر دلیل موجود ہے۔(فتح الباری: ٥/ ١٢٨)

سولہواں مادّہ فنڈ کی آزادی

بیمۂ تعاونی کے فنڈ کو قانوناً ایک شخص اعتباری کا درجہ دے کر اس کے حساب(اکاؤنٹس)کو مدیر کے حسابات سے مکمل طور پر الگ کر کے شرکاء کے تبرّعات وغیرہ سے بالکل الگ اور آزاد کردیا جائے،اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ رفاہِ عام کی غرض سے وقف النقود کا ایک وقف بنادیا جائے۔

سترہواں مادّہ فنڈ سے رقم نکالنا

بیمۂ تعاونی اپنے دستاویزات میں شرعیہ بورڈ کی طرف سے مقرر کردہ نظام اور شرائط وضوابط کے مطابق اس طور پر رقم واپس نکالنے کا نظام بنائے جس سے دوسروں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

اٹھارہواں مادّہ بیمہ میں شرکت

۱. شراکت کا تعیّن اعداد وشمار کی تکنیکی بنیادوں پر مبنی شماریات کی مہارت (Actuarial) کے اصولوں کے مطابق کیا جاسکتا ہے،اور اس میں اس بات کو مدِ نظر رکھا جائے گا کہ خطرہ متغیر ہے یا غیر متغیر، نیز خطرہ کی نوع،اس کی مدّت اور بیمہ کی رقم کے ساتھ اشتراک کا تناسب کیا ہے۔

۲. جس خطرے کا بیمہ کرایا گیا ہے وہ محض شریک کے ارادے سے متعلق نہ ہو،بلکہ ممکن الوقوع ہونا اور کسی حرام معاملے سے اس کا تعلق نہ ہو۔

انیسواں مادّہ حلول

فنڈ کو پہنچنے والے ضرر کا سبب بننے والے کو کئے جانے والے دعاوی اور حقوق میں فنڈ کا ادارہ فنڈ کے شریک (پارٹیسپنٹ) کے قائم مقام ہو گا، جسے فنڈ نے تلافی فراہم کی ہے۔اور (ان دعاوی) سے سے جو کچھ حاصل ہو گا وہ فنڈ میں جائے گا۔

بیسواں مادّہ ذمہ داری اٹھانا

انشورنس پالیسی میں یہ شرط رکھی جاسکتی ہے کہ جس کے لیے بیمہ لیا جارہا ہے اسے یکمشت متعین رقم یا اپنے آپ یا فریقِ ثالث کی طرف سے ہونے والے نقصانات کے عوض ایک فیصدی رقم کا ذمّہ دار بنایا جائے۔

اکیسواں مادّہ اقساط کی ملکیت

مشترکہ سرمایہ فنڈ کی ملکیت ہوسکتا ہے،اور ایسی صورت میں پالیسی لینے والوں کی ملکیت پریمیم کی ادائیگی کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی ،اسی بنیاد پر پالیسی لینے والوں میں سے ہر ایک مشترکہ سرمایہ میں اپنی ملکیت سے تنازل کرتا ہے اور بیمہ کے نظام میں دو اختیارات میں سے ایک کا تعیّن کرتا ہے۔

سفارشات

۱. عالمِ اسلام میں ان احکام، اصولوں اور شرائط سے متعلقہ حکام کو آگاہ کیا جائے اور خاص طور پر ان اصولوں اور نظاموں کو جاری کرنے والے ذمہ دار اداروں، تامین تعاونی کی کمپنیوں اور اس معاملہ میں مہارت رکھنے والوں کو آگاہ کیا جائے۔

۲. کونسل کی "اسلامی ممالک کو اعلی پیمانے پر مرکزی شرعی نگران ادارے (جو مالیاتی اداروں اور بیمۂ تعاونی کے اداروں میں شرعی معاملات کی نگرانی کریں) بنانے کی دعوت" کے موضوع پر قرارداد نمبر ۱۷۷ (۱۹/۳) کو بروئے کار لایا جائے۔

۳. بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی نگرانی میں اسلامی مالیاتی صنعت کے بنیادی ڈھانچے کے اداروں کی شرکت کے ساتھ ایک بین الاقوامی شرعی کونسل کا قیام ہو۔

- ان میں سب سے نمایاں ادارہ بحرین میں اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے اکاؤنٹنگ اور آڈیٹنگ کا ادارہ ہے۔
- جدہ میں اسلامی ترقیاتی بینک۔
- ملائیشیا میں اسلامی مالیاتی خدمات کونسل.
- مملکت بحرین میں اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کی جنرل کونسل۔

مجلس کے اہم ترین کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ بیمہ تعاونی اور اسلامی بینکاری کو منظم کرنے والے معاییرِ شرعیہ جاری کئے جائیں، اور ان معیارات کی منظوری اکیڈمی کی جانب سے ہو اور نگران حکام اور اداروں کی طرف سے ان کو اپنایا جائے، تاکہ وہ اسلامی مالیاتی اداروں کے کام کو کنٹرول کرنے والے قوانین کے طور پر کام کریں۔

اسلامی ترقیاتی بینک اور اکیڈمی کی جنرل سیکریٹیریٹ مجلس کے اس عمل کی صورت تشکیل دینے کے لئے باہم رابطہ میں رہیں۔

۴. مجمع کی جنرل سیکریٹیریٹ بیمۂ تعاونی کے بعض معاملات کی مزید تحقیق کرے، ان میں درج ذیل شامل ہیں:

- بیمۂ تعاونی میں بین الاقوامی تجربات کو سامنے لایا جائے، اور اس قرارداد میں منظور شدہ اصولوں سے اس کی وابستگی کو جانچا جائے۔
- منتظمہ ادارے کو بیمہ کی سرگرمیوں کے انتظام پر جو عوض سرپلس کے تناسب یا ایک حصہ کے طور پر دیا جاتا ہے اور یہ مشترکہ اخراجات کی کٹوتی کیے بغیر اس کے تمام کاروبار کا عوض ہوتا ہے، اس کی تحقیق کی جائے۔
- منتظمہ ادارے کو بیمہ کی سرگرمیوں کے انتظام پر اجرت اس طور پر دی جائے کہ کچھ فیصدی تناسب جمع شدہ پریمیم کی رقم میں سے ملے اور کچھ فیصدی تناسب سرپلس کی رقم سے دیا جائے، تاکہ بیمہ کے منتظم ادارے کو اس کی حسنِ کارکردگی پر انعام ملے۔
- اسلامک انشورنس کے لیے وقف کی بنیاد کا مطالعہ کیا جائے۔

واللہ الموفّق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۱(۶/۲۱)

بجلی کا کرنٹ لگانے کے بعد ذبح شرعی جدید پیش رفتہ معاملات کی روشنی میں

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

کونسل نے "بجلی کا کرنٹ لگانے کے بعد ذبحِ شرعی (جدید پیش رفتہ معاملات کی روشنی میں)" کے موضوع پر مقالات پر اطلاع یابی اور کونسل میں اس پر ہونے والی غور وفکر اور مناقشہ کے بعد درج ذیل قرارد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً کونسل "ذبائح" سے متعلق اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل کی قرارداد نمبر ۹۵(۳/۱۰) کو دہراتی اور اس کی تاکید کرتی ہے۔

ثانیاً جدید پیش رفتہ معاملات سے متعلق کونسل اپنی سیکریٹیریٹ کو کونسل کے بعض اراکین اور ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کی ذمہ داری سونپ رہی ہے جو ان ممالک کا تفصیلی دورہ کریں جہاں سے گوشت درآمد کیے جاتے ہیں۔اس کمیٹی کی اہم ذمہ داریاں یہ ہوں گی:

۱. ایسے معیارات بنائیں جو ذبح کے شرعی اصولوں پر مشتمل ہوں۔

۲. ماقبل میں جس قرارداد کا حوالہ دیا گیا،اس کے مطابق اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ گوشت پیدا کرنے والی صنعتوں میں ذبح شرعی احکامِ ذبح کے مطابق ہو۔

۳. اسلامی ممالک کے لیے معیارات اوراوصاف وشرائط مقرر کرنے والے ادارے (CIMEC) سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ متعلقہ اداروں کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹس کی ساکھ معلوم کرلے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۲(۲۱/۷)

مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان مکالمہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

کونسل نے "مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان مکالمہ" کے موضوع پر مقالات پر اطلاع یابی اور کونسل میں اس پر ہونے والی غور و فکر اور مناقشہ کے بعد درج ذیل قرارد منظور کی:

قرارداد

۱. کونسل کی سابقہ قراردادوں کی تاکید کی جاتی ہے اور خاص طور پر قرارداد نمبر ۹۸(۱۱/۱) جو وحدتِ اسلامیہ سے متعلق ہے اور قرارداد نمبر ۱۵۲(۱۷/۱) جس کا موضوع "الإسلام والأمة الواحدة ، والمذاهب العقدية والفقهية والتربوية" (اسلام، ایک امّت اور فقہی، تعلیمی اور عقیدے کے مذاہب) ہے کی تاکید کی جاتی ہے۔

۲. مذاہبِ اسلامیہ کے پیروکاروں کے درمیان مکالمہ کا مطلب مختلف مذاہبِ اسلامیہ کے پیروکاروں کا تعصّب سے دور ہو کے مشترکہ، متقاربہ یا معاشرتی تصورات تک پہنچنے کے لیے آراء کا تبادلہ کرنا۔

۳. مکالمہ زندگی کے تسلسل اور سالمیت کے لیے ایک سماجی ضرورت ہے اور یہ ایک ملّت کے پیروکاروں کے درمیان ایک ایسی دنیا میں بہت زیادہ ضروری ہے، جہاں اتحادی جماعتوں اور حلیفوں کی کثرت ہے۔

۴. مکالمہ کے چند آداب ہیں جن سے مزین ہونا ضروری ہے، اور ان میں سے اہم آداب یہ ہیں:

- اخلاص

- مخالف کا احترام
- تعصّب سے دور ہونا
- دوسرے پر غالب آنے اور حجت بازی کے جذبے سے دور ہونا
- قائل کرنے کے لیے بہترین اسلوب کو اختیار کرنا
- مجادلہ بالحسنیٰ کرنا

۵. مکالمے کے چند اصول ہیں، جن کی وجہ سے مکالمہ چلتاہے اور اس کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے، چند اہم اصول درج ذیل ہیں:

أ. ایک واضح حوالہ (مرجع) پر اتفاق ہو۔ واضح حوالے سے مراد علماءِ امّت کے متفقہ اصولِ استدلال ہیں، ان اصولوں کی پابندی پر زور دیا جائے۔

ب. محل اتفاق اور محل اختلاف کی حدبندی کی جائے اور مختلف فیہ امور میں بحث کے لیے متفق علیہ کو بنیاد بنایا جائے، تاکہ بقائے باہمی برقرار رہے اور ہر فریق دوسرے کی رائے کا احترام کرے، جب تک کہ وہ رائے کتاب وسنّت کے صریح نص اور اجماعِ امّت کے خلاف نہ ہو۔

ج. مکالمے کا محل اجتہادی اور ظنی مسائل ہیں، رہی بات مسائلِ قطعیہ کی تو وہ مکالمے کا محل نہیں ہیں، البتہ مسائلِ قطعیہ کے بارے میں یہ بحث ہوتی ہے کہ دوسرے مسائل کو ان پر قیاس و انطباق کیسے کیا جائے۔

٦. اس موضوع پر دسویں پروگرام میں جو کچھ کہا گیا اس کی تنفیذ کے لیے، نیز خادمِ حرمین شریفین کی دعوت پر ۵،٦ ذوالقعدہ ۱۴۲٦ھ ، بمطابق ۷،۸ دسمبر ۲۰۰۵م کو منعقد ہونے والے غیر معمولی سربراہی اجلاس میں جاری کردہ قرارداد کی تنفیذ کے لیے عالمی فقہ اکیڈمی کونسل کے تیار کردہ خطّہ پر اعتماد کیا جائے۔ اور یہ خطہ تنظیمِ اسلامی تعاون کو پیش کیا گیا تو اس پر بڑے (سینئر) علماء (جنہیں ۲۸ جولائی ۲۰۰۸م تنظیم کے سیکرٹری جنزل کی دعوت پر بلایا گیا تھا) نے بھی اعتماد کا اظہار کیا۔ اور اس خطے کو متعلقہ اداروں میں تقسیم بھی کیا جائے۔

سفارش

۱۔ اس بات پر زور دیا جائے کہ امہات المؤمنین، صحابۂ کرام، آل بیت اور مذاہبِ اسلامیہ کے تمام پیروکاروں کا احترام واجب ہے اور ان کی توہین اور شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی نہ کی جائے۔

۲۔ مسلمانوں کی کسی ایسی جماعت کی تکفیر کرنا حرام ہے جو اللہ و رسول ﷺ اور ارکانِ اسلام اور ارکانِ ایمان پر ایمان رکھتی ہو اور دین کے ضروری امور میں سے کسی کا انکار نہ کرتی ہو۔

۳۔ مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے کے باوجود تمام مسلمانوں کا خون محفوظ ہے اور ان کے درمیان جنگ مطلقاً ممنوع ہے۔

۴۔ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں میں مذہبِ مخالف کی منظّم دعوت دینے سے روکا جائے، کیوں کہ یہ فتنہ اور تفرقہ کا باعث ہے اور بغض اور کینہ کو ہوا دیتا ہے۔

۵۔ سابقہ سفارشات کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے، ذرائعِ ابلاغ (میڈیا) پر پھیلانے اور مختلف سیاسی مواقع پر اپنانے کے لیے رکن ممالک تک پہنچایا جائے۔

۶۔ کونسل مختلف سیمینار اور مشاورتی مجالس کا انعقاد کرے، جن کا مقصد یہ ہو کہ تمام رکاوٹیں دور کر کے مذاہبِ اسلامیہ کے پیروکاروں کے درمیان مکالمے کو گہرا کیا جائے اور مشترکہ اصولوں اور اقدار پر زور دیا جائے، نیز رواداری، اعتدال اور میانہ روی کی ثقافت کو پھیلایا جائے۔

واللہ الموفق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۳(۲۱/۹)

جینیات، جینیاتی انجینیئرنگ اور انسانی جینوم (مجین)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔

بین الاقوامی اسلامی اکیڈمی کا کویت کی اسلامی تنظیم برائے میڈیکل سائنسز کے تعاون سے جینیات، جینیاتی انجینیئرنگ اور انسانی جینوم (جینوم) کے موضوع پر جدہ (سعودی عرب) میں ۱۳ تا ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۵ فروری ۲۰۱۳م کو ہونے والے اجلاس جو کہ ۲۶ شوال تا ۲ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۲م کو اوران (عوامی جمہوریہ الجزائر) میں منعقدہ کونسل کے بیسویں اجلاس میں جاری کردہ قرارداد نمبر ۱۶۳(۲۰/۸) کی تنفیذ کے لیے منعقد ہوئی تھی، کی سفارشات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والی بحث مباحثہ اور مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً انسانی جینوم (مجین)

انسانی جینوم (جو کہ انسان کے مکمل جینز کا ایک علامتی نقشہ ہے) انسان کی اپنی ذات کے ساتھ شناخت کا حصہ ہے، اور اس کی تخلیق میں خدا کا فضل ہے اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: " سنريهم ءايتنا في الأفاق وفي أنفسهم "[فصلت: ۵۳] (ہم انہیں اپنی نشانیاں کائنات میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے وجود میں بھی) اور اس جیسی دیگر آیتوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اور چونکہ جینوم پڑھنا بعض موروثی بیماریوں یا ان کے لگنے کے امکان کی پہچان کا ذریعہ ہے، کیونکہ یہ بیماریوں کی روک تھام یا علاج کے لیے اپنی کوششوں میں صحت

اور طبی علوم میں ایک قابل قدر اضافہ ہے، جو کہ معاشرے میں فرض کفایہ کے زمرے میں آتا ہے، اس میں درج ذیل احکامات کو مد نظر رکھا جائے:

۱. انسانی جینوم یا اس کا کچھ حصہ فائدہ مند شعبوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ اس میں کچھ ایسے مصالح ہیں جن کے حاصل کرنے کی شریعت نے ترغیب دی ہے، جیسا کہ پرہیز اور بیماریوں کا علاج معالجہ کرنا۔

۲. انسانی جینوم کا ایسا کوئی استعمال جائز نہیں جو نقصان دہ ہو یا اس میں کسی بھی طریقے سے شریعت کی مخالفت ہو۔

۳. جینوم سے متعلق کوئی تحقیق کرنا یا کوئی علاج یا تشخیص کرنا، اس کی اس طرح کی سرگرمیوں سے وابستہ ممکنہ خطرات اور فوائد کی سابقہ اور درست تشخیص کے بعد ہی جائز ہے، نیز اس کے ساتھ ساتھ اس سے متعلقہ شرعی احکام کی پابندی بھی لازم ہے۔

۴. متعلقہ شخص کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے جینیاتی نقشے کے تجزیہ و تحلیل کے لیے خود شخص یا اس کے شرعی سرپرست سے معتبر شرعی طریقے سے اجازت لینا ضروری ہے۔

۵. ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ بات واضح کر لے کہ وہ جینیاتی نتائج اور اس کے انجام سے متعلق معلومات حاصل کرنے میں رغبت رکھتا ہے یا نہیں۔

۶. تحقیقی مقاصد یا کسی اور مقصد کے لیے محفوظ یا تیار کردہ تمام جینیاتی تشخیص کو خفیہ رکھنا ضروری ہے اور کونسل کی "طبی پیشوں میں رازداری" کے موضوع پر قرارداد نمبر ۷۹ (۱۰/۸) اور "ڈاکٹر کی رازداری" کے متعلق قرارداد نمبر ۱۴۲ (۸/۱۵) میں بتائی گئی صورتوں کے علاوہ ان کی جانچ نہیں کی جائے گی۔" اور ڈاکٹر کے لیے ضروری ہے کہ اگر مریض کسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو تو اس کا راز اس کے خاندان کے سامنے ظاہر کرنے کے لیے اس کی رضامندی حاصل کرے۔ اگر مریض اس پر رضامند نہ ہو تو ڈاکٹر کو اس کے خاندان کے دوسرے لوگوں کی زندگی بچانے کے لیے اسے قائل کرنے اور راضی کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

۷. انسانی جینوم سے متعلق جینیات، جینیاتی نقوش، انسانی جینوم اور جینیاتی علاج کا سمپوزیم جو اسلامی تنظیم برائے میڈیکل سائنسز کے تعاون سے منعقد کیا گیا تھا کی سفارش میں بیان ہونے والے شرعی ضوابط پر زور دیا جائے۔

۸. کسی شخص کو اس کی جینیاتی خصوصیات کی وجہ سے کسی قسم کے امتیازی سلوک کا نشانہ نہ بنایا جائے، جبکہ اس سے مقصود اس کے بنیادی حقوق اور آزادیوں اور اس کی حرمت کو نشانہ بنانا ہو۔

۹. انسانی جینیات یا اس کی کسی بھی تطبیق کے متعلق طبی تحقیقات جاری کرنا جائز نہیں ہے، اور خاص طور پر علمِ حیاتیات (بیالوجی)، جینیاتی اور میڈیکل سائنس کے ان شعبوں میں جو شرعی احکام کے مخالف ہوں اور اسلام کے مقرر کردہ انسانی حقوق کا احترام نہیں کرتے۔

جینیاتی علاج

اس کا مطلب ہے ڈی این اے کے کسی حصے کی منتقلی یا صحت مند جین کی منتقلی، یا صحت مند جین کی جگہ کسی بیمار شخص کے بیمار خلیے میں ایک بیمار جین سے بدلنا تاکہ اس جین کے متعلق مطلوبہ عمل کو بحال کیا جاسکے۔
جینیاتی علاج کی علاج کیے جانے والے خلیے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

النوع الاوّل جسمانی خلیوں کا جینیاتی علاج

یہ جسم کے تمام خلیے ہیں، اور اس کا حکم اس کے مقصود کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے، اگر اس سے مقصود علاج ہے تو یہ چند شرائط کے ساتھ جائز ہے، جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱. علاج کی یہ قسم موجودہ ضرر سے زیادہ کسی بڑے ضرر کا سبب ہرگز نہ بنے۔

۲. غالب گمان ہو کہ اس علاج سے شفاء ملے گی یا درد کم ہوگا۔

۳. اس کا کوئی متبادل ممکن نہ ہو۔

۴. عطیہ کرنے والے اور جس کے لیے عطیہ کیا گیا ہے ان کے اعضاء کی منتقلی (پیوندکاری) میں کونسل کی بیان کردہ قرارداد نمبر ۵۷(۶/۸) میں معتبر شرعی شرائط کو مدِّ نظر رکھا جائے، اور جین کی منتقلی کا عمل اعلیٰ تجربہ اور مہارت کے حامل ایماندار ماہرین کے ذریعے انجام دیا جائے۔

جہاں تک خاص صفات / خصوصیات کو حاصل کرنے کے لیے جینیاتی علاج (تھراپی) کے استعمال کا تعلق ہے، مثلاً شکل بدلنا، تو وہ جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں تغییر خلق اللہ ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے، نیز ضرورت شرعی اور معتبر حاجت شرعی تو دور کی بات ہے، یہ تو عبث (فضول) کام ہے اور انسانی وقار کی توہین ہے۔

النوع الثانی جنسی خلیوں کے لیے جینیاتی علاج

یہ جنسی (نسلی) خلیوں کا جینیاتی علاج ہے، اور اس کا حکم یہ ہے کہ جنسی خلیوں کی جینیاتی تحقیق اس بات کو جاننے کی غرض سے جائز ہے کہ جنسی خلیوں میں کوئی جینیاتی بیماری ہے یا نہیں ہے۔

لیکن جہاں تک موجودہ حالات میں جنسی خلیوں کے جینیاتی علاج کا تعلق ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں شرعی احکام کی رعایت نہیں رکھی جاتی اور خاص طور پر جب نسب میں اختلاط نہ ہو، نیز اس میں خطرہ اور نقصان بھی ہے۔

ثانیاً جینیاتی انجینئرنگ

۱. جینیاتی ساخت کو تبدیل کرنے کی غرض سے جینیاتی نقوش کا استعمال جائز نہیں ہے، اسے نسلِ انسانی کی بہتری کہا جاتا ہے اور انسانی شخصیت کے ساتھ جینیاتی طور پر چھیڑ چھاڑ یا انفرادی ذمہ داری کے لیے اس کی اہلیت میں مداخلت کی کوئی بھی کوشش شریعت کی رُو سے ممنوع ہے۔

۲. نباتات اور حیوانات میں جینیاتی نقوش سے فائدہ اٹھانے میں اصل اباحت اور جواز ہے اور یہ جواز چند ضوابط کے ساتھ مقید ہے، جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

أ. اس کے استعمال سے کوئی فوری یا متوقع نقصان نہ ہو

ب. اس طرح کا استعمال فضولیات اور اسراف سے ہٹ کر کسی جائز اور صحیح مقصد کے لیے ہو۔

ج. قابل اعتماد اور ماہر لوگ اس کی ذمہ داری اٹھائیں۔

۳. جینیاتی نقوش کا استعمال نقصان دہ مقاصد میں کرنا جائز نہیں ہے۔

ثالثاً جینیاتی رہنمائی

جینیائی رہنمائی کا مقصد ممکنہ توقعات، شماریاتی تناسب اور اپنے طلباء کو درست علم فراہم کرنا ہے۔ اور جن افراد اور علاج کرنے والے معالج کے درمیان تعلق ہوتا ہے، ان کی سمت کو متاثر کرنے کی کسی کوشش کے بغیر ان کے لیے قرارداد بنائی گئی ہے۔ جن میں سے اہم یہ ہیں:

أ. بڑے پیمانے پر خاندانوں اور شادی کرنے والے افراد کے لیے جینیاتی مشاورت کی خدمات تیار کرنا، اوراس موضوع پر ماہر افراد کی خدمات حاصل کرنا، اور عوام کو آگاہی فراہم کرنے کے لئے تمام ذرائع استعمال کرنا تاکہ فائدہ عام ہو۔

ب. جینیاتی مشاورت اس قرار داد کے "احتیاطی جینیاتی اسکین" سے متعلق فقرہ کے مطابق ہو اور اس کے نتائج کسی جبری اقدام کا سبب نہ ہوں۔

ج. جینیاتی مشاورت کے نتائج مکمل رازداری کے ساتھ محفوظ کیے جائیں۔

د. جینیاتی مشاورت کے علم کو عام کیا جائے اور صحت اور علاج کے مراکز ، تعلیمی ادارے ، ذرائع ابلاغ (میڈیا) اور عبادت گاہوں تک اسے وسعت دی جائے، اس شرط کے ساتھ کہ جو اسے انجام دیں گے ان میں مکمل قابلیت ہو۔

ہ. ایسے خاندانوں میں جو اپنے بعض افراد میں جینیاتی بیماری کے ابھرنے کی شکایت کرتے ہیں، انہیں بیماری کی منتقلی کو ممکنہ حد تک جاننے کے لیے ڈاکٹروں سے مشورہ کرنا چاہیے۔

جینیاتی علاج کے احکام

جینیاتی علاج سے متعلق احکام مختلف ہیں:

أ. احتیاطی جینیاتی اسکینگ کا حکم

اس قسم کا جینیاتی اسکین کرنا جائز ہے، بشرطیکہ استعمال شدہ ذرائع جائز اور محفوظ ہوں اور انسان کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور جب کسی خاص ملک میں کوئی وباء پھیل جائے یا ملک کو تابکاری یا ایسے زہریلے مواد کا سامنا ہو جن کا جینیات پر اثر ہوتا ہے، تو صاحبِ اختیار کو ضررِ عام کے دور کرنے کی مصلحت کے پیشِ نظر اس طریقے پر زبردستی کرنا بھی جائز ہے، مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ شریعت کے مقاصد اور بنیادی اصولوں کے پیشِ نظر

انسان کے رازوں کی حفاظت کے لیے اس اسکین کے تمام نتائج کی محفوظ طور پر رازداری کی جائے اور انسان کی اس شہرت کی حفاظت کی جائے جس کی حفاظت کا شریعت نے حکم دیا ہے۔

ب. شادی سے پہلے جینیاتی چیک اپ (معائنہ) کا حکم

شادی سے پہلے بھی جینیاتی معائنہ کرانا جائز ہے، مگر شرط یہ ہے کہ یہ جائز اور محفوظ طریقے سے ہو، کیوں کہ اس میں شریعت کے مقاصد حاصل ہوتے ہیں اور خاندان کی جینیاتی بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے، اور حاکم کا کسی عمومی معتبر مصلحت کے تحت اس پر مجبور کرنا جائز ہے۔

ج. نطفہ لگانے سے پہلے تشخیص کا حکم

بچہ دانی کے باہر (ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے) تولیدی عمل (Fertilization) کے بعد نطفہ کے کلچر سے پہلے تشخیص کا عمل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ان تمام ضروری اقدامات کو بروئے کار لایا جائے جو نمونوں (Samples) کی حفاظت کے ضامن ہوں اور انہیں باہم ملنے سے بچائیں۔

د. دورانِ حمل معائنہ کا حکم

اس طریقے کے مختلف طبی ذرائع ہیں، جن کا اجراء حمل کے شروع، درمیان اور آخر کے مختلف مراحل میں کیا جا سکتا ہے، لہٰذا اگر کوئی موروثی بیماری سامنے آئے تو کونسل کی اسقاطِ حمل سے متعلق قرارداد نمبر ۵۶ (۶/۷) کے مطابق حاملہ عورت کے لیے اسقاطِ حمل (حمل کو ناکارہ بنانا) جائز ہے۔

ہ. ولادت کے بعد معائنہ کرانا

نوزائیدہ بچوں کے لیے معائنہ کرانا ضروری ہے، تاکہ ان صورتوں (حالات) میں جلدی پہنچا جائے جن کے علاج کا امکان ظاہر کیا گیا ہے۔

سفارش

۱. جینیاتی امراض سے متعلق شعور اجاگر کیا جائے اور اس کے پھیلاؤ کو کم کرنے پر کام کیا جائے۔

۲. شادی سے پہلے جینیاتی معائنہ کرنے کی حوصلہ افزائی کرنے پر کام کیا جائے، اور اس کا طریقہ ہے کہ مختلف ذرائع ابلاغ، سیمیناروں اور عبادت گاہوں کے ذریعے آگاہی پھیلائی جائے۔

۳. صحت کے اداروں سے انسانی جینیاتی یونٹس کی تعداد بڑھانے کی اپیل کی جائے، تاکہ تولیدی صلاحیت کو بہتر بنانے کی غرض سے جینیاتی رہنمائی پیش کرنے کے لیے ماہر طبیب بڑھا دیئے جائیں اور جینیاتی تشخیص اور علاج کے میدان میں صحت کے خدمات کا دائرہ وسیع کیا جائے۔

۴. اسلامک آرگنائزیشن برائے میڈیکل سائنس اور بااختیار اداروں کو جینیاتی انجینئرنگ کے شعبے میں ہونے والی پیش رفت کی نگرانی کرنی چاہیے۔

۵. اسلامی ممالک سے مطالبہ ہے کہ وہ جینیاتی انجینئرنگ پر اس کے مختلف شعبوں اور معتبر شرعی تطبیقات میں توجہ دیں، اس شعبے میں تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں، جن کی تمام تر کارروائیاں شریعت کے مطابق ہوں اور حتی الامکان یہ آپس میں کامل و مکمل ہوں، اور اس شعبے میں کام کرنے والے حلقہ کو مہارت دی جائے۔ اور اسے مختلف تعلیمی نصاب میں داخل کیا جائے، اور اس کے حقائق کو مختلف ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے عوام الناس میں پھیلایا جائے۔

۶. جو کمپنیاں اور فیکٹریاں حیوانات اور نباتات سے غذائیں تیار کرتی ہیں، ان پر لازم ہے کہ جو چیزیں جینیاتی انجینئرنگ سے بنائی گئی ہوں ان کو عوام کے لیے واضح کر دیں کہ یہ خالصتاً فطری ہے، تاکہ اسے استعمال کرنے والے پوری معرفت کے ساتھ اسکا استعمال کریں۔

۷. مسلم ممالک سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے لیے تجربات کا میدان بنانے سے بچنے کے لیے ضروری احکامات، قوانین اور نظاموں کا اجراء کریں۔

۸. مسلم ممالک میں صارفین کے تحفظ اور آگاہی اداروں کو فعال بنایا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ،والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین، وعلی آلہ و صحبہ أجمعین.

قرارداد نمبر ۲۰۴ (۲۱/۱۰)

جہاد کے نام پر مسلمانوں کے درمیان قتل وقتال

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس سعودی عرب کے شہر ریاض میں مؤرخہ ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا۔"جہاد کے نام پر مسلمانوں کے درمیان قتل وقتال" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر اطلاع یابی اور ان پر ہونے والے مناقشے کو سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اس موضوع سے متعلق قرارداد کے اجراء کو مزید غور وفکر اور تحقیق کے لیے مؤخر کیا جاتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعض اسلامی ممالک اور عرب ممالک میں ہونے والے واقعات کے بارے میں بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کا بیان

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين، وبعد .

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس ۱۵ تا ۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ ،مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳م کو ریاض شہر سعودی عرب میں منعقد ہوا۔

کونسل امّتِ مسلمہ کے لیے ایک فقہی مرجع ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتی ہے اور امت کو درپیش چیلنجوں اور خطرات (خاص طور پر وہ خطرات اور چیلنجز جو عرب ممالک اور بعض مسلم ممالک کو درپیش ہیں) کے پیشِ نظر اپنے فرائض کو نبھاتی ہے، نیز مختلف ممالک عربیہ اور اسلامیہ کے خطوں میں لڑائی، تصادم، افراتفری اور ان تمام چیلنجز پر کونسل کی مسلسل نگاہیں ہیں جو قوم کو تقریباً تباہ کر رہے ہیں اور اس کے تشخص وہستی، اتحاد و سلامتی، معیشت اور بنیادوں کو خطرے میں ڈال رہے ہیں اور جس کی وجہ سے لوگ ناانصافی، بھوک، خوف، انتشار، اختیارات کی کمزوری کے دباؤ میں آہ وبکا کر رہے ہیں، اور یہ زندگی کے رک جانے اور امن ونظام میں بے چینی کا سبب بن رہے ہیں۔

کونسل نے امّتِ مسلمہ کے حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اپنے سابقہ اجلاسوں خاص طور پر ۲۶ شوال تا ۲ ذوالقعدہ، مطابق ۱۳ تا ۱۸ ستمبر ۲۰۱۰ء کو عوامی جمہوریہ الجزائر کے شہر اوران میں ملک شام سے متعلق ہونے والے اپنے بیسویں اجلاس کی بنیاد پر یہ کہا کہ ہم امت کی قیادت، رہنماؤں، علماء اور ارباب اقتدار کو اپنی یہ آواز سنانا چاہتے ہیں خاص طور پر ان ممالک اور معاشروں میں جنہیں یہ فتنے اور چیلنجز درپیش ہیں:

اولاً خون کی حرمت پر زور دینا، مسلمان کی حرمت کی حفاظت کرنا اور لوگوں پر زیادتی کی جرات نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے" {أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا

قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا} [المائدة:۳۲](جو کوئی کسی کو قتل کرے، جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے، تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا) اور جناب نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اس ارشاد کے پیشِ نظر کہ "كل المسلم على المسلم حرام: دمه وماله وعرضه "(ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی اس کی جان مال اور عزت وآبرو (حرام ہیں دوسرے پر کہ وہ ان کو پامال نہیں کر سکتا)۔

ثانیاً امت مسلمہ کے اتحاد اور اس کی زمینوں کی سلامتی پر زور دیا جائے اور ان ممالک اور اقوام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں مدد نہ کی جائے اور حصہ نہ لیا جائے، نیز قومی اتحاد پر بھی زور دیا جائے، کیوں کہ یہ ملک کی ہم آہنگی اور قوت کو یقینی بناتا ہے اور اندرونی خلفشار سے روکتا ہے۔

ثالثاً عرب اور تمام مسلم معاشروں کے تمام گروہوں میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ امت کے دشمنوں اور ان کا پیچھا کرنے والوں کو اس موقع سے محروم کیا جا سکے اور امت کو توڑنے اور اسے اپنے بڑے مسائل سے ہٹا کر اندرونی مسائل میں مصروف کرنے کے ان منصوبوں کو ناکام بنایا جائے۔

رابعاً قرارداد نمبر ۱۵۲ (۱/۱۷) میں بیان کردہ اسلوب کے مطابق حکمرانوں، قوم اور مختلف جماعتوں کے درمیان باہمی مکالمہ پر زور دیا جائے، یہی ذریعہ ہے سیاسی اختلافات اور جھگڑوں کو ختم کرنے کا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ہی قوم اور ایک ملک کے رہنے والوں میں تشدّد، طاقت اور اسلحہ کا سہارا نہ لیا جائے، نیز تعصب، فرقہ واریت اور تنگ جماعت بندی سے دور رہا جائے۔

خامساً قوم کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے عدل وانصاف، مساوات، مشاورت، باہمی تعاون اور اس کے تمام طبقوں میں قوم کو ایک اچھی زندگی کا حق دینے کو یقینی بنایا جائے۔

سادساً وہ مظلوم اقوام جو مختلف قسم کے ظلم، قتل وقتال،، تشدد اور بدامنی کا شکار ہیں ان کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ تمام مؤمن آپس میں بھائی ہیں، "إنما المؤمنون إخوة" [الحجرات: ۱۰]

سابعاً شرعی اصولوں کے مطابق پُرامن طریقے سے لوگوں کی آزادی پر زور دیا جائے، برائیوں سے روکا جائے اور نیکی کا حکم دیا جائے۔

کونسل قوم کے رہنماؤں، عوام، سیاسی قوتوں، علمائے کرام اور مفکرین سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے اردگرد موجود خطرات سے بچنے کے لیے متّحد ہو جائیں، تاکہ ان کا ملک امت سے متعلق اس کردار کو ادا کرنے کی طرف واپس لوٹے جو اس سے وابستہ ہے۔

اکیڈمی منظمۃ التعاون الاسلامی کی شاخ کے طور پر ایک عالمی ادارہ ہونے کی حیثیت سے عالمی رہنماؤں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آپس میں تعاون کریں اور ظلم کا قلع قمع کرنے، دراڑ کو ختم کرنے اور جن قوموں میں امن وامان تباہ ہو چکا ہے وہاں امن وامان بحال کرنے کے لیے اپنی کوششیں تیز کر لیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امت کو ہر شر سے محفوظ فرمائے اور اس کے معاملات میں اس کے لیے بھلائی کا راستہ مہیّا فرما دے۔ بیشک وہ توفیق کا مالک ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القدس شہر اور مسجد کے اقصیٰ کو درپیش اسرائیلی جارحیت کے حوالے سے بین الاقوامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا بیان

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين، وبعد .

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس ۱۵تا۱۹ محرم ۱۴۳۵ھ ،مطابق ۱۸تا۲۲نومبر ۲۰۱۳م کو ریاض شہر سعودی عرب میں منعقد ہوا۔

کونسل نے امّتِ مسلمہ کے لیے ایک فقہی مرجع ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اور امت کو درپیش چیلنجوں اور خطرات خاص طور پر القدس شہر اور مسجدِ اقصیٰ کو درپیش اسرائیلی جارحیت کے پیشِ نظر اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کی تاکید کرتی ہے:

- مسجدِ اقصیٰ مسلمانوں کے دلوں کی آماجگاہ ہے اور اور القدس و فلسطین کے ماتھے کا جھومر ہے، پہلا قبلہ ہے اور حرمین شریفین سمیت تیسری ایسی مسجد ہے جس کی طرف شدّ رحال کیا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ کے معراج کی رات ٹھہرنے کی جگہ ہے ،اس بات کا بیان قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: "{سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} [الإسراء : ١] کی(پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مَسجِدِ حَرام سے مَسجدِ اقصیٰ تک لے گئی جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ ہر بات سننے والی، ہر چیز دیکھنے والی ذات ہے)۔اور اس آیت میں قرآن کریم نے مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ کے درمیان جس دائمی ربط کا ذکر کیا ہے وہ بالکل واضح ہے جس سے مسلمانوں کے ہاں ان کی اہمیت اور مسجد اقصیٰ سے تعلق کا ثبوت ملتا ہے۔

- یہ مبارک مسجد اوراس کا مقدّس شہر اسرائیلی یلغار کی زد میں مسلسل جارحیت کا نشانہ بن رہا ہے، جو اس مقدس شہر کو یہودی بنانے اور مسجد اقصیٰ پر اپنے مکمل تسلّط کو توسیع دینے کے لیے اپنے جارحانہ طریقوں کے ذریعے آباد کاری اور زمینوں کی ضبطی کا نشانہ بنا رہا ہے۔ القدس کے باشندوں کے گھروں کو مسمار کرنا اور کھدائی جس سے مسجد کی بنیادیں متاثر ہوئیں اور اس کے گرنے کا خطرہ تھا، اور اسلامی نوادرات کے ساتھ چھیڑ چھاڑ، اور مقدس شہر میں یہودی عبادت گاہیں بنانا جس سے باہر کے رہنے والے مسجد اقصیٰ پر حملہ کر سکتے ہیں اور القدس کے باشندوں پر حملہ کر سکتے ہیں۔ قابض اسرائیل نے مسجد اقصی کے خلاف اپنی جارحیت جاری رکھی، اور اپنے مقرر کردہ نام نہاد ڈھانچہ کی تیاری کے لیے سرکاری بیانات دیئے جا رہے ہیں اور اسرائیلی پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی کے ذریعہ ایک بل پر بحث کی جا رہی ہے اور اس کے ذریعے اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔
- القدس اور اس کی مسجد اور اس میں موجود تمام مقدّسات کے گرد ان خطرات کا احساس کرتے ہوئے کونسل تمام مسلم ممالک، ان کی حکومتوں اور عوام کو ان خطرات کا مقابلہ کرنے اور ان کو روکنے کے لیے تمام علاقائی اور بین الاقوامی فورمز (مجالس) میں سیاسی اور قانونی کارروائی کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ اسی طرح کونسل القدس کے لوگوں کو اخلاقی اور مادّی امداد فراہم کر کے زندگی کے تمام شعبوں صحت، تعلیم، سماجی واقتصادی اور خاص طور پر رہائش کے شعبے میں ان کی تقویت اور بندھن کو مضبوط کرنے کا مطالبہ کرتی ہے، اور عرب ممالک سے مطالبہ ہے کہ وہ اہلِ قدس کو درپیش مشکلات کو دور کرنے کے لیے عرب سربراہی کونسل کی طرف سے مقرر کردہ مالی واجبات اور وعدوں کو جلد پورا کریں۔
- کونسل مسجد اقصیٰ کے احاطے میں مسجد کے تقدس کو پامال کرنے والے تمام حملوں کو روکنے اور اسے ناکام بنانے کے لیے جد وجہد کرنے والوں کی کوششوں کو سراہتی ہے۔ اور اکیڈمی القدس میں مقدسات کی حفاظت کے لئے منظمۃ التعاون الاسلامی کے رکن ممالک، عرب لیگ، اور القدس کمیٹی کی کوششوں کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اکیڈمی فلسطینی کاز کے لیے بالعموم اور القدس شہر اور مسجد اقصیٰ کے لیے خاص طور پر کوششوں اور ٹھوس حمایت کے لیے مملکت سعودی عرب کا شکریہ ادا کرتی ہے ااور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی نشست کو قبول کرنے سے انکار میں ان کے موقف کو سراہتی ہے، جس کے اہم اسباب میں سے منصفانہ فلسطینی کاز اور

القدس شہر اور اس کی بابرکت مسجد کے معاملے سے عالمی طور پر ہاتھ کھینچنا تھا اور کونسل سعودی عرب کے اس عمل کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اصلاحات کی جانب ایک اہم قدم سمجھتی ہے۔

نیز کونسل القدس شریف میں اسلامی مقدس مقامات کی نگرانی، حفاظت اور اس میں ان کی کوششوں کی حمایت پر مملکتِ اردن کی ہاشمی بادشاہت، حکومت اور عوام کا بھی شکریہ ادا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کونسل ان تمام اداروں، تنظیموں، کمیٹیوں، انجمنوں اور تقریبات کا شکریہ ادا کرتی ہے جو مقدس شہر کی حمایت اور اس مقدس سرزمین سے قبضے کے خاتمے تک اس کے لوگوں کو طاقت بہم پہنچانے کے لیے کام کررہے ہیں:" {وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ} [الحج: ۴۰](اوراللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کریں گے۔ بلاشبہ اللہ بڑی قوّت والا، بڑے اقتدار والا ہے)۔

قراردادیں اور سفارشات

بائیسواں اجلاس

منعقدہ: کویت

۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ

۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۵(۱/۲۲)

جمہوریت اور شوریٰ سے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس کویت میں مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کو منعقد ہوا۔ "جمہوریت اور شوریٰ سے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. شوریٰ (مشورہ) اسلامی زندگی کے ضابطوں میں سے ایک ضابطہ ہے اور اسلام کے نظامِ قضاء (فیصلہ) کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے، جو شرعاً مامور بہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وأمرهم شورى بينهم" [الشوریٰ: ۲۸] (اور ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں) اور وحی کی قوّت سے نواز کر اپنے معصوم نبی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وشاورهم في الأمر، فإذا عزمت فتوكل على الله" [آل عمران: ۱۵۹] (پھر جب تم رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو) اور رسول کریم ﷺ نے اس حکم کو بہترین انداز سے نافذ فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بارے میں آپ کے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " ما رأيت أحدا أكثر مشورة لأصحابه من رسول الله صلى الله عليه وسلم" (میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا)۔

۲. جمہوریت جو کہ غیر اسلامی معاشروں میں شرعی احکام کی پابندی کے بغیر عوامی حکومت کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، فرد اور معاشرے کے مفاد کے لیے شرعی احکام اور اسلامی ممالک کے قانونی ضوابط کو مدِّ نظر

رکھتے ہوئے اس کے اصل فلسفہ کو چھوڑ کر صرف اس کے طریقۂ کار سے فائدہ اٹھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اس میں شرعی حکم کے استنباط سے متعلق معتبر فقہی اصولوں سے حاصل شدہ مصلحت کو مدِّ نظر رکھا جائے۔

سفارش

1. اسلام میں شوریٰ کی ثقافت کو اصول اور تطبیق کے لحاظ سے محاضرات، محافل، تعلیم و تربیت کے نصاب، موجودہ ذرائعِ ابلاغ اور مواصلات کے ذریعے پھیلایا جائے۔
2. ماہرین شرعی ضوابط کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے شوریٰ کے اصول سے اخذ کردہ جدید طریقوں اور تطبیقات کی تحقیق پر توجہ دیں۔

واللہ تعالیٰ أعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۶ (۲/۲۲)

اسلامی ممالک کے معیارات اور اوزان وپیائش کے ادارے کے سوالات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"اسلامی ممالک کے معیارات اوراوزان وپیائش کے ادارے کے سوالات" اور کونسل کی صدارت کی جانب سے ان کے جوابات کے لیے منعقدہ سمپوزیم کے جوابات کا جائزہ لینے اور ان پر بحث کرنے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

متعدد فقہی اقوال، مسائل کی کثرت، فقہی آراء میں اختلاف اور کونسل کے اراکین کے مشاہدات کے پیشِ نظر کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ اس معاملے کو کونسل کی صدارت (سیکرٹریٹ) کے حوالے کیا جائے، تاکہ ان سوالات کے جوابات تیار کیے جاسکیں اور ان کی روشنی میں دوبارہ انہیں کونسل میں پیش کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ أعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۷(۳/۲۲)

اقدامی اور دفاعی جہاد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"اقدامی اور دفاعی جہاد" کے موضوع پر کونسل میں پیش کیے گئے تحقیقی مقالوں کا جائزہ لینے اور کونسل میں اس پر ہونے والے مناقشہ کو سننے کے بعد، نیز جہاد کے تصوّرات، پیغام اور یہ کہ مسلم قوم کا دوسری قوموں کے ساتھ تعلقات کی اصل امن ہے اور یہ کہ لڑائی کا سبب اسلام میں ظلم (وجارحیت) ہے، نہ کہ اختلافِ دین، ان باتوں کے استحضار اور دعوت کے حالات میں نئی تبدیلیوں اور علاقائی اختلاف کے باوجود انسانی مواصلات کے طریقوں میں ترقی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. جہاد اپنے عام معنیٰ میں

ہر وہ جائز کوشش جو اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے، اسلام کا پیغام پہنچانے اور معاشرے میں امن وانصاف اور رحمت کو پھیلانے کے لیے تمام مادی اور معنوی وسائل کے ساتھ کی جائے۔

۲. جہاد کی دو قسمیں ہیں:

اقدامی جہاد

اس کا مقصد نشرِ دعوت کی آزادی کا تحفظ کرنا اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا، نیز یہ بھی اس کا مقصد ہے کہ زمین پر کمزوروں اور مظلوموں کا شریعت کے اصولوں اور حصولِ مفاد اور مفسدہ کو ختم کرنے کے لیے فقہاء کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کے مطابق دفاع کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ} [البقرة : ١٩٣](اور تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: {وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا} [النساء : ٧٥] اور ا(اے مسلمانو) تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لایئے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں)۔ جہاد کا مقصد لوگوں کو دین میں داخل ہونے پر زبردستی کیے بغیر اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ "لا إكراه في الدين"[البقرة: ٢٥٦] (دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں ہے) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ [النور: ٥٤] (اور رسول کا فرض اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ صاف صاف بات پہنچا دیں)۔

اور فرمان ہے:"إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ" [الشوریٰ: ٤٨] (تم پر بات پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے)۔ اس قسم کے جہاد سے اور حالاتِ حاضرہ کی روشنی میں آج کے مبلّغین کو بین الاقوامی معاہدوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے، ان معاہدات نے دنیا کو معاہدات کی جگہ بنا دیا ہے، چنانچہ ریاستیں نقل وحرکت اور دعوت دینے میں مختلف جدید مواصلات اور دعوت کے موجودہ ذرائعِ ابلاغ کے استعمال کی اجازت دیتی ہیں، نیز اسلام کا پیغام مختلف زبانوں اور مختلف معاشروں میں پہنچانے کی اجازت دیتی ہیں۔

اس تناظر میں کونسل ان شرعی ضوابط کی توثیق کرتی ہے جن میں اس نے پہلے فیصلے اور سفارشات جاری کی ہیں، یعنی اسلامی دنیا میں جنگی تیاری، فوجوں کو مضبوط کرنے، انہیں سازوسامان اور طاقت کے ذرائع فراہم کرنے کی ضرورت ہے اور امّت مسلمہ کی حفاظت کے لیے ان تمام چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

دفاعی جہاد

جب قوم، معاشرہ، مذہب، وطن یا افراد پر حملہ ہو جائے، تو شریعت کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری نبھائی جائے۔ اور یہ جہاد جارحیت کے خاتمے اور مسلم ممالک سے دشمن کے نکلنے پر ختم ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:"

وَقَاتلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"[البقرة:۱۹۰](اوران لوگوں سے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

سفارش

۱. مسلم ممالک اور معاشروں کے درمیان تنازعات کے حل کے لیے اسلامی عدالتِ انصاف کو فعال کیا جائے اور دنیا کے مختلف اسلامی ممالک سے تشکیل دی گئی مشترکہ فوج کے ذریعے اسے مضبوط کیا جائے۔

۲. کونسل کے ساتویں اجلاس کی قرارداد نمبر ۶۸(۷/۶) جس میں اسلام میں بین الاقوامی حقوق کے مسودے کی تیاری شامل ہے، اور اس کی قرارداد نمبر ۱۲۸(۱۴/۲) جو بین الاقوامی انسانی قانون کا اسلامی ضابطہ تیار کرنے کی سفارشات پر مشتمل ہے کو بروئے کار لانے پر زور دیا جائے۔

۳. علماء اور ماہرین کی ایک کمیٹی کو نصاب اور تحقیقات کی تیاری کا عمل تفویض کیا جائے، جس کا مقصد یہ ہو کہ امن اور جنگ میں بین الاقوامی تعلقات کے میدان / شعبہ میں اسلام کی حقیقتوں کو واضح کیا جائے، اور جدید معاملات اور شرعی اصول وضوابط کو مدِّ نظر رکھا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۸(۴/۲۲)

مسلمان کی تکفیر، اسباب، آثار اور علاج

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

تکفیر، اسباب، آثار اور علاج کے موضوع پر کونسل میں پیش کی گئی تحقیقات کو دیکھنے اور اس موضوع پر ہونے والے مکالمے اور مباحث کو سننے کے بعد اور مسلمانوں کو کافر قرار دینے کی جسارت اور شریعت کے اصولوں، مقاصد اور احکام کو مد نظر رکھے بغیر افراد، برادریوں، ریاستوں اور حکومتوں پر ارتداد کا فیصلہ جاری کرنے میں عجلت کے رجحان میں تیزی اور اس کی سنگینی کے پیش نظر، نیز قتل و غارت، تباہی اور بے گھر ہونے کے نتیجے میں آنے والے اثرات کو دیکھتے ہوئے اور مسلم معاشروں اور افراد کو کفر کے خطرات سے بچانے اور امت کے تشخص کا تحفظ کرنے والی شرعی تدبیرات کا جائزہ لینے کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً اسلام، توحید، عقیدہ، فقہی اور تعلیمی عقائد کے بارے میں سترہویں اجلاس میں جاری کردہ کونسل کی قرارداد نمبر ۱۵۲(۱/۱۷) پر زور دیا جائے، جو اس بات پر مشتمل ہے کہ مسلمانوں کے کسی بھی ایسے گروہ کی تکفیر ناجائز ہے جو اللہ و رسول، ارکانِ ایمان اور ارکانِ اسلام پر یقین رکھتا ہو اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار نہ کرتا ہو۔

ثانیاً "اسلامی قانون میں مذہبی آزادی، اس کی جہات اور ضوابط" کے بارے میں کونسل کی قرارداد نمبر ۱۷۵ (۱/۱۹) پر زور دیا جاتا ہے، جس میں یہ حکم بھی شامل ہے کہ ارتداد یا تکفیر کا فتویٰ اُن معتبر علماء کا کام ہے جو فقہاء کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کے مطابق منصبِ قضاء پر فائز ہوں۔۔۔الخ اور ان کوششوں کے خطرہ سے بچا

جائے جو مسلمانوں کی کسی جماعت کی طرف کفر کو منسوب کریں اور اسے ان سے جوڑیں، چہ جائیکہ صحابۂ کرام اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تکفیر یا ان کی بے احترامی اور توہین کی جائے۔

سفارش

کونسل کی صدارت ان تمام سابقہ سفارشات پر مکمل عمل درآمد کرے، جن کا کونسل نے مطالبہ کیا ہے، جن میں ایسے سیمینار اور اجلاسوں کا انعقاد شامل ہے جو درج ذیل موضوعات کو زیرِ بحث لے آئیں:

أ. وفاداری اور نافرمانی کا مسئلہ

ب. فرقۂ ناجیہ کی حدیث اور اس پر مبنی نتائج

ج. تکفیر جو شریعت کے احکام کے مطابق نہ ہو

کونسل امت کے نوجوانوں کی رہنمائی اور انہیں ہدایت کرتی ہے کہ:

۱. وہ رجعت پسند مفکرین اور متشدّد دین کے دعووں سے بچیں اور معتدل اندازِ فکر کے مطابق صحیح اور مفید علم کی طرف متوجّہ ہوں اور اس امت کے پیشرو صحابہ کرام، تابعین اور ان کے نیک پیروکاروں سے منقول علم کا اتباع کریں۔

۲. علماءِ امّت اور داعی نوجوانوں سے رابطہ کریں اور دعوت کی ذمہ داری ادا کریں اور معتدلانہ طریقے کے مطابق نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

۳. حکومتیں اور ریاستیں رکاوٹوں کو دور کرکے نوجوانوں کے ساتھ بات چیت کے ذرائع فراہم کریں اور علماءِ امّت اور اہلِ فکر و نظر رہنماؤں کے ذریعے ان کی صحیح سمت میں رہبری کریں۔

۴. بعض ممالک میں گمراہ کن اصحابِ فکر کے ساتھ مکالمے کے لیے کامیاب تجربات سے استفادہ کیا جائے اور انہی میں سے مملکت سعودی عرب میں مناصحہ (صلحِ باہمی) کا تجربہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۰۹(۵/۲۲)

اسلامی ممالک میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق و فرائض اور ان پر شریعتِ اسلامیہ کے احکام کے اطلاق کی حد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"اسلامی ممالک میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق و فرائض اوران پر شرعی احکام کے اطلاق کی حد" کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر مناقشے کو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً شریعتِ اسلامیہ اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کو ان کے ان عام اور خاص حقوق کی ضمانت دیتی ہے، جن کی ضمانت وہ مسلمانوں کو دیتی ہے، لہٰذا ان کے لیے وہ تمام فوائد ہوں گے جو مسلمانوں کیلیے ہیں اور ان کے اوپر وہ تمام ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں پہ ہیں، سو یہ سب حقوق اور ذمہ داریوں میں برابر ہیں

ثانیاً انہیں اپنی عبادات اور ذاتی احوال میں اپنی شریعت کی ثالثی کا حق حاصل ہے، اور ان کے معاملات میں فیصلہ کرنے کے لئے انہی میں سے کسی کو قاضی مقرر کرنا جائز ہے، اور ان احکام کا نفاذ اسلامی مملکت کرسکتی ہے، البتہ اس کے علاوہ کی صورتوں میں (ان کے ساتھ) اس مملکت کا قانون ہی لاگو ہوگا۔

ثالثاً اسلامی ممالک میں مقیم غیر مسلموں پر وہاں کے مسلمانوں کی طرح ملک کے نظامِ عام اور عام اخلاقیات کی رعایت رکھنا واجب ہے اور اس کے مخالف کسی کام کے کرنے کی اجازت نہیں، اور جس ریاست میں وہ رہتے اور جس سے وہ تعلق رکھتے ہیں اس سے ان کی وفاداری ہو۔

رابعاً ہر قسم کے ذرائعِ ابلاغ پر لازم ہے کہ وہ اسلامی ثقافت کو پھیلانے اور اسلام کی رواداری اور انصاف کے اظہار کے لیے مملکتِ اسلامیہ میں رہنے والے غیر مسلموں کے ان تمام حقوق پر توجہ دے، جن کی ضمانت شریعت نے ان کے لیے لی ہے، اور اس بات کو تعلیمی نصابوں میں اُجاگر کیا جائے۔

خامساً ملک کی سلامتی (امن) کو برقرار رکھنے کے لیے تمام قسم کے ذرائعِ ابلاغ پر فتنہ اور معاشرے کے مختلف گروہوں کے درمیان فرقہ وارانہ نعروں (وفسادات) کو ہوا نہ دی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۰(۲۲/۶)

خوراک اور ادویات کے اضافی مواد میں استحالہ اور استہلاک

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

کونسل کی صدارت کی طرف سے تشکیل کردہ سیمینار کو استحالہ اور استہلاک کے مسائل میں غور و فکر کرنے کا معاملہ تفویض کرنے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

قرارداد

اوّلاً استحالہ کی تعریف کے حوالے سے کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۱۹۸(۲۱/۴) کو اپنانے کی تاکید کی، مگر اس کے ساتھ اس میں کچھ اضافہ کیا، جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

فقہی اصطلاح میں استحالہ

کسی نجس یا حرام چیز کی حقیقت اور عین کا کسی دوسری ایسی چیز سے بدل جانا جو اس سے نام، خصوصیات اور صفات میں مختلف ہو، اور عام سائنسی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مکمل مؤثر کیمیائی تبدیلی ہے، جیسا کہ تیل اور چربیوں کو مختلف ذرائع سے حاصل ہونے کے باوجود صابن میں تبدیل کرنا، اسی طرح شیئ کا اپنے مختلف اجزاء میں مل کر گل جانا، کیمیائی تبدیلی جیسا کہ فنّی طور پر سائنسی ذرائع کو اسی مقصد کے لیے استعمال کرنے سے ہوتی ہے، ایسا ہی- پوشیدہ اور غیر محسوس طریقے سے- ان صورتوں سے بھی حاصل ہوتی ہے، جنہیں فقہاء نے بطورِ مثال ذکر کیا ہے، جیسا کہ:

- سرکہ بن جانا
- جلانا

البتہ اگر کیمیائی تبدیلی جزوی طور پر ہو تو اسے استحالہ نہیں سمجھا جائے گا، اور ایسی صورت میں ناپاک چیز اپنی نجس حالت پر برقرار رہتی ہے اور اس کا استعمال جائز نہیں ہوتا۔

استہلاک

ایک عین کا دوسرے عین میں اس طرح داخل ہو جانا کہ داخل شدہ عین کی صفات اور خصوصیات ختم ہو جائیں، اور کسی بھی طریقے سے اس کا الگ ہونا ممکن نہ ہو۔

سابقہ تمام معاملات میں ماہرین کے متفقہ اصولوں اور معیارات کو مدِ نظر رکھا جائے۔

ثانیاً خون کے پلازمے کے حوالے سے

جس کا متن ابھی قریب میں گذری ہوئی قرارداد میں بیان ہوا، کونسل یہ سمجھتی ہے کہ جدید حقائق (معلومات ونتائج) کے آنے کی وجہ سے اس میں دوبارہ غور وفکر کیا جائے اور اس کے لیے کونسل کی صدارت کو ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیے۔

ثالثاً استہلاک اور اس کے متعلقات کے بارے میں جس قرارداد کا حوالہ دیا گیا، اس کی بنیاد پر کونسل یہ مناسب سمجھتی ہے کہ اسے مزید تحقیق کے لیے مؤخر کیا جائے۔

رابعاً الکحل اور جیلاٹین کا استحالہ

کویت میں ۲۲ تا ۲۴ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۴ مئی ۱۹۹۵ء، کو منعقدہ خوراک اور ادویات میں حرام اور ناپاک اشیاء سے متعلق سمپوزیم میں اسلامک آرگنائزیشن فار میڈیکل سائنسز کی طرف سے کویت کی اسلامی تنظیم برائے میڈیکل سائنسز کے تعاون سے جاری کردہ فتویٰ اور سفارشات کی روشنی میں شرکاء نے درج ذیل تفصیلات پر اتفاق کیا:

بنیادی اصول

۱. ہر مسلمان پر شریعت کے احکام کی پابندی کرنا لازم ہے، خاص طور پر غذاء اور دواء کے معاملات میں، اور یہ اس کے کھانے، پینے اور علاج کی پاکیزگی کا سبب ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے لیے اتباعِ شریعت کو آسان کر دیا ہے، کیوں کہ اتباع شریعت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانی ضرورت اور حاجت کی رعایت رکھی ہے جن کا بیان مقررہ شرعی اصولوں میں ملتا ہے، چند اصول یہ ہیں:

- الضرورات تبيح المحظورات(ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں)
- الحاجة تنزل منزل الضرورة عامة كانت أو خاصة(حاجت خواہ عام ہو یا خاص ہو ضرورت کے قائم مقام ہو جاتی ہے)
- الأصل في المنافع الاباحة مالم يقم دليل معتبر على الحرمة (منافع میں اصل اباحت ہے، جب تک کہ حرمت پر کوئی معتبر دلیل قائم نہ ہو)
- الأصل فی الاشياء الطهارة، مالم يقم دليل معتبر على النجاسة (اسی طرح اشیاء میں اصل طہارت ہے، جب تک کہ نجاست پر کوئی معتبر دلیل قائم نہ ہو جائے)
- لايعتبر تحريم أكل الشيء أو شربه حكماً بنجاسته شرعاً(کسی چیز کا کھانے پینے کو محض اس کی نجاست کی وجہ سے شرعاً حرام نہیں قرار دیا جاسکتا

۲. سابقہ اصول(کہ اشیاء میں اصل طہارت ہے) کی بناء پر جتنے الکحل ہیں، ان کا مادّہ ناپاک نہیں ہے، خواہ وہ خالص الکحل ہوں یا پانی میں ملا ہو۔

اسی بنیاد پر الکحل کے طبی استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، جیسے کہ جلد (زخموں) اور اوزار کو صاف کرنے والا الکحل، جراثیم کش الکحل، یا ایسی خوشبوئیں(Cologne Water)استعمال کرنا جن میں الکحل کو خوشبو کے اڑنے والے مواد کے لیے بطورِ محلّل (Solvent) کے استعمال کیا جاتا ہو یا ایسے کریموں کا استعمال کرنا جن میں الکحل ڈالا گیا ہو، البتہ یہ حکم شراب پر لاگو نہیں ہو گا، کیوں کہ شراب سے انتفاع حاصل کرنا حرام ہے۔

۳. چونکہ الکحل ایک نشہ آور چیز ہے اور اس کو تناول کرنا حرام ہے، اور تاوقتیکہ مسلمان ایسی دوائیں تیار یا حاصل کریں جن کی ساخت میں الکحل شامل نہ ہو، خاص طور پر بچوں اور حاملہ خواتین کی دوائیں، تو(اس وقت تک) شرعاً موجودہ وقت میں تیار کی گئی ان دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے جنکی ترکیب میں حفاظت کی غرض سے یا دواء کے بعض ایسے اجزاء جو پانی سے حل نہیں ہوتے انہیں حل کرنے (پگھلانے) کی غرض سے معمولی مقدار میں الکحل ڈالی جاتی ہے، (مگر) اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ الکحل کا اس میں استعمال بطورِ مُسکن (سکون آور) کے طور پر نہ ہو۔ یہ سب اس وقت ہے جب کہ ان دواؤں کا کوئی (خالص حلال و جائز) متبادل نہ

ہو۔اور کونسل صحت کے مختص اداروں کو سائنسی اصولوں اور دواسازی کے فارمولوں کے مطابق (الکحل کے) اس تناسب کی تحدید کرنے کی سفارش کرتی ہے۔

۴. ایسی کھانے پینے کی چیزیں استعمال کرنا جائز نہیں ہے جن میں شراب شامل ہو، اگرچہ وہ معمولی تناسب سے ہو، اور خاص طور پر کھانے پینے کی وہ چیزیں جو مغربی ممالک میں عام ہیں، جیسے بعض چوکلیٹ اور بعض ٹھنڈی چیزیں (آئس کریم، جیلاٹی اور بُوظہ) اور بعض سوفٹ ڈرنکس، اس قانونی اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ "جس کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو تو اس کی تھوڑی مقدار حرام ہو گی"، اور یہ کہ اس کی اجازت (رخصت دینے) سے متعلق شرعاً کوئی استثنائی موجب نہیں ہے۔

۵. خوراک کی وہ اشیاء جن کی تیاری میں بعض ایسے اجزاء جیسے رنگ یا حفاظت وغیرہ کرنے والے مواد جو کہ پانی سے حل نہیں ہو پاتے ان کو پگھلانے کے لیے الکحل کی معمولی مقدار استعمال کی جاتی ہے، تو چونکہ اس میں عمومِ بلویٰ ہے اور خوراک کی تیاری کے دوران الکحل کا زیادہ تر حصہ بخارات کی شکل میں اڑ کر ختم ہو جاتا ہے، اس لیے صحت اور غذاء کے اداروں کے اصولوں اور ہدایات کے مطابق ان کا استعمال جائز ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ ان کے الکحل سے پاک متبادل کے استعمال کی مکمل کوشش کرنی چاہیے۔

۶. خوراک کی ایسی چیزیں جن کی تیاری میں خنزیر کی چربی ڈالی جاتی ہے، جیسے بعض پنیر، تیل، گھی، مکھن، بسکٹ، چوکلیٹ اور آئس کریم کی کچھ قسمیں، تو اس بات کے پیشِ نظر کہ باتفاق علماء خنزیر نجس ہے اور اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور ان غذاؤں کے استعمال میں کوئی اضطراری صورت بھی نہیں ہے، اس لیے یہ سب حرام ہیں اور ان کا کھانا علی الاطلاق ناجائز ہے۔

۷. جیلاٹین: کونسل کی رائے ہے کہ کونسل کے سیکرٹریٹ (صدارت) کو اس موضوع پر مزید تحقیق اور غور و فکر کرنے کی ذمہ داری سونپ دی جائے۔

ہارمونز اور انزائم

- ہارمون ایک کیمیائی مادہ ہے جسے اینڈوکرائن غدود خون میں چھپاتے ہیں، تاکہ کئی خود مختار اور تعمیری حیاتیاتی عمل کو منظم کیا جاسکے۔ ایک ہارمون پورے جسم کو متاثر کرتا ہے۔

- انزائم ایک پروٹین مالیکیول ہے جو جسم کے خلیات کے ذریعہ چھپایا جاتا ہے اور اس کا ایک مقامی اثر ہوتا ہے جو استعمال کے بغیر حیاتیات میں کیمیائی اثر کو تیز کرتا ہے۔
- خنزیر سے نکالی گئی ہیپرین: اس کا استعمال ضروت کے علاوہ جائز نہیں ہے، اور اگر کم وزن والے مالیکیولر ہیپرین حاصل کرنے کے لیے اس میں ترمیم کی گئی ہو، تو (محض) یہ کارروائی (Process) ایسا کیمیائی استحالہ نہیں قرار دیا جائے گا جس پر کسی مستقل حکم کی بنیاد رکھی جائے، جہاں تک اس ہیپرین کا تعلق ہے جو خنزیر کے اجزاء کو استعمال کیے بغیر جینیاتی انجینیئرنگ کے ذریعے تیار کی گئی ہو، تو اس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔
- خنزیر سے نکالی گئی انسولین کا استعمال سخت مجبوری کے علاوہ جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کا حلال متبادل موجود ہے۔ جبکہ جینیاتی انجینیئرنگ کے ذریعے تیار کردہ انسانی انسولین اور اس کے ہم شکلوں کا استعمال جائز ہے۔
- **دل کے والوٗ** متبادل والوٗ یا تو دھاتی یا حیاتیاتی (انسانی یا حیوانی) ہوں گے، ان کا استعمال جائز ہے، لیکن جو والوٗ خنزیر سے بنایا گیا ہو، اس کا استعمال ضرورت (مجبوری) کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

مزید قرارداد

- **رینِٹ سے تیار کردہ پنیر**

۱. خنزیر کا رینِٹ حرام اور ناپاک ہے۔
۲. اگر گوشت کھانے کے قابل جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کرکے اس سے رینِٹ نکالا جائے تو وہ پاک اور حلال سمجھا جائے گا۔
۳. اگر کسی مردہ جانور سے یا ایسے جانور سے رینِٹ نکالا جائے جسے شرعی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا ہو، تو اکثر شرکاء کی رائے یہ ہے کہ یہ ناپاک اور حرام ہے اور بعض شرکاء اسے پاک سمجھتے ہیں۔
۴. رینِٹ پیدا کرنے والے جینیٹک انجینئرنگ کے ذریعے تیار کردہ رینِٹ کا استعمال جائز ہے۔

- **صاف کردہ سیوریج کا پانی**

یہ وہ پانی ہے جسے انسان اپنی زندگی اور گھریلو ضروریات، خدمات اور صنعتی ضروریات کے لیے استعمال کر چکا ہوتا ہے، اور جس میں انسانی اور مصنوعی فضلہ کا تنوع ہوتا ہے۔

- **صاف کردہ سیوریج کے پانی کے استعمالات**

اکیڈمی کی جنرل کونسل نے یہ فیصلہ کیا کی فرش اور کپڑے دھونے، اسی طرح زرعی فصلوں (کی آب پاشی) کے لیے صاف کردہ سیوریج کا پانی استعمال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ نقصان دہ نہ ہو۔ نقصان دہ ہونے کی صورت میں ضرر دہندہ نتائج سے بچنے کے لیے اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

صاف کردہ سیوریج کا پانی اگر نقصان دہ نہ ہو تو اسے کھانے پینے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن عبادت سے متعلقہ مقاصد کے لیے صفائی شدہ سیوریج کے پانی کو استعمال کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کی پاکیزگی ثابت نہ ہو۔

عمومی سفارشات

۱. اس شرعی قاعدہ کی روسے کہ: "نقصانات کے دور کرنے کو مفادات کے حصول پر ترجیح حاصل ہے" سیوریج کے پانی کو صاف کرنے پر کام کرنا ایک شرعی فریضہ ہے، اگرچہ اس کے استعمال کی نیت نہ ہو، تاکہ اس کے جمع ہونے سے پیدا ہونے والے انسانی اور ماحولیاتی نقصانات اور آلودگیوں کو دور کیا جاسکے۔ اور یہ (سیوریج کے پانی کی صفائی) صفائی سے حاصل ہونے والے معاشی فوائد کو مدِّ نظر رکھے بغیر واجب ہے، اگرچہ صفائی کرنے کے بعد سیوریج کے پانی کو دریاؤں اور سمندروں میں بھیج دیا جائے۔

۲. گھریلو، خدمات اور آب پاشی کے مقاصد سمیت تمام مقاصد کے لیے پانی کے معقول استعمال کے بارے میں شعور اجاگر کیا جائے، کیوں کہ حکیم شریعت ایسا کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

۳. سیوریج کے پانی کی صفائی کے لیے انتہائی موزوں، کم خرچ اور کم بجلی استعمال کرنے والے طریقوں پر سائنسی تحقیق مسلسل جاری رکھی جائے، تاکہ سیوریج کے پانی کے جمع ہونے کے نقصان دہ نتائج سے بچا جاسکے۔

۴. صفائی شدہ سیوریج کے پانی کو مناسب اور جائز شرعی مقاصد میں استعمال کرنے کے لیے تحقیقات اور سائنسی تجربات جاری رکھے جائیں۔

۵. مشینری کی سہولیات اور سیوریج کے پانی سے متعلقہ افراد پر کڑی نگرانی رکھی جائے۔

٦. صاف شدہ سیوریج کے پانی سے سیراب ہونے والی فصلوں اور غذاؤں کے تحفظ کو تسلسل کے ساتھ یقینی بنایا جائے۔

٧. سیوریج کے صاف کردہ پانی پر جو پیداوار منحصر ہوں، ان کے متعلق آگاہی دی جائے، تاکہ خریدار کو اس کا علم ہو۔

٨. توانائی پیدا کرنے اور ماحولیاتی آلودگی کو روکنے کے لئے سیوریج کے پانی میں موجود فضلات کو استعمال کیا جائے۔

ممنوعہ اجزاء پر مشتمل چارہ یعنی (جانوروں کی) ایسی گھاس جو حرام اجزاء پر مشتمل ہو، اس کے استعمال اور اثر کے اعتبار سے

اکیڈمی نے مردہ جانوروں کے فضلے، خون، سور کا گوشت، ہارمونز اور اینٹی بائیوٹکس پر مشتمل چارہ کے استعمال کی ممانعت کا فیصلہ اس حقیقت کی بنیاد پر کیا کہ یہ اجزاء انسانی صحت کو شدید قسم کا نقصان پہنچاتے ہیں۔

سفارش

مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ بیرونی ممالک سے چارہ درآمد کرتے وقت مناسب تحقیقات کریں، تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ درآمد کیے گئے چارہ میں مذکورہ بالا اجزاء شامل نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۱(۷/۲۲)

عورت اور عوامی عہدے

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"عورت اور عوامی عہدے" کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر مناقشے کو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً کونسل اس بات کی توثیق کرتی ہے کہ اسلام نے عورت کو اس کے مکمل حقوق دینے کی ضمانت دی ہے، اور ان کی سماجی حیثیت اور فطرت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے انہیں مناسب درجہ دیا ہے اور ان کا اصل کردار ماں، بیٹی، بیوی اور ذمہ دار ہونا ہے۔

ثانیاً کونسل جمہور فقہاء کی رائے پر غور کرکے کہتی ہے کہ عورت اعلیٰ اقتدار (ملک کی حاکمیت) نہیں سنبھال سکتی۔

ثالثاً عوامی عہدے (اختیارات) مثلاً قضاء اور وزارت وغیرہ میں عورت کی سرپرستی سے متعلق فقہاءِ مذہب کے درمیان اختلاف ہے، اور یہ اختلاف معتبر (اور اہم) ہے۔ اور ہر علاقے کے فقہاء اپنی صوابدید کے مطابق فقہاء کے کسی قول کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

رابعاً ماقبل میں ذکر کردہ عہدوں میں سے کسی عہدہ پر عورت کے فائز ہونے کی صورت میں اس پر شریعت کے مقرر کردہ احکام اور آداب کی پابندی ضروری ہوگی، اور خاص طور پر لباس وغیرہ کے احکام کی پابندی، یہ بھی

ضروری ہے کہ ان عہدوں پر فائز ہونا اور عوامی ذمہ داریاں اٹھانا اس کی تربیت سے **متعلق** بنیادی گھریلو ذمہ داریوں میں **مخل** نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۲(۸/۲۲)

بینک کا گاہکوں کے فنڈز کی سرمایہ کاری سے پیدا ہونے والے خطرات کا ضمان دینا اور نقصانات کی تلافی کرنا

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

" بینک کا گاہکوں کے فنڈز کی سرمایہ کاری سے پیدا ہونے والے خطرات کی ضمان دینا اور نقصانات کی تلافی کرنا" کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر مناقشے کو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً بینک کی ضمانت (گارنٹی) کا مطلب یہ ہے کہ بینک جمع کنندگان اور سرمایہ کاری کھاتہ داروں کے فنڈ کے کلی یا جزوی نقصان کی ذمہ داری اٹھائے۔

ثانیاً بینک کے پاس جمع کردہ رقوم پر بینک کے قبضہ کی صورت: بینک کا قبضہ دو قسم کے قبضوں کے گرد گھومتا ہے:

۱. ضمانت کا قبضہ

یہ ملکیت یا رقم جمع کرنے والے کے مفاد کے لیے (رقم کا قبضہ کرنا) ہے۔ جیسے خریدار کا قبضہ اور خریداری کے ارادے (سوم الشراء) کے طور پر قبضہ کرنے والا یا مرتہن، غاصب، مالک اور قرض لینے والا کا قبضہ۔

بینک کے اکاؤنٹ میں سے کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کردہ رقوم (ڈپازٹ) ید ضمان (قبضِ ضمان) کے تحت آتے ہیں۔ اس سلسلے میں کونسل ڈپازٹ (جمع کردہ امانتوں) سے متعلق قرارداد نمبر ۸۶(۹/۳) کی توثیق کرتی ہے (جس میں

یہ بات مذکور ہے) کہ کرنٹ اکاونٹ میں موجود ڈپازٹ فقہی اعتبار سے قرض ہے، خواہ یہ ڈپازٹ اسلامی بینکوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ وجہ یہ ہے کہ کرنٹ اکاونٹ میں ڈپازٹ وصول کرنے والے بینک کا قبضہ ضمانت والا قبضہ ہوتا ہے، اور شرعاً وہ مطالبہ کی صورت میں واپس کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

۲. ید امانت (امانت کا قبضہ)

مال کو مالک کی اجازت سے بطورِ نیابت جمع کرنا، نہ کہ بطور ملکیت۔ جیسے امانت رکھنے والے، عاریت اور کرایہ پر لینے والے، شریک، مضارب، وقف کے نگران اور وصی وغیرہ کا قبضہ۔

اور اس امانت والے قبضہ کے تحت اسلامی بینکوں کے اکاؤنٹس میں سے سیونگ اکاؤنٹ داخل ہیں۔ اس سلسلے میں کونسل سابقہ قرارداد کے دوسرے پیراگراف میں بیان کردہ اس فیصلے کی توثیق کرتی ہے کہ: "جو بینک عملی طور پر شریعت کے احکام کی پابندی کرتے ہیں ان میں ایک معین فیصدی نفع کے ساتھ سرمایہ کاری کے طور پر جمع کردہ رقوم دراصل مضاربت کا راس المال ہیں، اور اس پر فقہ اسلامی کی رو سے مضاربت یعنی باہمی قرض کے احکام لاگو ہوں گے، جس میں یہ حکم بھی ہے کہ مضارب (بینک) کو مضاربت کے راس المال کا ضامن بنانا جائز نہیں ہے"۔

ثالثاً مضارب بینک کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ سیونگز اکاؤنٹ کے سرمایہ میں ہونے والے نقصان (ہلاک شدہ مال) کا کلی یا جزوی طور پر ضامن ہو، الا یہ کہ تعدّی یا کوتاہی یا شریعت کے عمومی اصولوں کے مطابق شرائط کی خلاف ورزی ثابت ہو جائے۔ اور تعدّی کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

۲۱. بینک کا مختلف قسم کے معاہدوں یا سیونگز اکاؤنٹس کھولنے کے معاہدوں میں طے شدہ شرعی ضوابط کی پابندی نہ کرنا۔

۲۲. بینکاری کے امور کو منظم کرنے کے ذمہ دار نگران اداروں کی طرف سے جاری کردہ بینکاری اور تجارتی ضوابط و قوانین و اعراف کی خلاف ورزی کرنا، بشرطیکہ وہ شرعی احکام سے متصادم نہ ہوں۔

۲۳. صارفین کو مناسب منافع بخش سرمایہ کاری کی فیزیبلیٹی اسٹڈی (Financial Feasibility) کی معلومات فراہم نہ کرنا۔

۲۴. سرگرمیوں کے لیے نامناسب فارمولوں اور طریقۂ کار کا انتخاب کرنا۔

۲۵. بینک میں بتائی گئی ہدایات اور طریقہ کار پر عمل نہ کرنا۔

۲۶. اس سلسلے میں مروّجہ اعراف میں نافذ اصولوں کے مطابق مناسب ضمانتیں لینے میں ناکامی۔

رابعاً شرط کے ساتھ مضارب ہونے کی حیثیت سے بینک کو عقدِ مضاربت کے تقاضوں کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ضامن بنانا جائز نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے کونسل مضاربہ / مقارضہ کے صکوک سے متعلق اپنی قرارداد نمبر: ۸۶ اور قرارداد نمبر ۳۰ (۵ / ۴) کے مطابق اس بات کی توثیق کرتی ہے کہ جاری کردہ نشریہ / نوٹس (Prospectus) یا مضاربہ / مقارضہ کے صکوک میں مضاربت کے عامل (کام کرنے والے) کے سرمائے، یا یکمشت منافع کی ضمانت یا سرمائے کے تناسب سے ضمانت کا متن شامل کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس بات کا صراحۃً یا ضمناً ذکر کر لیا گیا، تو ضمان کی شرط باطل ہو جائے گی اور مضارب اس جیسی مضاربت کے نفع کا حقدار ہو گا۔

خامساً نقصان کے دعوی میں ثبوت کا بوجھ علی خلاف الاصل بینک کو منتقل کر دیا جائے گا، بشرطیکہ ایسے شواہد موجود ہوں جو بینک کے اس دعویٰ کے خلاف ہوں کہ اس نے تعدی نہیں کی ہے۔ اور درج ذیل حالات پیش آنے پر اس طریقہ کار (یعنی مضارب کی طرف ثبوت کے بوجھ کو منتقل کرنے) پر عمل کرنے میں مزید تقویت آجاتی ہے:

أ. اگر لوگوں میں یہ عرف ہو جائے کہ مضارب (بینک) کی بات اس وقت تک قبول نہیں کی جائے گی، جب تک وہ اپنے تعدّی اور کوتاہی نہ پائے جانے کے دعویٰ کی سچائی پر گواہی نہ پیش کر دے۔

ب. امین پر تہمت کا ثبوت: اس سے مراد اس گمان کا راجح ہونا ہے کہ وہ (مضارب) اپنے عدم تعدّی اور عدم غفلت کے دعوی میں سچا نہیں ہے، اس لیے کہ مضارب سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کاروبار میں لگائے گئے سرمائے کو نقصان سے بچائے گا اور اس سے نفع اور آمدنی حاصل کرے گا۔

ت. (دعویٰ کے) ثبوت کی ذمہ داری کو مضارب (بینک) کی طرف منتقل کرنے کے لیے مصلحت کا ہونا، تاکہ مضارب کے دعویٰ اور سرمایہ کاری کرنے والوں (Investors) کے سرمایوں کے ضائع ہونے کی صورت میں ان کے سرمایہ کو نقصان سے بچایا جا سکے۔

سادساً عقدِ مضاربت میں شرط لگائے بغیر بینک اپنے حصہ میں سے کچھ نفع بطورِ تبرع دے سکتا ہے۔

سابعاً بینک کا سیونگز اکاؤنٹ کے مالکان کے سرمایہ کے غلط استعمال کی ذمہ داری کا تعین کرنے والے متعلقہ ادارے متعدد ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱. نگران ادارے، جیسے مرکزی بینک، خواہ وہ اسلامی مالیاتی ادارے ہوں یا ایسے روایتی ادارے ہوں جن کے ہاں اسلامی بینکاری کرنے والی بااختیار کمیٹیاں ہوں۔

۲. مصالحت، ثالثی اور تنازعات حل کرنے والے مراکز، جیسے دبئی کی بین الاقوامی اسلامک سینٹر برائے مصالحت و ثالثی۔

۳. آڈیٹنگ کے شعبے / پیشے میں جو کچھ قائم کیا گیا ہے، اس کے مطابق آڈیٹر ہوں، اور اس ذمہ داری کو آیوفی (AAOIFI) کے جاری کردہ اکاؤنٹنگ معیارات کے معیار نمبر ۵ میں بیرونی آڈیٹر کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ معاملہ نگران شرعی اداروں کو تفویض کیا جائے۔

ثامناً سیونگز اکاؤنٹ میں ہونے والے خساروں کی تلافی حقیقی نقصان تک محدود ہوگی، خواہ وہ نقصان کلی ہو یا جزوی ہو۔ فوت شدہ نفع کی تلافی نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ فوت شدہ نفع محض ایک غیر حقیقی توقع ہے۔

سفارش

۱. اسلامی بینک رقم جمع کرنے والوں (Depositors) کی رقم کی سرمایہ کاری میں احتیاط برتنے اور ان کی رقم کی حفاظت اور اسے خطرات سے بچانے کے لیے تمام طریقوں اور ذرائع پر عمل کرنے، فنڈز قائم کرنے اور اس کے لیے ضروری ریزرو فنڈ اور مخصوص سرمایہ کوٹہ بنانے کے لیے کوشاں رہیں۔

۲. اسلامی ممالک سے مطالبہ ہے کہ وہ رقم جمع کرنے والوں کے فنڈز کی ضمانت کے لیے اداروں کے قیام سے متعلق قوانین جاری کریں، یا تکافل کی بنیاد پر موجودہ قوانین میں ترمیم کریں، جس میں تمام اسلامی مالیاتی ادارے شریک ہوں اور یہ فنڈز بیمۂ تعاونی کی بنیادوں اور اس کے شرعی ضوابط اور احکام سے متعلق بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۰۰ (۲۱/۶) میں شامل تفصیلات کے مطابق چلائے جائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۳(۹/ ۲۲)

فقہ اسلامی میں معذور افراد کے احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"فقہ اسلامی میں معذورافراد کے احکام " کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر مناقشے کو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. **معذور** سے مراد وہ شخص ہے جو (عقلی، حسّی یا جسمانی طور پر) ان کاموں کو انجام دینے سے قاصر ہو جن کی اسے ایک صحت مند شخص کی طرح ضرورت ہے۔

۲. معذور افراد کے حقوق سے مراد ایک اچھی زندگی گزارنے کے لیے شرعی یا انتظامی طور پر ان کے لیے مقرر کردہ وظائف ہیں۔

۳. شریعت نے معذوروں کے حقوق کا خیال رکھا ہے اور انہیں معاشرے کا لازمی حصہ بنایا ہے۔ چنانچہ ان کے لیے بھی وہی حقوق ہیں جو دوسروں کے لیے ہیں اور ان پر بھی وہی قوانین لاگو ہوں گے جو دوسروں پر لاگو ہوں گے۔

۴. معذوروں کے اپنے خاندان پر چند حقوق ہیں، جو ابتداء ہی سے معذوری کے واقعات کو روکنے، خاندان کی طرف سے معذور کے لیے ضروری اخراجات کا انتظام کرنے، محبت اوراحترام کی بنیاد پر (اس کی) صحیح تربیت کرنے اوراس کی بنیادوں ضرورتیں مثلاً شادی اور رہائش وغیرہ میں کوشش کرنے کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

۵. معذور کے اپنے معاشرے پر بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے اہم یہ ہیں:

- اسے معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ جوڑنا
- اسے اچھی صحبت فراہم کرنا
- اس کا احترام کرنا اور کسی بھی طرح اس کی توہین نہ کرنا
- اس کی صلاحیتوں اور طاقتوں کو ایسے کام میں لگانا جس میں اس کی اور معاشرے کی بھلائی اور نفع ہو۔

٦. معذور کے ریاست پر کچھ حقوق ہیں، جو ان صورتوں میں سامنے آتے ہیں:

- اس کے علاج اور بحالی کے لیے خصوصی طبی اداروں کے قیام کے ذریعے اس کی صحت کی دیکھ بھال کی جائے، اور اس کی دیکھ بھال میں ذمہ داران کو پوری توجہ صرف کرنے کی تربیت دینا۔
- اس کو مناسب تعلیم دینا، اور اس میں اسے جدید ترین تعلیم کے طریقے اور وسائل فراہم کرنا، نیز اس کی تربیت اور تعلیم کے لیے ماہر اساتذہ تیار کرنا۔
- ایسا کام کرانا جو اس کی قدرت اور بس کے موافق ہو، اور اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اسے کاروباری مارکیٹ میں داخل ہونے کے قابل بنایا جائے۔
- زکوٰۃ، اوقاف اور بیت المال کے ذریعے ضرورت مند معذور کی حاجت بر آری کرنا۔
- مناسب وسائل کے ذریعے نقل وحمل، اور اس میں اسے نقل وحمل کے مناسب ذرائع فراہم کرنا اور عمارتوں اور رفاہ عامہ کے لیے ایسے معیارات مقرر کرنا بھی شامل ہے، جن سے اس کے لیے نقل وحرکت آسان ہو۔
- ایسے قوانین اور نظام جاری کرنا جو اس کے حقوق کا تحفظ کریں اور اس پر عمل درآمد کریں۔

سفارش

۱. تعلیمی، ثقافتی، سماجی اور میڈیا کے پروگراموں کے ذریعے ہر ممکن طریقے سے معذور افراد کے حقوق سے متعلق خاندان اور معاشرے میں شعور بیدار کرنے پر کام کیا جائے۔

۲. معذوروں کے امور سے متعلق سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کو مستحکم بنایا جائے، اور ان اداروں کے لیے معاون ماحول کو مضبوط کیا جائے۔

۳. معذوری کے امور سے متعلق کانفرنسز، سیمینارز اور ورکشاپس منعقد کیے جائیں۔

۴. معذوری سے متعلق تحقیقی اور مطالعتی مراکز کا قیام کیا جائے اور معذور افراد کے لیے بنائے گئے پروگراموں کے ذریعے ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

۵. معاشرے اور معذورافراد کے درمیان باہمی رابطے کو وسعت دی جائے اور ان کے حقوق سے متعلق ایسے مستحکم انجمنیں قائم کئے جائیں جو ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور مقامی اور عالمی سطح پر ان کے مسائل سے نمٹ لیں۔

۶. کونسل ہر اس کام کے کرنے پر زور دیتی ہے جو معذوری کے اسباب کو روکے، اور اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ شادی سے پہلے طبی معائنہ کرایا جائے اور بچوں کی معذوری (پولیو) کا ٹیکہ لگایا جائے وغیرہ

۷. معذوروں کے حقوق سے متعلق عالمی معاہدوں کی ان تمام صورتوں کی توثیق کی جاتی ہے جو شریعت کے احکام کے مخالف نہ ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۴(۱۰/۲۲)

مالی معاملات میں غلبہ اور تبعیت کی صورتیں، ان کے ضوابط اور ثبوت کی شرائط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"مالی معاملات میں غلبہ اور تبعیت کی صورتیں، ان کے ضوابط اور ثبوت کی شرائط" کے موضوع پر ۲۵ اور ۲۶ صفر ۱۴۳۶ھ، مطابق ۱۷ اور ۱۸ دسمبر ۲۰۱۴م کو ہونے والی علمی مجلس (سمپوزیم) کی سفارشات پر کونسل مطلع ہوئی، اور اس کے بارے میں کونسل کی سفارشات اور متعلقہ قراردادوں: (قرارداد نمبر (۳۰)، قرارداد نمبر (۱۸۸) اور قرارداد نمبر (۱۹۶)) کا جائزہ لینے کے بعد کونسل کے لیے واضح ہوگیا کہ اس موضوع پر سمپوزیم کی سفارشات کو دوبارہ پرکھنے کے لیے کونسل کی متعلقہ قراردادوں کو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

اور کونسل اپنے سیکرٹریٹ کو ماہرین کی ایک علمی کمیٹی تشکیل دینے کی ذمہ داری سونپتی ہے۔ وہ کمیٹی جن نتائج تک پہنچے انہیں اگلے دورہ میں کونسل کے سامنے پیش کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۵(۲۲/۱۱)

بیمۂ تعاونی کے مسائل اور ان کی تحقیق کے موضوع کا تکملہ

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا اکیسواں اجلاس جو جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض (مملکت سعودی عرب) میں ۱۵ تا ۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳م کو منعقد ہوا، جس میں بیمۂ تعاونی سے متعلق کئی مسائل پر غور وفکر اور اکیڈمی کی جنرل کونسل سے اس کی قراردادیں اور اس سے متعلق مناسب سفارشات تیار کرنے کے لیے بطور تمہید ایک خصوصی مجلس کے انعقاد کا مطالبہ کیا گیا، چنانچہ اس اجلاس کے موضوع "بیمۂ تعاونی کی بنیادوں سے متعلق شرعی احکام اور ضابطے" کے متعلق قرارداد نمبر ۲۰۰(۲۱/۶) کے نفاذ کے لیے یہ قرارداد جاری کی گئی۔

منظمۃ التعاون الاسلامی کی شاخ اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

اس عنوان پر سعودی عرب کے شہر جدّہ میں ۱۵ تا ۱۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۸ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۳م کو منعقد ہونے والی سمپوزیم کی سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد اس مجلس نے درج ذیل مسائل اور معاملات کو بیان کیا:

- پالیسی ہولڈرز کے اکاؤنٹ کے لیے کام کرنے والے قانونی شخص کی سرگرمیوں کے لیے شرعی اور قانونی شرائط وضوابط کے اصول بنائے جائیں۔
- بیمۂ تعاونی کے معاہدوں کو کنٹرول کرنے والے معاہدات کے تعلقات کا تعین درج ذیل طریقے سے کیا جائے:

- اضافی رقم (سرپلس) کی تقسیم کے وقت عطیہ میں واپسی کے شبہ سے بچنے کے لیے التزامِ تبرّع کے تعلق کا تعین کرنے کے لیے پالیسی ہولڈرز اور فنڈ کو جمع کرنے والے تعلق کی تکییف کی جائے۔
- شرکت کے اکاؤنٹ کا اپنی ذمہ داریاں (قرض حسن) ادا نہ کرسکنے کی صورت میں شیئر ہولڈرز اور بیمہ دار کے درمیان تعلقات کی تکییف۔

- **انشورنس سرپلس کی ان شرائط میں جانچ پڑتال کرنا:**
  - بیمۂ تعاونی کے فنڈ میں خسارے کے خطرے کو پورا کرنے کے لیے بیمہ کے سرپلس سے کٹوتی فیصد کے امکان کی حد۔
  - قدرتی آفات کے خطرے کو پورا کرنے کے لیے سرپلس کا ایک مخصوص فیصد کم کرنے کی ممکنہ حد۔
  - بیمہ کی سرگرمیوں کا انتظام کرنے والے مینیجر کو انتظام کے بدلے میں جو معاوضہ دیا جائے وہ شراکت کی لاگت کی کٹوتی کے بغیر اس کی تمام سرگرمیوں کے لیے انشورنس سرپلس کا ایک حصہ یا ایک فیصد ہونے کے امکان کی حد۔
  - شراکت کی رقم کے فیصدی حصے اور انشورنس کی سرگرمیوں کے انتظام کے بدلے میں انشورنس مینیجر کو ملنے والے معاوضے کے اضافی فیصدی حصے (جو کہ اس کی بہتر کارکردگی کے لیے حوصلہ افزائی کا سبب ہوتا ہے) کو جمع کرنے کی ممکنہ حد۔
- وقف کی بنیاد پر بیمۂ تعاونی کی بنیاد کی تمام جہات سے تحقیق کرنا، اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ کمپنیوں میں کیے گئے تجربات کے محرکات کی تحقیق اور اس بات کی تحقیق کہ یہ طریقہ کس حد تک شرائط اور شرعی ضابطوں پر پورا اترتا ہے۔
- بیمۂ تعاونی کے بین الاقوامی تجربات سامنے لائے جائیں، اور "تامین تعاونی کے شرعی ضابطے اور احکام" کے موضوع پر کونسل کی قرارداد نمبر ۲۰۰ (۶ / ۲۱) کے معتبر اصولوں کی پابندی کی حد کو پہچانا جائے۔

اور اس کی تحقیق اور اس سے متعلق غور و فکر کے بعد کونسل نے درج ذیل قراردادوں اور سفارشات نے منظور کیں:

اوّلاً قراردادوں کو مندرجہ ذیل تین پہلوؤں میں تقسیم کیا گیا ہے:

پہلا پہلو **بیمہ سرپلس**

- بیمۂ تعاونی کے فنڈ میں خسارے کے خطرے کو پورا کرنے کے لیے بیمہ کے سرپلس سے کٹوتی فیصد کے امکان کی حد۔
- قدرتی آفات کے خطرے کو پورا کرنے کے لیے سرپلس کا ایک مخصوص فیصد کم کرنے کی ممکنہ حد۔
- بیمہ کی سرگرمیوں کا انتظام کرنے والے مینیجر کو انتظام کے بدلے میں جو معاوضہ دیا جائے وہ شراکت کی لاگت کی کٹوتی کے بغیر اس کی تمام سرگرمیوں کے لیے انشورنس سرپلس کا ایک حصہ یا اس کے فیصدی تناسب ہونے کے امکان کی حد۔
- شراکت کی رقم کے فیصدی حصے اور انشورنس کی سرگرمیوں کے انتظام کے بدلے میں انشورنس مینیجر کو ملنے والے معاوضے کے اضافی فیصد ی حصے (جو کہ اس کی بہتر کارکردگی کے لیے حوصلہ افزائی کا سبب ہوتا ہے) کو جمع کرنے کی ممکنہ حد۔

سمپوزیم کی سفارشات پر مطلع ہونے کے بعد اکیڈمی کی کونسل نے اس کی قرارداد نمبر ۲۰۰ (۲۱/۶) کے چوتھے اور چھٹے فقرہ پر اکتفاء کرنے پر زور دیا، اور کونسل کی رائے یہ ہے کہ معاوضہ کو سرپلس کا فیصدی حصہ قرار دینا یا سرپلس کے فیصدی حصہ کو منتظمہ ادارہ کے لیے حوصلہ افزائی کے طور پر مقرر کرنے کی طرف توجہ نہ دی جائے، کیوں کہ اس میں فقہی اور تطبیقی مشکلات ہو سکتی ہیں۔

دوسرا پہلو وقف کی بنیاد پر بیمۂ تعاونی اسلامی کی تمام جہات کے مطالعہ کے نتیجے میں مجلس درج ذیل نتائج تک پہنچی:

"تامین تعاونی کے شرعی احکام سے متعلق" کونسل کی قرارداد نمبر ۲۰۰ (۲۱/۶) کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ نقود کے وقف کی بنیاد پر ایک خیراتی وقف قائم کرنا ممکن ہے، کونسل یہ سمجھتی ہے کہ درج ذیل طریقہ کار کے ذریعے پچھلی قرارداد کے نفاذ میں وقف سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے:

ا. وقف تکافل کے فنڈز (باہمی تعاون کا وقف) قائم کرنا جائز ہے تا کہ ان فنڈز میں جو مال وقف کیا جائے اس سے کچھ خطرات کو پورا کیا جا سکے۔ اور اس فنڈ کے لیے مختلف قسم کے بیموں کی مد میں معین قسطیں (چندہ) قبول

کرنا بھی جائز ہے،اسی طرح وقف کے لیے تبرعات(عطیات) قبول کرنا بھی جائز ہے،اور اوقاف کے منافع، مقررہ اقساط اور قائم شدہ اوقاف سے اخراجات اور خطرات کو پورا کرنے کے لیے دیئے گئے عطیات خرچ کرنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ان خطرات کو پورا کرنے کے لیے مختلف ممالک کے اوقاف کے نگران ادارے اس کی ذمہ داری اٹھائیں اور بیمہ تعاونی کی سرگرمیوں کے متعلقہ حکام اپنی صوابدید کے مطابق مفاد عام اور انصاف کے اصولوں کے مطابق ان سرگرمیوں کو منظم انداز میں طے کریں۔

۲. یہ جائز ہے کہ انشورنس سرپلس کا کچھ حصہ مالی وقف کی تشکیل کے لیے نکالا جائے اور یہ مالی وقف فنڈ کی مالی مضبوطی کے کام آئے، نیز اس بات میں بھی معین ہو کہ فنڈ کے انشورنس شدہ خطرات کو پورا کرنے کی صلاحیت کو مضبوط بنایا جائے۔

۳. اسلامی بیمہ کمپنیوں کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ انشورنس سرپلس سے کٹوتی کرکے ایک مالی وقف فنڈ بنائیں تاکہ فنڈ میں حصہ لینے والی کمپنیوں کے خسارے یا دیوالیہ ہونے کی صورت میں اس کی آمدنی کو استعمال کیا جائے۔ اسی بنیاد پر بیمۂ تعاونی کے شعبے میں وقف فنڈ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، لیکن یہ ان طریقوں کا متبادل نہیں جن کی کونسل نے اپنی قرارداد میں وضاحت کی ہے۔

تیسرا پہلو بیمۂ تعاونی میں بین الاقوامی تجربات کو سامنے لایا جائے اور تامین تعاونی کی بنیادوں کے شرعی ضوابط اور احکام سے متعلق قرارداد نمبر ۲۰۰ (۲۱/۶) میں اختیار کردہ اصولوں کے ساتھ ان کی وابستگی کی حد کی نشاندہی کی جائے۔

اکیڈمی نے عالمی تجربات سے متعلق تحقیقات کی روشنی میں یہ مشاہدہ کیا کہ بیمہ تعاونی کے نفاذ میں بیشتر عالمی تجربات اپنی عملی تطبیق (Practices) میں کونسل کی قرارداد نمبر ۲۰۰ (۲۱/۶) کے مطابق ہیں، سوائے چند بنیادی اختلافات کے جو درج ذیل صورتوں میں سامنے آئے:

اوّلاً کچھ تکافلی بیمہ کمپنیوں میں اندرونی شریعہ سپروائزری بورڈز کی عدم موجودگی۔

ثانیاً مینیجنگ کمپنی پر قرض حسن کو لازم کرنا یا اس (کمپنی) کا اس کی پیشگی پابندی کرنا، کیونکہ یہ اکیڈمی کے اکیسویں اجلاس میں جاری کردہ نویں مادہ کے خلاف ہے۔

ثالثاً معاہدہ کے دوران شرکاء پر تامین تعاونی کے ذرائع اور طریقہ کار کی وضاحت نہ کرنا۔

رابعاً انشورنس سرپلس کو مینیجنگ کمپنی اور شرکاء کے درمیان بانٹنا، کیوں کہ کمپنی پہلے ہی اجرت کے طور پر یا عقدِ وکالہ یا مضاربہ سے حاصل شدہ منافع کے اندر فیصد کے حصول کی صورت میں اپنا حق لے چکی ہے۔

خامساً بیمہ پالیسی ہولڈرز منافع کی مخصوص رقم کم ہونے کی صورت میں مضاربت کے نفع سے نزول اختیار کر سکتا ہے۔

سفارشات

اوّلاً بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل کی قرارداد نمبر ۲۰۰(۲۱/۶)اور موجودہ اجلاس کی اس قرارداد کی اشاعت کرنے کی کوشش کی جائے، جو شرعی نقطہ نظر سے تامین تعاونی کی سرگرمیوں کو چلانے والے اصولوں اور بنیادوں کے لیے ایک جامع حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے،اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا جائے،اوراسے انشورنس کمپنیوں اور ان کے شریعہ سپروائزری بورڈز میں تقسیم کیا جائے۔

ثانیاً مسلم اور عرب ممالک میں بیمۂ تعاونی کے شعبے میں کام کرنے والے قانونی اداروں کو سفارش کرنا کہ وہ اکیڈمی کی مذکورہ دو قراردادوں کو اپنی قانون سازی میں شامل کریں، اور بطور قابلِ اعتماد شرعی مرجع ہونے کی حیثیت سے اکیڈمی کا حوالہ دیں۔

ثالثاً بیمہ تعاونی کو کنٹرول کرنے والے قوانین کو یہ سفارش ہے کہ وہ پالیسی ہولڈرز کے فنڈ ---(بیمہ کے اکاؤنٹ سے آزاد کمپنی کے اکاؤنٹس) کو ایک حکمی شخصیت عطا کریں، جو بیمہ تعاونی کے اکاؤنٹس میں شریک تمام شرکاء کو شامل ہو، اس کے ساتھ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۰۰(۲۱/۶) کی تفصیلات کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے جس کے نتیجے میں یہ قوانین اس قانونی شخص کی نمائندگی اس طرح کریں کہ مفادات کا ٹکراؤ لازم نہ آئے۔

رابعاً اسلامی انشورنس اداروں اور کمپنیوں کے گورننس (فیصلہ کرنے والے شعبہ) کے لیے معیارات جاری کرنا، تاکہ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۰۰(۲۱/۶) کے اہداف اور مقاصد حاصل ہوں۔ یہ قرارداد متعلقہ اطراف کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے، خاص طور پر منتظمہ ادارہ اور بیمہ فنڈ کے تعلقات کا تحفظ کرتی ہے، تاکہ مفادات کے ٹکراؤ سے بچا جا سکے اور فریقین کو انصاف فراہم کیا جا سکے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۶(۲۲/۱۱)

القدس کی زیارت، مقاصد اور شرعی احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا بائیسواں اجلاس مؤرخہ ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کے دوران کویت میں منعقد ہوا۔

"القدس کی زیارت، مقاصد اور شرعی احکام" کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ علمی تحقیقات پر کونسل مطلع ہوئی، اور کونسل میں اس پر ہونے والی وسیع گفتگو کے بعد کونسل نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زیارت (دورہ کرنے) کا شرعی حکم یہ ہے کہ یہ ایک مستحب اور پسندیدہ کام ہے، لیکن اس میں بحث مفاد (مصالح) اور مفاسد کے گرد گھومتی ہے۔

اور کونسل یہ سمجھتی ہے کہ ان مصالح کو طے کرنا مسلم ممالک میں ارباب اقتدار اور سیاست کا کام ہے۔

اور یہ ضروری ہے کہ تمام مسلمانوں کو یہ بات یاد دلائی جائے کہ القدس کا مسئلہ تمام امت کا مسئلہ ہے اور اس کی مدد و نصرت، اہلِ قدس اور اہلِ فسلطین کی مدد و نصرت کرنا اور انہیں قوت بہم پہنچانا ضروری ہے۔

باعزّت القدس صرف اہلِ فلسطین کا نہیں ہے، بلکہ یہ تمام مسلمانوں کا ہے اور مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت مسلمانوں کے ایمان کا حصہ اور اس کی منجملہ ذمہ داریوں میں سے ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

قرار دادیں اور سفارشات

تیئیسواں اجلاس

منعقدہ: مدینہ منوّرہ

۱۹تا۲۳صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

۲۸ تا یکم نومبر ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۷ (۲۳/۱)

شرعی نقطۂ نظر سے ولی کے حق اور لڑکی کے مفاد کو دیکھتے ہوئے کم عمر لڑکیوں کی شادی کا معاملہ اور سرپرست کے اسے روکنے یا محدود کرنے کے اختیار کی حد

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

"شرعی نقطۂ نظر سے ولی کے حق اور لڑکی کے مفاد کو دیکھتے ہوئے کم عمر لڑکیوں کی شادی کا معاملہ اور سرپرست کے اسے روکنے یا محدود کرنے کے اختیار کی حد" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان مقالات پر ہونے والے مناقشات کو کونسل نے بغور سنا اور اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی:

قرارداد

۱. کم عمر (نوجوان) لڑکی وہ ہوتی ہے جو بلوغت کی عمر کو نہ پہنچی ہو، جبکہ شادی کی عمر کے تعیّن میں بلوغت پر اعتماد کیا گیا ہے، کیوں کہ اس کو ضبط کیا جاسکتا ہے جیسا کہ فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے۔

۲. شریعت اسلامیہ نے شادی کے بندھن میں بندھ جانے کے لیے کوئی خاص عمر مقرر نہیں کی، جہاں تک بیوی کے ساتھ دخول کا معاملہ ہے، تو وہ ان امور میں سے ہے جن کا تعین وقت وجگہ کے احوال، اور شادی کے لیے طرفین کی صلاحیت اور خاندان کے قیام کی صلاحیت کے اعتبار سے طے کیا جاتا ہے۔

۳. باپ کو اپنی بیٹی پر جو شفقت اور رحم ہوتی ہے اور اس پر جو مصلحت کی رعایت رکھنا واجب ہے، اس بنا پر باپ کو قاضی سے اجازت لینے کے بعد اس کی شادی کرانے کا اختیار ہے، اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ شادی

میں اسے نقصان ہو گا، تو باپ کو اس کی شادی کرانے سے روکا جائے گا،، چنانچہ اس کے لیے کم عمر لڑکی کی شادی کرانا جائز نہیں ہو گا۔

۴. قاضی کی اجازت سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کی عمر کا تعین کیا جائے اور ہر ملک میں زمانہ کے حالات، وقت اور عمر کے اعتبار سے اس کے معاملہ کو اس طور پر سرپرست کے حوالے کیا جائے کہ اس میں سب کا مفاد شامل ہو۔

۵. شادی کراتے وقت نوجوان لڑکی کی مصلحت (مفاد) کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

٦. باپ یا باپ کے علاوہ کسی دوسرے ولی کی لڑکی پر ولایت اس کے مفاد کے تحقق کے ساتھ مقید ہے۔

۷. شادی کے وقت لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے اور اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس کی شادی کرانا جائز نہیں ہے، جناب نبی کریم ﷺ کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے کہ:" الثيب أحق بنفسها من وليها والبكر تستأمر وإذنها سكوتها"(ثیبہ اپنے ولی سے زیادہ اپنے اوپر اختیار رکھتی ہے اور باکرہ سے اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے) اور اگر اس کی شادی اس کی رضامندی کے بغیر ہو جائے تو اسے نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔

۸. لڑکی، اس کے خاندان اور معاشرہ کو دیکھتے ہوئے ہر ملک اپنی صوابدید کے مطابق شادی کے لیے مناسب عمر کا تعین کر سکتا ہے، اور اسے قاضی کی اجازت کے بغیر کم عمر لڑکی کی شادی کرنے پر مناسب سزا مقرر کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔

۹. کم عمر لڑکیوں کی شادی کے لیے صحت کے اصول مقرر کرنا چاہیے اور ان اصولوں کے بغیر لڑکی کی شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے، البتہ یہ اصول ماہر ڈاکٹر حضرات طے کریں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۸(۲/۲۳)

شریعت اور موجودہ نظاموں میں اعسار (تنگدستی) اور افلاس کے احکام (ماسبق کا تکملہ)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸ء کو منعقد ہوا۔

"شریعت اور موجودہ نظام میں اعسار اور افلاس کے احکام" کے موضوع پر عالمی فقہ اکیڈمی کونسل کی طرف سے اسلامی تحقیق اور ٹریننگ سینٹر (جو کہ اسلامی ترقیاتی بینک گروپ کا رکن ہے) کے تعاون سے جدّہ میں ۳۱ نومبر اور یکم دسمبر ۲۰۱۷م کو منعقد کردہ علمی مجلس کی سفارشات پر مطلع ہونے اور اس کے متعلق ہونے والے مناقشے سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا کونسل اپنی قرارداد نمبر ۱۸۶(۱/۲۰) کے پیراگراف نمبر (۱) میں اعسار (تنگدستی)، مدین معسر (تنگدست مقروض) کی تعریف کی توثیق کرکے کہتی ہے کہ اس تنگدستی کی تطبیقات (تنفیذات) کے تعین میں عرف کی رعایت رکھی جائے۔

ثانیاً افلاس سے متعلق سابقہ قرارداد کے دوسرے پیراگراف پر زور دیا جاتا ہے، اس کے ساتھ درج ذیل امور کو بھی مدِّ نظر رکھا جائے:

۵. افلاس عدالتی (قاضی کے) فیصلے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

٦. افلاس کے احکام شخص حقیقی اور شخص اعتباری دونوں پر یکساں طور پر جاری ہوتے ہیں۔

ثالثاً سابقہ جس قرارداد کا حوالہ دیا گیا، اسکے دوسرے، تیسرے اور چوتھے پیراگراف کی توثیق کی جاتی ہے۔

رابعاً اسلامی مالیاتی اداروں میں افلاس اور اعسار کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

۱. ادائیگی سے عاجز آجانا اعسار ہے اور اگر مالیاتی ادارہ اور کمپنی کی ملکیت میں موجود بنیادی اثاثوں سے قرضوں کی ادائیگی ہوسکتی ہو تو ادائیگی سے سے عاجز آنے کو شرعا افلاس نہیں سمجھا جائے گا۔ قرض خواہ تفلیس (تنگدستی) کا حکم جاری کرانے کے لئے عدالت کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔ اسی طرح کمپنی اور قرض دار ادارہ قرض خواہوں پر مہلت دینے کو لازم کرنے کے لیے عدالت کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔

۲. اسلامی مالیاتی اداروں اور کمپنیوں میں اعسار کو ختم کرنے کے لیے درج ذیل صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں:

أ. واجب ُالاداء دَین کی ادائیگی کے لیے کسی متعین مالی اثاثہ یا کسی متعین چیز کی منفعت کو خرچ کرنا۔

ب. مقروض کمپنی کے سرمایہ میں اضافہ کرتے ہوئے دیون کو شئیرز (کیپیٹل) میں تبدیل کرنا، جس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ ایسے حصص (شیئرز) جاری کئے جائیں جن میں کمپنی پر جو قرض واجب ُالاداء ہو اس کے عوض قرض خواہ کمپنی کے حصص میں شریک ہو جائے۔ اس طرح وہ قرض خواہ قرض کی مقدار کے بقدر کمپنی اور اس کے اثاثوں کے حصوں کا مالک ہو جائے گا۔

۳. مقروض کمپنی یا ادارے کا قرض خواہ کے ساتھ مہلت دئے جانے پر اتفاق ہونا، اور یہ مہلت دینا کسی پیشہ ورانہ ادارے کی رائے کے مطابق کمپنی اور ادارہ کے حالات کا اندازہ لگانے کے بعد ہوگا، جس میں ضرورت پڑنے پر مہلت دئے جانے کی شرائط کو بھی متعین کیا جائے گا۔

عمومی سفارشات

۱. کونسل مالیاتی اداروں میں اعسار کو ختم کرنے کے عملی حل کے لیے ایسے وسیع پیمانے پر تحقیقات کرنے کی سفارش کرتی ہے جس میں تمام اطراف کے حقوق کا تحفظ ہو۔

۲. کونسل ایسے نظام اور قوانین جاری کرنے کی سفارش کرتی ہے جو کمپنی کے ساتھ معاملہ کرنے والوں یعنی قرض خواہ اور قرض داروں کے حقوق کا تحفظ کرے، نیز مالی احوال کو درست کرنے کے لیے متعلقہ اطراف کے حقوق کا تحفظ بھی پیشِ نظر ہو۔

۳. کونسل اعسار اور افلاس کے شعبے میں متعلقہ اداروں اور بطورِ خاص عدالتی اداروں کو جدید ترقیات کو ساتھ لے کر چلنے والے عدالتی اصولوں پر توجہ دینے کی سفارش کرتی ہے۔

۴. کونسل اکیڈمی کی سیکرٹریٹ سے سفارش کرتی ہے کہ وہ محدود ذمہ داریاں رکھنے والی کمپنیوں پر اعسار اور افلاس کے اثرات کے موضوع پر تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، جس میں محدود ذمہ داری رکھنے والی کمپنی کے مالک کے مالدار ہونے کے باوجود کمپنی کے اعساراور افلاس کے شکار ہونے کی صورت کا ذکر کیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۱۹(۲۳/۳)

علاج کی غرض سے روزہ توڑنے والی اشیاء کا استعمال (پچھلی قرارداد کا تکملہ)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

"علاج کی غرض سے روزہ توڑنے والی اشیاء کا استعمال" کے متعلق کونسل کی قرارداد نمبر ۹۳(۱/۱۰) کو مکمل کر لیا گیا اور جن مسائل کی تحقیق مطلوب تھی ان کی اس اجلاس میں تعیین کی گئی، یہ مسائل درج ذیل ہیں:

۱. دمہ کا انہیلر

۲. پچھنہ اور حجامہ

۳. لیبارٹری ٹیسٹ یا خون کا عطیہ کرنے والے سے خون کی منتقلی یا انتقال شدہ خون وصول کرنے کے لیے خون کا نمونہ لینا۔

۴. Hemodialysis اور Peritoneal dialysis

۵. پاخانہ کے راستے سے دوا داخل کرنے کے آلات، یا اینیما، سپوزیٹریز، یا انڈواسکوپس۔

۶. جنرل اینستھ

۷. یزیا کی سرجری۔

اس موضوع سے متعلق کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس میں ہونے والی تفصیلی بحث ومباحثہ کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

- روزہ کو توڑنے والی چیزیں قصداً کھانا پینا یا جماع کرنا (اور اس کے ہم معنیٰ دوسری چیزیں) اور قے ہیں۔
- جوف جس تک پہنچنے والی چیز سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ اس چیز کا گلے سے اتر کر نظام انہضام اور معدہ تک پہنچ جانا ہے خواہ وہ غذائی چیز ہو یا غذا کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہو، نیز وہ عام معمول اور عادت کے مطابق چلا جائے یا معمول سے ہٹ کر ہو۔

أ. وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

۱. دمہ کا انہیلر روزہ کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کا ہدف نظام تنفس (سانس لینے کے نظام) ہے، اور اس کا بہت تھوڑا حصہ غیر ارادی طور پر معدہ میں چلا جاتا ہے جو کہ قابل معافی ہے، اور اس مقدار سے بھی کم ہوتا ہے جو منہ کی کلی اور مسواک کے باقیات میں سے معدہ میں چلی جاتی ہے۔

۲. لیبارٹری ٹیسٹس یا عطیہ کرنے کے لیے خون نکالنا۔

۳. غذائی انجیکشنز کے علاوہ پاخانہ کے راستے سے داخل ہونے والی کوئی بھی چیز، جیسے انجیکشن، سپوزیٹریز، انڈواسکوپس اور مرہم۔

۴. بھوک کا احساس ختم کرنے والے پلاسٹرز۔

۵. لائپو سیکشن جب تک کہ غذائی سیال مادوں کے استعمال کے ساتھ نہ ہو۔

۶. انڈواسکوپس یا انگلی کا طبی معائنہ۔

۷. پچھنہ لگانا اور حجامہ کرنا۔

۸. روزہ کے دوران دن کے کچھ حصے کے لیے جنرل اینستھیزیا کی وجہ سے ہوش کھو جانا، اگرچہ بقیہ دن بھی بے ہوشی برقرار رہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ سیال مادے نہ دیئے گئے ہوں۔

ب. روزہ توڑنے والی چیزیں:

۱. منہ، حلق اور خوراک کو ہضم کرنے والی جگہ، جو کہ کھانے کی نالی اور چھوٹی آنتیں ہیں، ان سے گزر کر نظام انہضام تک پہنچنے والی ہر چیز۔

۲. ہر وہ چیز جس سے روزہ دار کا جسم غذا حاصل کرتا ہے، خواہ وہ کسی بھی منفذ سے ہو، کیوں کہ یہ کھانے جیسا ہے اور غذائی انجکشن کی طرح روزے کے مقصد کے منافی ہے۔

۳. دمہ کے علاج میں استعمال کیا جانے والا طریقہ علاج Respiratory gas humidification روزے کو توڑ دیتا ہے، اس لیے کہ اس کے ذریعے معدہ میں جانے والی مقدار قابلِ معافی مقدار سے کافی زیادہ ہوتی ہے۔

۴. خون کی منتقلی، بوجہ پانی کی بڑی مقدار پر مشتمل ہونے کے (مفسدِ صوم ہے)

۵. ہیموڈائیلائسس اور پیریٹونیل ڈائلائسس Hemodialysis اور Peritoneal dialysis، کیوں کہ اس کے ذریعہ پانی، نمکینیات اور سکروز (ایک شکری مادہ) کی بڑی مقدار منتقل کی جاتی ہے۔

۶. دمہ کے انہیلر میں استعمال کیے جانے والے کیپسول جن میں خشک پاؤڈر ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں ذی جرم مادے کا ایک جزو معدہ تک پہنچتا ہے۔

سفارشات

۱. اس بارے میں طبیب کا کردار بہت اہم ہے کہ کیا ایسی تشخیصی مداخلت یا علاج کا اقدام کرنا چاہئے جس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے۔ چنانچہ اگر اس موقع پر اس اقدام کی ضرورت نہ ہو یا افطار کے وقت تک اسے مؤخر کیا جا سکتا ہو، تو معالج کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کو اس کی نشاندہی کرے۔

۲. شریعت کے مطابق صحیح طریقہ کار کے مطابق مریضوں کی عبادات کی ادائیگی سے متعلق شعور اجاگر کرنے پر کام کیا جائے، اور روزے کے متعلق جو مشکلات ہوں اس میں قابلِ اعتماد علماء سے رجوع کرنے کی ترغیب دی جائے۔

۳. اگر گردہ اس طرح ناکارہ ہو جائے کہ اس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو، تو اس سے متعلق مریض کو آگاہ کرکے اس کی زندگی بچانے کی خاطر اسے روزہ نہ رکھنے کو کہا جائے، کیوں کہ (اب) یہ معذور ہے، اور (ایسی صورت میں) اس پر ہر روزے کے بدلے بطورِ فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا لازم ہوگا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۰(۴/۲۳)

اندام نہانی کو کم کرنا(Clitoropexy)، فقہ اسلامی کے تناظر میں

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

"اندام نہانی کو کم کرنا(Clitoropexy)، فقہ اسلامی کے تناظر میں" کے موضوع سے متعلق کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر گہرائی سے ہونے والی گفتگو کو سننے کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. اندامِ نہانی کی سرجری (Clitroropexy) سے مراد بظر کو محفوظ حالت میں چھوڑ کر اس کے اوپر کی کھال کا تھوڑا سا حصہ کاٹنا۔ اس سرجری / آپریشن کو "عملية خفاض غطاء البظر" یا "عملية تخفيض قلفة البظر" یعنی بظر کی کھال کو کم کرنے کی سرجری (Clitoral hood reduction surgery) کہتے ہیں۔

۲. اس کھال کو کم کرنا ایک قدیم سماجی رواج ہے، اور جناب نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس عمل کو اس طریقے سے انجام دینے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جو عورت کو معمول کی حد سے تجاوز کرنے سے بچائے۔

۳. پیراگراف نمبر (۱) میں جلدِ نسوانی کی جس سرجری کا حوالہ دیا گیا ہے وہ علماء کے درمیان محلِ اختلاف ہے، اور زیادہ تر اسلامی ممالک میں اس پر عمل نہیں کیا جاتا، البتہ کئی فقہاء کرام نے اس عمل کے شرعی شرائط وضوابط کے پورے کئے جانے پر اسے جائز قرار دیا ہے، اور ان میں سے ایک (اہم) شرط یہ ہے کہ یہ عمل طبی نگرانی (Medical supervision) میں ہو۔

۴. خواتین کے تولیدی نظام کے کسی بھی حصے میں چھیڑ چھاڑ کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں عورتوں اور ان کی ازدواجی زندگی پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں، شریعت نے اس کام کو حرام قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والے کو شرعاً مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ کونسل ان تجاوزات پر فیصلہ کرنے کے لیے اسلامی ممالک کی حکومتوں کے اقدامات کی تاکید کرتی ہے۔

۵. ذکر کردہ اعضاءِ نسوانی کی سرجری سے مراد خواتین کے جنسی اعضاء کو بگاڑ دینا یا کاٹ دینا نہیں ہے، اس لئے کہ وہ شرعاً ممنوع ہے اور اس کے بارے میں صحت کی عالمی تنظیمات خاص طور پر عالمی ادارہ صحت (W.H.O) میں (بھی) منع کیا گیا ہے۔

سفارش

یہ اکیڈمک کونسل عالمی ادارۂ صحت سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مذہبی، سماجی اور طبی قیادت کے ساتھ مل کر خواتین کے جنسی اعضاء کو بگاڑنے کے موضوع پر دوبارہ کام کیا جائے، تا کہ اس عمل کا تصور واضح ہو، اس کا شرعی حکم معلوم ہو اور متعلقہ دینی معلومات حاصل ہوں، اور یہ کہ جب عورتوں کو اس قسم کی سرجری کی ضرورت ہو تو وہ ہسپتال میں موجود عصری طبی ماہرین سے مدد طلب کریں اور اس عمل کا دوسری ان انواع سے فرق واضح ہو جائے جن کا غلط ہونا متفق علیہ ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۱(۵/۲۳)

غلو اور انتہاء پسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے فکری اور عملی اقدامات، جنہیں آج کل مختلف میدانوں اور شعبوں میں دہشت گردی کہا جاتا ہے

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

کونسل نے "غلو اور انتہاء پسندی کا مقابلہ کرنے کے لیے فکری اور عملی اقدامات، جنہیں آج کل مختلف میدانوں اور شعبوں میں دہشت گردی کہا جاتا ہے" کے موضوع سے متعلق کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر گہرائی سے ہونے والی گفتگو کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

انتہاء پسندی اپنی تمام انواع واقسام کے ساتھ کتاب وسنّت کی نصوص نے حرام قرار دی ہے، اور اس کی حرمت اس وقت بڑھ جاتی ہے جب اس کا ارتکاب کرنے والے کو انسانی جان، عزت وآبرو، عقل اور دین پر ہاتھ اٹھانے / حملہ کرنے تک پہنچائے۔

سفارش

اوّلاً مساجد میں مذہبی گفتگو کو باعتبار مضمون اور اسلوب، معاشرہ کے واقعات اور زندگی کی حقیقت کے ساتھ جوڑ کر آگے بڑھانا۔

ثانیاً مسجد کے امام اور مؤذّن کے معیارِ زندگی اور پیشہ ورانہ سطح کو بہتر کرنے کے ساتھ ان کا معیارِ زندگی اور تنخواہ بڑھادی جائے، اور صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے اصلاح وارشاد کے شعبے میں مسجد کے تمام کارکنان کے لیے دورے اور پروگرام کرائے جائیں۔

ثالثاً ہر ملک میں قرآن کریم کے مراکز قائم کیے جائیں، جن کی نگرانی قرآت قرانیہ اور علومِ قرآن میں مہارت رکھنے والی ایک الگ جماعت کرے اوران مراکز کو انتہاء پسند نظریات کامقابلہ کرنے کے لیے جدید تعلیمی وسائل فراہم کیے جائیں۔

رابعاً باصلاحیت مفتیان کرام کاانتخاب کیاجائے، جن میں فتویٰ جاری کرنے کی شرائط پائی جاتی ہوں، اور ملک کے مختلف شہروں اورعلاقوں میں ان کاتقرر کیاجائے،اور اجتماعی فقہ کے احیاء کے لیے مسائل اور موجودہ زمانے کے عام پیش آنے والے واقعات میں اجتماعی افتاء پر اعتماد کرنے اورنااہلوں کوفتوی دینے سے روکنے اوران کے لیے عبرتناک سزائیں مقرر کرنے کامطالبہ کیاجاتاہے۔

خامساً تعلیمی اداروں میں تعلیمی کورسز میں جدّت اور ترقی پیدا کی جائے اوران کے مضامین کوانسانی حقوق کے احترام کی ثقافت کی بنیاد پر کھولنے کارجحان پیدا کیاجائے اور ظلم، انتہاء پسندی، دہشت گردی اورالحاد کو پسِ پشت رکھاجائے اوراختلاف وتنوّع میں دوسرے کے حق کااعتراف کیاجائے۔

سادساً امت کے عقیدے اوراصولوں کے مطابق تعلیمی نصاب کی بنیاداس طریقے پر رکھی جائے جس میں اصلیت اور جدیدیت کاامتزاج ہو اوراس میں اسلام سے متعلق جوغلط مواد ہوں اس پر نظر ثانی کی جائے اوراس کی تصحیح پر کام کیاجائے۔

سابعاً ذرائع ابلاغ کے اداروں / میڈیا تنظیموں سے اپنے پروگراموں میں اعتدال کی گفتگو اپنانے اور افواہوں سے دور رہ کر حقائق کوبنیاد بنانے کامطالبہ کیاجاتاہے۔

ثامناً بعض شرعی اصطلاحات جیسے جہاد، خلافت ، ولاء ،براءاور حاکمیت ودیگر موضوعات میں ایسے غلط تصوّرات کودرست کرنے پر کام کیاجائے جونوجوانوں کوتنازعات میں الجھانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

تاسعاً اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے کورسز اور تعلیمی مضامین شامل کیے جائیں جو تشدد، جرائم اور تعصب کو ترک کرنے پر توجہ مرکوز کریں اور انسانی جان ومال اور عزت وآبرو پر حملہ کرنے کی حرمت پر آگاہی بڑھانے پر ٹھوس کام کریں۔

عاشراً معاشرے میں اپنی نوعیت کا ایک ثقافتی پروگرام شروع کیا جائے جس کا مقصد اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں نظریہ کی درستگی کرنا اور جن شرعی اصولوں کو داعیان، مفکرین نے نظر انداز کیا ہے اور عوام نے اس سے غفلت اختیار کی ہے انہیں مضبوط کیا جائے اور اس کی سرپرستی متعلقہ سرکاری ادارے کریں۔

احد عشر: رواداری، شہریت، تنقیدی سوچ اور دوسرے کی رائے کا احترام کرنے کے اصولوں کو تقویت دینے کے لیے تعلیمی پالیسی متعارف کرائی جائے۔

ثانی عشر: ممالک اور معاشروں سے دہشت گردی اور انتہاپسندی کے خلاف کامیاب تجربات سے فائدہ اٹھانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

ثالث عشر انتہاپسند نظریات کے حامل لوگوں کے ساتھ مکالمہ کے دروازے کھولے جائیں تاکہ ان کے شبہات کی تردید کی جاسکے، انہیں صحیح راستے اور معتدل سماجی زندگی کی طرف واپس لایا جاسکے، امن، سماجی استحکام اور خوشحالی کے حصول کے لیے معاشرے اور نظام کے ساتھ بقائے باہمی پیدا کی جاسکے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۲(۶/ ۲۳)

کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کو بینک کی طرف سے ملنے والے فوائد سے متعلق شریعت کا نقطۂ نظر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

کونسل نے " کرنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کو بینک کی طرف سے ملنے والے فوائد سے متعلق شریعت کا نقطۂ نظر" کے موضوع پر کونسل میں پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس پر گہرائی سے ہونے والی گفتگو کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً کرنٹ اکاؤنٹ کی تعریف

یہ گاہک کی طرف سے اسلامی یا روایتی بینک میں جمع کردہ رقوم کا وہ ریکارڈ ہے، جس کے ذریعے اسے کسی بھی وقت مروّجہ ذرائع جیسے چیک اور ترسیلات زر (بینک ٹرانسفر) کو استعمال کرکے رقم نکالنے کا حق حاصل ہوتا ہے، اس کے ساتھ یہ براہِ راست رقم نکالنے کا بھی ذریعہ ہے۔ یہ جمع کی گئی رقم بینک کے ضمان میں ہوتی ہیں، اور بینک اس رقم کو قوانین کی مطابقت برقرار رکھتے ہوئے جیسے چاہے استعمال کرسکتا ہے۔

ثانیا کرنٹ اکاونٹ کی شرعی تکییف

کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کی گئی رقوم کی چند تکییفات درج ذیل ہیں:

- ایک تکییف یہ ہے کہ یہ حقیقۃً امانت ہے اور استعمال کرنے کی صورت میں مضمون ہوتا ہے یا یہ ایک مستقل جدید عقد ہے یا یہ عقود کا ایسا نظام ہے جو متعدد عقود پر مشتمل ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ کی ان تمام تکییفات کا جائزہ لینے کے بعد کونسل نے "بینکنگ ڈپازٹس (بینک اکاونٹس)" کے موضوع سے متعلق اپنی

قرارداد نمبر ۸۶(۹/۳) کا اختتام کیا، جس میں یہ صراحت کی گئی کہ: کرنٹ اکاؤنٹس خواہ اسلامی بینکوں کے پاس ہوں یا سودی بینکوں کے پاس ہوں، بہر صورت فقہی اعتبار سے یہ قرض ہیں۔

ثالثاً کرنٹ اکاؤنٹ کے صارفین کے لیے بینک کی طرف سے ملنے والی مراعات کا شرعی حکم

بینک کی مراعات کی تعریف

بینک کی مراعات سے مراد وہ اضافی حقوق ہیں جو بینک کی طرف سے کرنٹ اکاؤنٹ کے صارفین کی حوصلہ افزائی اور انہیں اکاؤنٹس کھولنے کی ترغیب دینے یا اس کے استعمال کو باقی رکھنے کے لیے دیئے جاتے ہیں۔

اس کی اپنے فائدہ کے اعتبار سے اور غرض کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم جس میں صرف گاہک کا فائدہ ہوتا ہے۔

دوسری قسم جس میں طرفین یعنی بینک اور گاہک دونوں کا فائدہ ہوتا ہے۔

اَ. پہلی قسم: وہ مراعات ہیں جس میں صرف صارف کا فائدہ ہوتا ہے۔

جو مراعات صرف صارف کے فائدے کے لیے ہوتی ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: معنوی مراعات اور مادی مراعات

۱) معنوی (غیر محسوس) مراعات، وہ منافع اور خدمات ہیں جو بینک صارف کو دیتا ہے اور اس میں جمع کردہ ڈپازٹ پر زائد رقم دیا جانا طے نہیں ہوتا۔ جیسے بینک کی شاخوں (Branches) میں ملنے والی ترجیحی خدمات، صارف کو وقفہ وقفہ سے نوٹس / اعلامیہ فراہم کرنا، وقتاً فوقتاً اکاؤنٹ اسٹیٹمنٹ مہیا کرنا، مالی حیثیت بہتر ہونے کی شہادت فراہم (Solvency Certificate) کرنا، بین الاقوامی اے ٹی ایم کارڈز وغیرہ فراہم کرنا۔

اس قسم کے فوائد کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً جائز ہیں، کیوں کہ یہ وہ زائد سودی رقم نہیں جسے بینک نے گاہک کو قرض کی مقدار پر زائد رقم کے طور پر دینے کا التزام کیا ہو۔ بلکہ یہ قرض لینے والے (بینک) کی طرف سے قرض دینے والے کو اس کے مالی حق کی وصولی میں ایک گونہ تعاون ہے، چنانچہ اس میں اصلاً مباح ہونے والا اصول لاگو ہوگا جبکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہ ہو۔

۲) مادی فوائد وہ منافع، اعیان اور نقود کہلاتے ہیں جو کرنٹ اکاؤنٹ میں موجود رقم پر بطورِ اضافہ دیئے جاتے ہیں، جس میں قرض دینے کے عوض زائد مال آرہا ہوتا ہے، جیسے بجلی کے آلات، الیکٹرانک ڈیوائسز اور جہازوں کے ٹکٹ وغیرہ دینا۔

اس قسم کے فوائد کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ قرض دینے اور اس کے حجم اور مدّت کی وجہ سے ہوں تو یہ ممنوع ہیں خواہ مشروط ہوں یا مشروط نہ ہوں، کیوں کہ یہ قرض کی رقم پر قرض لینے والے کی طرف سے قرض دہندہ کو دیا جانے والا سودی اضافہ ہے۔

البتہ اگر یہ مادی فوائد بینک کے ہر نئے صارف کو دیئے جاتے ہوں، خواہ وہ صارف کرنٹ اکاؤنٹ کا ہو یا مضاربہ اکاؤنٹ کا یا تمویل میں ہو یا غیر تمویل میں، تو ایسی صورت میں یہ اشتہارات، مارکیٹنگ، گاہکوں اور کسٹمرز بنانے کے اخراجات میں سے ہیں اور اصلاً مباح ہونے کی وجہ سے جائز ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ اخراجات قرض، اس کے حجم اور مدّت کے ساتھ منسلک نہیں ہوتے۔

ب. **دوسری قسم:** وہ فوائد ہیں جس میں طرفین (بینک اور صارف دونوں) کا نفع ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جس کا تعلق بینک سے رقم نکالنے اور جمع کرنے سے ہو۔

دوسری قسم: جس کا رقم نکالنے یا جمع کرانے کی سرگرمیوں سے تعلق نہ ہو۔

ا. وہ فوائد (و مراعات) جو بینک گاہک کو فراہم کرتا ہے اور وہ کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے اور اس سے رقم نکالنے کی سرگرمیوں سے متعلق ہوتے ہیں، اس میں طرفین (بینک اور صارف دونوں) کا فائدہ ہوتا ہے، جیسے چیک بک اور اے ٹی ایم کارڈ کی فراہمی، ایسی سرگرمیوں کا شرعی حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہیں، کیوں کہ یہ قرض لینے والے (بینک) کا قرض دہندہ (کسٹمر) کے ساتھ اس کا مالی حق حاصل کرنے میں ایک گونہ تعاون ہے، جبکہ جو منفعت قرض کی وجہ سے مقرض کو حاصل ہو رہی ہے وہ صرف قرض دینے والے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ وہ بینک اور صارف (یعنی قرض دہندہ اور قرض لینے والا) دونوں کو شامل ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں طرفین کا مفاد ہے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچایا جا رہا، چنانچہ شریعت ایسے مفادات کو ناجائز نہیں قرار دیتی جس میں کوئی مضرّت نہ ہو، جبکہ دوسری جانب اس قسم کے فوائد کا ناجائز ہونا منصوص نہیں ہے اور نہ ہی منصوص کے درجہ میں ہے، لہٰذا اسے اصلاً مباح ہونے والے اصول پر برقرار رکھا جائے گا۔

۲. وہ فوائد جن میں فریقین کا فائدہ ہو، لیکن ان کا تعلق کرنٹ اکاؤنٹ سے رقم نکالنے اور جمع کرنے کی سرگرمیوں سے نہ ہو، جیسے ترجیحی قیمتوں یا دوسرے گاہکوں کے مقابلے میں کم قیمت پر بینکاری سے متعلق خدمات فراہم کرنا، جن میں زرِ مبادلہ کی شرح، ترسیلاتِ زر کی فیس، ڈپازٹس لاکرز کی کی فیس، لیٹر آف کریڈٹ کی فیس، کریڈٹ کارڈ کی فیس اور گارنٹی کی فیس وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سب حرام ہیں، اس لیے کہ یہ (فیس کم کرنا) ایسے قرض کے معاملے میں شامل ہے جس نے (قرض دینے والے کے لئے) نفع کو کھینچا ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

مسوّدہ قرارداد نمبر ۲۲۳(۷/۲۳)

غیر ارادی طبی غلطیوں سے متعلق ڈاکٹر کی ذمہ داری کے بارے شرعی نقطہ نظر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

کونسل نے "غیر ارادی طبی غلطیوں سے متعلق ڈاکٹر کی ذمہ داری کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر" کے موضوع سے متعلق کویت کی اسلامی تنظیم برائے طبی علوم کی طرف سے ۵ تا ۷ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۶ تا ۲۸ مارچ ۲۰۱۰م کو کویت میں منعقد کردہ علمی کنونشن کی قرارداد کا جائزہ لینے اور اس پر کونسل میں گہرائی سے ہونے والی گفتگو کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً غیر ارادی طبی غلطیاں

۱) طبی غلطی کی تعریف کی منظوری: یہ غفلت اور کوتاہی وغیرہ کی وجہ سے اس کام کے حصول میں ناکامی کا ہونا ہے جس کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

۲) طبی حادثہ کی تعریف کی منظوری: یہ وہ نقصان ہے جو طبی مداخلت کی وجہ سے ہوتا ہے، اوراس کی نسبت مریض کی صحت کی بنیادی حالتوں کی طرف نہیں کی جاتی (یعنی یہ ان حالتوں کی وجہ سے ہونے والا نقصان نہیں ہے)۔

۳) ادارہ کی سطح پر ہونے والی غلطیوں کی تعریف کی منظوری: یہ وہ غلطیاں ہیں جو صحت کے نظام سے متعلق اندرونی وجوہات کے علاوہ مختلف سطحوں پر خرابی کا باعث بننے والے کئی عوامل کی ہم آہنگی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اور یہ نظام کمزور اسباب کی بناء پر مسلسل خطرات کے بڑھنے کا موقع پیدا کرتا رہتا ہے۔

۴) صحت کے پیشہ کے اصولوں کی تعریف کی منظوری: یہ وہ مسلمہ اصول اور عرف میں منظور شدہ علمی اور عملی قواعد ہیں۔

۵) طبی غلطیوں کا باعث بننے والے اسباب اور وجوہات کو ممکنہ حد تک کم کرنے کے لیے ان کے مناسب حل مقرر کرنے کے بارے میں وسیع مطالعہ اور تحقیق پر مبنی علمی پروگراموں کا قیام ہو۔

۶) صحت کی دیکھ بھال کے حوالے سے اس کی کامیاب کارکردگی کو یقینی بنانے کے لیے مناسب ماحول اور مناسب داخلی وخارجی حالات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

۷) اس بات کی ضرورت ہے کہ صحت کی تمام پالیسیوں میں بنیادی نقطہ مریضوں کی سلامتی ہو۔

۸) صحت کے شعبے سے منسلک تمام کارکنان کے لیے ورکشاپس منعقد کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ان کی تربیت کی جائے اوران کے اندر مذہبی شعور بیدار کیا جائے ،تاکہ غلطیوں کے پیش آنے کے وقت ان پر قابو پایا جاسکے، کیوں کہ ورکشاپ طبی (صحت کی) سرگرمی کے لیے اہم بنیادی اجزاء میں سے ایک ہے۔

۹) ممکنہ لازمی اسباب یعنی مشینری، لیبارٹریز اور معلومات فراہم کی جائیں اور بیماری کی درست تشخیص وتعیین کو یقینی بنانے کے معاملہ میں شرکت کرنے کے لیے عالمی نظاموں(معاہدات وطریقۂ کاروں) کی پابندی کی جائے۔

۱۰) طبی عملے کے کام کو دن میں آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ کرنے سے متعلق عالمی قوانین اور اصولوں کی پابندی کی جائے، خاص طور پر متبادل باریوں کے دنوں میں، تاکہ مریض کی صحت کی حفاظت کے لیے معالج کی اس پر توجہ مرکوز رکھنے کا تحفظ کیا جاسکے۔

۱۱) مریض کو اپنی صحت کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک مناسب وقت فراہم کرکے ہر ڈاکٹر کے مریضوں کی تعداد کو ممکنہ حد تک کم کرنے کی پابندی کی جائے۔

۱۲) مریض کو طبی غلطیوں سے بچانے اوراس کی حفاظت کی ضمانتوں سے متعلق قوانین اور قراردادوں کا وقتاً فوقتاً جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

۱۳) صحت کے سازوسامان کی حفاظت اور کفایت کی ضمانت کی خاطر اس پیشہ کے ماہرین کے ذریعے وقتاً فوقتاً ہونے والی حفاظتی سرگرمیوں کی اہمیت پر زور دیا جائے۔

۱۴) طبی غلطیوں پر ایک اعلیٰ ادارہ کے قیام پر کام کیا جائے جو ایک خاص وزیر کے ماتحت ہو، اور ایسے مختلف پیشہ ورماہرین کو جمع کرے جن کی سچائی اور امانت مسلم ہو۔ اس کی اہم ذمہ داریوں میں سے یہ ہو کہ کسی طبی واقعہ کے پیش آنے کی صورت میں اس کی تحقیقات کرے خواہ اس کی وجہ سے کوئی نقصان ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، البتہ یہ تحقیقات جلد از جلد اس کی علامات اور اثرات ظاہر ہونے سے پہلے ہوں، اور تحقیق اس طور پر کی جائے کہ ان میں غلطی کے اثر اور سبب کی تعیین کا بیان شامل ہو۔ پھر یہ کمیٹی اپنی رپورٹس سفارشات کے ساتھ منسلک کرکے متعلقہ حکام / اداروں کو پیش کرے، تاکہ مستقبل میں ایسی غلطیوں سے بچا جاسکے۔

۱۵) غلطی کرنے والے ڈاکٹروں کی اپنی غلطیوں کو کھل کر بیان کرنے پر حوصلہ افزائی کی جائے، تاکہ شفافیت اور صراحت سے بات کا اظہار ہو اور طبی عمل کے مستقبل اور اس کی کامیابی کی خدمت کی جاسکے اور اطباء سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ایک قانونی ذریعہ پیدا کیا جائے۔

۱۶) اپنی غلطیوں پر مطلع ہو جانے والے افراد کا اس بات پر حوصلہ بڑھایا جائے کہ وہ ان غلطیوں کے بارے میں دوسروں کو بتا دیں، اور ساتھ ساتھ ان کو پیش آنے والی مشکلات اور نقصانات سے انہیں محفوظ کرنے میں مدد فراہم کی جائے۔

۱۷) ماہرینِ قانون، ماہر فقہاء اور قابل ڈاکٹروں کی ایک کمیٹی کی جانب سے طبی غلطیوں کے بارے میں معلومات کے لیے ایک ڈیٹا بینک قائم کرنے کی ضرورت ہے، اور ایک ایسا قانون پاس کرنے کی ضرورت ہے جو صحت کی وزارتوں میں تمام کام کرنے والے محکموں کو غلطیوں کی اطلاع دے، اور بینک کو اس کے اسباب اور وجوہات کو جاننے کے لیے معلومات فراہم کرے۔

۱۸) ایک خصوصی اتھاریٹی میڈیکل کمیٹی کے ممبر کے بارے میں یہ جائزہ لے کہ اس سے نقصاندہ غلطی سرزد ہوئی ہے یا نہیں، تاکہ اس کے کام کے حالات اور ان کے مناسب ہونے کی پہچان ہو سکے۔

۱۹) ذمہ دار اداروں سے درخواست کی جائے کہ وہ اس معاملہ میں ہونے والے اقدامات کے کافی و مناسب ہونے کو یقینی بناتے ہوئے دواسازی کی نگرانی کریں اور اس کو ریکارڈ کریں، تاکہ استعمال کے بعد ان دواؤں کا جائزہ لیا جاسکے، خصوصاً خطرناک دواؤں کا جائزہ لیا جائے۔ اور (ان اداروں سے یہ درخواست بھی کی جائے کہ) ہر قسم کی نگرانیوں (نوٹس) کو ریکارڈ کر کے محفوظ کیا جائے، خواہ وہ ضمنی اثرات ہوں یا دوسری دواؤں کے ساتھ

مل کر ہونے والے اثرات ہوں یا اگر نقصان ہے تو وہ کس حد تک ہے،اسی طرح دیگر ضروری اقدامات کئے جائیں۔

۲۰) طبی سرگرمیوں میں ہونے والی غلطیوں کے امکان کو قبول کرنے اور اس کے سماجی مفہوم کو تبدیل کرنے کے لیے شعور بیدار کیا جائے۔

۲۱) ہر ملک میں تمام لوگوں کے لیے بار کوڈ سسٹم کے ساتھ ایک ڈیجیٹل کارڈ بنانے پر کام کیا جائے، جو صحت کے تمام معاملات میں استعمال کیا جائے گا، نیز وقتاً فوقتاً بار کوڈ ڈیوائس (مشین) کی درستگی کو یقینی بنانے کے لیے اس کو چیک کرنے کی ضرورت کو یقینی بنایا جائے۔

۲۲) تحقیقات ،نظام (پروٹوکول) ،مریضوں ،ان کے حالات اوران کی صحت کی تاریخ کے حوالے سے معلوماتی ڈیٹا بیس کو تقویت پہنچانے کے لیے عملی اقدامات پر کام کیا جائے۔

۲۳) طبی مشق کی غلطیوں کو اکٹھا کرنے اور ان کی درجہ بندی کرنے کے اہتمام کی ضرورت ہے، تاکہ سائنسی رپورٹس تیار کرنے میں انہیں استعمال کیا جائے اور ہر قسم کی غلطیوں کے تجزیہ کے دوران استعمال کیا جائے۔

۲۴) جو طبی غلطیاں معالجین کی کوتاہی کی وجہ سے ہوں ان میں اور ان غلطیوں میں فرق کرنا جو میڈیکل کے اداروں کی کوتاہی کی وجہ سے پیدا ہوں ،جن کا سبب ان کے نظاموں اور علاج کے ضروری آلات کی خرابی ہو۔

۲۵) طبی غلطیوں اور ان ناپسندیدہ منفی واقعات کے درمیان فرق کیا جائے جن میں معالج کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا،اسی طرح طبی غلطیوں اور طبی مشق / عمل کے نتیجے میں ہونے والے متوقع اثرات کے درمیان فرق کیا جائے۔

۲۶) کوتاہی اور تعدی کی وہ صورتیں جن میں طب کے پیشہ کے ماہرین کے ہاں علاج کے متفقہ اصولوں کی خلاف ورزی کی گئی ہو ، ان میں معالج کو ضامن ٹھہرایا جائے، اسی طرح (اس صورت میں بھی اسے ضامن قرار دیا جائے) جب وہ معالج مریض یا اس کے سرپرست سے اجازت حاصل کیے بغیر یا جن حالات میں اربابِ اختیار سے اجازت لینا ضروری ہے ان میں ان کی اجازت کے بغیر علاج کرے۔

۲۷) تعدّی اور غفلت کی صورتوں میں شرعاً اور قانوناً ذمہ دار شخص سے ضمان وصول کیا جائے۔

۲۸) میڈیکل کے شعبہ میں اخلاقیات سے متعلق تعلیمی کورس / نصاب اور تمام تخصصات میں طبی غلطیوں کی معرفت اور ان سے بچنے کے طریقوں سے متعلق تعلیمی نصاب تیار کرنے پر کام کیا جائے، اور اس کورس / نصاب کے پڑھنے کو لازم قرار دیا جائے۔

۲۹) معالج کو مرض کی حقیقت، اور اس کے علاج پر مرتب ہونے والے اثرات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مریض کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ معاشرتی حالات اور ماحولیاتی روایات کے مطابق مریض کی صحت پر توجہ دی جاسکے۔

۳۰) ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ بطور مکمل نگہداشت کرنے والے کے مریض کی نگہداشت کرے۔

۳۱) ڈاکٹر کو مریض کے راز کو فاش کرنے سے روکا جائے، اور راز ظاہر کرنے کے نتیجے میں جو بھی اخلاقی اور مادی نقصانات ہوں ڈاکٹر اس کا ذمہ دار ہوگا۔ (اس سلسلے میں) کونسل کی قرارداد نمبر ۷۹ (۸/۱۰) اور اپریل ۱۹۹۷ء کو کویت میں منعقدہ اسلامک آرگنائزیشن فار میڈیکل سائنسز کے سمپوزیم کی سفارشات کو دیکھا جائے۔

ثانیاً:

(أ) طبی اجازت:

اصل شرط طبی اجازت ہے، اور اس سے صرف چند حالات ہی مستثنٰی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

أ. ارجنٹ کیسز (فوری طبی امداد) کی وہ صورتیں جن میں مریض یا اس کے سرپرست سے اجازت لینا ممکن نہ ہو اور اس (اجازت لینے کی) صورت میں مریض کی جان یا اس کے اہم جسمانی اعضاء کو خطرہ ہو۔

ب. وہ صورتیں جن میں مصلحت عامہ کا تقاضا یہ ہو کہ بیماری کا علاج کیا جائے یا اس سے بچنے کی کوشش کی جائے، جیسے سرایت کر جانے والی متعدی بیماریاں جو معاشرہ کے افراد کی صحت کے لیے خطرہ بن جاتی ہیں۔

ج. اگر مریض کو کوئی نفسیاتی یا ذہنی بیماری ہو جس سے اس کی زندگی یا دوسروں کی زندگی کو خطرہ ہو، تو ضروری اقدامات کرنے کے بعد اسے زبردستی علاج کی جگہ میں داخل کیا جائے۔

(ب) اجازت کا ساقط ہو جانا

أ. اگر مریض کا سرپرست اجازت دینے سے انکار کرے، تو اس کی سرپرستی اس کے قریب کے رشتہ دار کی طرف یا ولایتِ عامہ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

ب. ایسے نازک حالات میں جن میں بالغ عاقل مریض علاج کی اجازت دینے سے انکار کرے ،ان میں اجازت نہ دینے کے خطرات کی وضاحت ضروری ہے اور ڈاکٹر اس وضاحت کی سرکاری(Officialy) طور پر توثیق کرے،اوراس صورت میں جب تک اس کا ہوش / ذہن حاضر ہو اجازت ساقط نہیں ہوتی۔

ج. ایسے حالات پر مزید تحقیق اور مطالعہ کی ضرورت ہے جن میں ماں یا بچے یا دونوں کی جان بچانے کے لیے سیزر آپریشن کی ضرورت ہو لیکن ماں سیزر آپریشن کی اجازت دینے سے انکار کر دے۔ جیسے جنین کے گلے میں نال لپٹ جانے کی صورت۔

عمومی سفارشات

۱. اسلامی ادارہ برائے علومِ طبیہ طبی مشق کے شعبے میں شرعی اصولوں اور اس عمل میں غلطیوں کی ذمہ داری اور نافذ قانونی دفعات اور اس سلسلے میں طے شدہ اصولوں کے درمیان توازن پیدا کرنے کے لیے تحقیقات کا اقدام کرے۔ اور یہ عرب اور مسلم دنیا دونوں میں ہو، اوران اصولوں اور احکام کے درمیان مکمل طور پر مناسبت پیدا کرنے کے لیے ضروری تجاویز دی جائیں۔

۲. منظمہ، عرب لیگ اور مسلم دنیا کی اس طرح کی تنظیموں کے درمیان طبی مشق اور متعلقہ غلطیوں سے پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کے متعلق ایک متفقہ قانونی بل کو پاس کرنے کی تحقیق کرنے کے لیے یکجہتی پیدا کی جائے، تاکہ عرب اور اسلامی ممالک طبی عمل اور اس پر مرتب ہونے والی غلطیوں سے متعلق قوانین کو نافذ کرنے کے لیے اس سے مدد حاصل کر سکیں۔

۳. ہر عرب اور اسلامی ملک میں ایک آزاد وخود مختار خصوصی ادارہ کا قیام ہو جو خصوصی طور پر نجی اور اور دیوانی عدالت کے مقدمات اور طبی عمل کے نتیجے میں ہونے والی غلطیوں کو دیکھتے ہوئے ثالثی اداروں اور تنازعات کے تصفیہ کرنے والی کمیٹیوں کے سامنے پیش کردہ تنازعات سے متعلق ماہرانہ رپورٹس تیار کرنے کے لیے امتیازی حیثیت رکھتا ہو۔

۴. میڈیکل پریکٹس کی غلطیوں سے متعلق فوجداری مقدمات میں مقدمہ کے کسی بھی مرحلے میں صلح کے نظام پر اس طرح عمل پیرا ہونا کہ صلح کے نتیجے میں مجرمانہ مقدمہ ختم ہو جائے اور اگر فیصلہ کے حتمی ہو جانے کے بعد صلح ہو جائے تو سزاؤں کے عمل درآمد کو روکا جائے۔

۵. تنازعات کو حل کرنے کے طریقوں میں وسعت پیدا کی جائے اور طبی مشق کی غلطیوں سے پیدا ہونے والی شہری ذمہ داری کے حوالے سے ثالثی کا سہارا لیا جائے۔

۶. ڈاکٹروں اور ان کے معاونین کی غلطیوں سے متعلق غیر فوجداری اور دیوانی مقدمات کی سماعت کے لیے خصوصی محکمے تشکیل دیئے جائیں، بشرطیکہ ان مقدمات میں تنہا صرف اس محکمہ کو فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

۷. اجتماعی عمل (ٹیم ورک) کے بنیادی اجزاء سے متعلق تمام اصولی اور اقدامی مسائل میں علمی آگاہی کو فروغ دینا اور اسے طبی تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں تربیتی پروگراموں میں جلد از جلد تقویت دینا ضروری ہے۔

۸. معالجین کو یونیورسٹیوں اور اکیڈمک اداروں میں حاصل کردہ صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے اجتماعی عمل کیا جائے اور مہارتوں کو فروغ دینے سے متعلق عملی مشق اور خصوصی نتائج کی تربیت حاصل کرنی چاہیے۔

۹. صحت کی دیکھ بھال کے شعبے میں اجتماعی کارروائی کی اہمیت کو تقویت دینے اور حفاظتی ثقافت کی طرف منتقلی کو آسان بنانے میں مدد کرنے کے لیے معالجین کے لیے انٹرن شپ کی مدّت کے دوران تربیت کو ہدف بنایا جائے۔

۱۰. صحت کی حفاظت کے شعبے میں اعلی درجے کی قابلیت کے پروگراموں کے ذریعے حاصل کیے گئے اسباق بڑھانے چاہئیں۔

۱۱. پیشہ ورانہ مشق کی اجازت کے سرٹیفکیٹس دینے کے دوران اجتماعی عمل سے متعلق معالجین کی صلاحیت بڑھانی چاہیے۔

۱۲. یہ ضروری ہے کہ خصوصی بورڈز کی جانب سے لائسنس دینے کے امتحانات نئے معالجین کو اجتماعی عمل کے اجزاء سے روشناس کرانے اور مشترکہ پیشہ کی توقعات پر مشتمل ہو۔

۱۳. ڈاکٹر کو مریض کے علاج پر مزید محنت کرنے کی ترغیب دینے کے لیے طب کی عملی مشق سے پیدا ہونے والے خطرات پر انشورنس کے ضوابط مقرر کرنے کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۴. میڈیا اور آگاہی بڑھانے کے دیگر ذرائع کو نفسیاتی عوارض کے بارے میں معلومات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے، تاکہ اس کا جلد اور مؤثر طریقے سے علاج کیا جاسکے، اسی طرح نفسیاتی مریض کے حقوق سے متعلق بیداری بڑھادی جائے۔

۱۵. نفسیاتی صحت سے متعلق شرعی اصولوں اور متعلقہ عالمی معاہدات اور اصولوں کی رہنمائی سے ایک متفقہ رہنما / گائیڈ قانون جاری کرنے کے لیے عرب اور اسلامی ممالک کو تعاون کرنا چاہیے۔

۱۶. او، آئی، سی کو اسلامی اور عرب ممالک کے تعاون سے ذہنی صحت سے متعلق ایک ایسا متفقہ قانون جاری کرنے کا اقدام کرنا چاہیے جو شرعی اصولوں اور متعلقہ بین الاقوامی معاہدات کی رہنمائی کو شامل حال ہو۔

۱۷. ذہنی اور نفسیاتی صحت سے متعلق شرعی فیصلوں پر غور وفکر کرنے کے لیے ایک خصوصی مجلس منعقد کی جائے، اور اس سلسلے میں مقررہ سفارشات کے ساتھ اس کا اختتام کیا جائے۔

۱۸. طبی اداروں کو چاہیے کہ وہ طب کی عملی مشق کے شعبے میں جدید صورتوں کی تحقیق، ان مشقوں کو پیش آنے والی رکاوٹوں اور مشکلات سے متعلق تبادلہ خیال اور طبی غلطیوں اور ان سے روکنے یا کم کرنے کے طریقوں کے مطالعہ کے لیے معالجین اور ان کے معاونین کے درمیان وقتاً فوقتاً ملاقاتیں کرائیں۔

۱۹. مریضوں اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ بات چیت میں معالجین کی صلاحیتوں کو بڑھانا، کیوں کہ اس میں مریض کی صحت کی حالت میں جدید صورتوں پر مطلع ہونے کی مصلحت پوشیدہ ہے، اور طبی کارروائیوں کے دوران پیش آنے والی مشکلات پر مطلع ہونے کی مصلحت بھی شامل حال ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۴(۲۳/۸)

مالی معاملات میں ہیجنگ، ضوابط اور احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

کونسل نے "مالی معاملات میں ہیجنگ کے ضوابط اور احکام" کے موضوع سے متعلق علمی مجلس جو کہ ۲۶ اور ۲۷ اپریل ۲۰۱۶م کو محکمہ اسلامی معاملات اور رفاہی امور کے تعاون سے دبئی میں منعقد کردہ اسلامی معیشت کے فقہی مجلس کے دوسرے اجلاس کے ذریعے کی گئی سفارشات کا جائزہ لینے اور اس پر ہونے والے بحث مباحثہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً بنیادی اصطلاحات (تصورات) سے مراد

۱. ہیجنگ کا مفہوم

أ. عام معنوں میں ہیجنگ کا مفہوم و مراد احاطہ (کور کرنا) اور بچنا یا بچانا ہے، نیز یہ حفاظت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ فقہاء کے ہاں اس کا ذکر ہے۔

ب. مالیاتی اصطلاح میں ہیجنگ کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے اقدامات کرنا جن کے نتیجے میں خطرات کو دوسرے فریق کی جانب منتقل کر کے یا تو غیر جانبدار کر دیا جائے، یا روک دیا جائے یا ختم کر دیا جائے۔

ج. اصطلاحی معنیٰ میں ہیجنگ کا مفہوم یہ ہے کہ خطرات سے خود کو بچانا اور خطرات کے اثرات کو کم کرنا۔

ہیجنگ کے تصور کو مالیاتی مارکیٹوں میں رائج عام طریقوں تک محدود نہ کیا جائے، جن میں اکثر معاملات سود اور خطرات کے معاوضہ پر مبنی ہیں۔ ان طریقوں میں مشتقات (Derivatives) شامل ہیں، نیز ان

طریقوں میں مستقبلیات(Futures)،خیارات(Options) اور محدود وقت تک ہونے والی تبادلہ کی سرگرمیاں(Swaps)شامل ہیں۔اوران میں چند فارمولوں / طریقوں کوپہلے ہی اکیڈمی کی قراردادوں کے ذریعے غیر شرعی قرار دیا جاچکا ہے،جیسے مالیاتی منڈیوں کے تصور سے متعلق خاص قرارداد کے اندر خیارات کے معاملات،بیشتر مستقبلیات اور مؤخّر تبادلہ کی صورتیں(کہ ان کو غیر شرعی قرار دیا جاچکا ہے)۔

۲. خطرہ کامفہوم

اس کے لغوی معنیٰ ہیں:ضائع ہونے کاامکان

اورمالیاتی اصطلاح میں: مال کی ہلاکت یانقصان کے وقوع یامنافع کے ضائع ہونے یااس کے متوقع سطح سے کم ہونے کاامکان۔

خطرہ کادرج بالا معنی ہر معاشی سرگرمی کے ساتھ رہتا ہے۔شریعت میں فریقین کو معاوضہ کے خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں مختلف عقودِ توثیق وارد ہوئے ہیں، مثلاً عقدِ رہن اور عقد کفالہ (ضمان)وغیرہ عمومی طور پر خطرات ناپسندیدہ ہوتے ہیں، کیوں کہ خطرات کے نتیجے میں مال کو ضائع ہونے کے لئے پیش کرنا لازم آتا ہے۔

۳. جہاں تک تحفظ کا تعلق ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تباہی، نقصان یاہلاکت سے بچنے کے لیے تمام دستیاب وسائل کوبروئے کارلانا۔

تحفظ کا یہ معنیٰ سرمایہ کے ضمان کے مقابلے میں زیادہ عام ہے، کیوں کہ ضمان یہ ہوتا ہے کہ ایک متعین فریق سرمایہ کو ہونے والے نقصان یااس کے ضائع اور ہلاک ہونے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے، جبکہ تحفظ کا معنی یہ ہے کہ سرمایہ محفوظ ہو، چنانچہ یہ براہِ راست ضمان کو بھی شامل ہے اور بالواسطہ ضمان کو بھی۔

ثانیاً خطرات کی ہیجنگ سے متعلق شریعت کاموقف

۱. عام معنوں میں ہیجنگ سے مراد مال کی حفاظت اور اسے خطرات سے محفوظ کرنا ہے اور ہیجنگ اس معنیٰ کے مطابق مال کی حفاظت کے مقاصد سے متعلق مقاصدِ شریعہ کے موافق ہے۔

۲۔ عملی تنفیذات میں شرعی حکم اس بات پر موقوف ہے کہ ہیجنگ کی مختلف صورتوں میں احکامِ شرعیہ کی کس حد تک پابندی کی گئی ہے اور ہیجنگ کی ہر صورت کی تفصیلی بحث اور اس صورت کے شرعی ضوابط کے موافق ہونے کی جانچ ضروری ہے۔

ثالثاً ہیجنگ کے معاہدوں اور طریقوں کے شرعی ضابطے

۱۔ ہیجنگ کے معاملات سودی طریقوں پر مشتمل نہ ہوں یا سود کا ذریعہ نہ بنیں، اسی طرح وہ غرر فاحش پر مشتمل نہ ہوں کیوں کہ یہ لوگوں کے مالوں کا ناحق استعمال ہے۔

۲۔ وہ طریقہ اپنی ذات میں مشروع (جائز) ہو۔

۳۔ ہیجنگ کا عقد دیون کو بازاری قیمت سے ہٹ کر فروخت کرنے یا غیر شرعی تبادلہ کا سبب نہ ہو، جیسا کہ روایتی مالی منڈیوں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

۴۔ ہیجنگ کے معاملات کو حقوقِ مجرّدہ کی بیع کا باعث نہیں بننا چاہیے، جیسے خیارات (Options) کی فروختگی، جسے کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۶۳(۱/۷) کے پیراگراف ۲(ب) میں قطعی طور پر منع کیا ہے، اسی طرح یہ عقود التزام پر معاوضہ لینے کا باعث بھی نہ بنیں، جیسے ضمان پر اجرت لینا جس سے کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۱۲(۱۲/۲) میں منع کیا ہے۔

۵۔ ہیجنگ کے معاہدات طے کرتے وقت مقاصدِ شریعت کو مدِّ نظر رکھا جائے، اسی طرح مختلف جہات سے ان عقود کے نتائج اور اثرات بھی مد نظر رہیں۔ کیوں کہ نتائج کو مدِّ نظر رکھنا ایک معتبر شرعی اصول ہے۔

۶۔ ہیجنگ کے معاملات راس المال یا متوقع نفع کے ضمان کا سبب نہ بنیں، چاہے ضمان منتظم (منیجر) کی طرف سے ہو یا مضارب کی طرف سے ہو یا وکیل کی طرف سے ہو اور یہ (ضمان کا سبب نہ بننے کا حکم) ان صورتوں میں ہے جہاں تعدّی، غفلت یا شرائط کی مخالفت نہ ہو۔

۷۔ خطرہ کا اپنی ذات میں معاوضہ کا محل بننا جائز نہیں ہے۔

۸۔ ہیجنگ کے ذرائع کا مقصد مال کی حفاظت کرنا ہے، قیمتوں کے تغیر (Speculation) پر سٹے بازی کرنا ہیجنگ کا مقصد نہیں۔

سفارش

۱. اسلامی مالیاتی اداروں میں ہیجنگ کے معاملات، طریقوں اور ذرائع کی عملی تنفیذ میں کثرت کو دیکھتے ہوئے اور اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ہیجنگ ان جدید مسائل میں سے ہے جن کے لیے شریعت کے نرم سہولت پسند قواعدِ اجتہاد میں بہت وسعت ہے، کونسل یہ سفارش کرتی ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے تعاون سے اسلامی مالیاتی اداروں میں منعقد ہونے والے ہیجنگ کے معاملات یا ان کے بورڈز کی طرف سے منظور شدہ ہیجنگ کے معاملات اور طریقوں کی تحقیق کے لیے علمی مجالس منعقد کی جائیں تاکہ اس بات کی تحقیق کی جاسکے کہ ان معاملات میں کونسل کی قراردادوں اور سفارشات میں بیان کردہ شرعی ضوابط کی کس قدر پابندی کی جاتی ہے۔

۲. اسلامی مالیاتی اداروں میں کام کرنے والے اور ذمہ دار افراد کو عالمی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل، رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت فقہی کونسل اور ان کے علاوہ قابلِ اعتماد فقہ اکیڈمیوں کے بیان کردہ عقود اور معاملات جیسے سلم، متوازی سلم، آمر بالشراء کے لئے مرابحہ، استصناع، متوازی استصناع اور خیارِ شرط سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی جائے۔ اور اس کی ترغیب ان قراردادوں میں بیان کردہ شرعی ضوابط کے مطابق ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۵(۹/۲۳)

حلال سے متعلق اسلامی ممالک کے معیارات اوراوزان وپیائش کے ادارے (سیمیک) کے سوالات کے جوابات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کاتیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹تا۲۳صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸اکتوبر تایکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

اسلامی ممالک کے معیارات اوراوزان وپیائش کے ادارے(سیمیک) کے حلال سوالات کے جوابات کے لیے کونسل کے ۲۲اور۲۳ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ،مطابق ۱۱، ۱۲فروری ۲۰۱۵م کوایک علمی سمپوزیم / مجلس منعقد کی گئی اور کونسل کی اسلامی ممالک کے لیے معیارات اور اوزان وپیائش کے ادارہ کے سوالات کے موضوع سے متعلق ۲ تا۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا۲۵مارچ ۲۰۱۵م کو کویت میں منعقد ہونے والے کونسل کے بائیسویں اجلاس میں جاری ہونے والی قرارداد نمبر ۲۰۶(۲/۲۲) کی بنیاد پر دوسری مرتبہ اسے جانچا گیا، چنانچہ اس کی حتمی شکل کا جائزہ لینے اور اس کے متعلق ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

یہ موضوع برائے تحقیق اوراپنی صوابدید کے مطابق مناسب ترمیم و اصلاح اورذمہ دار ادارہ (سیمیک) کواس متعلق آگاہی کے لیے کونسل کے سیکرٹریٹ کے حوالے کیاجاتاہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۶(۲۳/۱۰)

مالی معاملات میں غلبہ اور تبعیت کی صورتیں، ضابطے اور ان کے ثبوت کی شرائط

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

"مالی معاملات میں غلبہ اور تبعیت کی صورتیں، ضابطے اوران کے ثبوت کی شرائط" کے موضوع سے متعلق جدّہ میں ۲۵، ۲۶ صفر ۱۴۳۶ھ، مطابق ۱۷، ۱۸ دسمبر ۲۰۱۴م کو عالمی فقہ اکیڈمی کونسل نے اسلامی ترقیاتی بینک کے گروپ کے ساتھ مل کر ایک علمی سمپوزیم/ مجلس منعقد کی، اور مالی معاملات میں غلبہ اور تبعیت کی صورتیں، ضابطے اوران کے ثبوت کی شرائط کے موضوع سے متعلق ۲ تا ۵ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۲۲ تا ۲۵ مارچ ۲۰۱۵م کو کویت میں منعقد ہونے والے کونسل کے بائیسویں اجلاس میں جاری ہونے والی قرارداد نمبر ۲۱۴(۲۲/۱۰) کی بنیاد پر دوسری مرتبہ اسے جانچا گیا، چنانچہ اس کی حتمی شکل کا جائزہ لینے اور اس کے متعلق ہونے والی بحث مباحثہ کو سننے کے بعد اور عالمی فقہ اکیڈمی کی قراردادوں اور بطورِ خاص غلبہ اور تبعیت سے متعلق قرارداد نمبر (۳۰، ۱۸۸، ۱۹۶) اور سب سے اہم قرارداد نمبر (۳۰) کی بنیاد پر کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً تحریری معاہدہ میں دستخط کر کے حصہ دار ہونے کے بعد اور کام شروع ہونے سے پہلے جمع شدہ اموال کے متعلق مندرجہ بالا قرارداد نمبر (۳۰) کے تیسرے مادّہ کے پیراگراف (أ) اور (ب) کی تفصیلات کی توثیق کی جاتی ہے، چنانچہ اس صورت میں مالی دستاویز (شیئرز، صکوک اور یونٹس) کی تجارت نقد کا نقد سے تبادلہ قرار

دیا جاتا ہے اور اس پر بیع صرف کے احکام لاگو ہوتے ہیں، اسی طرح جب مالی اثاثے دیون میں بدل جائیں، تو اس تجارت میں دیون میں تصرف کے احکام جاری ہوں گے۔

ثانیاً بلاشبہ تبعیت (یعنی تابع کے متبوع کے تابع ہونے) کا قاعدہ شرعاً ثابت ہے جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ "تابع تابع ہے" یا "جو چیز کسی دوسری چیز کے تابع ہوتی ہے تو وہ اسی کے حکم میں ہوتی ہے" چنانچہ مالی دستاویزات کی تجارت میں اس پر عمل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ متبوع ثابت ہو۔

متبوع کے ثبوت کا ضابطہ یہ ہے کہ: وہ تجارتی سرگرمی، کاروبار اور مال کو بدلنے والے ذمہ دار (ادارہ یا کمپنی) کا وجود ہے۔ اس صورت میں مالی دستاویز کی تجارت اس کے اثاثوں کے اندر دیون اور نقود کے تناسب کی رعایت رکھے بغیر جائز ہے، کیوں کہ اس صورت میں یہ (دیون اور نقود) اصل متبوع کے تابع سمجھے جائیں گے اور مستقل نہیں ہوں گے، مگر اس کے ساتھ اس بات کو بھی مدّ نظر رکھا جائے کہ اصل متبوع تجارت کے تمام مراحل میں برقرار ہو۔

ثالثاً اگر مالی دستاویز کسی ایسی تجارتی سرگرمی کی نمائندگی نہ کرتے ہوں جس میں اموال کی تجارت ہوتی ہو، بلکہ مالی دستاویزات محض ان تمویلات کے فیصدی حصہ کی نمائندگی کرتے ہوں جو مالیاتی ادارہ نے آگے فراہم کی ہوں، تو اس بارے میں کونسل کی قرارداد نمبر (۳۰) کے تیسرے مادّہ کے فقرہ ج میں بیان کردہ حکم کی توثیق کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مالی دستاویز کے اثاثے اگر دیون، نقود، اعیان، منافع پر مشتمل ہوں اور دیون و نقود اس میں بعد میں آئے ہوں، تو اس صورت میں اس کی تجارت باہمی رضامندی سے طے شدہ قیمت پر جائز ہے، بشرطیکہ اس صورت میں اعیان اور منافع غالب ہوں۔

اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اعیان اور منافع آدھے (یعنی ۵۰٪) سے زائد ہوں۔

رابعاً تبعیت کے قاعدہ کو بنیاد بنا کر دیون کے صکوک کے اجراء اور تجارت کے لیے ذریعہ اور حیلہ کے طور پر مالی دستاویز کی تجارت کے جواز کا قول اختیار کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً مالی دستاویز کے اثاثے ایسے دیون اور نقود ہوں جن میں اعیان اور منافع شامل کیے گئے ہوں اور ان کی توریق کو ممکن بنانے کی خاطر انہیں غالب بنایا گیا ہو۔

مالی دستاویز میں غلبہ اور تبعیت کے قاعدوں کی تطبیقات

اولاً صکوک اور سرمایہ کاری کے یونٹس

۱. صکوک کی تجارت میں غلبہ اور تبعیت کے قاعدہ کی تنفیذ کے دائرہ میں یہ بات مدِّ نظر رکھنا ضروری ہے کہ جس عقد کی بنیاد پر صکوک جاری کیے جا رہے ہیں، اس کے تمام شرعی ارکان اور شرائط پوری ہوں اور اس میں شریعت یا عقد کے مقتضیٰ کے مخالف کوئی شرط شامل نہ ہو۔

۲. اجارہ کے صکوک سے متعلق اسلامی صکوک کے موضوع کی تکمیل کے عنوان سے جاری شدہ کونسل کی قرارداد نمبر ۱۹۶ کی شق (۲)، (۳) اور (۴) کی توثیق کی جاتی ہے۔

۳. اگر اثاثوں میں اکثریت اعیان، منافع اور خدمات کی ہو تو سبسکرپشن بند ہونے اور تجارتی سرگرمی شروع ہونے کے بعد صکوک کی تجارت جائز ہے۔ البتہ اگر تجارتی سرگرمی ابھی شروع نہ ہوئی ہو تو اگر اثاثے نقود کی شکل میں ہوں تو اس میں عقدِ صرف کے شرعی ضابطوں کو مدِّ نظر رکھا جائے گا، اور اگر اثاثے دیون کی شکل میں ہوں تو دیون میں تصرف کے احکام لاگو ہوں گے۔

۴. معین اعیان (اثاثوں) کے منافع کی ملکیت کے صکوک کی تجارت ان اعیان کو آگے اجارہ پر دینے سے پہلے جائز ہے، چنانچہ اگر وہ اثاثے آگے اجارہ پر دے دئے گئے تو وہ صک اجرت کی نمائندگی کرے گا اور اس صورت میں یہ صکوک دوسرے مستاجر کے ذمہ دین ہوں گے اور اس کی تجارت میں دیون میں تصرف کے احکام اور ضوابط کی تجارت کے احکام لاگو ہوں گے۔

۵. مواصفات کے ذریعے محدد اثاثوں (اعیانِ موصوفہ فی الذمہ) کے منافع کی ملکیت کے صکوک کی تجارت اس اثاثہ کی تعیین اور اس کا قبضہ دینے سے پہلے جائز نہیں جس سے منفعت حاصل کی جاتی ہے، اِلّا یہ کہ دین میں تصرف کے شرعی ضوابط کو مدّ نظر رکھا جائے، البتہ اثاثوں کی تعیین کے بعد صکوک کی تجارت جائز ہے۔

۶. مواصفات کے ذریعہ محدد فریق (فریق موصوف فی الذمہ) سے حاصل ہونے والی خدمات کی ملکیت کے صکوک کی تجارت ان خدمات کو آگے اجارہ پر دینے سے پہلے جائز ہے، اور آگے اجارہ پر دینے کی صورت میں صک اجرت کی نمائندگی کرے گا اور اس صورت میں یہ اجرت دوسرے مستاجر کے ذمہ دین ہو گا اور اس کے اندر دیون میں تصرف کے احکام اور ضوابط جاری ہوں گے۔

۷. مواصفات کے ذریعہ محدد فریق (یعنی فریق موصوف فی الذمہ) سے حاصل کی جانے والے خدمات کی ملکیت کی تجارت اس خدمت دہندہ فریق کی تعیین سے پہلے جائز نہیں بشرطیکہ دین میں تصرف کے شرعی ضوابط کی رعایت رکھی جائے۔ البتہ فریق کی تعیین کے بعد صکوک کی تجارت جائز ہے۔

۸. استصناع کے صکوک اگر صانع نے جاری کئے ہوں یا استصناع کی مدت کے دوران نقد رقم حاملین صکوک (صکوک ہولڈرز) کی مملوکہ اعیان میں بدل جائیں تو ان کی تجارت جائز ہے، اگر صکوک کے اجراء سے حاصل ہونے والی رقم استصناع موازی میں ثمن کے طور پر ادا کی جائے یا استصناع پر دی گئی چیز بنوانے والے (مستصنع) کے سپرد کردی گئی ہو یعنی استصناع کا ثمن (مستصنع) کے ذمہ دین ہو جائے، تو اس صورت میں دیون میں تصرف کے احکام کی پابندی ضروری ہو گی۔

۹. سلم کے صکوک کی تجارت جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ دیون کی فروختگی کی قبیل سے ہیں، چنانچہ اس میں دیون میں تصرف کے احکام لاگو ہوں گے۔

۱۰. مرابحہ کا سامان خریدار کو بیچنے اور اس کو سپرد کرنے کے بعد اس کے صکوک کی تجارت دیون کی بیع کے قبیل سے ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

۱۱. ما قبل میں تیسرے فقرہ میں بیان کردہ متبوع اثاثہ کے ضوابط پائے جانے کی صورت میں سبسکرپشن بند ہونے کے بعد مشارکہ، مضاربہ اور وکالۃ الاستثمار کے صکوک کی تجارت جائز نہیں ہے۔

۱۲. آپریٹنگ اجارہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک کے صکوک کی تجارت اس وقت جائز ہے جبکہ کرائے پر دینے والا (موجر) مطلوبہ اثاثہ کا مالک بن چکا ہو۔

ثانیاً شیئرز

اوپر جن قراردادوں کا حوالہ دیا گیا ان کو مدّ نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ مالیاتی بازاروں کے حوالے سے کونسل کی قرارداد نمبر ۶۳ اور خاص طور پر پیراگراف نمبر (۴،۵،۷،۸ اور ۱۳) کو مدِّ نظر رکھا جائے، اسی طرح شیئرز جاری کرنے کے دوران مندرجہ ذیل کی رعایت رکھنا مناسب ہے:

۱. کمپنیوں کے اثاثے اگر صرف دیون ہوں تو اس کے شیئرز کی تجارت دیون میں تصرف کے احکام کی رعایت رکھے بغیر جائز نہیں۔

۲. اگر کمپنیوں کے اثاثے صرف نقود ہوں، خواہ سبسکرپشن کے دورانیہ میں ہوں یا سبسکرپشن کے بعد ہو، لیکن اس سے قبل کہ راس المال کا کم از ۱۰ فیصد حصہ جامد اثاثوں میں بدل گیا ہو۔

۳. اگر شیئرز کے اثاثے اعیان، منافع اور نقود و دیون سب پر مشتمل ہوں، اور اعیان و منافع دیون اور نقود سے زائد نہ ہوں، بلکہ یا تو اعیان و منافع دیون و نقود کے برابر ہوں یا نقود و دیون زائد ہوں، یا یہ معلوم کرنا مشکل ہو کہ کیا زائد ہے تو تبعیت کے قاعدہ پر عمل کیا جائے اور اس کا ضابطہ متبوع کا تحقق ہے۔ اور متبوع تجارتی سرگرمی، عمل اور منتظم ادارہ ہے، مال کا منقلب ہونا نہیں ہے۔ چنانچہ اس صورت میں شیئرز کی تجارت اثاثوں میں موجود دیون اور نقود کے تناسب کا اعتبار کئے بغیر جائز ہے، اس لئے کہ اس صورت میں نقود تابع سمجھے جائیں گے اور مستقل نہیں ہوں گے، اس کے ساتھ یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ تجارت کے تمام مراحل میں متبوع قائم ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۷(۲۳/۱۱)

عقد نکاح کا میاں بیوی کی ملکیت پر اثر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا۔

عقدِ نکاح کا میاں بیوی کی ملکیت پر اثر کے موضوع سے متعلق پیش کردہ تحقیقات کا جائزہ لینے اور اس کے متعلق کونسل میں اس پر گہرائی سے ہونے والی گفتگو کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً میاں بیوی میں سے ہر ایک کی ایک مستقل مالی ذمہ داری ہے اور انہیں اس کے مقتضیٰ کے مطابق اپنے مملوکہ تمام اموال اور حقوق میں تصرف کا حق حاصل ہے، خواہ وہ تصرف معاوضہ کی شکل میں ہو یا تبرع کی شکل میں ہو۔

ثانیاً عقدِ نکاح یا کسی اور وجہ سے میاں بیوی میں سے ہر ایک جس چیز کا مالک ہو جائے وہ اس کی اس کی اپنی خاص ملکیت سمجھی جائے گی اور اس کے بعد اس کے ورثاء کو منتقل ہو گی۔

ثالثاً اگر میاں بیوی اپنی خوشی اور اختیار سے آپس میں اپنے اموال تقسیم کرنا چاہیں تو شرعاً اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ہی ان پر اس کو ضروری قرار دے کر مسلّط کرنا جائز ہے۔

رابعاً اگر ازدواجی تعلق طلاق یا مطالبۂ طلاق یا خلع کے ذریعے ختم ہو جائے اور بیوی کو نقصان ہو، تو اسے یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ عدالت کی طرف رجوع کر کے اپنے نقصانات کا ازالہ کرنے کا دعویٰ دائر کرے۔ یہ طریقہ کار طلاق یافتہ خاتون کو شریعت کی طرف سے مقرر کردہ حق متعہ کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

خامساً مطلقہ عورتوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور ان کا خیال رکھنے کے لیے سرکاری اور نجی ادارے قائم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۸ (۲۳/۱۲)

صکوک کے بعض معاملات کے لیے کونسل کی سیکرٹریٹ کی قائم کردہ کمیٹی کی تجاویز

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸ء کو منعقد ہوا۔

صکوک کی بعض قراردادوں سے متعلق تجاویز کے لیے قائم کردہ کونسل کی علمی کمیٹی کی موجودگی میں ۹ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ، مطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۶ء کو اکیڈمک کونسل میں پیش کردہ تجاویز کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

ایک علمی مجلس منعقد کی جائے، جس میں مندرجہ ذیل دو سوالات پر اپنی تحقیق اور مطالعہ پیش کرنے کے لیے متعدد ماہرین کو بلایا جائے، اس توقع کے ساتھ کہ یہ سمپوزیم علمی سفارشات طے کرکے اکیڈمی کی کونسل کے آنے والے اجلاس میں پیش کرے گا اور وہ دو مسئلے درج ذیل ہیں:

پہلا مسئلہ کیا کوئی عین اس کے فروخت کرنے والے کو اجارہ پر دینا بیع عینہ کی شرعاً ناجائز صورتوں میں سے ہے؟ جیسا کہ کونسل کی قرارداد نمبر ۱۸۸ (۲۰/۳) میں مذکور ہے۔

دوسرا مسئلہ کیا یہ ممکن ہے کہ اجارہ منتہیہ بالتملیک کے صکوک کو آخر میں قیمتِ اسمیہ (فیس ویلیو) پر فروخت کر دیا جائے۔ اور انہیں قیمتِ اسمیہ پر فروخت کرنا کیوں ممکن نہیں جبکہ صکوک جاری کرنے والا اور اس سے فائدہ اٹھانے والا دونوں صکوک کے اجراء کے وقت اس بات پر راضی ہیں، جیسا کہ کونسل کی قرارداد نمبر ۱۷۸ (۱۹/۴) میں بیان ہوا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۲۹(۲۳/۱۳)

اسلام کے سایہ میں حسن معاشرت کا بیان

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا تیئیسواں اجلاس مدینہ منوّرہ میں مؤرخہ ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸ م کو منعقد ہوا۔

امت جن داخلی مشکلات سے گزر رہی ہے اور جو خارجی مسائل اسے درپیش ہیں ان سب کو دیکھتے ہوئے کونسل ایک بیان جاری کرتی ہے، جس کا عنوان ہے:

اسلام کے سایہ میں حسنِ معاشرت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين .والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين، نبينا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين.

دینِ اسلام آخری دین ہے اوراس کی شریعت تمام آسمانی شریعتوں کا خاتمہ ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیتِ اِس کا مقصد اور آخری ہدف ہے، جیسا کہ یہ تمام آسمانی رسالتوں کی انتہاء ہے، انسانیت کی خیر ہے اور دنیاوآخرت میں اس کی سعادت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " {وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ}[1] (اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے)

[1] الأنبياء:١٠٧

{وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ}[1] (اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاردی ہے، تاکہ وہ ہر بات کھول کھول کر بیاں کر دے، اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری کا سامان ہو)۔ ہم جو کہ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل کے ارکان ہیں، یہ اکیڈمی منظمۃ التعاون الاسلامی کے ماتحت ہے، اس کا تئیسواں اجلاس مدینہ منورہ میں ۱۹تا۲۳صفر ۱۴۴۰ھ ، مطابق ۲۸ تا یکم اکتوبر ۲۰۱۸م کو منعقد ہوا، ہمیں اسلامی اقدار اور اصولوں کی اہمیت پر یقین ہے، جن میں سے چند کا اس بیان میں ذکر ہے، انسانیت کو بہت زیادہ دینی اقدار کی ضرورت ہے اور انسانی معاشرے بہت زیادہ دینِ اسلام کا محتاج ہے ، یہ جناب نبی کریم ﷺ کے عمل کی اتباع ہے۔ جس وقت آپ ﷺ نے مدینہ منوّرہ (یثرب) کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ کے باسیوں اور اس کے متعدد قبائل کے درمیان ایک عہد نامہ لکھا جو ان کے مابین تعلقات کو ایک نظام کے تحت لا رہا تھا۔ اس میں آپ ﷺ نے اسلام کے بڑے اصولوں میں سے چند کا تذکرہ فرمایا، ذیل میں ان اہم اصولوں کا بیان پیش کیا جاتا ہے:

۱. بلاشبہ اسلام کی دعوت ایک عام دعوت ہے اور اس کے رسول ﷺ تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" {وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ}[2] (اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لیے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے اور خبر دار بھی کرے، لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں)

اسلام کے پیغام کے عام ہونے کی وجہ سے اسلام کی طرف دعوت دینا واجبات میں سے ہے اور اس دعوت کو پہنچانے کا طریقہ حکمت، اچھی نصیحت، سخت کلامی اور سخت مزاجی سے دور رہتے ہوئے بہترین طریقے سے بحث کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" {ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ}[3] (اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث

---

[1] [النحل : ۸۹]

[2] [سبأ : ۲۸]

[3] [النحل : ۱۲۵]

بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔یقیناً تمہارارب ان لوگوں کو خوب جانتاہے جو اس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں،اور ان سے بھی خوب واقف ہے جو راہِ راست پر قائم ہیں)

۲. اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق انسان زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے،اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے روحانی اور جسمانی طور پر شرف بخشاہے،اس کو تکلیف دینا،اس کی تحقیر اور توہین کرنا نہ زندگی میں جائز ہے،نہ مرنے کے بعد جائز ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"{وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا}[1] (اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے،اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں،اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیاہے،اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے)اور جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا"كسر عظم الميت ككسره حيا"[2] (مردہ آدمی کی ہڈی کو توڑنا ایساہی ہے جیسے زندہ آدمی کی ہڈی کو توڑنا)اور تمام مخلوقات انسان کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ کی تسخیر سے مسخر ہیں،اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:" {أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ }[3] (کیاتم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے اللہ نے تمہارے کام میں لگارکھاہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری پوری نچھاور کی ہیں پھر بھی انسانوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے نہ ہدایت ہے اور نہ کوئی ایسی کتاب ہے جو روشنی دکھائے)اور اللہ سبحانہٗ نے فرمایا:" {وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ}[4] (اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے،اس سب کو اُس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگارکھاہے،یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غوروفکر سے کام

---

[1] [الإسراء : ٧٠]

[2] الحديث أخرجه أبوداؤد في سننه- باب في الحفار يجدالعظم، هل يتنكب ذلك المكان، أنظر سنن أبي داؤد، موسوع الكتب الستة وشروحها، ج٣ص٥٤٣، وأخرجه ابن ماجه في سننه في كتاب الجنائز، حديث رقم١٦١٦،باب النهي عن كسر عظم الميت

[3] [لقمان : ٢٠]

[4] [الجاثية : ١٣]

لیں)اوراسلام نے انسان کو جسمانی، عقلی اور روحانی طور پر اہمیت دی ہے، تاکہ وہ زمین میں اپنے خلیفہ ہونے کی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے۔

۳. اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ان تمام شریعتوں کے اتباع کا مکلف بنایا ہے جن کی ذمہ داری انبیاء اور رسولوں نے اٹھائی تھی اور شریعت کے حوالے سے انسان کے موقف کے اعتبار سے دنیاوآخرت کی زندگی میں اس کا انجام سامنے آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "{قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (١٢٣) وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى}[1] (اللہ نے فرمایا: "تم دونوں کے دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے، پھر اگر تمہیں میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے، توجو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا، وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گا اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی، اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا کر کے اٹھائیں گے)

۴. یہیں سے علماء انسان کے احوال اور اس کے مختلف تعلقات کو شامل اور گھیراؤ کو بیان کرنے کے لیے احکامِ شرع کو، اس اعتبار سے کہ وہ تمام انسانی احوال پر مشتمل اور اس کا گھیراو کئے ہوئے ہے، تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا: اعتقادی، دوسرا: اخلاقی اور تیسرا: عملی ہے اور یہ عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے۔

۵. اسلام میں انسانوں کے رنگ، جنس اور زبانوں کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے، وہ سب ایک اصل سے ہیں، ان کا باپ اور ماں ایک (آدم اور حواء) ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "{يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا}[2] (اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتہ داروں (کی حق تلفی) سے ڈرو۔ یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کرتا ہے) اور جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا" {يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ

---

[1] [طه : ١٢٣ ، ١٢٤]

[2] [النساء : ١]

أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ}[1] فليس لعربي على عجمي فضل، ولا لعجمي على عربي فضل، ولا لأسود على أبيض ولا لأَبيض على أسود فضل إلا بالتقوى" [2]("اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو، یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"۔ پس کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے، نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل ہے، مگر صرف تقوی کے ذریعہ)۔

۶. ایسا ہی مرد اور عورت کے درمیان انسانی شرافت اور اصل شرعی مکلفات میں فرق نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ}[3](اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں ، یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ اپنی رحمت سے نوازے گا، یقیناً اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک!) اور حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "النساء شقائق الرجال" [4](عورتیں مردوں کی مانند ہیں) أیھا الناس اور أیھا المؤمنون سے خطاب مرد عورت دونوں کو شامل ہے۔

۷. مسلمان کے ایمان کے ارکان میں سے انبیاء ورسل اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان رکھنا ہے، اور ان کا احترام اور ان کی تعظیم کرنا ہے، اور اس بات پر ایمان رکھنا ہے کہ وہ سارے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں ، اور یہ کہ مسلمان کے لیے انبیاء اور رسولوں کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " {آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ

---

[1] [الحجرات : ١٣]

[2] أخرجه الطبراني في الكبير، باب: من اسمه عداء، ج١٨ص١٢

[3] [التوبة : ٧١]

[4] أخرجه الترمذي في سننه، باب فيمن يستيقظ ويرى بللا ولايذكر، برقم: ١١٣، ج١ص١٧٣

من ربه والْمؤْمنون كلٌّ آمن باللَّه وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بين أحد من رسله وقالوا سمعنا وأطعنا غفرانك ربَّنا وإليك الْمصير}[1] (یہ رسول (یعنی حضرت محمد ﷺ) اس چیز پر ایمان لائے ہیں جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی۔ یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی پر نہ لائیں) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ: "ہم نے (اللہ ورسول کے احکام کو توجہ سے) سن لیا ہے، اور ہم خوشی سے (ان کی) تعمیل کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہم آپ کی مغفرت کے طلب گار ہیں اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے) اور اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ گفتگو اور بہترین طریقے سے ان سے مباحثہ کرنے کی دعوت دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "{قل يا أهل الْكتاب تعالوْا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم ألَّا نعبد إلَّا اللَّه ولا نشْرك به شيئًا ولا يتَّخذ بعْضنا بعْضًا أرْبابًا من دون اللَّه فإنْ تولَّوْا فقولوا اشْهدوا بأنَّا مسْلمون}[2] (مسلمانو! یہود ونصاریٰ سے) کہہ دو کہ: "اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہم تم میں مشترک ہو، (اور وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں"، پھر بھی اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو: "گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں")۔

٨. اسلام میں مکمل آزادی کے ساتھ داخل ہوا جاتا ہے، جس میں مادی یا معنوی طور پر کوئی زبردستی نہیں کی جاتی، اور نہ ہی ان لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے جنہیں اسلام کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " {ولوْ شاء ربُّك لآمن منْ في الْأرْض كلُّهمْ جميعا أفأنْت تكْره النَّاس حتَّى يكونوا مؤْمنين}[3] (اور اگر اللہ چاہتا تو روئے زمین پر بسنے والے سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کروگے تاکہ وہ سب مؤمن بن جائیں)۔

٩. حقیقت یہ ہے کہ انسان کی جان محفوظ اور معصوم ہے اور اسلام میں ایک جان کو قتل کرنا تمام لوگوں کو قتل کرنے جیسا ہے اور ایک جان کو زندہ رکھنا سارے لوگوں کو زندگی دینے جیسا ہے اور یہی وہ بات ہے جس پر

---

[1] [البقرة : ٢٨٥]

[2] [آل عمران : ٦٤]

[3] [يونس : ٩٩]

تمام دیانات الٰہیہ کا حکم مبنی ہے، ارشاد ربّانی ہے:" {مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ} [1](اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے، جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی، اور واقعہ یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر ان کے پاس کھلی کھلی ہدایات لے کر آئے، مگر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتیاں ہی کرتے رہے ہیں)۔

۱۰. اسلام نے بغاوت کو حرام قرار کر دیا ہے اور اس کی ہر طرح سے مذمت کی ہے، جیسا کہ اسلام نے دوسروں پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اسے زمین میں فساد رچانے سے تعبیر کیا ہے جو کہ اسلام کے اندر بڑے جرائم میں سے ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:" {وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا} [2](اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"{قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ}"[3](کہہ دو کہ:"میرے پروردگار نے تو بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے، چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو، یا چھپی ہوئی ہو، نیز ہر قسم کے گناہ کو اور ناحق کسی سے زیادتی کرنے کو، اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک مانو جس کے بارے میں اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے، نیز اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمے وہ باتیں لگاؤ جن کی حقیقت کا تمہیں ذرا بھی علم نہیں ہے) فساد رچانے کے جرم کی عظمت کی وجہ سے اس پر آنے والی سزا اس کے مطابق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ

---

[1] [المائدة : ٣٢]

[2] من الآية: ٥٦من سورة الأعراف

[3] [الأعراف : ٣٣]

فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ} [1](جولوگ اللہ اوراس کے رسول سے لڑتے اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا انہیں زمین سے دور کر دیا جائے۔ یہ تو دنیا میں اُن کی رسوائی ہے، اور آخرت میں ان کے لیے زبردست عذاب ہے) اور یہ حکم ڈاکہ زنی اور بغاوت کی حدود کے بارے میں نہایت صریح ہے۔

۱۱. اسلام میں خاندان معاشرہ کی بنیاد ہے، اس پر زیادتی کرنا یا اس کے ساتھ برا بھلا کرنا ناجائز ہے، یہ بیاہ کی بنیاد پر قائم ہے جو کہ قلبی سکون، محبت اور ہمدردی پر مبنی ہوتی ہے، ارشاد فرمایا: "{وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ} [2](اوراس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اُن کے پاس جاکر سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیئے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں)

۱۲. مصالحت اسلام کے واضح شعار میں سے ایک شعار ہے اور یہ دوسروں کے ساتھ تعلقات کی بنیاد ہے اور دوسرے مصالحین کے ساتھ بھلائی کرنا اسلام کی خصوصیات میں سے ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:" { لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (٨) إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ} [3](اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تو تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ دین کے معاملے میں جنگ کی ہے، اور تمہیں اپنے گھروں سے نکالا ہے، اور تمہیں نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے، تم ان سے دوستی رکھو) اور فرمایا:" {وَقَاتِلُوا فِي

[1] [المائدة : ٣٣]

[2] [الروم : ٢١]

[3] [الممتحنة : ٨ ، ٩]

سبيل الله الَّذين يقاتلونكم ولا تعتدوا إنَّ الله لا يحبُّ المعتدين} [1](اور اُن لوگوں سے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں، اور زیادتی نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) اسی وجہ سے اسلام نے ظلم وزیادتی کو ختم کرنے، ملکوں کا دفاع کرنے اور لوگوں کے سامنے سے تمام رکاوٹوں کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ایمان اور اس کے آخری دین کے سامنے کے تمام رکاوٹوں کو ختم کرنے، نیز ان مظلوموں کی مدد کرنے کے لیے جنہیں ایمان باللہ سے روکا جا رہا ہے کے لیے جہاد کو مشروع کیا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:" {وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الَّذين يقولون ربَّنا أخرجنا من هذه القرية الظَّالم أهلها واجعل لنا من لدنك وليًّا واجعل لنا من لدنك نصيرًا} [2](اور (اے مسلمانو!) تمہارے پاس کیا جواز کہ اللہ کے راستے میں اور اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دُعا کر رہے ہیں کہ " اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لائیے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں، اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کر دیجیے، اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجیے ") اور رکاوٹیں اس قدر ہٹائی جائیں کہ فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کا دین باقی رہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:" {وقاتلوهم حتَّى لا تكون فتنة ويكون الدِّين كلُّه لله فإن انتهوا فإنَّ الله بما يعملون بصير} [3](اور (مسلمانو!) کافروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے، پھر اگر یہ باز آجائیں تو اُن کے اعمال کو اللہ خوب دیکھ رہا ہے)، چنانچہ اسلام میں جہاد ظلم وزیادتی کو رد کرنے اور ان رکاوٹوں کو ختم کرنے کیلئے ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے اور زمین میں کمزوروں کی مدد کرنے سے روکتے ہیں۔

۱۳. دوسروں پر جانی مالی ظلم کرنا یا عزت وآبرو پر ناحق طریقے سے حملہ کرنا ناجائز ہے، اور دین، جان ومال اور آبرو پر کے دفاع کے لیے اس ظلم کو روکنا اسی کے مثل کے ساتھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم واتَّقوا الله واعلموا أنَّ الله مع المتَّقين} [4](چنانچہ اگر کوئی شخص

---

[1] [البقرة : ١٩٠]

[2] [النساء : ٧٥]

[3] [الأنفال : ٣٩]

[4] الآية:١٩٤ من سورة البقرة

تم پر کوئی زیادتی کرے توتم بھی ویسی ہی زیادتی اس پر کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہو،اور اللہ سے ڈرتے رہو،اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ انہی کا ساتھی ہے جو اس کا خوف دل میں رکھتے ہیں)اور ارشاد فرمایا:"وإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ}[1](اور اگر تم لوگ(کسی کے ظلم کا)بدلہ لو تواتنا ہی بدلہ لو جتنی زیادتی تمہارے ساتھ کی گئی تھی،اور اگر صبر ہی کرلو تو یقیناً یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت بہتر ہے۔)

۱۴. ایسے عادلانہ امن و صلح کی طرف جھکنا جو دشمنوں سے وابستہ حقوق کا تحفظ کرے یہ اسلام کا ایک اہم مقصد ہے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" {وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ}[2] (اور اگر وہ لوگ صلح کی طرف جھکیں توتم بھی اس کی طرف جھک جاؤاور اللہ پر بھروسہ رکھو،یقین جانو وہی ہے جو ہر بات سنتا،سب کچھ جانتاہے) اور دھوکہ دہی اور خیانت ناجائز امور میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:" {وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ }[3](اور اگر تمہیں کسی قوم سے بدعہدی کا اندیشہ ہو،توتم وہ معاہدہ اُن کی طرف صاف سیدھے طریقے سے پھینک دو، یادرکھو! کہ اللہ بدعہدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

۱۵. اسلام کی واضح تعلیمات میں سے ایک موجودہ دہشت گردی کی تمام شکلوں کی مذمت ہے جیسے کہ بے گناہ لوگوں کا قتل،خاندانوں پر حملہ،شہروں،بستیوں اور املاک پر قبضے،اور عزتوں پر حملہ ایسے برے اعمال ہیں جو پوری انسانیت کو متاثر کرتے ہیں،اسی طرح مبارک مسجد اقصیٰ پر حملہ،نیز دیگر مساجد میں ہونے والے فسادات،اسلام ان تمام جرائم اور برے کاموں کی مخالفت کرتاہے اور انہیں ظلم وزیادتی کی شکلوں سے تعبیر کرتا ہے ،اسی وجہ سے مذہب اور اس کی عظیم قیادت کے بارے میں حقیقی حقائق کو واضح کرنے کے لیے ایک زبردست میڈیا مہم چلائی جانی چاہیے، جس میں انسانیت کی دنیا اور آخرت دونوں کا فلاح و بہبود ہے اور اس کی عکاسی ہمارے تعلیمی نصاب اور پروگراموں میں بھی ہونی چاہیے۔

---

[1] الآية: ١٢٦من سورة النحل

[2] الآية: ٦١ من سورة الأنفال

[3] الآية: ٥٨ من سورة الأنفال

۱۶. رحم، بردباری، عفوودرگزر، رواداری، نرمی اور سچائی پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں اور مسلمانوں سے مطالبہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اقتداء کریں، اور دوسروں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت آپ ﷺ کے عمدہ صفات و اخلاق سے آراستہ ہوں خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، اللہ رب العزت نے فرمایا:" {فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ}[1](اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بناپر (اے پیغمبر!) تم نے ان لوگوں سے نرمی کابرتاؤ کیا، اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہوجاتے)اور ارشاد فرمایا:" {لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا }[2](حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتاہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتاہو۔)

۱۷. میانہ روی، اعتدال اور توازن مسلمانوں پر ان کے تمام معاملات میں واجب ہے اور انتہاء پسندی اور غلو ایک حرام جرم ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:" {قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ}[3](اور اہل کتاب سے کہو کہ:)"اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو، اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جو پہلے خود بھی گمراہ ہوئے، بہت سے دوسروں کو بھی گمراہ کیا، اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے)وماخير رسول الله ﷺ بين أمرين إلا أخذ أيسرهما ،مالم يكن إثما، فإن كان إثما كان أبعد الناس منه"[4](رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ ﷺ نے ان میں سے آسان کو لیا، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اس سے دور رہنے والے تھے) اور یہ اقدار (میانہ روی، اعتدال اور توازن) اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ بہت سارے احکامات میں واضح ہیں، جن کا مقصد مادہ اور روح کو جمع کرنے میں ظاہر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اسی طرح مصلحت عامہ اور خاصہ اور دنیوی انجام اور اور اخروی انجام کو جمع

---

[1] من الآية: ۱۵۹من سورة آل عمران

[2] الآية:۲۱من سورة الأحزاب

[3] الآية: ۷۷من سورة المائدة

[4] أخرجه البخاري في صحيحه، ج۳ص۱۸۹رقم: ۳۵۶۰،وأخرجه ومسلم في صحيحه،ج۴ص۱۸۱۳ورقم: ۲۳۲۷

کرنے میں بھی ظاہر ہے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" مثل القائم على حدود الله والواقع فيها كمثل قوم استهموا على سفينة فأصاب بعضهم أعلاها وبعضهم أسفلها فكان الذين في أسفلها إذا استقوا من الماء مروا على من فوقهم فقالوا لو أنا خرقنا في نصيبنا خرقا ولم نؤذ من فوقنا فإن يتركوهم وما أرادوا هلكوا جميعا وإن أخذوا على أيديهم نجوا ونجوا جميعا"[1](اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرنے والے اور ان سے تجاوز کرنے والے کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو لرزہ ڈال کر کشتی پر سوار ہو۔ ان میں سے کچھ اس کے نچلے حصے میں ہیں اور کچھ اس کے اوپری حصے میں ہیں۔ جو لوگ اس کے نیچے (ڈیک) میں ہیں، جب انہیں پانی کی ضرورت ہو، تو اوپر والے عرشے کے لوگوں کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ اگر ہم جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کر دیں تو ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اگر وہ (اوپری ڈیک کے سواری) انہیں ان کے ارادے کو پورا کرنے کے لئے چھوڑ دیں تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور وہ انہیں روک دیں تو وہ خود بھی نجات پا جائیں گے اور وہ سب بھی نجات پا لیں گے)۔

۱۸. اولادِ آدم کے درمیان تعاون ان کے متبعین اور دوسروں کے تعلق کا عملی نتیجہ ہے، تعاون کا مقصد انسانی فلاح ہے، بلاشبہ مذہب، رنگ اور جنس کی بنیاد پر اختلافات انسانوں کے درمیان تعاون کی دعوت میں رکاوٹ نہیں ہونے چاہئیں اور اسے کمزور نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:" {وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ} [2](اور کسی قوم کے ساتھ تمہاری یہ دُشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم (ان پر) زیادتی کرنے لگو، اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔)

۱۹. مسلم ممالک میں رہنے والے غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہیں اور انہیں اپنے مذہب اور عقائد پر برقرار رہنے اور اپنی رسومات ادا کرنے میں آزادی حاصل ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں: "{لَا

---

[1] أخرجه البخاري في صحيحه، باب؛ هل يقرع في القسمة والاستهام، برقم:۲۴۹۳، وباب القرعة في المشكلات، برقم:۲۶۸۶، أنظر صحيح البخاري، ج۳ص۱۳۹، ج۳ص۱۸۱

[2] الآية:۲ سورة المائدة

يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ }[1](اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ،اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)اور ارشاد فرمایا:"لا إكراه في الدين"(دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے) معاہدۂ نبوی یا میثاقِ مدینہ جسے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منوّرہ کے سماج کے لیے مقرر کیا تھا،وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے اوراسلامی معاشرہ اور مملکت کے وہاں قائم ہونے کے بعد مدینہ کے تمام اجزاء کے درمیان تعلق پیدا کرنے کی بنیاد تھا اور وہ اس عالیشان اصول اور اسلام کے لائے ہوئے دیگر اصولوں کی توثیق تھا، یہیں سے ایک پُرامن معاشرہ کے لیے بہترین طریقے سے بات چیت اور گفتگو کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور یہ بات عملی طور پر نفاذ میں ابتدائی اسلامی فتوحات میں مزید پختہ ہوگئی کہ "لهم مالنا ووعليهم ماعلينا "(ان کے لیے وہی حقوق ہیں جو ہمارے لیے ہیں اور ان پر وہی احکام لاگو ہوں گے جو ہم پر لاگو ہوں گے)اور یہ جزیہ اپنے تحفظ کے بدلے میں دیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح رضی اللہ عنہ نے اہلِ حمص سے جو جزیہ لیا تھا وہ انہوں نے فتح کے بعد ان کے تحفظ پر قدرت ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا تھا،اسی طرح انہوں نے عدالتی فیصلے سے سمرقند میں داخل ہونے والے اسلامی لشکر کو واپس بلالیا تھا، کیوں کہ یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ ان پر انہوں نے اسلام پیش نہیں کیا اور ان کو اختیار اور مہلت نہیں دی گئی تھی، یہ اس لیے تاکہ جہاد کے اسلامی اصولوں کی تنفیذ ہو۔ مزید برآں اسلام نے مسلم معاشرے میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق پر بھی زور دیا ہے اور انہیں ان کے عقائد پر چھوڑنے کی دعوت دی ہے،ان کے گرجاگھروں اور عبادت گاہوں پر حملہ کرنے سے منع کیا ہے۔ اور انہیں مذہبی آزادی اور اپنے مذاہب پر برقرار رہنے کی بھی اجازت دی ہے۔ اس کے ساتھ اسلام نے مسلم اقلیتوں کے غیر مسلم ممالک میں اقامت اختیار کرنے کا بھی خوب خیال رکھا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنے خاص اسلامی تشخص کی حفاظت کریں۔

۲۰. مدینہ کی اسلامی ریاست اسلامی اصولوں کی بہترین مثال ہے۔ اس کا اظہار اس تحریر میں ہوا، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے کے وقت تحریر فرمایا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو

---

[1] [الممتحنة: ٨]

ان کے مذہب اور املاک پر امن دیا اور اس میں اعلان کیا کہ "وأن لليهود دينهم [1](یہودی اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہیں)۔"

۲۱. اسلام مذہب، جنس، رنگ اور زبان کو دیکھے بغیر عدل اور دوسرے کے حقوق کے احترام کی دعوت دیتا ہے، چنانچہ اسلام میں ظلم حرام ہے حتا کہ دشمنوں کے ساتھ بھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" {وإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا} [2](اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقین جانو اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے، بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے) اور ارشاد فرمایا:" {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ} [3](اے ایمان والو! ایسے بن جاؤ کہ اللہ (کے احکام کی پابندی) کے لئے ہر وقت تیار رہو، (اور) انصاف کی گواہی دینے والے ہو، اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو۔ انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے) اور حدیث قدسی میں ہے:" ياعبادي إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرما فلاتظالموا" [4](اے میرے بندوں! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے، لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم سے کام مت لو)

۲۲. اللہ تعالیٰ کا سہارا مضبوطی سے لینا اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور تعاون قائم رکھنا مسلمانوں کا ایک مضبوط قلعہ ہے اور یہ ان کی دنیا و آخرت میں نیک بختی اور سعادت کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوری اور مسلمانوں کا تفرقہ ان کی مصیبت کا راستہ اور ان کی بد بختی کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:" { وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى} [5](اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے

---

[1] كتاب رسول الله ﷺ المسمى بوثيقة المدينة

[2] من الآية: ٥٨ من سورة النساء

[3] الآية: ٨ من سورة المائدة

[4] أخرجه الإمام مسلم في صحيحه عن أبي ذرالغفاري، باب تحريم الظلم، أنظر: صحيح مسلم برقم:٢٥٧٧، ج٤ص١٩٩٤

[5] [طه : ١٢٤]

گاز،تواس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی، اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھاکرکے اُٹھائیں گے) اور ارشادفرمایا:"واعتصموا بحبل الله جميعا ولاتفرقوا"[1](اور اللہ کی رسّی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو،او رآپس میں پھوٹ نہ ڈالو) اور باری تعالیٰ کاارشاد ہے:"ومن يعتصم بالله فقد هدي إلى صراط مستقيم"[2](جو شخص اللہ کاسہارامضبوطی سے تھام لے،وہ سیدھے راستے تک پہنچادیاجاتاہے)، بلاشبہ مسلمانوں کاآپس میں سائنسی،معاشی اور عسکری طورپر تعاون اور یکجہتی مسلمانوں کی قوت کی ضمانت ہے،ان کی خوشحالی، ان کے لوگوں کی آسودگی وآسائش،ان کے استحکام ،ترقی اور سلامتی کاذریعہ ہے،اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:" {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ }[3](اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو،اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو،اوراللہ سے ڈرتے رہو،بیشک اللہ کاعذاب بڑاسخت ہے)پڑوسی خواہ کسی بھی نظریہ کاحامل ہو،اسلام نے اس کے حقوق کاخیال رکھاہے،چنانچہ اسلام نے اس کے احترام کی ترغیب دی ہے اوراس کی دعوت دی ہے،اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:" {وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا}[4](اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہراؤ،اوروالدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو،نیز رشتہ داروں،یتیموں،مسکینوں،قریب والے پڑوسی،دوروالے پڑوسی،ساتھ بیٹھے(یاساتھ کھڑے)ہوئے شخص اور راہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ بھی(اچھابرتاؤرکھو)بیشک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا)۔ اور جناب نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشادفرمایا:" واللہ لایؤمن" اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہوسکتا،عرض کیاگیایارسول اللہ کون؟فرمایاوہ شخص جس کاپڑوسی اس کے شرورسے محفوظ نہ ہو"۔[5]

---

[1] من الآية: ١٠٣من سورة أل عمران

[2] من الآية: ١٠١من سورة أل عمران

[3] من الآية: ٢من سورة المائدة

[4] [النساء : ٣٦]

[5] أخرجه البخاري في صحيحه، باب إثم من لايأمن جاره بوائقه، ج٨ص١٠رقم٦٠١٦

۲۳. اسلام نے علم کا شوق دلایا ہے اور اس کی طرف بلایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "{إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ}[1] (اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں) اور قرآن میں سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں: " {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥)}[2] (پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو اُس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا)۔

۲۴. زمین میں رزق کی تلاش کے لیے دوڑنا اور محنت کرنا اسلام میں واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[3] (پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو) اور ارشاد فرمایا: " {هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ}[4] (وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو رام کر دیا ہے، لہٰذا تم اُس کے مونڈھوں پر چلو پھرو، اور اُس کا رزق کھاؤ، اور اُسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے) اور محنت اور ذمہ داری سے کام ہی مسلمانوں کے آگے بڑھنے، ان کے علاقوں کی خوشحالی اور ان کے لوگوں کے سکون کا راستہ سنجیدہ مشقت و محنت کے بغیر طے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کام کیا کرتے تھے، حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما أكل أحد طعاما خيرمن أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داؤد كان يأكل من عمل يده"[5] (تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ کی محنت سے کما کر کھانے والے کھانے سے زیادہ بہتر کھانا نہیں کھاتا) اس پر قرآن کریم اور سنت نبوی میں بہت سارے دلائل موجود ہیں۔

---

[1] من الآية: ٢٨ من سورة فاطر

[2] [العلق : ١ - ٥]

[3] الآية: ١٠ من سورة الجمعة

[4] [الملك : ١٥]

[5] أخرجه البخاري في صحيحه، باب كسب الرجل وعمله بيده، برقم: ٢٠٧٢، ج٣ص٥٧

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں لکھاہے:"فإن الصناعات والزراعات لوتركت بطلت المعايش، وهلك أكثر الخلق، فانتظام أمر الكل بتعاون الكل، وتكفل كل فريق بعمل، ولوأقبل كلهم على صنعة واحدة ،لتعطل البواقي، وهلكوا"[1](اگر لوگ صنعتوں اور زراعت کو چھوڑ دیں تو معاش ختم ہو جائیں گے اور اکثر لوگ ہلاک ہو جائیں گے، چنانچہ سب کا انتظام سب کے تعاون سے ہوتا ہے، ہر سماجی گروہ ایک خاص پیشے سے وابستہ ہے، اگر تمام سماجی گروہ ایک ہی پیشے پر عمل پیرا ہوں تو باقی پیشے ختم ہو جائیں گے اور لوگ فنا ہو جائیں گے)۔ مسلم معاشرہ متحد اور باہم تعاون پر مبنی ہے، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مثل المؤمنين في توادهم ، وتراحمهم، وتعاطفهم مثل الجسد،إذااشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى"[2](آپس میں محبت، ہمدردی اور نرمی میں مؤمنوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جسم کہ جب اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم اس کے لئے جاگ کر اور بخار کی تکلیف اٹھا کر بے چین ہو جاتا ہے)اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:"لايؤمن أحدكم، حتى يحب لأخيه مايحب لنفسه"[3](تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے)۔ مسلمانوں پر اپنے ممالک کی زرعی، صنعتی، عسکری، طبی تمام شعبوں میں ترقی کے لیے اور تمام اقوام عالم میں اپنی قدر ومنزلت حاصل کرنے کے لیے پوری کوشش کرنا لازم ہے اور اس کا واحد راستہ سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنے ہاں فروغ دینا اور تمام شعبوں میں کمال پیدا کرنا ہے ،اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:" {وَأَعِدُّوا لَهُمْ ما اسْتَطَعْتُم مِنْ قُوَّة }[4](مسلمانو! جس قدر طاقت تم سے بن پڑے ان کے لئے تیار کرو)اور ارشاد ہے:" {وعَلَّمْناهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ}[5](اور

---

[1] إحياء علوم الدين للإمام الغزالي، أبو حامد، ج٢ص٦

[2] أخرجه البخاري في صحيحه، باب رحمة الناس والبهائم،برقم:٦٠١١،انظر: صحيح البخاري، ج١ص١٢، وأخرجه مسلم في صحيحه،باب: تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، برقم:٢٥٨٦،انظر: صحيح مسلم،ج٤ص١٩٩٩

[3] أخرجه البخاري في صحيحه، باب من الإيمان أن يحب لأخيه مايحب لنفسه، برقم:١٣،انظر:صحيح البخاري، ج١،ص١٢، وأخرجه مسلم في صحيحه، باب: الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخير، انظر: صحيح مسلم: ج١ص٦٧،رقم٤٥

[4] [الأنفال : ٦٠]

[5] [الأنبياء : ٨٠]

ہم نے انہیں تمہارے فائدے کے لئے ایک جنگی لباس (یعنی زرہ) بنانے کی صنعت سکھائی تاکہ وہ تمہیں لڑائی میں ایک دوسرے کی زد سے بچائے، اب بتاؤ کہ کیا تم شکر گذار ہو؟)

۲۵. مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا اور بغاوت کو روکنا ایک مقصد شرعی ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں: "{وإِنْ طَائفَتَان من الْمؤْمنين اقْتتلُوا فأَصْلحوا بينهما فإِنْ بغت إِحداهُما علَى الْأُخرى فقَاتلُوا الَّتي تبغي حتَّى تفيءَ إِلَى أَمر اللَّه فإِنْ فاءت فأَصْلحوا بينهما بالْعدْل وأَقْسطُوا إِنَّ اللَّه يحبُّ الْمقْسطين}[1] (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ، پھر اگر اُن میں سے ایک گروہ دوسرے کے ساتھ زیادتی کرے تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، چنانچہ اگر وہ لوٹ آئے، تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو، اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)، اس معاملہ میں سستی کرنا فتنہ، بے چینی اور مسلم ممالک میں جھگڑوں کا سبب بنتا ہے اور فتنے برائیوں کے دروازہ ہیں جن سے مختلف طریقوں سے بچنا اور کنارہ کش ہونا ضروری ہے، یہ مسلمانوں کے تفرقہ اور ان کی شوکت کو توڑنے کا راستہ ہے اور جو دشمن ان کے لیے گھات لگائے بیٹھا ہے / منتظر ہے اس کو قابو دلانے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "{واتَّقُوا فتْنةً لَا تُصيبنَّ الَّذين ظَلَموا منْكُم خاصَّةً واعْلَموا أَنَّ اللَّه شَديدُ الْعقَاب}[2] (اور ڈرو اُس وبال سے جو تم میں سے صرف اُن لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے ظلم کیا ہو گا اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے) اور ارشاد فرماتے ہیں:" {ولَا تنازعوا فتفْشلُوا وتذْهب ريحكُم واصبروا إِنَّ اللَّه مع الصَّابرين}[3] (اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو، یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

۲۶. مسلمانوں کے درمیان اجتماعی ضمانت اس دین کے مقاصد میں سے ایک بنیادی مقصد ہے، چنانچہ صاحبِ حیثیت رشتہ دار کا تنگدست رشتہ دار کے کندھے سے کندھے ملا کر کھڑا ہونا اور مالداروں کے مال میں فقراء کا حق زکوٰۃ کے مال میں سے دینا ایک شرعی فریضہ ہے اور صدقات، ہبہ اور اوقاف وغیرہ کے ذریعے ایک دوسرے کی

---

[1] [الحجرات : ۹]

[2] [الأنفال : ۲۵]

[3] سورۃ الأنفال، آیت نمبر:۴۶

ذمہ اری اٹھانا شرعاً مطلوب ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ باہمی ضمانت معاشرے کی سلامتی کے ذرائع میں سے ہے اور اس کی بقاء کا راز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" {خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ}[1] ((اے پیغمبر!) ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کرلو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کردوگے اور اُن کے لئے باعثِ برکت بنوگے، اور اُن کے لئے دعا کرو، یقیناً تمہاری دعا اُن کے لئے سراپا تسکین ہے، اور اللہ ہر بات سنتا اور سب کچھ جانتا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو ان سے کہا کہ: انہیں دعوت دو کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، پس اگر وہ اس بات کو مان لیں، تو انہیں بتادو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس اگر وہ اسے مان لیں، تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ واجب کیا ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقراء کو دیا جائے گا[2]۔ سو اچھی زندگی معاشرے میں ہر انسان کا حق ہے خواہ کوئی بھی عقیدہ رکھتا ہو، یہ اس دین کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا، تو اس سے فرمایا کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ اس نے کہا: میرے پاس مال نہیں ہے اور مجھ سے جزیہ لیا جاتا ہے، راوی کہتا ہے کہ وہ ایک بوڑھا شخص تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا ہم آپ پر انصاف نہیں کریں گے کہ اگر ہم آپ کی جوانی کو ختم کرنے کے بعد آپ سے جزیہ لے لیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملین کو لکھا کہ کسی بوڑھے شخص سے جزیہ نہ لیں اور بیت المال میں سے اس کے مفاد کے مطابق اس کے لیے وظیفہ جاری فرمایا۔[3] اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے بصرہ کے عامل کو اس طرح خط لکھا کہ: "اپنے سے پہلے ذمیوں کو دیکھ لیں جن کی عمریں زیادہ ہو چکی ہیں اور وہ طاقت کے لحاظ سے

---

[1] [التوبة : ١٠٣]

[2] أخرجه البخاري في صحيحه، باب: بعث أبي موسى ومعاذ على اليمن قبل حجة الوداع، برقم: ٤٣٤٧، ج٥ص١٦٢

[3] یہ واقعہ ابن زنجویہ نے اپنی کتاب کتاب الاموال کے باب فرض الجزیۃ ومبلغہا نمبر ١٦٥، ج١ ص ١٦٢ میں نقل کیا ہے

کمزور ہوچکے ہیں اور ان کی کمائی نے پیٹھ پھیر لیا ہے، توان کے لیے بیت المال میں سے ان کی مصلحت کے مطابق وظیفہ جاری کرو۔[1]

۲۷. ترقی اپنی تمام جہتوں کے ساتھ اس عظیم دین کی توجہات میں سے ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ اس اصول کو بروئے کار لانے کے لیے منصوبے اور پروگرام وضع کیے جائیں۔

۲۸. اس عظمت والے دین سے متعلق ہم نے جو حقائق بیان کئے ان کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ حقائق ان تمام مباحث ومناقشات کی بنیاد ہیں جو کونسل نے مختلف معاملات سے متعلق اپنی قراردادوں میں بیان کیں، اور اس میں مختلف شرعی پہلوؤں یعنی عقائد، عبادات، معاملات، جرائم، اخلاقیات اور انسانی معاشرت سے متعلق امور میں قراردادیں جاری کیں، ضروری یہ ہے کہ عصرِ حاضر کے اسلامی خطاب میں اس کی طرف توجہ ہو، جس کے نتیجے میں ضروری ہے کہ معاشی، طبی، خاندانی، فکری اور فلکیاتی معاملات وغیرہ کو بیان کرتے وقت دعوۃ الی اللہ مکمل بصیرت کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "{قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ}[2] ((اے پیغمبر!) کہہ دو کہ: "یہ میرا راستہ ہے، میں بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اور جنھوں نے میری پیروی کی ہے وہ بھی، اور اللہ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے، اور میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں) یہ علماء اور داعی تیار کرنے کا متقاضی ہے، تاکہ وہ اس دور کے مسائل (چیلنجز) سے نمٹنے کے قابل ہوں اور دین اور موجودہ معاشرہ کے حقائق کو پہچان سکیں اور دعوۃ الی اللہ کا کام حکمت اور بہتر نصیحت کے ساتھ کریں اور اس دین کی جانب سے بہترین طریقے سے بحث کر سکیں، یہی بات قرآن کریم کی اس مبارک آیت میں آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "{ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ

---

[1] اس واقعہ کو ابن زنجویہ نے اپنی کتاب کے باب اجتباء الجزیۃ والخراج وما یؤمر بہ من الرفق باھلھا وینھی عنہ من العنف، نمبر ۱۷۹، ج ۱ ص ۱۶۲ ر قم ۱۶۹ میں نقل کیا ہے۔

[2] [یوسف : ۱۰۸]

أَحسن} [1] (اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اُسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دعوت دو، اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو) [2]۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل

۲۳صفر ۱۴۴۰ھ

مطابق، یکم نومبر ۲۰۱۸م

\

[1] [النحل : ١٢٥]

[2] آیات کریمہ کا ترجمہ ماخوذ ہے توضیح البیان المعروف بہ "آسان ترجمہ قرآن" للشیخ المفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ ورعاہ

قراردادیں اور سفارشات

چوبیسواں اجلاس

منعقدہ: دبئی

۷ تا ۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ

۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۰(۱/۲۴)

اسمارٹ معاہدے(SMART CONTRACTS)، ان کو فعال کرنے اور ان معاملات کو فسخ کرنے کا طریقہ

(اسمارٹ معاہدوں کی تحقیق اور ان کا ڈیجیٹل کرنسی کے موضوع سے تعلق کی حد)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس مؤرخہ ۷ تا ۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"اسمارٹ معاہدے(SMART CONTRACTS)، ان کو فعال کرنے اور ان سے رجوع کرنے کا طریقہ (اسمارٹ معاہدوں کی تحقیق اور ان کا ڈیجیٹل کرنسی کے موضوع سے تعلق کی حد)" کے موضوع پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان پر ہونے والے مناقشے کو کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً عالمی فقہ اکیڈمی کونسل کے ۱۴۱۰ھ، مطابق ۱۹۹۰م کو جدّہ میں "مواصلات / رابطہ کے جدید آلات کے ذریعے معاملات کرنے کا حکم" کے موضوع پر ہونے والی چھٹی کانفرنس میں کونسل کی

قرارداد نمبر ۵۲(۶/۳) کی اس کے تمام فقروں کے ساتھ توثیق کی جاتی ہے اور یہ قرارداد ان ڈیجیٹل عقود پر صادق آتی ہے جو اسمارٹ عقود سے الگ ہیں۔

ثانیاً **عقود ذکیہ (اسمارٹ کنٹریکٹس)** کا مفہوم: یہ دو فریقوں کے درمیان خود بخود نافذ ہونے والا ایک عقد ہے جو کہ غیر مرکزی تقسیمِ نیٹ ورک (بلاک چین) کے ذریعے پیئر ٹو پیئر (بلاواسطہ) نظام پر مبنی ہوتا ہے اور اِن کوڈ شدہ (خفیہ)/کرپٹو کرنسی مثلاً بِٹ کوائن وغیرہ کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

ثالثاً اسمارٹ معاملات نجی مرکزی یا عوامی غیر مرکزی پلیٹ فارم کے ذریعے نافذ ہوتے ہیں اور عام طور پر کرپٹو کرنسی استعمال کرتے ہیں۔

رابعاً اکیڈمی عقودِ ذکیہ سے متعلق ایک خصوصی مجلس کے انعقاد تک اور کرپٹو کرنسی کے متعلق حتمی بات کے آنے کے بعد تک اس موضوع پر حتمی فیصلہ کو مؤخر کرتی ہے، تاکہ پیراگراف نمبر ۲ میں ذکر کردہ چیزوں پر توجہ مرکوز کر کے اسمارٹ معاملات کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کی جاسکے۔ بلاک چین، کرپٹو کرنسیوں اور متعلقہ شعبوں میں تکنیکی ماہرین کو مدعو کرنا مناسب ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۱(۲/۲۴)

افراطِ زر اور کرنسی کی قیمت کا تغیر

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا ۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"افراطِ زر اور کرنسی کی قیمت کا تغیر" کے عنوان پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان پر ہونے والے مناقشے کو کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً کونسل پانچویں اجلاس میں جاری ہونے والی اپنی قرارداد نمبر ۴۲(۴/۵) کی توثیق کرتی ہے، جس کے حوالے سے کونسل کی رائے یہ ہے کہ یہ قرارداد افراطِ زر نہ ہونے اور کم افراطِ زر کی حالت میں منطبق ہوتی ہے۔

ثانیاً جہاں تک زیادہ افراطِ زر کا تعلق ہے، تو اس کا تخمینہ باہمی رضامندی سے لگایا جائے گا، اور اگر باہمی رضامندی نہ ہو، تو حالات کے مطابق قاضی یا ثالث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

ثالثاً قرض دینے کے بعد اگر بہت زیادہ افراطِ زر ہو جائے، تو قرض خواہ اور قرض دار ادائیگی کے وقت یہ طے کر سکتے ہیں کہ قیمت کے مطابق قرض کی ادائیگی کی جائے گی، یا بطریقِ مصالحت فریقین میں نقصان کو تقسیم کر لیا جائے گا، نیز عدالت یا ثالث (حَکَم) کے ذریعے فیصلہ کرنا بھی جائز ہے، البتہ عقد کے وقت یہ طے کرنا جائز نہیں ہے۔

رابعاً کونسل اپنی قرارداد نمبر ۱۱۵(۱۲/۹) میں بیان کردہ اسلامی حکومتوں کے لیے سفارشات کی توثیق کرتی ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۲(۲۴/۳)

عقودِFIDIC

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"عقودِFIDIC" کے عنوان پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اوران پر ہونے والے مناقشے کو کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

عقودِFIDIC تعمیراتی انجینیئرنگ کے معاہدوں کے نمونوں کا ایک مجموعہ ہے جس کا مقصد کاروباری آدمی یا اس کے نائب اور ان عقود کو نافذ کرنے والے افراد کے مابین تعلق کو محفوظ کرنا ہے، تاکہ متعدد عناصر پر مشتمل منصوبے کی تکمیل کرکے اسے طے شدہ مقاصد میں تیار حالت میں پورا کرکے دے دیا جائے۔

کونسل کی رائے یہ ہے کہ اگر شرعی ضوابط و احکام کی رعایت رکھی جائے تو یہ عقود شرعاً جائز ہیں۔ ان عقود کے جواز کی بنیاد عقد استصناع، عقد اجارہ اور عقدِ مقاولہ (ٹھیکہ کے معاملہ) پر قیاس ہے۔ اور ان عقود میں جو اختلاف پیدا ہوتا ہے اسے تحکیم کے ذریعہ حل کیا جائے گا۔ جیسا کہ کونسل کی قرارداد نمبر ۹۱(۹/۸) میں مذکور ہے۔ اور نفاذ میں مقررہ وقت سے زیادہ تاخیر ہو جانے کی صورت میں کونسل کی قرارداد نمبر ۱۰۹(۱۲/۳) کے مطابق شرطِ

جزائی کو لاگو کیا جاسکتا ہے۔اور جہاں تک نفاذ کے حالات میں تبدیلی یا محلِّ عقد کو درست کرنے کی وجہ سے ثمن میں اضافے کا تعلق ہے تو وہ نقصان کا عوض ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۳(۴/۲۴)

اسلام میں رواداری اور اس کی سماجی اور بین الاقوامی ضرورت اور اثرات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"اسلام میں رواداری اور اس کی سماجی اور بین الاقوامی ضرورت اور اثرات" کے عنوان پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان پر ہونے والے مناقشے کو کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولا اکیڈمی کی کونسل کی جانب سے جاری کردہ ان تمام فیصلوں، سفارشات، بیانات اور اعلانات کی توثیق کی جاتی ہے جو آپس میں پرامن معاشرت کا سبب ہیں۔

ثانیاً باہمی رواداری ایک بنیادی اصول ہے، جس کے دلائل قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ میں مذکور ہیں اور اس کی بہت ساری عملی صورتیں سنّتِ نبوی، صحابۂ کرام کے کرداراور اسلامی تاریخ میں موجودہیں، اور حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مخالفین کے ساتھ رواداری کی سب سے واضح صورت میثاقِ مدینہ ہے۔

ثالثاً مسلمانوں کی آپس میں رواداری اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کی رواداری، دونوں ہی مامور ہیں۔

رابعاً اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام شعبوں میں قولی اور عملی طور پر باہمی رواداری کے اصول پر عمل کیا جائے، یقیناً باہمی رواداری پُر امن معاشرے، سماجی بقاء، اجتماعی تعلقات کے تحفظ اور تمام اجزاء کے ساتھ قومی و معاشرتی یکجہتی کے اہم اثرات میں سے ہے۔

خامساً کونسل کی اکیڈمی مندرجہ ذیل امور کا اعلان کرتی ہے:

۱. عالمی ممالک کی طرف سے کی گئی تمام کوششوں، اعلانات اور اقدامات۔

۲. وہ تمام اقدامات جو متحدہ عرب امارات کی مملکت نے باہمی رواداری اور لوگوں کے درمیان معاشرت قائم رکھنے کے لئے کیے ہیں جو معاشرتی رواداری میں اسلام کی ایک واضح صورت پیش کرتے ہیں۔

سفارش

- رواداری کے اقدار کو تعلیمی اور تربیتی نصابوں میں داخل کیا جائے۔
- دین کا پیغام تمام شعبوں میں رواداری کے اقدار کو شامل ہو۔
- میڈیا اور اجتماعی مواصلات کے مختلف ذرائع میں رواداری کے اقدار کو واضح کیا جائے۔
- ماہرین اور مفکرین کو رواداری کے اقدار کو لکھنے، ترجمہ کرنے اور میڈیا پر اسے نشر کرنے کی ترغیب دی جائے۔
- اقوامِ متحدہ اور رکن ممالک سے ایسے عالمی قوانین اور ضروری عالمی معاہدات جاری کرنے کی درخواست کی جاتی ہے جو قوم پرستی، تفرقہ، تعصّب اور نسلی امتیاز کو نشانہ بنائیں اور انہیں رکن ممالک کے قوانین میں داخل کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۴(۵/۲۴)

خوراک اور پانی کے تحفظ کا حصول اور اسلامی ممالک کو درپیش اہم ترین مسائل اور امّت مسلمہ کو درپیش چیلنجز پر اس کے اثرات

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

" خوراک اور پانی کے تحفظ کا حصول اور اسلامی ممالک کو درپیش اہم ترین مسائل اور امّت مسلمہ کو درپیش چیلنجز پر اس کے اثرات " کے عنوان پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان پر ہونے والے مناقشے کو کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً پانی کے تحفظ کا معنی یہ ہے کہ انسانی استعمال کے لیے اچھا پانی فراہم کرنا جو مقدار اور کیفیت کے لحاظ سے ممالک کی ضروریات کو پورا کرنے کو کافی ہو، اور اسے بغیر کسی خرابی کے باقی رکھا جاسکے۔

ثانیاً خوراک کے تحفظ کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگوں کو عمدہ صحت بخش غذا فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں رہنے والے ہر فرد کے لئے کم سے کم غذائی ضروریات کی ذمہ داری اٹھانا۔

سفارشات

چونکہ اسلام پانی اور خوراک کی حفاظت اور اس میں میانہ روی کا حکم دیتا ہے اور ہر چیز میں اسراف اور فضول خرچی اور ہر اس چیز سے روکتا ہے جس سے افراد یا معاشروں کو نقصان پہنچے، چنانچہ کونسل درج ذیل سفارش کرتی ہے:

۱. مسلم ممالک کی حکومتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پانی اور خوراک کے تحفظ اپنی ترجیحات میں شامل کریں، اور اس ایسی پالیسیاں اور پروگرام جاری کریں جن کے ذریعہ پانی اور خوراک کے شعبے میں رہنمائی فراہم کی جاسکے۔

۲. مسلمانوں کو ازروئے شرع پانی اور خوراک کے استعمال میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے اور انہیں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

۳. آبی، زرعی اور ماحولیاتی سائنسی علوم کے ماہر علماء کو ایسے حل اور ذرائع تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو پانی اور خوراک کے تحفظ کو یقینی بنانے میں معاون ہوں اور پانی کی ری سائیکلنگ کے شعبے میں چوتھے صنعتی انقلاب کی ٹیکنالوجیوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے اوران سے فائدہ شرعی ضوابط واحکام کے تحت اٹھایا جائے۔

۴. مسلم ممالک کو پانی اور خوراک کی کمی کے مسائل کا مقابلہ کرنے کے لئے جلد از جلد باہمی تعاون کے ساتھ مناسب پالیسیاں اور منصوبے بنانی چاہئیں۔ وہ منصوبے اور پالیسیاں ایسی ہوں جو آبی وسائل اور صاف خوراک کے حصول کو فروغ دیں، نیز خوراک اور پانی کی ملکی و بین الاقوامی مخصوص اداروں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

۵. پاکیزہ خوراک کے حصول کو یقینی بنانے، بیج بونے اور کاشت کاری کی شرح کو بلند رکھنے کی خاطر زرعی ترقیاتی وسائل کو بہتر بنانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کیا جائے۔

۶. اسلامی ممالک کو آبی وسائل بڑھانے کے لئے شرعی ضوابط کے تحت احیاء الموات کے اصول کے ذرائع اوراس کے حصول میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے شریعت کی لائی ہوئی تعلیمات سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۵(۲۴/۶)

انسانی جینوم اور مستقبل کی حیاتیاتی(Bio)انجینئرنگ

(اکیڈمی کی قراردادوں کا جائزہ اوراس کے مؤثر نتیجے، جدید شکلوں اور چیلنجز کا بیان)

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"انسانی جینوم اور مستقبل کی حیاتیاتی انجینئرنگ (کونسل کی قراردادوں کا جائزہ اوراس کے مؤثر نتیجے، جدید شکلوں اور چیلنجز کا بیان)" کے عنوان پر موصول ہونے والے مقالات پر کونسل مطلع ہوئی، اور ان پر ہونے والے مناقشے کو کونسل نے بغور سنا، اس کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اوّلاً مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۲۰۳(۲۱/۹) جو جینیات، جینیاتی انجینئرنگ اور انسانی جینوم (مجین) کے موضوع تھی، اور سعودی عرب کے شہر ریاض میں ۱۵ تا۱۹محرم ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۸ تا۲۲نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوئی تھی، مجمع اس قرارداد کی توثیق کرتی ہے۔

ثانیاً جینوم ترمیم (ایڈیٹنگ) کی تکنیک جیسے(CRISPR-Cas9)وغیرہ، یہ جینوم کی ترمیم اور جینیاتی ایڈیٹنگ کا جدید طریقہ کار ہے جو کمپیوٹر پر املاء کی اصلاحات کے طریقہ کے مشابہ ہے، لیکن اس طریقہ میں الفاظ

کی تصحیح کی بجائے ڈی این اے کو دوبارہ لکھا جاتا ہے۔ اور یہ طریقے جینیاتی تھراپی کے سابقہ طریقوں کے مقابلے میں زیادہ درست اور آسان ہیں۔ اس کا مقصد بہت سی لاعلاج بیماریوں کا علاج کرنا ہے، تاہم ان طریقوں کے محفوظ اور موثر ہونے کو یقینی بنانے کے لیے ہنوز تحقیق کی ضرورت ہے، اور ان طریقوں کے ذریعہ جین ایڈیٹنگ کی اجازت صرف اس صورت میں ہوگی، جب درج ذیل شرائط پائی جائیں:

۱. اس کی حفاظت اور افادیت متعلقہ طبی اداروں سے منظور شدہ ہو۔

۲. اسے جینیاتی بیماریوں کی روک تھام اور علاج کے سلسلے میں طبی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے، اور اسے جمالیات (خوبصورتی) کے معاملات میں استعمال کرنا مطلقاً منع ہے۔

۳. علاج میں شامل افراد کے احترام اس بات کو یقینی بنانے کے لیے سخت ریگولیٹری طریقہ کار ہونا چاہیے تا کہ علاج میں شامل افراد کا احترام کیا جائے، اور اس ٹیکنالوجیز کے غلط استعمال کو روکا جائے۔

ثالثاً کسی صحت مند عورت کے مائٹوکونڈریا (جو کہ خلیے میں توانائی پیدا کرنے والا مادہ ہے) کو اس کے ڈی این اے کے ساتھ ایک ایسی عورت تک منتقل کرنا جو ڈی این اے کے مرض میں مبتلا ہو۔ یہ طریقہ کار شرعاً جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں نسب کا اختلاط لازم آتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۶(۷/۲۴)

امن کو فروغ دینے میں دینی تربیت کا کردار

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا ۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"امن کو فروغ دینے میں دینی تربیت کا کردار" کے عنوان پر عالمی مجلسِ علمی جسے اکیڈمی نے رابطہ اسلامی برائے تربیت وعلوم اور ثقافت (ایسیسکو) کے تعاون سے رباط شہر مراکش میں ۱۷ اور ۱۸ شعبان ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۳، ۲۴ اپریل ۲۰۱۹ء کو منعقد کیا تھا، کی سفارشات کا جائزہ لینے اور اس پر ہونے والی گفتگو بغور سننے کے بعد کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

۱. علم وحکمت والی ذات کی طرف سے نازل کردہ کتابِ ہدایت قرآن کریم اور سنت نبوی علی صاحبها الصلاۃ والسلام کی طرف توجہ مبذول کرنا اور ان سے اخذ کردہ تعلیمی نصاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا۔

۲. دینی تربیت اور مذہبی تعلیم کے کردار کو فروغ دینے کے لئے منتخب مفکرین اور اسلام کے معتدلانہ ثقافت کی پہچان رکھنے والے ماہرین کے اشتراک سے عالم اسلام کے اندر علاقائی اور ذیلی علاقائی کانفرنسوں، سمپوزیم اور سیمینارز کا مسلسل انعقاد کیا جائے اور مکالمے کے لیے بین الاقوامی میٹنگز کا انعقاد کیا جائے۔

۳. رکن ممالک کو خصوصی کمیٹیاں بنانے کے لئے مدعو کیا جائے، تاکہ ان میں مذہبی تعلیم کے نصاب کا تفصیلی علمی تحقیق کیا جاسکے اور ان میں امن، مکالمہ اور بقائے باہمی کی اقدار کو شامل کیا جاسکے۔

۴. رکن ممالک کے مجاز تربیتی اداروں کو اس بات کے لئے مدعو کیا جائے کہ وہ اپنے تعلیمی نصاب میں امن کے موضوع پر مذہبی تعلیم کے مضمون کو شامل کریں۔

۵. دینی تعلیم کے نصاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دیئے گئے احترام کو ملحوظ رکھا جائے، کہ انسان ہونے کی حیثیت سے اسے باوقار زندگی گزارنے، تعلیم اور صحت وغیرہ جیسی ضروریات زندگی کا حق ہے۔

۶. رواداری اور حب الوطنی پر مبنی مذہبی اقدار اور معاشرے میں مثبت رجحانات کو فروغ دینے والی مہارتوں اور تصورات کو اجاگر کیا جائے اور تربیتی ،اصلاحی اور مذہبی تعلیم کے نصاب میں اسے حصہ دینے کے لئے کام کیا جائے۔

۷. اسلامی ثقافت اور اقدار کے بارے میں علم کو اجاگر کرنے کی خاطر غیر عربی دانوں کو عربی زبان سکھانے کے لئے جدید پروگرام نشر کئے جائیں۔

۸. جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعلیمی نصاب پھیلایا جائے، تاکہ یہ وسیع پیمانے پر پھیلے اور اسلام و مسلمانوں کو درست کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکے۔

۹. مذہبی اسکالرز اور تعلیم اور تربیتی علوم کے ماہرین کے درمیان تعاون اور شراکت داری کی اہمیت پر زور دیا جائے، تاکہ ایسے تعلیمی نقطۂ نظر پر مبنی مذہبی تعلیمی نصاب تیار کیا جاسکے جو مذہبی اقدار کو بلند کرے اور نوجوانوں کے طرز عمل میں ان کو تقویت بخشے۔

۱۰. مذہبی ثقافتی تشخص کو تقویت اور ترقی دینے اور قومی تشخص کو مستحکم کرنے اور دوسروں کی رائے کے احترام کے لئے میڈیا اور تعلیمی، دعوتی، ثقافتی اور نوجوانوں کے اداروں کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون ہو۔

۱۱. دینی امور میں رہنما اور دینی میدان میں کام کرنے والے شہری تیار کرنے کے ذرائع کو فروغ دیا جائے۔

۱۲.	رکن ممالک میں مذہبی تعلیم کے استاد کو اچھی طرح تربیتی اور علمی طور پر تیار کیا جائے اور دورانِ خدمت مسلسل تربیت کے ذریعے اس میں اہلیت پیدا کی جائے۔

۱۳.	ملٹی میڈیا کے مطابق تعلیمی طریقے اور وسائل تیار کئے جائیں، اور مکالمے اور مناظرے کے اقدار کو مضبوط کیا جائے اور تعلیمی سرگرمیوں کے ایسے طریقۂ کار کے اپنانے کو وسعت دی جائے جو سیکھنے والے کو منظم سوچ اور دوسروں کے ساتھ مکالمے کے لئے ذاتی موقف اختیار کرنے کی تعلیم دے۔

۱۴.	اعتدال اور میانہ روی پر مبنی تعلیم کو فروغ دینے اور ان کا زندہ زبانوں میں ترجمہ کرنے کے لئے بنیادی تحقیقات اور مطالعات تیار کرنا اور ان کی اشاعت کرنا۔

۱۵.	مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے تحقیقی مراکز کا قیام ہو جو انتہاء پسندی اور کفر والحاد کی آواز لگانے والوں کو جواب دیں اور ان کی آراء اور دلائل کا شرعی رد پیش کریں۔

۱۶.	امن، میانہ روی اور اعتدال کے اقدار کو فروغ دینے کے لئے سوشل میڈیا کے ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کے موضوع پر عالمی مجالس منعقد کی جائیں۔

۱۷.	امن کی ثقافت، ہنر، اقدار اور ایسے رویوں کو فروغ دیا جائے جو مذہبی تعلیم میں سماجی میل جول اور ہم آہنگی کا اظہار کریں۔

۱۸.	رکن ممالک کی یونیورسٹیوں میں تقابلی فقہ اور مذاہب کے تقابل کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے جو شریعت کی لچک، اختلاف اور تنوع کی بنیاد اور تعددیت میں اس کے کردار، دوسرے کو قبول کرنا، وسعتِ فہم اور احکام میں لچک کے نظام کے مطابق ہو۔

۱۹.	دینی تعلیم اور اس کے نصاب کی ترقی پر زور دیا جائے۔

۲۰.	اسلام میں خواتین کے متعلق صحیح تصورات کو اجاگر کیا جائے اور اسے دینی تعلیم کے نصابوں میں شامل کیا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۷(۸/۲۴)

ڈیجیٹل کرنسی

منظمة التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴تا۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئی میں منعقد ہوا۔

"ڈیجیٹل کرنسی" کے عنوان پر اکیڈمی کا اجلاس جو ۱۰ اور ۱۱ محرم ۱۴۴۱ھ، مطابق ۹ اور ۱۰ ستمبر ۲۰۱۹ء کو منعقد کیا تھا، اڈیجیٹل کرنسیوں سے متعلق منعقد ہونے والی ندوہ علمیہ کی سفارشات کا جائزہ لینے اور کونسل میں اس پر ہونے والی گفتگو کو سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً مفہوم، تعامل کے طریقے اور خطرات

۱. چونکہ ڈیجیٹل کرنسیوں کا مفہوم عام ہے جو کہ کریڈٹ کارڈ، پری پیڈ کارڈ اور ڈیجیٹل چیک وغیرہ کو شامل ہے، اس لئے مناقشات اس نتیجہ تک پہنچے کہ ڈیجیٹل اور کرپٹو کرنسی کی اصطلاح استعمال کی جائے۔ اور ان کرنسیوں میں چند وہ جو سب سے زیادہ مشہور ہیں وہ بٹ کوائن، ایتھریم اور دی ریپل ہیں۔ اگرچہ ان کرنسیوں کے مابین کچھ ماہیتی فرق ہیں، لیکن یہ تمام کرنسیاں انکرپٹڈ ہیں، اور ان کا کوئی محسوس مبصر وجود نہیں، اور ان کا تبادلہ کاروباری فریقوں کے درمیان کسی واسطے کے بغیر ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ کو پیئر ٹو پیئر کہا جاتا ہے، اور پیش کردہ تحقیقات کے مطابق تین قسموں میں اسکی درجہ بندی کی گئی ہے:

پہلی قسم: سکے اور یہ بٹ کوائن پر صادق آتے ہیں۔

دوسری قسم: سکوں کے متبادل، جیسے لائٹ کوائن، بٹ کوائن کاش، ایتھریم اور دی ریپل ہیں۔

تیسری قسم: ٹوکن جو کہ قابلِ تبادلہ ہیں اور اشیاء اور ڈیجیٹل کرنسیوں کے عوض قابل تجارت ہیں۔

پہلی قسم کے سکوں کی سب سے نمایاں خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ غیر مرکزی ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر اقسام کی کرنسیوں کے برعکس کوئی بھی سرکاری یا نجی ادارہ اس کے اجراء کی نگرانی نہیں کرتا۔ اور اکثر یہ ڈیجیٹل کرپٹو کرنسیاں بلاک چین ٹیکنالوجی پر مبنی ہیں اور یہ وہی ٹیکنالوجی ہے جو کرنسی بناتی ہے اور کرنسی کے معاملات کو مکمل ریکارڈ کر کے محفوظ کرتی ہے۔ بٹ کوائن کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسے سب سے پہلے جاری کرنا والی شخصیت متنازعہ ہے۔

۲. کرپٹو کرنسیوں کے ذریعے لین دین انٹرنیٹ پر دستیاب پلیٹ فارمز کے ذریعے براہِ راست یا دلالی کے ذریعے عمل میں لایا جاسکتا ہے اور ان پلیٹ فارمز کو مقررہ فیسیں دی جاتی ہیں اور یہ ضروری ہے کہ ہر فریق کے پاس اپنے ذاتی کمپیوٹر میں ایک خاص ڈیجیٹل بٹوا ہو جو اس کے مملوکہ ڈیجیٹل کرپٹو کرنسیوں کی ملکیت اور ان میں ممکنہ تصرف کی توثیق کرے۔ اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اور ڈیجیٹل بٹوے کی اہم خصوصیات میں سے یہ ہے کہ مستعار ناموں کے ساتھ ان کے ذریعے تعامل ممکن ہے جسے گم نامی(anonymity) کا نام دیا جاتا ہے۔

۳. بعض ممالک جیسے ملائیشیا نے الیکٹرانک پلیٹ فارمز قائم کرنے کے لئے متعلقہ اداروں سے لائیسنس حاصل کرنے کو لازم قرار دیا ہے اور ان پلیٹ فارمز پر کام کرنے والوں کے لئے کچھ اصول بنائے ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ کام کرنے والا اپنی شخصیت کو واضح کر کے رجسٹریشن کرے۔

۴. اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ کرپٹو کرنسیاں متعدد ممالک کے ہزاروں تجارتی مقامات میں رائج ہو چکی ہیں، ساتھ ساتھ ان کرنسیوں کے عوض مقامی کرنسیوں کا تبادلہ بھی جاری ہے، نیز بعض سرکاری اداروں کی طرف سے بھی انہیں قبول کیا جاتا ہے، اس سب کے باوجود متعدد تحقیقات کرپٹو کرنسیوں کے ذریعہ عمومی

تجارت کرنے کو پُر خطر قرار دیتی ہیں۔ اور اس کے خطرات میں سے اہم کرنسی کی شرح میں اتار چڑھاؤ کا خطرہ ہے۔

ثانیاً شرعی حکم

۱. پیش کردہ علمی تحقیقات اور مباحثات کے نتیجے میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کچھ ایسے مسائل اب تک محلِ نظر ہیں جو شرعی حکم میں مؤثر ہیں، خصوصاً:

۱ء۱. کرپٹو کرنسی کی ماہیت کیا ہے، آیا یہ سلعۃ (سامان) ہے یا منفعت ؟ایک سرمایہ دارانہ مالی اثاثہ ہے یا ڈیجیٹل کرنسی ؟

۱ء۲. کرپٹو کرنسی شرعاً متقوم اور مال ہے یا نہیں ؟

ثالثاً سابقہ تفصیلات اور ان کرنسیوں سے وابستہ بڑے بڑے خطرات اور ان کے لین دین کے عدمِ استحکام کو دیکھتے ہوئے کونسل ان مسائل کی مزید تحقیق اور مطالعہ کی سفارش کرتی ہے، جن پر اس کرنسی کے شرعی حکم کا دارومدار ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۸(۹/۲۴)

اسلامی مالیاتی اداروں میں ہیجنگ کی سرگرمیاں

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا چوبیسواں اجلاس ۷ تا ۹ ربیع الاوّل ۱۴۴۱ھ، مطابق ۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹م کو دبئ میں منعقد ہوا۔

"اسلامی مالیاتی اداروں میں ہیجنگ کی سرگرمیاں" کے عنوان پر اکیڈمی کے زیرِ اہتمام ۲۴ اور ۲۵ رجب ۱۴۴۰ھ، مطابق ۳۱ مارچ اور یکم اپریل ۲۰۱۹م کو جدّہ میں اقرأ وقف برائے ترقی وروزگار کے تعاون سے ہونے والی علمی مجلس کی سفارشات کا جائزہ لینے اور کونسل میں اس پر ہونے والی گفتگو بغور سننے کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد

اولاً مالی معاملات میں ہیجنگ کے موضوع سے متعلق منظمۃ التعاون الاسلامی کی شاخ اکیڈمک کونسل کی جانب سے جاری کردہ قراردادوں اور خاص طور پر مالی معاملات میں ہیجنگ کے ضوابط اوراحکام کے حوالے سے مدینہ منوّرہ میں ۱۹ تا ۲۳ صفر ۱۴۴۰ھ، مطابق ۲۸ اکتوبر تا یکم نومبر ۲۰۱۸م کو ہونے والے کونسل کے تیئیسویں اجلاس میں جاری کردہ قرارداد نمبر ۲۲۴(۸/۲۳) کے تمام پیراگرافوں کی توثیق کی جاتی ہے:

۱) ہیجنگ کا مفہوم

۲) خطرہ کا مفہوم

۳) تحفظ کا مفہوم

۴) ہیجنگ کے خطرات سے متعلق شریعت کا موقف

۵) ہیجنگ کی سرگرمیوں اور طریقوں کے شرعی ضابطے

ثانیاً ہیجنگ (تحفظ) کے معاملات کا عمومی مفہوم

کچھ معاملات ایسے ہیں جو عمومی معنیٰ میں ہیجنگ اور تحفظ کے طریقۂ کار کی بنیاد بن سکتے ہیں اور مالیاتی اداروں میں قابلِ عمل ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً جائز ہیں، اور ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱. معاشی ہیجنگ: جو اثاثوں، سرمایہ کاری کے پورٹ فولیو، اور ان کے طریقوں کے تنوع پر مشتمل ہو، وسائل کے مناسب انتظام کے لئے ایسا کرنا شرعاً مطلوب ہے۔

۲. تعاونی ہیجنگ: یہ طریقہ تکافل کے طریقوں پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں باہمی امداد کی بنیاد پر انشورنس کے عقود کے ذریعہ اسلامی مالیاتی اداروں کو متوقع پیش آمدہ نقصانات اور ضرر کی تلافی کروانا مقصود ہوتا ہے۔ شرعاً اس طریقہ کار میں کوئی اشکال نہیں ہے، کیوں کہ منصوبوں اور متعین مالی اثاثوں پر تعاونی بیمہ کرنا جائز ہے اور تعاونی بیمہ اور اس کی صورتوں سے متعلق دو قراردادیں نمبر ۹(۲/۹) اور ۲۰۰(۶/۲۱) اس کی توثیق کرتی ہیں۔

۳. متوازی معاہدۂ ہیجنگ: یہ ہے کہ اصل عقد کی شرائط اور اوصاف ہی کی بنیاد پر ایک متوازی عقد کیا جائے جس سے مالیاتی ادارہ اصل عقد کے خطرات سے بچاؤ اختیار کرے، جیسے سلم اور سلم موازی، استصناع اور استصناع موازی۔ جیسا کہ ہیجنگ سے متعلق کونسل کی قرارداد نمبر ۲۲۴(۸/۲۳) میں بیان ہوا ہے۔ اور موازی عقود کے اہم شرعی اصولوں میں سے ہے کہ پہلے عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ نہ جوڑا جائے، بلکہ تمام حقوق اور ذمہ داریوں میں ہر عقد کا دوسرے سے الگ ہونا ضروری ہے۔

۴. مرکب عقود: آپس میں مل کر خطرات سے تحفظ کی غرض سے کئی عقود کو جمع کیا جائے، اور یہ جمع کرنا بطورِ شرط یا ایک عقد میں دوسرا عقد شامل کرنے کے طور پر نہ ہو، جیسے بیع اور وعدۂ ملزم کو جمع کرنا، وکالت اور مرابحہ کو جمع کرنا۔ اور ان طریقوں میں سے اہم درج ذیل ہیں:

أ. مرابحہ اور مشارکہ کو جمع کرنا: سرمایہ کاری کے پورٹ فولیو کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے ذریعے: پہلا حصہ یہ ہے کہ ایک طے شدہ نفع مقرر کرکے قابل اعتماد اداروں کے ساتھ مرابحہ کے معاملات کئے جائیں، اور دوسرا حصہ عقد مشارکہ (جیسے تجارتی اسٹاک یا ریئل اسٹیٹ کے حصص وغیرہ) کے طور پر برقرار رہے، اور اسی کے ذریعہ عقدِ مرابحہ کرکے راس المال کی ہیجنگ کی جاتی ہے جبکہ دوسرے حصے میں خسارہ کا احتمال باقی رہتا ہے۔

ب. اجارہ اور مشارکہ کو جمع کرنا: اس طرز میں ہیجنگ کا طریقہ کار پچھلے طریقۂ کار کی طرح ہے، لیکن ہیجنگ کا کام مرابحہ کے بجائے عقد اجارہ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جیسے سرمایہ کارانہ پورٹ فولیو کے ایک حصہ سے اجارہ کے ایسے صکوک خریدنا جس کی آمدنی سے پورا راس المال حاصل ہو جائے اور بقیہ رقم کی سرمایہ کاری مشارکہ کے معاہدوں میں کی جائے۔

ج. مرابحہ اور بیع العربون کو جمع کرنا: راس المال کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے ذریعے: پہلا حصہ یہ ہے کہ طے شدہ نفع مقرر کرکے قابل اعتماد اداروں کے ساتھ مرابحہ کے معاملات کئے جائیں، اور دوسرا حصہ اُسے شیئرز کی خریداری میں عربون بنا دیتا ہے، چنانچہ اگر شیئرز کی قیمتیں بڑھ جائیں تو خریداری کا عقد نافذ کر دے، اور شئیرز پر قبضہ کرکے انہیں بیچ دے، اور حاصل شدہ رقم فروخت کنندہ کو دے دے، جس کے نتیجے میں فنڈ کو نفع حاصل ہو جائے۔ اور اگر قیمتوں میں متوقع اضافہ نہ ہو، تو یہ عقد نافذ نہ کیا جائے اور عربون کا خسارہ برداشت کیا جائے، تاہم عقدِ مرابحہ کی وجہ سے راس المال بچ جائے۔ اس طریقے میں بیع العربون کے شرعی اصولوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے، جن میں سے ایک اصول یہ ہے کہ عربون کے عقد کو پختہ کرنے کے وقت سے لے کر حساب برابر کرنے کے وقت تک محل عقد کی حفاظت کی جائے، اور عربون کو آگے فروخت نہ کیا جائے۔

۵. گاہک کے انکار سے بچنے کے لئے خیارِ شرط استعمال کرکے ہیجنگ کرنا، جیسے مرابحہ اور اجارہ منتہیہ بالتملیک۔ چنانچہ باہمی وعدوں کے موضوع پر کونسل کی قراردادوں میں اس بات کی تاکید ہے کہ وعدہ کرنے والے دونوں فریقین یا کسی ایک فریق کے لئے خیار کی شرط کے ساتھ یہ جائز ہے، لیکن اگر خیار نہ ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔ اور یہ تنبیہ کرنا بھی مناسب ہے کہ کونسل نے اپنی ذکر کردہ قراردادوں میں جہاں

فریقین میں سے کسی ایک کے لئے وعدہ ملزم کی اجازت دی ہے، تاکہ گاہک کی وعدہ خلافی کے خطرہ سے حفاظت رہے، اسی طرح کونسل کی قراردادیں دوسرے فریق کو خیار ملنے کا حکم بھی لگاتی ہیں۔

۶۔ سرمایہ کاری میں لگائے گئے راس المال کے تحفظ کے لئے ضمانت کے ذریعہ خطرہ کی حفاظت کا طریقہ:

نقصان سے بچنے یا سرمایہ کاری کے منصوبوں میں نفع نہ ہونے کے خطرات سے تحفظ کے لئے ضمانت کے طریقہائے کار موجود ہیں۔ اور کونسل نے اپنی قراردادوں میں ان کے جواز کی توثیق کی ہے اور انہی طریقوں (فارمولوں) میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱) تیسرے فریق کی ضمانت: اس سے مراد وہ حقیقی یا اعتباری (حکمی) ثالث شخص ہے جو عقد کے فریقین سے جدا ہو اور کسی مقررہ منصوبے میں اپنے اوپر تبرعاً ضمانت کو لازم کردے۔ کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۳۰(۵/۴) میں اس ضمان کے جائز ہونے کی اس شرط کے ساتھ توثیق کی ہے کہ ضمانت لینے والا اپنی ذات اور اپنی مالی ذمہ داری میں عقد کے فریقین سے بالکل الگ ہو اور کسی خاص منصوبے میں نقصان کی تلافی بلاعوض کرے۔ بشرطیکہ یہ التزام مستقل ہو۔

۲) مضارب کا نقصان کے دعویٰ کے ثبوت کی تمام تر ذمہ داریاں (بوجھ) اٹھانا:

کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۲۱۲(۸/۲۲) میں تاکید کی ہے کہ نقصان کے دعوی میں ثبوت کا بوجھ علیٰ خلاف الاصل بینک کو منتقل کردیا جائے گا، بشرطیکہ ایسے شواہد موجود ہوں جو بینک کے اس دعویٰ کے خلاف ہوں کہ اس نے تعدی نہیں کی۔

ثالثاً ہیجنگ اپنے عمومی مفہوم کے اعتبار سے شرعاً ممنوع ہے، جس کی چند صورتیں یہ ہیں:

۱۔ دو مختلف کرنسیوں کو مشروط طور پر باہم قرض دے کر ہیجنگ کرنا

ہیجنگ کا یہ طریقہ شرح مبادلہ کے بدلنے اور کھاتہ داروں کے اکاؤنٹ کے کھلنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ اگر مالیاتی ادارے کے پاس کسی خاص کرنسی کا سرپلس ہو جو کسی دوسرے مالیاتی ادارہ کے لئے اسے بطورِ قرض کے استعمال کرے اور اس کے بدلے میں دوسرا مالیاتی ادارہ اسے دوسری ایسی کرنسی قرض دے، جس کی پہلے مالیاتی ادارے کو ضرورت ہے، پھر خواہ یہ شرط صراحۃً ہو یا ضمناً ہو یا عرفاً ہو، اور یہ اقراض

بشرط الاقراض (یعنی قرض اس شرط کے ساتھ دینا کہ وہ قرض دے) کے قبیل سے ہے جو کہ باتفاقِ مذاہب فقہیہ شرعاً ناجائز ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں دونوں قرضوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا گیا ہے (اسلفنی واسلفک کے قبیل سے ہے یعنی ایک فریق نے دوسرے سے یہ کہا ہے کہ آپ مجھے قرض دو تو میں آپ کو قرض دوں گا)، پھر خواہ دونوں قرضوں کی مدتیں متفق ہوں یا مختلف ہوں۔

۲. شیئرز اور صکوک میں راس المال کی ضمانت دے کر کی جانے والی ہیجنگ

صکوک کے اجراء میں شامل ہیجنگ، شرائط اور وعدوں کا ایک مجموعہ ایسا ہے جو شرعی اصولوں، قرض اور سرمایہ کاری بونڈز (دستاویزات) کے متعلق کونسل کی قرارداد نمبر ۳۰ (۵/۴)۱۹۸۸م اور اسلامی صکوک کے موضوع پر جاری ہونے والی قرارداد نمبر ۱۸۸(۳/۲۰) کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے اور ان صورتوں میں کچھ درج ذیل ہیں:

۱) صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے (مضارب، شریکِ منتظم اور سرمایہ دارانہ وکیل ہونے کے اعتبار سے) چیز کے اوپر لکھی گئی قیمت کی ضمانت لینا۔

۲) مضارب کا اس بات کا التزام کرنا کہ وہ نفع کی تقسیم میں سے ایک طے شدہ مقدار کو صکوک کے پورٹ فولیو کو قرض دے گا۔

۳) صکوک ہولڈرز کو تصرف کی قدرت نہ دینے کی شرط لگانا، جیسے اقساط کی ادائیگی سے عاجز ہونے کی صورت میں اجارہ پر دیئے گئے اثاثہ میں تصرف نہ کر سکنا۔

۴) صکوک کے اثاثوں کی ملکیت کا سرمایہ کاری کرنے والوں یا صکوک ہولڈرز کی طرف منتقل نہ کرنا، جس کا مطلب یہ ہے کہ صکوک ان کی ضمانت میں بھی داخل نہیں ہوں گے اور انہیں صکوک کے نفع کا استحقاق حاصل نہیں ہو گا۔ کیوں کہ انہوں نے نفع کے استحقاق کے عوض نقصان کو برداشت کرنے کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے، اور ان اثاثوں کا صکوک جاری کرنے والے ادارے کی بیلنس شیٹ پر برقرار رہنا بھی اس بات کے موید ہے۔

۵) یہ شرط لگانا کہ اجراء کے اعلامیہ میں یہ بات شامل ہوگی کہ حقیقی نفع کا مقررہ فیصد سے کم ہونے کی صورت میں مدیر حاملینِ صکوک کو قرض دے گا اور عموماً یہ شرط کے ساتھ یہ بھی مربوط ہوتا ہے کہ اگر نفع اس تناسب سے زائد ہوا تو زائد تمام نفع مدیر کو بطورِ انعام ملے گا۔

رابعاً مالیاتی اداروں کے لئے ہیجنگ کے متبادل ذرائع اور ان کا شرعی حکم

ان ذرائع کو چند اصولی انواع میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: مستقبل کی شرح تبادلہ کے اتار چڑھاؤ کے خطرات سے ہیجنگ:

اور اس کے اہم معاملات میں سے یہ ہے:

ا. مستقبل میں کرنسی کے تبادلہ پر دو فریقوں کے درمیان باہم دوطرفہ وعد ملزم

اس کی صورت یہ ہے کہ دو فریق مستقبل کے کسی طے شدہ دن میں کرنسیوں کے مخصوص قیمت پر تبادلہ کرنے کا باہم دوطرفہ وعدہ ملزمہ کرلیں۔

شرعی حکم:

أ. دوطرفہ وعدۂ ملزمہ کو عقدِ صَرف (کرنسی کے تبادلہ) کے معاملات میں بطورِ ہیجنگ کے آلہ کے استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور کونسل نے "کرنسی میں تجارت" کے عنوان سے اپنی قرارداد نمبر ۱۰۲ (۱۱/۵) میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ شرعاً کرنسی میں بیع مؤجل (ادھار) کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے تبادلہ میں طرفین سے وعدہ کرنا جائز ہے۔ اور اس بات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوطرفہ وعدہ ملزمہ عقد کے مشابہ ہے، جیسا کہ "وعدہ کی پاسداری اور آمر بالشراء کے لئے مرابحہ" کے عنوان سے کونسل کی قرارداد نمبر ۴۰ (۵/۲) میں بیان ہوا ہے کہ فروختگی میں کیا جانے والا دوطرفہ وعدہ ملزمہ فروختگی ہی کے مشابہ ہے۔

ب. اس صورت میں وہ استثنائی حالتیں نہیں آتیں جنہیں کونسل نے "معاملات میں دوطرفہ وعدہ ملزمہ اور مواطاۃ" کے عنوان سے اپنی قرارداد ۱۵۷ (۱۷/۶) میں ذکر کیا ہے اور استثنائی صورتوں میں دوطرفہ کی

اجازت دی ہے، اس کے ساتھ قرارداد نے اس بات کی توثیق کی ہے کہ ان استثنائی صورتوں میں دوطرفہ وعدہ ملزمہ سود پر مشتمل نہ ہو۔

۲. دو متقابل وعدے (ایک وعدِ ملزم جو مخصوص شرائط کے ساتھ ہو، اس کے مقابلہ میں دوسرا وعدہ جو مستقبل میں کرنسی کے تبادلہ کا معاملہ کرنے کی مختلف شرائط کے ساتھ ہو)

اس کی صورت یہ ہے کہ پہلا فریق دوسرے فریق سے کسی مخصوص وقت میں کرنسی کی رقم کو مخصوص شرح پر فروخت کرنے کا یکطرفہ وعدِ ملزم کرے اور یہ ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ کرنسی کی قیمت کی سمت اس کے مفاد میں نہ ہو، اگر کرنسی کی قیمت اس کے مفاد میں ہو تو وہ کوئی وعدہ نہیں کرتا، جیسا کہ دوسرا فریق اس سے اسی کرنسی کو اسی مخصوص قیمت پر عین اسی وقت خریدنے کا یکطرفہ وعدِ ملزم کرلے اور یہ وعد ایسی حالت میں ہو کہ کرنسی کی قیمت کی سمت اس کے مفاد میں نہ ہو، اگر کرنسی کی قیمت اس کی مصلحت ومفاد کے مطابق ہو تو اس کی طرف سے کوئی وعدہ نہ ہو۔

شرعی حکم

کرنسی کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کے خطرات کو کم کرنے کے لئے متقابل وعدے کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کونسل کی مذکورہ بالا قراردادوں کے مطابق درحقیقت یہ ایسا دوطرفہ وعدہ ہے جو کرنسی کی شرعاً ناجائز صورتوں کو لازم کرنے والا ہے۔

۳. عقدِ صَرف کرنے کے لئے کیا جانے والا ایسا ایجاب جو ایک طے شدہ مدت تک برقرار رہے (یعنی ایجابِ ممتد ہو)، اور ایجاب کرنے والے پر لازم بھی ہو۔

اس کی صورت یہ ہے کہ فریق اول ایک مقررہ شرح اور متعین قیمت پر کرنسی کی فروخت کے عقدِ صرف ایسا ایجاب کرے جو ایک طے شدہ مدت تک برقرار رہے۔ دوسرا فریق یہ وعدِ ملزم یا غیر ملزم کرے کہ وہ طے شدہ مدّت میں اس ایجاب کو قبول کرے گا۔

شرعی حکم

أ. ایجابِ ممتد کے اصول کو عقدِ صَرف پر منطبق نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ (عقد صرف میں) مجلسِ عقد میں عوضین پر قبضہ کرنا شرط ہے، خواہ دوسرے فریق کی طرف سے کوئی وعدِ ملزم ہو یا نہ ہو۔ اسی بات کی تصریح فقہی کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۵۲(۶/۳) بمتعلق "جدید مواصلاتی آلات کے ذریعہ معاملہ کرنا" کے چوتھے فقرہ میں کی ہے۔

ب. اگر ایجابِ ممتد کے مقابلہ میں دوسرے فریق کی جانب سے وعدِ ملزم کیا جائے، تو یہ معاملہ دوطرفہ وعدِ ملزم کا ہوگا، بلکہ یہ اس سے زیادہ سخت ہے، اس لئے کہ عقد کے دوارکان میں سے ایک رکن یعنی ایجاب پایا جارہا ہے۔

۴. تورق کے باہم متقابل دو معاملے

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک معاملہ تورق منظم کا کیا جائے جس کے نتیجے میں پہلی مطلوب کرنسی کے بقدر رقم واجبُ الاداء قرار دی جائے، پھر ایک معاملہ عکسی تورّق کا ہو جس کے نتیجے میں دوسری کرنسی، جس کی ادائیگی مقصود ہو، کے بقدر رقم واجبُ الاداء قرار دی جائے، نتیجہ یہ نکلے گا کہ عقد کے دوطرفوں میں مقروض ہونے کے دو متقابل معاملے پیدا ہوں گے، ہر قرض کی کرنسی مختلف ہوگی۔

شرعی حکم

چونکہ یہ معاملہ اپنے ڈھانچے کے اعتبار سے تورق کی شرعاً ممنوع صورت کو شامل ہے، اس لئے یہ ناجائز ہے۔ تورق اور اس کی اقسام سے متعلق کونسل میں قرارداد نمبر ۱۷۹(۵/۱۹) جاری ہوئی ہے، جس میں اس بات کی تاکید ہے کہ دو قسم کے تورق (عکسی اور منظّم) جائز نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں یہ حیلہ کیا جاتا ہے کہ تمویل فراہم کرنے والے اور تورق حاصل کرنے والے کے درمیان صراحتہً یا ضمناً یا عرفاً باہم مفاہمت ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں فوری نقد رقم وصول کرکے اس سے زائد رقم مستقبل میں ذمہ میں واجبُ الاداء ہونا طے ہو جاتا ہے۔ یہ حیلہ ربا ہے۔

۵. مستقبل میں ایسا مرابحہ یا وضیعہ کرنے کے لئے وعدِ ملزم کرنا جس کا نفع یا نقصان انڈکس کے ساتھ مربوط ہو۔

اس کی صورت یہ ہے کہ یہ عمل دو فریقوں کی جانب سے کئے جانے اس دو طرفہ وعدِ ملزم کے طریقہ کے مطابق کیا جائے جس میں یا تو فریق اول فریق ثانی سے وعدہ کرے یا یا فریق ثانی فریق اول سے وعدہ کرے کہ وہ مستقبل کے کسی دن میں مرابحہ یا وضیعہ کا معاملہ کرے گا، اور اس کا نفع یا نقصان کا حساب مستقبل کی تاریخ پر انڈکس پر ہونے والے مثبت یا منفی تغیر کی بنیاد پر لگایا جائے گا۔

شرعی حکم

أ. کونسل کی قرارداد نمبر ۴۰ (۲/۵) کے مطابق اصل یہ ہے کہ دو طرفہ وعدِ ملزم جائز نہ ہو۔

ب. اس صورت میں وہ استثنائی صورتیں شامل نہیں ہیں جنہیں مجمع کی قرارداد نمبر ۱۵۷ میں جائز قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ دفعہ ۱/۱/أ فقرہ چار میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶. دو متقابل وعدے (ایک یکطرفہ وعدِ ملزم کرنا جس کے مقابلہ میں ایک اور وعدِ ملزم الگ شرائط کے ساتھ یہ کیا جائے کہ مستقبل میں مرابحہ یا وضیعہ کا معاملہ کیا جائے گا)

اس کی صورت یہ ہے کہ کسی مخصوص انڈکس کے مطابق اگر کرنسی کی قیمت ایک فریق کے مفاد میں نہ ہو تو وہ فریق دوسرے فریق سے مقررہ وقت میں مرابحہ یا وضیعہ کرنے کا یکطرفہ وعدہ کرلے۔ اگر کرنسی کی قیمت اس کی مصلحت کے مطابق ہو تو اس کی طرف سے کوئی وعدہ نہ ہو، اس کے ساتھ دوسرا فریق بھی مخصوص انڈکس میں کرنسی کی قیمت دوسرے فریق کے مفاد میں نہ ہونے کی صورت میں اسی وقتِ مقرر پر مرابحہ یا وضیعہ کرنے کا وعدِ ملزم کرلے۔ اگر کرنسی کی قیمت اس کی مصلحت کے مطابق ہو تو اس کی طرف سے کوئی وعدہ نہ ہو۔ اور مرابحہ کا نفع یا وضیعہ کا نقصان طے شدہ انڈکس کے مطابق ہو گا۔

شرعی حکم

دو متقابل وعدے جائز نہیں ہیں، کیوں کہ ان کی حقیقت دو طرفہ ممنوع وعدے کے مشابہ ہے جیسا کہ چوتھے فقرہ کی شق ۵ میں بیان ہوا ہے۔

دوسری قسم

شرحِ سود کے انڈکسز کے اتار چڑھاؤ کے اس خطرہ کی ہیجنگ کرنا جس کے نتیجے میں اسلامی طرقِ تمویل کی شرحِ نفع پر اثر پڑتا ہے۔

۱. مستقبل میں مرابحہ یاوضیعہ کا معاملہ کرنے کے لئے ایسا دوطرفہ وعدِ ملزم کرنا جس کا نفع یانقصان طے شدہ انڈکس کے مطابق ہو۔

اس کی صورت یہ ہے کہ یہ عمل دو فریقوں کی جانب سے اس بات کے دوطرفہ وعدِ ملزم کے ذریعہ انجام پاتا ہے جس میں ایک فریق کی جانب سے دوسرے فریق کے لئے پے درپے عقودِ مرابحہ یاوضیعہ کیا جانا طے ہو۔ اور اس کے نفع ونقصان کا حساب اگلے دنوں میں انڈکس کے مثبت یا منفی تغیر کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔

شرعی حکم

أ. جامد یا متغیر شرح سود کے مبادلے کی ہیجنگ کے لئے دوطرفہ وعدِ ملزم کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ دوطرفہ وعدِ ملزم عقد کے مشابہ ہے جیسا کہ وعدہ کی پاسداری اور آمر بالشراء کے لئے مرابحہ کے عنوان پر کونسل کی قرارداد نمبر ۴۰ (۵/۲) میں مذکور ہے کہ فروختگی میں کیا جانے والا دوطرفہ وعدِ ملزم خود فروختگی کے ساتھ مشابہ ہے۔

ب. یہ صورت ان استثنائی حالات میں شامل نہیں ہے جن کی کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۱۵۷ میں اجازت دی ہے، جس کا ذکر چوتھے پیراگراف کے شق ۱/۱/أ میں گزر چکا۔

۲. دو متقابل وعدے (طے شدہ شرائط کے ساتھ یکطرفہ وعدِ ملزم کرنا، جس کے مقابلہ میں ایک اور یکطرفہ وعدِ ملزم اس بات کا کیا جائے کہ مستقبل میں مختلف شرائط کے ساتھ مرابحہ یاوضیعہ کیا جائے گا)۔

اس کی صورت یہ ہے کہ فریق اول دوسرے فریق سے یکطرفہ طور پر یہ وعدِ ملزم کرے اگر شرحِ سود کے انڈکس کی سمت اس کے مفاد میں نہ ہوئی تو وہ طے شدہ اوقات میں دوسرے فریق کے ساتھ پے درپے عقودِ مرابحہ یاوضیعہ کے معاملات کرے گا۔ اور اگر شرحِ سود کے انڈکس کی سمت اس کے مفاد میں ہوئی تو اس کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں۔ اسی طرح دوسرا فریق بھی یہ وعدہ کرے کہ اگر شرحِ سود کے انڈکس کی سمت اس

کے مفاد میں نہ ہوئی تو وہ بھی انہی طے شدہ اوقات میں پہلے فریق کے ساتھ پے در پے عقودِ مرابحہ یا وضیعہ کے معاملات کرے گا، اور اگر شرحِ سود کے انڈکس کی سمت اس کے مفاد میں ہوئی تو اس کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں۔ اور مرابحہ کا نفع یا وضیعہ کا نقصان طے شدہ انڈکس کے مطابق ہو گا۔

شرعی حکم

دو باہم متقابل وعدے جائز نہیں ہیں، کیوں کہ ان کی حقیقت شرعاً دو طرفہ وعدِ وعدِ ملزم کی ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔ ممنوع صورت کے مشابہ ہے جیسا کہ فقرہ نمبر ۶ میں بیان ہوا۔

۳. تورق کی مقابل سرگرمیوں کا اجراء

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک منظم تورّق کا معاملہ کیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ جامد شرحِ سود کے مطابق رقم واجبُ الاداء ہو۔ پھر تورق عکسی کا معاملہ کیا جائے جس کے نتیجہ میں متغیر شرح سود کے مطابق رقم واجبُ الاداء ہو۔ اور دونوں واجبُ الاداء رقوم کی ادائیگی کا وقت آنے پر ان کا آپس میں مقاصہ ہو جائے۔ اور یہ مقاصّہ صرف فرق کی ادائیگی کے ساتھ ہو۔ تورق کے معاملہ میں متغیر شرح سود کا حساب لگانے کے لئے درج ذیل تین طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں:

۱) متغیر شرح پر تورق کا معاہدہ کرنا

۲) جامد شرح پر تورق کا معاہدہ اس وعدے کے ساتھ کرنا کہ مستقبل میں آنے والی ہر آنے والی ہر قسط میں سے شرح سود کے انڈکس سے جو زائد ہو اسے منہا کیا جائے گا۔

۳) متعدد قصیر المیعاد تورقات کرتے ہوئے ایک دائر تورق کی تنفیذ کی جائے۔ یہ تمام تورقات جامد شرح پر ہوں، لیکن انتہاءً متغیر شرح پر رقم واجبُ الاداء ہو۔

شرعی حکم

یہ ناجائز ہے اس لئے کہ یہ معاملہ شرعاً ممنوع طریقۂ کار (تورق) پر مشتمل ہے، جیسا کہ بند ۴ کے چوتھے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

تیسری قسم: ایک فریق کی طرف سے خیار کے معاملہ کے متبادل کے طور پر یکطرفہ وعدِ ملزم کرنا

ایک فریق کی جانب سے دوسرے فریق کے ساتھ یہ یکطرفہ وعدِ ملزم کرنا کہ وہ اس کے ساتھ ایک طے شدہ دن میں یا طے شدہ مدت میں دوسرے فریق کے مطالبہ پر مثبت فرق کے بقدر مرابحہ کرے گا۔

یہ یکطرفہ وعدِ ملزم ایک مقررہ قیمت پر بیچا جاتا ہے، اور یہ قیمت ابتداء میں ادا کی جاتی ہے۔

اور فریق اوّل جو یکطرف وعدِ ملزم کرتا ہے وہ وہ خیار کے معاملہ میں بائع کے مساوی ہے اور فریق ثانی جو اس وعدہ کو پورا کرنے کو لازم کرنے کا مالک ہے وہ خیار کے معاملہ میں خریدار کے مساوی ہے۔

شرعی حکم

وعدِ ملزم کا عوض لینا جائز نہیں ہے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل کی "مالیاتی بازاروں" کے موضوع پر جاری شدہ قرارداد نمبر (٦٣) اس کے متعلق ہے اور قرارداد میں جن چیزوں کی صراحت ہے وہ یہ ہیں:

"ثانیاً: اختیارات (آپشنز):

أ. اختیارات (آپشنز) کے معاملات کی صورت: اختیارات (آپشنز) کے عقود کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی مخصوص مدت کے اندر یا کسی ایک معین وقت پر کسی چیز کو ایک طے شدہ قیمت پر فروخت کرنے یا خریدنے کے التزام کا عوض لیا جائے، اور یہ عمل یا تو براہِ راست ہو یا کسی ایسے ادارہ کے واسطے سے ہو جو فریقین کے حقوق کا ضامن ہو۔

ب. **شرعی حکم:** اختیارات (آپشنز) کے عقود - جو کہ فی زمانہ عالمی مالیاتی منڈیوں میں کئے جاتے ہیں - ایسے جدید معاملات ہیں جو شریعت کے ان عقود میں شامل نہیں جنہیں کوئی اصطلاحی نام دیا گیا ہو۔ اور چونکہ یہاں معقود علیہ نہ مال ہے، نہ منفعت ہے اور نہ کوئی ایسا مالی حق ہے جس کا عوض لینا درست ہو، اس لیے یہ عقد شرعاً ناجائز ہے۔ نیز چونکہ یہ سارے عقود سرے سے ہی ناجائز ہیں، اس لئے ان کی آگے تجارت بھی جائز نہیں ہے۔

جیسا کہ اسلامی فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل کی قرارداد نمبر ۲۲۴ بمتعلق ہیجنگ جاری ہوئی ہے، اور اس میں جائز ہیجنگ کا اصول اس طرح بیان ہوا ہے کہ:

"ہیجنگ کے معاملات کو حقوقِ مجرّدہ کی بیع کا باعث نہیں بننا چاہیے، جیسے خیارات (Options) کی فروختگی، جسے کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۶۳ (۱/۷) کے پیراگراف ۲ (ب) میں قطعی طور پر منع کیا ہے، اسی طرح یہ عقود التزام پر معاوضہ لینے کا باعث بھی نہ بنیں، جیسے ضمان پر اجرت لینا جس سے کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۱۲ (۱۲/۲) میں منع کیا ہے۔"

سفارشات

۱. کونسل کی طرف سے شرعی مجالس، فتویٰ کے اداروں، شرعی نگران اداروں، علماء اور محققین سے یہ سفارش کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی مالیاتی پراڈکٹس کی ڈھانچہ سازی کے لئے اجتہاد کرتے ہوئے، اور خصوصاً ہیجنگ کے معاملات کو (شرعی بنیادوں پر) ڈھالتے ہوئے عمومی طور پر مقاصدِ شریعت اور عقودِ کے ضوابطِ شرعیہ کی رعایت رکھیں۔ نیز ان معاملات کے نتائج اور اثرات کو بھی مدّ نظر رکھا جائے، کیوں کہ ان نتائج کو مدّ نظر رکھنا بھی ایک معتبر شرعی اصل ہے۔

۲. کونسل مالیاتی اداروں کی سطح (یعنی جزوی سطح) پر سرمایہ کاری اور ٹریژری کے انتظام، نیز ممالک میں (عمومی سطح پر) نقد اور مالیاتی پالیسیاں تیار کرنے والے اداروں کو سفارش کرتی ہے کہ وہ التزام اور قرضوں کے معاملات میں ایک طرف تو توازن پیدا کرنے کی کوشش کریں اور دوسری طرف دولت اور حقیقی سرگرمی کے درمیان توازن پیدا کریں اور قرض کا بوجھ اس طرح نہ ڈالا جائے جو عمومی طور پر معاشی سرگرمی کو متاثر کرے۔

واللہ اعلم

قراردادیں اور سفارشات

پچیسواں اجلاس

منعقدہ: جدہ، سعودیہ عربیہ

۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ

۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۳۹(۱/۲۵)

اسلام میں مردوں اور عورتوں کے لئے دینی و دنیاوی دونوں قسم کی تعلیموں کا حکم

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی سابقہ قرارداد نمبر ۳۸(۱۳/۴) جو "اخلاقی خرابیوں کے مقابلے کا طریقِ کار اور اسلامی اتحاد کے میدانِ کار اور اس سے استفادے کے طریقے اور موجودہ زمانے میں مسلمان ممالک میں اسلامی تعلیم" سے متعلق تھی، اور مجمع کے چوتھے اجلاس میں جاری کی گئی تھی، یہ اجلاس ۱۸ تا ۲۳ جمادیٰ الثانیہ بمطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو جدہ میں منعقد ہوا تھا، اس قرارداد پر کونسل مطلع ہوئی۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی سابقہ قرارداد نمبر ۱۶۴(۲/۱۸)، جو "عالمِ اسلامی میں انسانی وسائل کی ترقی" سے متعلق تھی، اور قرارداد نمبر ۱۶۹(۷/۱۸) جو "مسلمان عورت کے حقوق و ذمہ داریاں" سے متعلق تھی، اور مجمع کے اٹھارہویں اجلاس میں جاری کی گئی تھی، یہ اجلاس پتراجایا (ملائشیا) میں مؤرخہ ۲۴ تا ۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۹ تا ۱۴ جولائی ۲۰۰۷ء منعقد ہوا تھا، اس قرارداد پر بھی کونسل مطلع ہوئی۔

مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد نمبر ۲۳۶(۷/۲۴)، جو "امن کو فروغ دینے میں دینی تربیت کے کردار" سے متعلق تھی، اور مجمع کے چوبیسویں اجلاس میں دبئی میں جاری کی گئی تھی، یہ اجلاس ۷ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بمطابق ۴ تا ۶ نومبر ۲۰۱۹ء میں منعقد ہوا تھا، اس قرارداد پر کونسل مطلع ہوئی۔ اور مجمع کے سیکریٹری جنرل کے

اس بیان پر بھی کونسل مطلع ہوئی جو انہوں نے ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ بمطابق ۲۲ دسمبر ۲۰۲۲ء کو افغانستان کے اسکولوں اور کالجوں کی طالبات کی تعلیم سے متعلق جاری کیا تھا۔

اور کونسل ان مقالات پر بھی مطلع ہوئی جو "اسلام میں مردوں اور عورتوں کی دینی و دنیاوی تعلیم کے حکم" سے متعلق لکھے گئے تھے، نیز کونسل نے ان مناقشات کو بھی بغور سنا جو اس موضوع کے بارے میں مجمع کے ممبران وماہرین کے مابین کئے گئے۔

اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا اسلام میں تعلیم کا مقصد ان اقدار، اصولوں، علم اور مہارتوں کے حصول کا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اور دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح کے حاصل کرنے میں معین ہوں۔

ثانیا لڑکوں اور لڑکیوں کو نفع بخش علوم کی تعلیم دینا خاندان، سوسائٹی اور مملکت کی ذمہ داری ہے۔ اور یہ ذمہ داری تعلیم کی تمام انواع اور اس کے تمام مراحل کے لئے ہے۔ اور اس بات پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج تک اہلِ علم کا اختلاف نہیں ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (٣) الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (٤) عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (٥) -

ترجمہ:

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا (۱) اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے (۲) پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے (۳)۔ جس نے قلم سے تعلیم دی (۴)۔ انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا (۵)۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی کہ:

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۱۱۴)

ترجمہ:

ایسی ہی اونچی شان ہے اللہ کی جو سلطنت کا حقیقی مالک ہے، اور (اے پیغمبر) جب قرآن وحی کے ذریعے نازل ہو رہا ہو تو اس کے مکمل ہونے سے پہلے قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ اور یہ دعا کرتے رہا کرو کہ: میرے پروردگار! مجھے علم میں ترقی عطا فرما (۱۱۴)۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی کہ:

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ(۲۸)

ترجمہ:

اور انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ صاحبِ اقتدار بھی ہے، بہت بخشنے والا بھی۔

اور اس کے علاوہ دیگر آیات بھی اس بات کی دلیل ہیں۔

نیز (لڑکوں اور لڑکیوں کو نفع بخش علوم کی تعلیم دینا) یہ اس حدیث پر عمل بھی ہے جو ابن ماجہ نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ: طلب العلم فريضة علي كل مسلم. یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ثالثاً جس تعلیم کو حاصل کرنا شرعاً مامور بہ ہے وہ ہر اس تعلیم کو شامل ہے جو پانچ ضروری مصالح پر مشتمل ہو، یعنی نفس، دین، نسل، عقل، اور مال کی حفاظت۔ اور ہر وہ تعلیم بھی اس میں شامل ہے حاجت اور تحسینیات سے متعلق مصالح کو شامل ہو۔ اور اس میں وہ دینی تعلیم بھی شامل ہے جو انسان کو ان اقوال و افعال کی پہچان فراہم

کرتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ضروری اور پسندیدہ قرار دیا ہے، اور ان اقوال و افعال کی بھی معرفت دیتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے منہی عنہ قرار دیا ہے۔ جیسے وہ علوم جو اعتقاد، فقہ، اصولِ فقہ، سنت و تفسیر وغیرہ۔ اور اس مامور بہ تعلیم میں وہ دنیاوی تعلیم بھی شامل ہے جو انسان کو کائنات، زندگی، موجودات، اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں (انسان کے لئے) مسخر کی ہیں اور بندوں پر جن کے ذریعہ احسان کیا ہے انھیں اچھی طرح تصرفات کرنا، جیسے علومِ طب، انجینئرنگ، علمِ معیشت، علومِ اجتماعیہ وانسانیہ (Social Sciences & Humanities)، علومِ طبیعیہ وغیرہ۔

رابعاً خاندان، سوسائٹی، اور مملکت کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ دینی و دنیاوی تعلیم پر خرچ کرے، اس لئے کہ اسی سے دین و دنیا میں قوت حاصل ہوتی ہے، اور فی الحال اور مآل انسان کو صلاح ملتی ہے۔

خامسا کسی بھی مرد یا عورت کو کسی بھی طرح کی دینی یا دنیاوی نافع تعلیم سے محروم کرنا شرعاً جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں ان شرعی نصوص کی مخالفت ہے جن نصوص نے دینی و دنیاوی تعلیم کی تاکید کی ہے، نیز مدتوں سے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرنا واجب ہے۔ مزید براں اس (دینی و دنیاوی تعلیم سے محروم کرنے) پر متعدد مفاسد مرتب ہوتے ہیں، جن میں جہل، فقر، مرض اور ان سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا عام ہونا شامل ہے۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

١. وہ شاذ فتاویٰ جو قرآن و سنت کے مخالف ہوں اور عورت کو تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم دینے سے روکتے ہیں، ان کا جائزہ لینا۔
٢. عورت کو دینی و دنیاوی تعلیم سے محروم کر دینے کی وہ آراء جو عورت کے حقِ تعلیم کو غیر صالح دلائل کی بنیاد پر ممنوع قرار دیتی ہیں، ان کا مقابلہ کرنا اور ان کا اس طور پر رد کرنا جس سے ان آراء کی غلطی منکشف ہو جائے۔

۳. حکومتوں سے یہ اپیل ہے کہ وہ لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی و دنیاوی تعلیم کے تمام مراحل فراہم کرنے کا مزید اہتمام کرے، بشمول بچیوں کی تعلیم کے، اس لئے کہ نسلوں کی تعلیم یقینی بنانے میں خصوصاً بچیوں کی تعلیم نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

۴. وہ تمام مسائل و رکاوٹیں جو بچیوں کی دینی و دنیاوی تعلیم جاری رکھنے میں رکاوٹ بنتے ہوں، ان سے نمٹنے کی طرف ممالک و سوسائٹیز کو متوجہ کرنا۔

۵. یونیورسٹیز میں علمی مراکز، فقہی اکیڈمیاں، تحقیقی مراکز، علمی رسالے شروع کرنا، اور علماء، مفکرین، ائمہ، خطباء، اور داعین مردوں اور عورتوں کی تعلیم کی اہمیت کی طرف لوگوں کی بھرپور رہنمائی کریں اور انہیں اس کی آگاہی دیں۔ اس لئے کہ امن و امان، معیشت، سیاست، سماجی اور صحت کے تمام پہلوؤں کے اعتبار سے تعلیم امتوں کی طاقت کا ستون ہے۔ اور وہ غلو اور انتہاء پسندی کو مسترد کرنے اور اعتدال حاصل کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

۶. علمی اداروں اور مراکز کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا کہ وہ اپنے نصابوں اور پروگراموں کو اس طور پر اپ گریڈ کریں جس کے نتیجے میں یہ نصاب و پروگرام ایسی نسلیں تیار کر سکیں جو دورِ حاضر کے چیلنجز کو تعمیر، آگے بڑھنے اور ترقی کے مواقع میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم کے نصاب سے وابستگی کو بھی مضبوط بنائے کیونکہ اسلامی تعلیمی نصاب موجودہ زندگی کے مسائل کا موثر حل فراہم کرنے کی سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔

۷. روحانی و جسمانی، اور دینی و دنیاوی طور پر ایک متوازن نسل تیار کرنے کی خاطر علمی تحقیقات کی حوصلہ افزائی کی جائے، تحقیقی اور تنقیدی سوچ کو فروغ دیا جائے، ایجادات و اختراعات کی حمایت کی جائے، اور مذہبی اور سیکولر تعلیم کے درمیان علمی ہم آہنگی کو بڑھایا جائے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل ادارہ تعاونِ اسلامی کے رکن ان بہت سے ممالک کی کوششوں کو سراہتی ہے جنہوں نے مردوں اور عورتوں کی تعلیم کو اپنی پیش رفت کا مرکز بنایا ہوا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۰(۲/۲۵)

کرونا کی وبا کا عبادات، خاندانوں اور جرائم کے احکام پر اثر

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "کورونا کی وبا کا عبادات، خاندانوں اور جرام کے احکام پر اثر" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے،

مجمع کے جنرل سیکریٹیریٹ نے "کورونا کا نیا وائرس (کووِڈ-۱۹) اور اس کے ساتھ متعلقہ طبی علاج اور شرعی احکام" کے موضوع سے متعلق وَرچول اسپیس (یعنی آن لائن) میں مورخہ ۲۳ شعبان ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۲۰ء کو جو دوسرا فقہی طبی سیمینار منعقد کیا تھا، اس کی سفارشات پر کونسل مطلع ہوئی۔

کووِڈ-۱۹ کے خلاف ویکسینیشن کے لئے دستیاب ویکسینز کے استعمال کے شرعی حکم کے بیان سے متعلق فقہی طبی سمپوزیم کی سفارشات پر کونسل مطلع ہوئی، اور مجمع کے جنرل سیکریٹیریٹ نے "اموالِ زکوٰۃ سے کووِڈ-۱۹ کی ویکسینیشنز کی خریداری اور اس کی تقسیم کی تمویل فراہم کرنے کے حکم" سے متعلق ورچول اسپیس (یعنی آن لائن) میں مورخہ ۱۰ رجب ۱۴۴۲ھ، مطابق ۲۲ فروری ۲۰۲۱ء کو جو سیمینار منعقد کیا تھا، اس کی سفارشات پر کونسل مطلع ہوئی۔ اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا۔

اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا جائحہ سے مراد وہ وبا ہے جو وسیع طور پر ہمسایہ ممالک کے بڑے علاقوں میں پھیل جائے، اور اس سے لوگوں کی بڑی تعداد متاثر ہو جائے۔ نئے کورونا وائرس سے مراد وہ وائرس ہے جو سانس لینے میں انفیکشن کا سبب بنتا ہے اور اسے اختصاراً کووِڈ-۱۹ کہتے ہیں۔

ثانیا اس نئے کورونا وائرس (کووِڈ-۱۹) کو وبا میں شمار کیا جائے گا کیونکہ اس نے پوری دنیا کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ اور اس وائرس پر فقہِ اسلامی میں مذکور وبائی امراض کے احکام جاری ہوں گے۔

ثالثاً ذیل میں عمومی وباؤں اور خصوصاً اس کورونا وائرس کے احکام نقل کئے جاتے ہیں:

۱. حکومتی ذمہ داروں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ وبا کے انتشار سے بچنے کے لئے انتظامی اقدامات کریں، جیسے جمعہ یا جماعت کی نمازیں مسجد میں پڑھنے سے روک دینا، اور مسلمانوں کو حج اور عمرے کی ادائیگی سے روک دینا، کرفیو نافذ کر دینا، اسکول بند کر دینا، اور اس کے علاوہ دوسرے وہ اقدامات جو انسانی جانوں کے حفاظت کے ساتھ متعلق ہوں۔

۲. فقراء و مساکین اور مؤلفة القلوب کے لئے زکوٰة کی رقم سے ویکسینز یا ادویہ یا طبی آلات خریدنا جائز ہے، اس لئے کہ یہ افراد زکوٰة کے آٹھ مصارف میں شامل ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے تبرعات سے متعلق مختلف ذرائع مثلاً صدقات، ہبہ، اوقاف وغیرہ سے ویکسینز یا ادویہ اور ڈرگ کی خریداری کے لئے فنڈز حاصل کئے جائیں۔

۳. مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی زکوٰة معجلًا ادا کر دے اگر اس کا کوئی داعی پایا جائے، اور وبا کے زمانے میں اس مریض کو زکوٰة دینا بھی جائز ہے جو علاج کا خرچہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ ان کام کرنے والوں اور ملازمین کو بھی زکوٰة دی جاسکتی ہے جو اس وبا کی بناء پر اپنے کام کھو چکے ہوں اور ان کے پاس اتنا مال نہ ہو جو ان کے لئے کافی ہو۔

۴. جس شخص کا کورونا وائرس کی وجہ سے انتقال ہو گیا ہو، تو صحت سے متعلق تمام اجتنابی کاروائیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اسے غسل و کفن دینا، اس کے جنازہ، نماز و دفن کا انتظام کرنا واجب ہے۔ اور اگر یہ مشکل ہو تو تیمم بھی کرایا جا سکتا ہے اگر اس میں آسانی ہو۔

۵. جس شخص کا کورونا وائرس میں انتقال ہوا ہو اس کے جسم کو جلانا جائز نہیں۔ اسے صحت سے متعلق تمام اجتنابی کاروائیوں کو برُوئے کار لاتے ہوئے دفن ہی کیا جائے گا۔

٦. کورونا وائرس سے انتقال کرنے والے شخص کا جنازہ اور اس پر نماز پڑھنا حسبِ استطاعت ہو گا، اور یہ کام اس طور پر انجام دیا جائے کہ اس سے صحت مند افراد کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔

٧. صحت مند افراد کے درمیان جان بوجھ کر کورونا وائرس پھیلانا جنایت سمجھی جائے اور اس کے کرنے والے کو اس کے عمل کے مناسب سزا دی جائے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل ادارہ تعاونِ اسلامی کے رکن ان بہت سے ممالک میں موجود مستند شرعی اداروں، کونسلوں اور فقہی اکیڈمیوں کی طرف سے جاری ہونے والے ان فتاویٰ اور قراردادوں کو سراہتی ہے جنہوں نے اس وبا کو پھیلنے سے روکنے کے عمل میں حصہ لیا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۱(۳/۲۵)

کرونا کی وبا کا معاملات، عقود اور مالی التزامات کے احکام پر اثر

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "کورونا کی وبا کا معاملات، عقود اور مالی التزامات کے احکام پر اثر" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور مجمع کی اس قرارداد اور اس پر ہونے والے تبادلہ خیال کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے جو "کورونا کی وبا کا عبادات، خاندانوں اور جرام کے احکام پر اثر" کے موضوع سے متعلق ہے اور جس کا ذکر اوپر قریب ہی گذرا ہے،

کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا کورونا کی وبا ان اعذار میں شمار ہوتی ہے جن کی بناء معاملاتی التزامات کا دوبارہ جائزہ لینا جائز ہو جاتا ہے، یا تو مدت میں مزید اضافہ کے طور پر یا فسخ کرکے، یا اسقاط کرکے یا اس کے علاوہ دوسری صورتیں۔ معاملات کے اعتبار سے کوروناوائرس کے احکام بھی انہی اصولوں پر مبنی ہیں جن پر فقہ اسلامی میں وباؤں اور وبائی امراض کے احکام مبنی ہوتے ہیں۔

ثانیا وبا کی بناء پر جن عقود کا انعقاد یا ان کی تنفیذ معطل ہو جائے اور ان عقود میں عربون یا ھامش الجدیہ موجود ہو تو جس فریق کو ضرر پہنچ رہا ہو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ عقد ختم کردے اور عربون اور ھامش الجدیہ وصول کرلے، یا دونوں فریق عقد کے التزامات کو عارضی طور پر موقوف کرنے پر راضی ہو جائیں، یا جس فریق کو ضرر پہنچ رہا ہو اس کے التزامات میں اس طور پر تخفیف کردی جائے جس سے طرفین کی مصلحتوں میں توازن ہو جائے۔

ثالثاً رہائشی کرایہ داری کے معاملے میں جب اجارہ پر دی گئی چیز کی منفعت حاصل کرلی گئی ہو تو کورونا کی وبا کی بناء پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور کرایہ دار اگر تنگدست ہو تو اس پر اجرت واجبُ الاداء رہے گی۔

رابعاً اگر کورونا کی وبا تنفیذ میں تاخیر کا سبب بنے تو شرطِ جزائی لازم کرنا جائز نہیں۔

خامساً یہ جائز ہے کہ جس حد تک کورونا کی وبا نے عام زندگی کو متاثر کیا ہے اس حد تک حکومت کی نگرانی میں دوبارہ تنخواہیں تقسیم کردی جائیں، جیسا کہ یہ بھی جائز ہے کہ عمل کے اوقات میں کمی ہونے کی بناء پر جس قدر منفعت میں کمی ہوئی ہو اس حد تک تنخواہوں میں کمی کردی جائے، تاکہ کورونا کی وبا میں تمام فریقوں کے ساتھ عدل کا معاملہ ہو۔

سادسا کورونا کے نقصانات کی تلافی کے لئے بقدرِ حاجت تجارتی انشورنس کا سہارا لینا جائز ہے، بشرطیکہ یہ انشورنس اسلامی امدادِ باہمی کے طریقے پر ہو۔

سابعا مختلف تمویلی عقود کے وہ متاخر مالی التزامات جن کی اقساط کی ادائیگیوں میں کورونا کی وبا نے تعطل پیدا کیا، ان کے بارے میں عدل کے مطابق صلح ہونی مناسب ہے۔

ثامنا کورونا کی وبا کے مشابہ وبائی امراض کے بھی وہی احکام ہیں جو کورونا کے ہیں۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

١. حکومتوں سے اس بات کی اپیل ہے کہ وہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر مقامی اور بین الاقوامی منظم اور پائیدار اقدامات کرے تاکہ کئی کمپنیوں اور اداروں کے مفلس ہو جانے سے جو شدید اثرات مرتب ہوئے ہیں ان میں تخفیف ہو سکے۔ یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ غیر ترقی یافتہ ممالک اور متاثرہ مقامی سیکٹروں کی مدد کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ بے گھر ہونے والوں، پناہ گزینوں، متاثرین اور تنازعات کا شکار ہو جانے والوں، قدرتی آفات اور وبائی امراض کے متاثرین کو ہر ممکن حد تک ضروری اور منقسم امداد فراہم کی جائیں۔

٢. تجارتی کمپنیوں، بینکوں اور معاشرے کے مخیر حضرات کو اس بات کی دعوت ہے کہ وہ کورونا کی وبا سے مالی طور پر متاثر ہونے والوں میں مزید عطایا، تبرعات، صدقات اور ہبہ کریں۔ یہ اس طرح ممکن ہے کہ ایسے رضاکارانہ پروگرام اور منصوبے شروع کئے جائیں جن کا مقصد متاثر افراد سے کورونا کی وبا کے اثر کو کم کرنا ہو۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کی کونسل ادارہ تعاونِ اسلامی کے رکن ان بہت سے ممالک میں موجود عدالتوں کی طرف سے جاری ہونے والے ان اصولوں اور فیصلوں کو سراہتی ہے جن میں عقود، معاملات اور التزاماتِ مالیہ کے احکام بیان کئے گئے، اور یہ ادارے تحقیق کرنے والوں کو ان اصولوں اور فیصلوں سے استفادے کی دعوت دیتے ہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۲(۴/۲۵)

نماز میں غیر عربی زبان میں قراءۃ کرنے کا رجحان

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "نماز میں غیر عربی زبان میں قراءۃ کرنے کا رجحان" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اور مجمع کے ممبران کے سامنے یہ نیا رجحان پیش کیا گیا جس میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی بجائے اس کے معانی کے ترجموں کی تلاوت کرنے کی دعوت دی جاتی ہے، اور قرآنِ کریم جس عربی لغت میں نازل ہوا ہے اس لغت میں جو اذکار نماز میں پڑھنا واجب ہیں، ان کی بجائے ان واجب اذکار کے معانی کے ترجمہ کو پڑھنے کی دعوت دی جاتی ہے، اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس رجحان کا کوئی تعلق نماز میں غیر عربی زبان میں قراءۃ کرنے کے معروف فقہی اختلاف سے نہیں ہے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس خطرناک رجحان پر مرتب ہونے والے مفاسد کو دور کرنے کے لئے، کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا عربی زبان میں نماز کی ادائیگی ان امور میں سے ہے جو لفظاً و معنیً متواتر ہیں، اور یہ اسلام کے ان شعائر میں سے ایک شعار ہے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک امت عمل پیرا ہے، چنانچہ اس کی مخالفت جائز نہیں۔

ثانیا غیر عربی زبان میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جس شخص کو قرآنِ کریم کی واجب قراءۃ اور نماز کے واجب اذکار یعنی تکبیر، تسبیح، تسمیع، تحمید، تشہد وغیرہ کے بقدر عربی نہیں آتی، اس کا یہ عذر معتبر نہیں ہے۔ جو شخص نیا مسلمان ہوا ہو اور جو شخص عربی لغت سیکھنے سے مکمل طور پر عاجز ہو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

ثالثا مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآنِ کریم کے کلمات کے معانی کا ترجمہ قرآن نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن الفاظ اور نظم دونوں کا نام ہے۔ اور قرآن اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے جو معجِز ہے، متواتر ہے، اللہ کے رسول ﷺ پر واضح عربی زبان میں نازل شدہ ہے، اس کی تلاوت کرنا عبادت شمار کیا جاتا ہے، صحیفے کے دو گتوں کے درمیان موجود ہے۔ جہاں تک قرآنِ کریم کے معانی کے ترجموں کا تعلق ہے تو وہ اللہ کا کلام نہیں، بلکہ انسانی کلام ہیں، اور وہ معجِز نہیں ہیں، بلکہ خطا اور غلطی سے بھی پاک نہیں ہیں، اور ان ترجموں کی تلاوت کو عبادت بھی شمار نہیں کیا جاتا۔

رابعاً جو نماز قرآنِ کریم اور نماز میں واجب اذکار کے معانی کے ترجموں کے ساتھ ادا کی گئی ہو، وہ باطل ہے، اور ایسی نماز ادا کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اس نماز کا اعادہ کرے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص نے نماز کے ارکان میں سے ایک رکن یعنی اللہ کے رسول ﷺ پر نازل شدہ قرآن کی قراءۃ کو چھوڑ دیا ہے۔

خامساً حکومتی ذمہ دار کو یہ حق ہے کہ وہ ہر اس شخص کی سرزنش کرے جو غیر عربی زبان میں نماز پڑھتا ہو یا اس طرح نماز پڑھنے کی دعوت دیتا ہو، کیونکہ کہ اس کا یہ فعل مفاسد پر مشتمل ہے، اور اس میں قرآنِ کریم کے معانی کے ترجموں کے ذریعہ سے خود قرآنِ کریم سے بے نیازی لازم آتی ہے، اور اس میں عصبی نعروں کو پھیلا کر امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا پایا جاتا ہے۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

ا. رابطہِ عالَمِ اسلامی کے رکن ممالک اور مسلمانوں کی سوسائٹی کے مسائل سے متعلق اداروں سے یہ اپیل ہے کہ قرآنِ کریم اور نماز کے واجب اذکار کے معانی کے ترجموں سے نماز پڑھنے کی دعوت دینے والوں کا

سامنا کریں، یہ رواج چند ان تنظیمِ عالمِ اسلامی کے رکن ممالک اور بعض مسلم سوسائٹی کے ممالک میں پھیل رہا ہے۔ اس کے پیچھے وہ مشکوک اور اسلام مخالف ادارے اور تنظیمیں ہیں جو مسلمانوں کے مابین فتنوں کے پھیلانے کی کوشش کرتی ہیں۔

۲. دارالافتاؤں، شرعیہ بورڈز، فقہی اداروں اور اکیڈمیوں، علماء، خطباء اور دعوت دینے والوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اس رجحان کے خطرات اور وحدتِ امت پر اس کے برے اثرات بیان کریں۔

۳. اداروں، یونیورسٹیوں، اور علمی مراکز سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی لغت سیکھنے کو اتنا آسان بنائیں جس کے نتیجے میں ہر مسلمان قرآنِ کریم اس لغتِ عربیہ میں پڑھنے پر قادر ہو جائے، جس لغت کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے لفظ و نظم کے اعتبار سے اپنے عزیز و معجز کلام کے لئے چنا۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۳(۵/۲۵)

ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پیچھے نماز پڑھنے کے حکم" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، نیز کونسل نے وَرچول اسپیس (یعنی آن لائن) میں ہونے والے اجتماعات اور ملاقاتوں کی ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا میں ہونے والی مزید جدت اور پیش رفت کو بھی مدِّ نظر رکھا، اس طرح کورونا کی یہ وبا جن مخصوص احکام کا تقاضا کرتی ہے، جن احکام کا تعلق اس سے ہے کہ مساجد میں نمازوں کو بند کر دیا جائے اور آپس میں فاصلہ کر دیا جائے جس کے نتیجے میں مساجد کی جگہ نمازیوں کے لئے کافی نہ رہے، اور لوگوں کو ان کے گھروں سے باہر نکلنے سے منع کر دیا جائے، ان احکام کو بھی کونسل نے ملحوظ رکھا، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران و ماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس خطرناک رجحان پر مرتب ہونے والے مفاسد کو دور کرنے کے لئے، کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولاً اقتداء کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے یہ ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان حقیقتہً یا حکماً جگہ اور زمانے کا اتحاد ہو۔ اور مقتدی اس بات پر قادر ہو کہ وہ اپنے امام کو دیکھ سکے، یا اسے دیکھ سکے جو امام کو دیکھ رہا ہو، اور براہِ راست تکبیرات کو سن سکے اگرچہ یہ سننا نماز کی بعض حالتوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

ثانیا ٹیلیفون، ریڈیو یا ٹیلیویژن کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوتی، خواہ مقتدی قریب ہو یا دور اس لئے کہ دونوں کے درمیان جگہ کے اعتبار سے تبعیت نہیں رہتی، اور اقتداء کی درج بالا شرائط نہیں پائی جاتیں، اور اس کے نتیجے میں اور بڑے مفاسد بھی لازم آتے ہیں جیسے جمعہ اور جماعت کی نماز کی تیاری نہ کرنا، مساجد کی آبادکاری کا تعطل۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۴(۲۵/۶)

سوشل نیٹ ورکنگ کے احکام، اس کے ضوابط، اور اس کے ذریعے تردید، اشاعت یا توہین کی غرض سے معلومات اور خبریں نشر کرنا

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل نے مجمع کی قرارداد نمبر ۵۲(۶/۳) کو بنیاد بنایا، جو "جدید مواصلاتی آلات کے ذریعہ معاملہ کرنا" کے موضوع سے متعلق تھی، اور کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "سوشل نیٹ ورکنگ کے احکام، اس کے ضوابط، اور اس کے ذریعے تردید، اشاعت یا توہین کی غرض سے معلومات اور خبریں نشر کرنا" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران و ماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا سوشل نیٹ ورکنگ سے مراد الیکٹرانک نیٹ ورکس کا ایک ایسا نظام ہے جو اپنے ساتھ شریک ہونے والے کو اس کے لئے ایک خاص جگہ بنانے کی اور اسے دوسرے ممبران کے ساتھ الیکٹرانک سوشل نظام کے ذریعہ مربوط ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ سوشل میڈیا سے مراد میڈیا کا وہ مواد ہے جو (مختلف افراد کی) ذاتی جہت کے ساتھ متمیز ہو، اور ایک اجتماعی وِنڈو کے ذریعہ متعدد افراد تک منتقل ہو جائے۔ اس میں بھیجنے والے کو بھیجنے کی

آزادی ہو، اور مستقبل میں اس کا جواب دینے کی آزادی ہو۔ ان نیٹ ورکس پر ٹوئیٹر، واٹس ایپ، فیس بک، اسنیپ چیٹ، وغیرہ شامل ہیں، جن میں سے کچھ فی الحال موجود ہیں، اور کچھ مستقبل میں وجود میں آئیں گے۔

ثانیاً برائی کو پھیلانا، اسے نشر کرنا اور اسے رکارڈ کرنا ان نیٹ ورکس سے اور ان کے علاوہ سے حرام ہے۔ اور یہ بھی حرام ہے کہ جھوٹی خبریں، افواہیں اور ہر وہ چیز پھیلائی جائے جو معاشرے کے امن، استقرار، اس کے دین کی سلامتی، اس کے عقیدہ، اور اخلاق کے لئے مضر ہو۔

ثالثاً ان نیٹ ورکس کے ذریعہ کسی منکَر کا رد کرنا ان شروط کی رعایت کے ساتھ مقید ہے جو علماء نے رد کرنے کے لئے ذکر کی ہیں۔ ان شروط میں یہ ہے کہ منکَر کے رد کرنے کی مصلحت متحقق ہو، منکَر کا انکار کرنا اس سے بڑے منکَر تک لے جانے والا نہ ہو، اور یہ انکار حکومتی اختیارات کے لئے چیلنج نہ ہو۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

۱. سوشل نیٹ ورکنگ کی مختلف انواع کو استعمال کرتے ہوئے جن شرعی ضوابط کی پابندی ضروری ہے، وہ ضوابط نصابوں اور کورسز میں شامل کئے جائیں، تاکہ نوجوانوں کو نفع بخش اور مضر امور کے درمیان فرق کرنے کی قدرت ہو۔

۲. سواریوں، کاروں وغیرہ میں سفر کے دوران، نیز بعض عبادات جیسے طواف اور سعی کے دوران بھی ان نیٹ ورکس کے استعمال سے دور رہا جائے، اس لئے کہ ان نیٹ ورکس کی بناء پر غفلت، عبادت سے اعراض مرتب ہوتا ہے، کبھی یہ عجب اور ریاء کے پیدا ہونے کا سبب بنتے ہیں، جو عبادت کے کامل ہونے کو متاثر کرتا ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله و صحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۵(۲۵/۷)

والدین کی طرف سے چھوڑ دئے جانے والے نومولود بچوں (یعنی لقطاء) کے رجحان کے معاملے سے نمٹنے کا شرعی تصور اور شریعتِ اسلامیہ میں مجہول النسب نومولود بچوں (یعنی جن کے والدین دونوں یا صرف والد معلوم نہ ہو) کے احکام

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ اور کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "والدین کی طرف سے چھوڑ دئے جانے والے نومولود بچوں (یعنی لقطاء) کے رجحان کے معاملے سے نمٹنے کا شرعی تصور اور شریعتِ اسلامیہ میں مجہول النسب نومولود بچوں (یعنی جن کے والدین دونوں یا صرف باپ معلوم نہ ہو) کے احکام" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اور اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا لقیط سے مراد ہر وہ بچہ ہے جس کے ماں باپ کا علم نہ ہو، خواہ وہ بچہ پھینک دیا گیا ہو یا کھو گیا ہو۔ مجہول النسب سے مراد وہ بچہ ہے جس کے والدین جنگ یا زلزلہ وغیرہ کی بناء پر معلوم نہ ہو سکیں۔ مجہول النسب سے وہ

بچہ بھی مراد ہے جس کی ماں معلوم ہو لیکن باپ معلوم نہ ہو۔ اس میں وہ بچہ بھی شامل ہے جس کا غیر شرعی والد ہو۔

ثانیا شریعتِ اسلامیہ میں لقیط اور مجہول النسب بچے کی نگہبانی کرنا فرضِ کفایہ ہے، اور اگر لقیط اور مجہول النسب بچے کی کفالت کرنے والا نہ ہو تو اس صورت میں یہ کفالت حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے۔ اس نگہبانی میں حقِ پرورش، نان ونفقہ، تعلیم، صحت، انہیں ہر اس چیز سے محفوظ رکھنا جو ان دونوں کی زندگی اور سلامتی کو خطرہ میں ڈالدے، اور انہیں مہذب طرزِ زندگی کی تمام ضروریات فراہم کرنا شامل ہے۔

ثالثا مجہول النسب بچے کا نسب اس شخص سے ثابت کردیا جائے گا جو اس بچے کا دعوی کررہا ہو بشرطیکہ حس یا عقل اس کی تکذیب نہ کرے۔ اور (اسی طرح مجہول النسب بچے کا نسب) اس شخص کے ساتھ ثابت کردیا جائے گا جس شخص کا یہ بچہ ہونا کسی ایسے طریقے سے ثابت ہو چکا ہو جو ثابت کرنے کے معتبر طریقوں میں سے ہو۔ اور جس شخص کا اس بچے کا والد ہونا ثابت ہو جائے اس پر لازم ہو گا کہ وہ بچے پر خرچہ کرے اور اس کی نگہبانی کرے۔

رابعا لقیط اور مجہول النسب بچے کو اچھا نام ولقب دیا جائے گا، اور دونوں کو اس ملک کی شہریت بھی دی جائے گی جہاں وہ پائے گئے ہیں۔

خامسا لقیط اور مجہول النسب کو وہ تمام دینی و معاشرتی حقوق دئے جائیں گے جو ان دونوں کے علاوہ افراد کے لئے ثابت ہوں اور ان دونوں کو عار دلانا یا انہیں نیچا دکھانا جائز نہیں، اور جو ایسا کرے اسے ایسی سزا دی جائے جو اسے اس کام سے روک دے۔

سادسا لقیط اور مجہول النسب کو غیر مسلم اداروں یا ایسے افراد کے حوالے کرنا جائز نہیں جن سے خطرہ ہو۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

ا. حکومتوں سے اس یہ اپیل ہے کہ لقطاء اور مجہول النسب بچوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کو یقینی بنانے سے متعلق ضوابط اور قوانین وضع کریں اور اس کے لئے عملی اقدامات کریں۔

۲. جو شخص کسی لقیط کو اٹھائے اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس کی بیوی اس بچے کی رضاعت کر دے، وہ عورت اس بچے کو دودھ پلادے جس سے اس شخص تک حرمت منتقل ہو جائے، جیسے بچے کو اٹھانے والی کی بیٹیاں، یہ اس لئے ہے تا کہ لقیط اپنے بالغ ہونے کے وقت یہ بات محسوس کرے کہ اس کا کوئی خاندان ہے جن کے پاس اسے ٹھکانہ ملتا ہے اور جو اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔

۳. مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ لقطاء اور مجہول النسب بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی کفالت کرنے پر لوگوں اور خیراتی اداروں کو تیار کریں، اوران کی نگہداشت اور تربیت کے لئے مراکز قائم کریں ، خصوصاً ان ممالک جو آفات، جنگوں اور بحرانوں سے سب سے زیادہ متاثر ہیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۶(۸/۲۵)

سڑکوں پر پائے جانے والے بچوں، بھکاری بچوں، اور دشوار افعال انجام دینے والے بچوں کے رجحان کے معاملے سے نمٹنے کا شرعی تصور

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ اور کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "سڑکوں پر پائے جانے والے بچوں، بھکاریوں کے بچوں، اور دشوار افعال انجام دینے والے بچوں کے رجحان کے معاملے سے نمٹنے کا شرعی تصور" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اور کونسل قرارداد نمبر ۱۱۳(۷/۱۲) پر مطلع ہوئی جو "بچوں اور بزرگوں کے حقوق" کے موضوع پر تھی، اور کونسل اس بات پر بھی مطلع ہوئی کہ اس قرارداد کے فقرہ "**اولاً**" کے ایک تا دس تک کی تمام شقوں کو عمل میں لایا جائے، اس لئے کہ یہ تمام شقیں اسی موضوع سے متعلق ہیں۔ اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولاً سڑکوں پر پائے جانے والے بچوں سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں جنہوں نے سڑکوں اور اس جیسی جگہوں کو اپنے اولیاء کی اجازت سے یا بغیر اجازت اپنی قیام کی جگہیں یا اپنا ذریعہ معاش بنالیا ہو۔ اور بھکاری بچوں سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں جو لوگوں سے کسی معتبر وجہ کے بغیر اپنے لئے یا کسی اور کے لئے مال یا کھانے یا پینے کی اشیاء حاصل

کرنے کی غرض سے سوال کرنے پر مجبور ہوں، خواہ یہ ان کے اولیاء کی ہدایت اور نگرانی کی بناء پر ہو یا نہیں۔

دشوار افعال انجام دینے والے بچوں سے مراد وہ نابالغ بچے ہیں جو ایسے مشکل اعمال انجام دینے پر مجبور ہوں جن کی بناء پر ان کی جان، صحت کو خطرہ لاحق ہو، ان کی تعلیم میں رکاوٹ ہو، اور ان اعمال کو انجام دینے میں مستقبل میں انہیں کوئی فائدہ نہ ہو، خواہ یہ ان کے اولیاء کی ہدایت اور نگرانی کی بناء پر ہو یا نہیں۔

ثانیا یہ جائز نہیں کہ بچوں کو سڑکوں یا اس جیسی جگہوں کو مستقل یا عارضی اقامت گاہیں یا ذریعہ معاش بنانے دیا جائے، اور یہ بھی جائز نہیں کہ بچوں سے عمومی شاہراہوں یا گھروں، یا دفاتر یا ان کے علاوہ دیگر جگہوں میں سوال کرنے کی خدمت لی جائے۔ اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ بچوں سے سرنگوں، فیکٹریوں، کھیتوں، گھروں وغیرہ میں مشکل خدمات لی جائیں۔ اور غربت، محرومی اور حاجت کو درج بالا کا ذریعہ بنانا جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں ان شرعی نصوص کی خلاف ورزی ہے جن میں زندگی، تربیت، تعلیم اور صحت کی حفاظت منقول ہے، اور ان افعال پر ایسے آثار مرتب ہوتے ہیں جو بچوں کی زندگی خطرے میں ڈالدیتے ہیں اور انہیں ان کے حقوق سے محروم کر دیتے ہیں اور بچوں کو جرائم پیشہ اور منشیات کے استعمال کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

۱. حکومتوں سے یہ اپیل ہے کہ وہ بچوں کو ملازم رکھنے (چائلڈ لیبر) کے قوانین وضوابط کو نافذ کر کے انہیں بدسلوکی، ظلم، بربریت اور استحصال کا نشانہ بننے سے محفوظ کریں۔

۲. علماء، داعین، ائمہ اور خطباء کو اس بات کی طرف مدعو کیا جاتا ہے کہ وہ عمومی سڑکوں پر بچوں کے استحصال اور دشوار امور میں انہیں ملازم رکھنے کے حرام ہونے کے بارے میں معاشرے کے افراد میں آگاہی پیدا کریں، خواہ یہ رزق کمانے کے لئے ہو یا بھیک مانگنے کی خاطر۔

۳. جن ممالک کے قوانین بچوں کو ملازم رکھنے (چائلڈ لیبر) کو منع نہیں کرتے، وہاں ایسے قوانین بنائے جائیں جو بچوں کی حفاظت کریں، ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کو روکیں۔

۴. خاندان کے کردار کو مضبوط بنایا جائے اور اولیاء کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال کریں اور بچوں سے سلوک کرنے میں پاکیزہ اخلاق واقدار کا التزام کریں۔

۵. میڈیا کے مختلف ذرائع کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ ان تینوں امور (سڑکوں پر موجود بچوں، بھکاری بچوں اور دشوار کام کرنے والے بچوں) کی سنگینی کے بارے میں جامع آگاہی پیدا کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں، اور اس کے پھیلاؤ کو محدود کرنے کے لئے مربوط کوششیں انجام دیں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۷(۹/۲۵)

موجودہ زمانے کے مالی معاملات کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کے احکام کے موافق رہنمائی کے لئے مقاصدِ شریعت کو نافذ کرنے کے ضوابط

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ اور کونسل قرارداد نمبر ۱۶۷(۱۸/۵) پر مطلع ہوئی، کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو " موجودہ زمانے کے مالی معاملات کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کے احکام کے موافق رہنمائی کے لئے مقاصدِ شریعت کو نافذ کرنے کے ضوابط " کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولاً کونسل نے مجمع کی قرارداد نمبر ۱۶۷(۱۸/۵) کی تصدیق کی جو "مقاصدِ شریعت اور احکام کے استنباط میں ان کے کردار" کے موضوع سے متعلق تھی۔

ثانیاً معاملاتِ مالیہ میں مقاصدِ شریعت سے مراد وہ معانی اور اہداف ہیں جنہیں معاملاتِ مالیہ میں ثابت کرنا مقصودِ شریعت ہے۔ مثلاً معاملہ اور مال کے تبادلے میں عدل کا مقصد، اس کا رواج، وضاحت، حفاظت اور اس کی ترقی۔

ثالثاً کونسلز اور شریعہ بورڈز پر یہ لازم ہے کہ وہ معاملات میں مقاصدِ شریعت، ان کے ضوابط اور ان کے حالات وواقعات پر لاگو کرنے کو مدِ نظر رکھیں۔ ان ضوابط میں سے چند اہم ضوابط یہ ہیں:

۱. یہ مقاصدِ شریعہ ان سے زیادہ قوی شرعاً معتبر دلائل کے مخالف نہ ہوں۔
۲. اصل اور تابع ہونے، کلی اور جزئی ہونے، قطعی اور ظنی ہونے کے اعتبار سے مقاصد کی انواع اور ان کے مراتب کا لحاظ رکھا جائے۔ اس طور پر کہ ظنی مقصد کو قطعی پر مقدم نہ کیا جائے، جزئی کو کلی پر مقدم نہ کیا جائے، اور نہ ہی تابع مقصد کو مقصدِ اصلی پر مقدم کیا جائے۔
۳. معاملات کے ساتھ مخصوص مقاصد کو نافذ کرتے ہوئے پانچ کلی مقاصدِ شریعت کی رعایت کی جائے۔
۴. معاملات کے احکام میں مقاصد اور وسائل کے درمیان تمیز رکھی جائے، اس طور پر کہ وسیلہ مقصد کو توڑ نہ دے اور باطل نہ کرے، اور کسی مستحکم مقصد کو اس کے وسائل میں سے کسی وسیلے کو روکنے کے لئے چھوڑا نہ جائے۔
۵. مقاصدِ شریعت کو اس کام میں استعمال کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ذریعہ جدید عقود اور مالی معاملات کی تکییف اور تشریح کی جائے، اور وباؤں اور ہنگامی حالات کی بناء پر مالی معاملات میں جو جھگڑے پیدا ہوتے ہیں انہیں مقصدِ عدل اور معاملاتِ مالیہ کے دیگر مقاصد، مثلاً رواج، وضاحت، استحکام، کی روشنی میں حل کرنے کے لئے (بھی) مقاصدِ شریعہ کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔
۶. موجودہ زمانے کے معاملات کے بارے میں اس بات کو ملحوظ رکھنے کے لئے مقاصدِ شریعت کو کام میں لانا کہ ان معاملات کی حقیقت پائی جارہی ہے اور (محض) صورت نہیں ہے۔
۷. مقاصدِ شریعت کی روشنی میں معاملاتِ مالیہ کے نتائج کو مدِ نظر رکھنا۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

۱. یونیورسٹیز اور اداروں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ مقاصد کے پڑھنے اور پڑھانے کا مزید اہتمام کریں تاکہ ایک ایسی نسل تیار ہو جو ایک طرف نصوص اور ان کے مقاصد اور دوسری طرف نصوص اور پیش آمدہ واقعات کے فہم کو جامع ہو۔

۲. وہ محققین اور طلبہ جو فقہ، اصولِ فقہ اور مقاصد کے متخصصین کو موجودہ زمانے کے علومِ معیشت اور علومِ مالیہ میں مہارت حاصل کرنے کی اہمیت کی ہدایت کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۸ (۲۵/۱۰)

قلب الدَین اور صکوکِ مرکبہ (Composite Sukuk) اور ھَجینہ (Hybrid Sukuk) کی تطبیقاتِ معاصرہ کے شرعی احکام

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "قلب الدَین اور صکوکِ مرکبہ (Composite Sukuk) و ھجینہ (Hybrid Sukuk) کے شرعی احکام" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران و ماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولاً قلبُ الدَین کی تطبیقات کے احکام

۱. قلبُ الدَین: ذمہ میں ثابت شدہ واجبُ الاداء کو مدت میں اضافے کے عوض اس سے زائد دَین کی طرف منتقل کر دینا۔ یہ دَین کو دَین کے بدلے فسخ کرنے میں شامل ہے۔

۲. کونسل نے اپنی اس قرارداد نمبر ۱۰۱ (۱۱/۴) کی تصدیق کی جو "دَین اور قرض کی دستاویزات کی فروختگی" کے بارے میں تھی۔ اُس قرارداد کی عبارت یہ تھی: "غیر مدیون کو دَین مؤجَّل (موخر ادھار) نقد معجَّل (فوری ادائیگی) کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ اس کی جنس سے ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس

طرح کرنا سود تک پہنچا دیتا ہے، اسی طرح اسے نقد مؤجل (موخر ادائیگی) کے بدلے بھی نہیں بیچا جاسکتا ہے چاہے وہ اس کی جنس سے ہو یا نہ ہو، کیونکہ یہ بیع الکالی بالکالی (ادھار کے عوض ادھار کی فروخت) کی قبیل سے ہے جو شرعا ممنوع ہے۔" کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۱۵۸(۷/۱۷) کی بھی تصدیق کی، اس قرارداد کی عبارت یہ ہے: "ہر وہ معاملہ جو دَین کی ادائیگی کی مہلت میں اضافہ کے مقابل مدیون پر اصل دَین کی مقدار میں اضافہ کر دے یا اس کا ذریعہ بن رہا ہو وہ شرعا ممنوع معاملہ "فسخ الدَین بالدَین" (دَین کو دَین کے بدلے فسخ کرنے) میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی صورتوں میں یہ بھی ہے کہ دین کو دین کے بدلے دائن و مدیون کے مابین ایسا معاملہ کرکے فسخ کر دیا جائے جس کے تحت مدیون کے ذمہ میں فسخ شدہ دین کی مکمل یا جزوی ادائیگی کی غرض سے ایک نیا دَین آجائے، قطع نظر اس کے کہ مدیون مال دار ہے یا تنگدست ہے۔ مثلا مدیون دائن سے کوئی سامان ادھار قیمت پر خریدے پھر نقد قیمت پر دَین کی مکمل یا جزوی ادائیگی کے لئے اسے بیچ دے۔"

۳. قلبُ الدَین کی ہر وہ صورت جو دَین کی ادائیگی کی مہلت میں اضافہ کے مقابل مدیون پر اصل دَین کی مقدار میں اضافہ کا سبب بن رہا ہو یا اس کا ذریعہ بن رہا ہو وہ شرعا ممنوع معاملہ "فسخ الدَین بالدَین" (دَین کو دَین کے بدلے فسخ کرنے) میں شمار ہوتا ہے۔

۴. متعاقدَین کو عقود میں ترمیم کرنے کا جو اختیار ہے وہ اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ یہ ترمیم احکامِ شرعیہ کی مخالفت تک نہ لے جائے مثلاً مدتِ (ادائیگی) میں اضافہ کرکے واجبُ الاداء دَین میں اضافہ کرنا خواہ یہ دَین مرابحہ کی بناء پر واجب ہوا ہو، یا استصناع یا سَلَم یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے۔ نیز (متعاقدَین کو عقود میں ترمیم کا اختیار اس بات کے ساتھ بھی مقید ہے کہ یہ ترمیم اس تک نہ لے جائے جس کی حرام ہونے پر اجماع ہے، اور وہ ربا الدُیون ہے۔

ثانیا صکوکِ ھَجِینہ (Hybrid Sukuk) اور صکوکِ مرکّبہ (Composite Sukuk)

اس موضوع پر پیش کردہ مقالات پر مطلع ہونے کے بعد اکیڈمی کی کونسل نے یہ طے کیا کہ اس بارے میں کسی حتمی قرارداد کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ مزید تلاش و تحقیق کی جائے۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

اولاً مجمع کی طرف سے اس سے قبل جاری کردہ ان تجاویز کی طرف رجوع کیا جائے جن میں خصوصاً نادہندہ مدیون افراد کے لئے متعدد حَلّ تھے۔ اور یہ مجمع کی قرارداد نمبر ۲۱۸(۲/۲۳) میں مذکور ہے جو "شریعت اور موجودہ نظاموں میں اعسار (تنگدستی) اور افلاس کے احکام" کے موضوع سے متعلق ہے۔

ثانیاً اسلامی مالیاتی اداروں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ایسے مالیاتی منصوبوں کے ذریعہ نادہندہ مدیون افراد کی مدد کریں جو منصوبے ان نادہندہ افراد کو انکی سرگرمیاں آگے بڑھانے کے قابل بنائیں، اور اس طرح وہ افراد اپنی واجب ُالاداء رقوم کی ادائیگی پر قادر ہوں۔

ثالثاً اسلامی مالیاتی اداروں کے شریعہ بورڈز سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ دَین کی فروختگی، اس کے فسخ اور اس کے قلب سے متعلق اسلامی فقہ اکیڈمی کی قراردادوں کا التزام کریں۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۴۹ (۲۵/۱۱)

شریعتِ اسلامیہ میں اہلیت پر جدید نفسیاتی بیماریوں کے اثرات

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "شریعتِ اسلامیہ میں اہلیت پر جدید نفسیاتی بیماریوں کے اثرات" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اس موضوع پر کسی حتمی قرارداد کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ مزید تلاش و تحقیق کی جائے، نیز یہ بھی تجویز ہے کہ اس موضوع سے متعلق مخصوص مجلس منعقد کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵۰ (۱۲/۲۵)

عصمت دری کی وجہ سے اسقاطِ حمل کا حکم

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "عصمت دری کی وجہ سے اسقاطِ حمل کے حکم" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اس موضوع پر کسی حتمی قرارداد کو مؤخر کر دیا جائے تا کہ مزید تلاش و تحقیق کی جائے، نیز یہ بھی تجویز ہے کہ اس موضوع سے متعلق مخصوص مجلس منعقد کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵۱(۱۳/۲۵)

اسلام میں جنس بدلنے کا حکم

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "اسلام میں جنس بدلنے کے حکم" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولا جنس بدلنے سے مراد مذکر کو مؤنث بنانا اور مؤنث کو مذکر بنانا ہے۔

ثانیا شرعاً جنس بدلنا حرام ہے، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت داخل ہے:

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا (النساء ۱۱۹)

ترجمہ: اور میں انہیں راہِ راست سے بھٹکا کر رہوں گا، اور انہیں خوب آرزوئیں دلاؤں گا، اور انہیں حکم دوں گا تو چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے، اور انہیں حکم دوں گا تو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کریں گے۔ اور جو شخص اللہ کے بجائے شیطان کو دوست بنائے اس نے کھلا خسارے کا سودا کیا۔

اور اس کی دلیل وہ حدیث (بھی) ہے جو امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا کہ "رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مخنث مردوں پر لعنت فرمائی ہے، اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، نیز آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ "انہیں اپنے گھروں سے نکال باہر کرو۔"

ثالثاً اگر شوہر ظاہری طور پر خود کو عورت بنادے تو بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عیب کی بنیاد پر فسخِ نکاح کا مطالبہ کرے۔ اور جب بیوی خود کو ظاہری طور پر مرد بنادے تو شوہر کو اس بیوی کو طلاق دینے کا حق ہے۔

رابعاً مردوں اور عورتوں کے ساتھ متعلق جو شرعی احکام یعنی واجبات اور دینی و معاشرتی حقوق ثابت ہیں وہ بدستور اسی طرح رہیں گے جیسے ان میں سے کسی ایک کے ظاہری طور پر مذکر سے مؤنث یا مؤنث سے مذکر بننے سے پہلے تھے۔ خصوصاً وہ احکام جو بچوں کی حقِ پرورش، نان ونفقہ، میراث سے متعلق ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود کو مؤنث یا مذکر کی طرف منتقل کرنا حقیقی تغییر نہیں ہے، بلکہ (محض) ظاہری تغییر ہے جیسا کہ اطباء نے طے کیا ہے۔ چنانچہ اس منتقلی کا کوئی اثر ان احکام پر نہیں ہوگا جو مرد و عورت میں سے کسی کے اس تصرف کرنے سے پہلے ثابت ہوں۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

اولاً حکومتوں اور ممالک سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اس عمل کی ممانعت کریں، اور اس عمل سے یہ کام کرنے والے شخص اور معاشرے کو جو تباہ کن خطرات اور نتائج لاحق ہوتے ہیں ان کے بارے میں آگاہی دیں۔ اور جن لوگوں کو نفسیاتی یا کسی اور وجہ سے اپنی صنفی شناخت کے بارے میں امراض یا وساوس ہوں، انہیں علاج کرانے کی رہنمائی کی جائے۔

ثانیا وہ دعوتیں جو ہم جنس پرستی اور جنس کی تغییر کا دفاع کرتی ہیں اور برائی پھیلانے اور فحش امور کی اشاعت کو فرد کے حقوق اور اس کی آزادی کے دفاع کے دعوے کی بنیاد پر اپنا مقصد بناتی ہیں، ایسی دعوتوں کے خطرات کا شعور اجاگر کیا جائے۔

ثالثاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کی پناہ حاصل کی جائے، علاج کے جن اسباب کو شریعت نے مباح اور مستحب قرار دیا ہے اسے اختیار کیا جائے۔ اسی میں تمام مشکلات خصوصاً دماغی امراض سے شفاء ہے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵۲(۲۵/۱۴)

جھگڑوں، تنازعات اور آفات سے متاثرہ علاقوں میں انسانی اقدامات کی اعانت کے لئے اجتماعی اسلامی تمویل کے طریقوں کا کردار اور مشترکہ اسلامی عمل کو فروغ دینے کے لئے رضاکارانہ ثقافت کو رائج کرنے کا کردار

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ قرار داد نمبر ۱۶۵(۱۸/۳)، جو "غربت کے خاتمے کے لئے زکوٰۃ کے کردار" کے موضوع سے متعلق ہے، اس پر کونسل مطلع ہوئی، اسی طرح کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو " جھگڑوں، تنازعات اور آفات سے متاثرہ علاقوں میں انسانی اقدامات کی اعانت کے لئے اجتماعی اسلامی تمویل کے طریقوں کا کردار اور مشترکہ اسلامی عمل کو فروغ دینے کے لئے رضاکارانہ ثقافت کو رائج کرنے کا کردار" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اولاً اجتماعی اسلامی تمویل سے مراد شریعت کے احکام اور ضوابط کے مطابق اجتماعی اغراض کے لئے مال فراہم کرنا ہے، جس کے نتیجے میں معاشی خود مختاری، معاشرے کی ترقی اور زمین کی آبادکاری میں اس مال کا حصہ

ڈلتا ہے۔ تمویلِ اسلامی اجتماعی کے طریقوں میں بعض طریقے الزامی ہیں جیسے زکوٰۃ، اور بعض طریقے غیر الزامی ہیں جیسے قرض، عاریت، نفلی صدقہ اور وقف۔

ثانیا تمویلِ اسلامی اجتماعی کے طریقوں کو آفت زدہ افراد، وباؤں سے متاثر ہونے والے اور متنازعہ علاقوں میں بے گھر ہو جانے والوں کی مدد کے لئے ہونے والی انسانی کوششوں میں استعمال کرنا جائز ہے۔

مجمع درج ذیل سفارشات کرتا ہے:

۱. اس بات کا مطالبہ ہے کہ رضاکارانہ کام کے کلچر اور اس کی اہمیت کو اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ آگاہی اور رضاکاروں کی تیاری میں اضافہ ہو۔

۲. علماء، مفکرین اور دعوت دینے والوں سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ مختلف اقسام اور طریقوں پر مشتمل منظم رضاکارانہ کاموں کے انجام دینے پر سوسائٹی کو زور دیں۔

۳. مختلف میدانوں میں خصوصاً بحرانوں اور آفتوں کے زمانے میں مجموعی انسانیت کی خدمت کرنے والے رضاکارانہ کاموں کی اعانت کرنے اور انسانی اجتماعی عمل کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے، نیز بغیر دین ونسل کی تفریق کے پناہ گزینوں اور بے گھر افراد کی مدد کو مزید بڑھایا جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵۳ (۲۵/۱۵)

غربت کے خاتمے اور مال کے لین دین کے ضمان اور اس کے رواج کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں وصیت کا ایک مؤثر آلے کے طور پر کردار

مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "غربت کے خاتمے اور مال کے لین دین کے ضمان اور اس کے رواج کے لئے شریعتِ اسلامیہ میں وصیت کا ایک مؤثر آلے کے طور پر کردار" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے طویل مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اس موضوع پر کسی حتمی قرارداد کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ مزید تلاش و تحقیق کی جائے، نیز یہ بھی تجویز ہے کہ اس موضوع سے متعلق مخصوص مجلس منعقد کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵۴(۱۶/۲۵)

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی عصری تطبیقات سے متعلق نئے مسائل پر از سرِ نو غور

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۴۴(۶/۵) جو "اجارہ منتہیہ بالتملیک" کے موضوع سے متعلق تھی، اس پر کونسل مطلع ہوئی۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۱۱۰(۴/۱۲) جو "اجارہ منتہیہ بالتملیک اور اجارے کے صکوک" کے موضوع سے متعلق تھی، اس پر (بھی) کونسل مطلع ہوئی۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۱۱۵(۹/۱۲) جو "افراطِ زر اور کرنسی کی قیمتوں میں تبدیلی" کے موضوع سے متعلق تھی، اس پر (بھی) کونسل مطلع ہوئی۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۲۸(۱۲/۲۳) جو "صکوک کے بعض معاملات کے لئے کونسل کی سیکریٹیریٹ کی قائم کردہ کمیٹی کی تجاویز" کے موضوع سے متعلق تھی، اس پر (بھی) کونسل مطلع ہوئی۔ اکیڈمی کی قرارداد نمبر ۲۳۸(۹/۲۴) جو "اسلامی مالیاتی اداروں میں ہیجنگ کی سرگرمیاں" کے موضوع سے متعلق تھی، اس پر (بھی) کونسل مطلع ہوئی۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "اجارہ منتہیہ بالتملیک کی عصری تطبیقات سے متعلق نئے مسائل پر از سرِ نو غور" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے طویل مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران و ماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اس موضوع پر کسی حتمی قرارداد کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ مزید تلاش و تحقیق کی جائے، نیز یہ بھی تجویز ہے کہ اس موضوع سے متعلق مخصوص مجلس منعقد کی جائے۔

واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

قرارداد نمبر ۲۵۵(۲۵/۱۷)

خطاب الضمان (یعنی لیٹر آف کریڈٹ) اور اعتمادِ مستندی (یعنی دستاویزات کے درست ہونے کی صورت میں بینک کی طرف سے ادائیگی کا التزام) کا بیان

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل کا پچیسواں اجلاس مؤرخہ ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ سعودیہ عرب میں منعقد ہوا۔ کونسل ان مقالات پر مطلع ہوئی جو "خطاب الضمان (یعنی لیٹر آف کریڈٹ) اور اعتمادِ مستندی (یعنی دستاویزات کے درست ہونے کی صورت میں بینک کی طرف سے ادائیگی کا التزام) کا بیان" کے موضوع پر پیش کئے گئے تھے، اس موضوع پر ہونے والے طویل مناقشات اور تبادلہ خیال کو بھی کونسل نے مجمع کے ممبران وماہرین کے ساتھ بغور سنا، اور اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی:

قرارداد:

اس موضوع پر کسی حتمی قرارداد کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ مزید تلاش و تحقیق کی جائے، نیز یہ بھی تجویز ہے کہ اس موضوع سے متعلق مخصوص مجلس منعقد کی جائے۔

واللہ اعلم

ترکیہ اور شام میں زلزلے کے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی کونسل کا بیان

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدّولی کی کونسل اللہ کی قضاو قدر پر کامل ایمان اور اس کے حکم و ارادے کے سامنے سراپا تسلیم ہونے والے قلوب کے ساتھ، ترکی اور شام میں آنے والے اس تباہ کن زلزلے پر دلی افسوس اور گہرے رنج والم کا اظہار کرتی ہے، جس نے دسیوں ہزاروں جانیں لے لیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ جاں بحق ہونے والوں کو شہداء میں شمار فرمائے، زخمیوں کو جلد صحت عطا فرمائے، اور ان کے اہل خانہ کو صبر وسکون عطا کرے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

اس ہولناک انسانی سانحے کے پیشِ نظر، اکیڈمی کونسل برادر ممالک ترکی اور شام کے عوام کے ساتھ گہری ہمدردی اور مکمل یکجہتی کا اظہار کرتی ہے، اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، ان کی مدد فرمائے، اور انہیں اس آفت کے تباہ کن اثرات سے نجات دے، وہ سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

کونسل تمام مسلم امہ اور انسانی برادری سے اپیل کرتی ہے کہ وہ معتبر سرکاری اداروں کے ذریعے ان متاثرین کی مدد کے لیے آگے بڑھیں۔ اس موقع پر کونسل خاص طور پر خادم الحرمین الشریفین، شاہ سلمان بن عبد العزیز آل سعود، اور عمومی طور پر اسلامی تعاون تنظیم کے رکن ممالک کے قائدین کی جانب سے کی جانے والی امدادی کوششوں کو سراہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آزمائش کے اثرات کو جلد ختم فرمائے۔

وصلى الله على سيدنا محمد، وآله وصحبه أجمعين-

جدہ، ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ

مطابق ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء

کونسل مجمع الفقہ الاسلامی الدولی

سویڈن، ڈنمارک وغیرہ میں قرآنِ کریم کے نسخے نذرِ آتش کئے جانے کی شدید مذمت سے متعلق مجمع الفقہ الاسلامی کی کونسل کا بیان

الحمد لله رب العلمين ،والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

یہ بیان منظمۃ التعاون الاسلامی کا قائم کردہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کی کونسل کی ۲۵ ویں نشست کے دوران صادر کیا گیا، جو ۲۹ رجب تا ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۰ تا ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء کو جدہ، سعودی عرب میں منعقد ہوئی۔

اللہ ربّ العالمین کی حمد اور نبی کریم محمد ﷺ، ان کے اہل بیت اور صحابہ کرام پر درود و سلام کے بعد:

اسلامی فقہ اکیڈمی کونسل سویڈن، ڈنمارک اور دیگر ممالک میں بعض انتہا پسند عناصر کی جانب سے قرآنِ کریم کے نسخے نذرِ آتش کرنے کے عمل کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتی ہے۔ یہ قابلِ نفرت عمل ان لوگوں کے دلوں میں دنیا بھر کے تقریباً دو ارب انسانوں کے دین یعنی اسلام کے خلاف گہرے بغض اور اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان کا واضح مظہر ہے۔

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مجمع الفقہ الاسلامی امتِ مسلمہ کے لئے اعلیٰ فقہی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے، اور خیر خواہی رکھنے والے علماء کی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اور مسلمانوں اور دیگر تمام اقوام کے ساتھ دیرینہ تعلقات کی حفاظت کرتے ہوئے، اور دنیا کے امن کا تحفظ کرتے ہوئے، اور قوموں کے درمیان ہم آہنگی کو مستحکم کرنے کی کوششوں کے طور پر کونسل دوبارہ اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ ایسے غیر ذمہ دارانہ اور جارحانہ اقدامات قرآنِ مجید کی حرمت کو ذرہ برابر بھی متاثر نہیں کرسکتے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات حکمت والے علیم و خبیر پروردگار نے نازل کی ہیں۔ اس کتاب تک باطل کی کوئی رسائی نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔ یہ متقین کے لیے ہدایت، اہلِ ایمان کے لیے نصیحت، اور تمام

انسانیت کے لیے رہنمائی ہے۔ نیز کونسل اس بات کی بھی تاکید کرتی ہے کہ یہ مذموم اقدامات مسلمانوں کے دلوں میں قرآنِ کریم کی محبت کو ہرگز متزلزل نہیں کرسکتے، بلکہ ان کے ایمان کو مزید مضبوط اور ثابت قدم بناتے ہیں۔

کونسل ایک بار پھر تمام ممالک، اداروں اور بین الاقوامی تنظیموں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس قسم کی گستاخانہ حرکات کے خلاف مل کر کام کریں، اور عالمی سطح پر ایسے اقدامات کو مجرمانہ قرار دینے کے لیے بین الاقوامی قوانین اور قراردادیں منظور کریں۔

اسی طرح کونسل اسلامی ممالک اور تنظیموں سے بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ اس نوعیت کے جرائم کے مرتکب افراد کے خلاف مقامی و بین الاقوامی عدالتوں میں قانونی چارہ جوئی کریں۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد، وآلہ وصحبہ، ومن تبعہ بإحسان إلی یوم الدین-

جدہ، ۳ شعبان ۱۴۴۴ھ

مطابق ۲۳ فروری ۲۰۲۳ء

کونسل مجمع الفقہ الاسلامی الدولی